معارف القرآن (تکملہ)

تالیف

حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

ابن

شیخ التفسیر الحدیث حضرت مولانا الحافظ محمد ادریس صاحب کاندھلوی

رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

جلد ہشتم مشتمل بر تفسیر ۲۸ ۲۹ ۳۰

بہ ترجمہ حقیقت آگاہ عارف باللہ حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری قدس اللہ سرہ

شائع کردہ

مکتبہ المعارف

دار العلوم الحسینیہ شہداد پور

سندھ، پاکستان

باجازت: مکتبہ عثمانیہ بیت المکرم ۳۵۳ مہران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ فَاِذَا قَرَاْنٰہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں زمان میمنت اقتران تفسیر سراپا تنویر گنجینۂ حقائق و معارف و
خزینۂ اسرار و لطائف۔ کشّافِ مشکلاتِ قرآنیہ و وصّاف مخدّراتِ فرقانیہ
مُسمّٰی بہ

معارف القرآن (تکملہ)

تالیف: حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
ابن
شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا الحافظ محمد ادریس صاحب کاندھلوی
رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً شیخ الحدیث جامعہ أشرفیہ لاہور

جلد ہشتم مشتمل بر تفسیر پارہ (۲۸) (۲۹) (۳۰)

بہ ترجمۂ حقیقت آگاہ معارفِ پناہ عارف باللہ حضرت شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ دہلوی قدس اللہ اسرارہما

شائع کردہ
مکتبۃ المعارف
دار العلوم الحسینیہ شہداد پور
سندھ، پاکستان

www.ahlehaq.org

نام کتاب :- معارف القرآن جلد ۸
نام مصنف :- حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی رح ابن حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رح
مکمل سیٹ :- ۸ جلد
صفحات جلد ۸ :- ۶۰۰
کتابت متن قرآن کریم : خطاط القرآن حضرت سید محمد اشرف علی الحسینی سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ
کتابت سرورق :- سید انیس الحسن ابن سید الخطاطین سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم العالیہ لاہور
کتابت ترجمہ و تفسیر :- سید عصمت اللہ، سید جعفر حسین، سید ضیاء اللہ گوجرانوالہ
تعداد طبع اول :- سنہ ۱۴۱۹ھ ۱۱۰۰ (گیارہ سو)
تعداد طبع دوم :- سنہ ۱۴۲۲ھ
پریس : القادر پرنٹنگ پریس کراچی
ناشر :- مکتبہ المعارف دارالعلوم حسینیہ شہداد پور سندھ پاکستان
فون ۴۲۲۷۶ - ۴۱۳۷۶ (۰۲۲۳۲)

ملنے کے پتے

کراچی :- صدیقی ٹرسٹ، صدیقی ہاؤس۔ المنظر اپارٹمنٹس ۴۵۸ گارڈن ایسٹ
نزد لسبیلہ چوک کراچی۔ پوسٹ کوڈ نمبر ۷۴۸۰۰
لاہور :- مکتبہ عثمانیہ بیت الحمد ۳۵۳ مہران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
شہداد پور :- مکتبہ المعارف دارالعلوم حسینیہ شہداد پور ضلع سانگھڑ سندھ پاکستان پوسٹ کوڈ ۶۸۰۳۰

اہم نوٹ

ہم نے اس کتاب کی تصحیح میں حتی الوسع کوشش کی ہے پھر بھی ممکن ہے کوئی غلطی رہ گئی ہو۔ لہٰذا تمام قارئین سے التماس ہے کہ اگر کہیں غلطی پاویں تو براہِ راست ہمیں اطلاع دیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اسے درست کیا جاسکے، اللہ تعالیٰ اس کا اجر آپ کو عطا فرمائیں گے۔

خط و کتابت کیلئے :- مکتبہ المعارف دارالعلوم حسینیہ شہداد پور پوسٹ کوڈ ۶۸۰۳۰

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجازت نامہ

برائے اشاعت معارف القرآن بنام مکتبہ المعارف شہداد پور

قرآن پاک معارف القرآن از مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب جو کہ دار العلوم المحسنیہ (حسنی) شہداد پور والے حضرات نے خود دوبارہ لکھوایا ہے اور چھاپا ہے۔ ہماری طرف سے اجازت ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں کہ وہ اسکو چھپوائیں اور فروخت کریں۔

27/1/98

ڈاکٹر محمد سعد صدیقی
نبیرۂ حضرت مصنفؒ

www.ahlehaq.org

فہرست معارف القرآن جلد ہشتم (تکملہ)

مشتمل بر پارہ نمبر ۲۸ ۲۹ ۳۰

از سورۂ مجادلہ ---تا--- سورۂ والناس

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	تفسیر سورۃ المجادلہ	۱
	آغاز پارہ ۲۸ قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ	۲
۱	شکوہ والتجاء خاتون پریشان حال در بارگاہ رب العزت ذی الجلال ونزول حکم ظہار	۳
۲	ظہار کا مفہوم اور اس کا حکم شرعی	۵
۳	تنبیہ ووعید بر بغاوت ونافرمانی اور حکم خدا ورسول صلی اللہ علیہ وسلم	۶
۴	بیان عظمت خداوندی وآداب حاضری دربارگاہ رسالت	۱۰
۵	تنبیہ ووعید بر موالات ودوستی از قوم مغضوب علیہم وذلت وناکامی حزب الشیطان وفلاح وکامیابی الخ	۱۵

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۶	اختتام سورۃ المجادلہ	۱۷
	تفسیر سورۃ الحشر	۱۸
۷	جلاوطنی یہود از ارض حجاز و غلبۂ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بر باغات و قلعہائے بنی نضیر . . .	۲۲
۸	جزیرۂ عرب سے یہود کی جلاوطنی	۲۴
۹	غنیمت اور فیئ کے درمیان فرق	۲۵
۱۰	مالک حقیقی کی عطا کردہ ولایت پیکر رسالت میں	۲۶
۱۱	استحقاق مہاجرین و انصار و محبین و مخلصین صحابہ کرامؓ در مال فیئ	۲۹
۱۲	ذوی القربیٰ یتامیٰ اور ابن السبیل میں مستحقین فیئ کی قسم اول فقراء مہاجرین	۳۲
۱۳	مستحقین کی قسم دوئم انصار اور انکی خصوصیات	〃
۱۴	قسم سوم عام اہل اسلام	۳۳
۱۵	مستحقین و مصارف مال فیئ	۳۴
۱۶	مال فیئ اور مال غنیمت میں فرق	۳۵
۱۷	استحقاق کی اقسام	۳۶
۱۸	احوال منافقین و کاذبین بعد بیان اوصاف مخلصین و صادقین	۳۸
۱۹	دعوت تقویٰ و فکر آخرت برائے اہل ایمان مع ذکر عظمت رب ذوالجلال والاکرام . .	۴۲
۲۰	اسماء حسنیٰ و صفات خداوندی	۴۶
۲۱	اللہ رب العزت کے ننانوے اسماء حسنیٰ	۴۸
۲۲	اختتام تفسیر سورۃ الحشر	۵۴
	تفسیر سورۃ الممتحنہ	۵۵
۲۳	حاطب کے خط کا مضمون	۵۸
۲۴	حکم خداوندی برائے ترک محبت و دوستی از دشمنان اسلام و تکمیل اقتضاء ایمان الخ . . .	۶۱
۲۵	ترغیب اہل اسلام برائے اتباعِ اسوۂ حسنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام	۶۴

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۶	تسلی اہل ایمان بذکر بشارت وکامیابی مسلمین براعداء اسلام واجازت حسن سلوک از کافران امن پسند ومصالحین	۶۶
۲۷	حکم امتحان مہاجرات مؤمنات واحکام بیعت واطاعت	۷۰
۲۸	حکم بیعت مہاجرات مؤمنات	۷۳
۲۹	قصۂ بیعت نساء مؤمنات	۷۴
۳۰	اختتام تفسیر سورۃ الممتحنہ	۷۵
	تفسیر سورۃ الصف	۷۶
۳۱	تسبیح وتحمید خداوندی مع ترغیب اہل ایمان برائے جہاد فی سبیل اللہ	۷۷
۳۲	جہاد فی سبیل اللہ بارگاہِ خداوندی میں محبوب ترین عمل	۷۹
۳۳	شکوۂ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام از ایذا رسانی قوم والتجاء بہ بارگاہ خداوند ذوالجلال والاکرام . .	۸۰
۳۴	بشارت حضرت مسیح بن مریمؑ بہ بعثت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۸۲
۳۵	نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے کے لیئے عیسائیوں کو الخ .	۸۴
۳۶	بشارت انجیل یوحنا	۸۵
۳۷	لفظ فارقلیط کی تحقیق	۸۶
۳۸	جواب	۸۸
۳۹	نصاریٰ کی طرف سے فارقلیط کی عجیب وغریب تفسیر	۹۶
۴۰	انجیل برنابا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی تصریح کے ساتھ بشارت	۹۷
۴۱	دعوت اہل ایمان برائے تجارت رابحہ وترغیب برحصول فلاح وسعادت دنیا وآخرت	۹۹
۴۲	حواریین مسیحؑ کے بالمقابل حواریین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انصار اللہ کی عظمت ومنقبت	۱۰۱
۴۳	تاریخ عالم گواہ ہے کہ کفر کی تمام طاغوتی طاقتیں اللہ کا نور نہ بجھا سکیں	۱۰۲
۴۴	اختتام سورۃ الصف	//
	تفسیر سورۃ الجمعہ	۱۰۳
۴۵	تکمیل بشارت عیسیٰ بن مریمؑ بہ بعثت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتنبیہ بر شقاوت اہل کتاب الخ	۱۰۵

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۴۶	حضرت آدمؑ کے جنت سے نکالے جانے کی حکمت	۱۰۹
۴۷	ترغیب اہل ایمان برائے اقامت جمعہ وتاکید سعی الیٰ ذکر اللہ وترک بیع وشراء براذان	۱۱۰
۴۸	تخلیق کائنات میں یوم جمعہ کی عظمت وخصوصیت اور امت محمدیہ کی فضیلت	۱۱۲
۴۹	اختتام تفسیر سورۃ الجمعہ	۱۱۶
	تفسیر سورۃ المنافقون	//
۵۰	مذمت نفاق ومنافقین وتحقیق بیہودہ خصال منافقین	۱۱۹
۵۱	تنبیہ وتحذیر اہل ایمان از غفلت ذکر اللہ وتاکید انفاق فی سبیل اللہ	۱۲۴
۵۲	فتنۂ مال اور فتنۂ جاہ انسان کے لیئے سعادت سے محرومی کا باعث ہے	۱۲۵
۵۳	اختتام تفسیر سورۃ المنافقون	۱۲۶
	تفسیر سورۃ التغابن	//
۵۴	تقسیم اولاد آدم در قسم مؤمن وکافر وانکار وحدت قومیہ بلحاظ وطن	۱۲۸
۵۵	تنبیہ بر فکر آخرت وترغیب ایمان وعمل صالح ونصیحت برائے صبر واستقامت اطاعت خداوندی	۱۳۳
۵۶	دنیوی زندگی میں مصائب کا راز اور ان پر صبر کی تلقین	۱۳۵
۵۷	اختتام تفسیر سورۃ التغابن	۱۳۹
	تفسیر سورۃ الطلاق	۱۳۹
۵۸	احکام طلاق وعدت، نفقہ وسکنیٰ وتاکید تقویٰ وتنبیہ بر تجاوز از حدود خداوندی	۱۴۱
۵۹	زمانۂ جاہلیت میں عورت کی بے بسی اور اسلام وقرآن کا اس کے حقوق کا محافظ ہونا	۱۴۵
۶۰	ذکر احکام بعض مطلقات مع بیان حق سکنیٰ ونفقہ ومسئلۂ رضاعت	۱۴۸
۶۱	مطلقہ عورتوں کی عدت کے بعض احکام	۱۵۰
۶۲	معتدہ عورت کے لیئے نفقہ اور سکنیٰ	۱۵۱

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۶۳	طلاق ثلٰث باجماعِ امت تین طلاق ہیں	۱۵۳
۶۴	مسئلہ طلاق ثلٰث میں حدیث عبداللہ بن عباس رضؓ کی تحقیق	۱۵۴
۶۵	تنبیہ وتحذیر برنافرمانی رب العالمین ودرس عبرت بہ بیان ہلاکت قریہائے مجرمین	۱۵۷
۶۶	سات آسمانوں اور سات زمینوں کے متعلق عبداللہ بن عباس رضؓ کی روایت اور اسکی تحقیق	۱۵۹
۶۷	تاویل اول	۱۶۰
۶۸	تاویل دوم	〃
۶۹	تاویل سوم	۱۶۱
۷۰	جدید فلاسفہ کا نظریہ	〃
	تفسیر سورۃ التحریم	۱۶۲
۷۱	تعلیم صبر واستقامت وعدل وانصاف درحقوق وامور معاشرت	۱۶۵
۷۲	خطاب خاص برائے ازواج مطہرات	۱۶۸
۷۳	حکم توبہ وانابت الی اللہ باخلاص قلب ووعدۂ معافی خطایا وبشارت حصول نعمتہائے جنت	۱۷۰
۷۴	توبۃً نصوحًا کی تفسیر	۱۷۱
۷۵	میدان حشر میں اہل ایمان کا نور	۱۷۲
۷۶	نمونۂ ایمان وکفر وہدایت وشقاوت برائے خواتین عالم	۱۷۴
۷۷	آسیہؑ امرأۃ فرعون کے ایمان کا واقعہ	۱۷۶
۷۸	اختتام تفسیر سورۃ التحریم	۱۷۷
	تفسیر سورۃ الملک	۱۷۸
	آغاز پارہ ۲۹ تَبٰرَكَ الَّذِیْ	۱۷۹
۷۹	شان عظمت وقدرت خداوندی مع بیان جزائے اہل سعادت وتنبیہ وتہدید بر اہل شقاوت	۱۸۰
۸۰	توحید ذات وصفات خداوندی ایمان کی اساس ہے	۱۸۲

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۱	آسمانوں کے وجود پر قرآن کریم اور الہامی کتابوں کا فیصلہ اور حکماء یونان و فلاسفہ کے خیالات	۱۸۴
۸۲	عقوبت و تنبیہ بر انکار توحید رب العالمین	۱۸۹
۸۳	بیان انعام بر اہلِ تقویٰ و احاطۂ علم خداوندی باحوال فریقین	۱۹۳
۸۴	دلائل قدرت رب العالمین و تنبیہ و تہدید بر مجرمین و منکرین	۱۹۷
	تفسیر سورۃ القلم	۱۹۹
۸۵	بیان عظمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و تلقین صبر و استقامت	۲۰۱
۸۶	قلم اور تحریر قلم تاریخ عالم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و حقانیت کا ثبوت اعظم . .	۲۰۴
۸۷	فائدہ	۲۰۷
۸۸	عبرتناک انجام غرور و تکبر بر دولتِ دنیا و محرومی از سعادتِ آخرت	۲۰۸
۸۹	غرور و تکبر سے سرسبز و شاداب باغ کی تباہی	۲۱۰
۹۰	بشارت اہل ایمان و تقویٰ بنعمائے جنت و تذلیل و توہین کفار و مشرکین در روزِ آخرت	۲۱۳
۹۱	کشف ساق اور تجلی خداوندی کے ظہور کا مفہوم	۲۱۷
۹۲	اختتام تفسیر سورۃ القلم	۲۱۹
	تفسیر سورۃ الحاقہ	۲۲۰
۹۳	ذکر احوال قیامت و بیان انجام مکذبین و منکرین	۲۲۳
۹۴	فرشتوں کا عرش الٰہی اٹھانا	۲۲۷
۹۵	بیان عظمت کلام الٰہی و حقانیت و صداقت قرآن کریم	۲۳۰
۹۶	اختتام تفسیر سورۃ الحاقہ	۲۳۳
	تفسیر سورۃ المعارج	۲۳۴
۹۷	مجازات عناد و سرکشی کفار و شدت و کرب و اضطراب در روز قیامت	۲۳۷

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۹۸	فائدہ	۲۴۰
۹۹	حیرت واستعجاب برحالِ اہل عناد وتنبیہ وتہدید برخود فریبی ایشاں	۲۴۲
۱۰۰	اختتام تفسیر سورۃ المعارج	۲۴۳
	تفسیر سورۃ نوح (علیہ السلام)	۲۴۳
۱۰۱	بعثت رسول ہادی حق وداعی توحید نوح علیہ السلام وتمرد وسرکشی قوم ونفرت واستکبار از صدائے ایمان الخ	۲۴۶
۱۰۲	شکوۂ نوح علیہ السلام ببارگاہ خداوندی برنافرمانی وسرکشی قوم	۲۵۱
۱۰۳	دنیا میں شرک کا آغاز کیونکر ہوا	۲۵۳
۱۰۴	اختتام تفسیر سورۂ نوح ؑ	۲۵۵
	تفسیر سورۃ الجن	۲۵۶
۱۰۵	تاثیر حقانیت قرآن برقوم جن کا قبول ایمان	۲۵۹
۱۰۶	وجود جن کے بارے میں فلاسفہ کا خیال	۲۶۵
۱۰۷	طائف سے واپسی پر مقام نخلہ میں جنات کا قرآن کریم سُننا اور اس پر ایمان لانا	۲۶۶
۱۰۸	حکم اعلان توحید واعلان برأت از شرک وفیصلۂ عذاب برائے مجرمین	۲۶۹
۱۰۹	تمام امت کا اجماعی فیصلہ کہ عالم الغیب صرف اللہ رب العزت ہے	۲۷۱
۱۱۰	اختتام تفسیر سورۃ الجن	۲۷۲
	تفسیر سورۃ المزمّل	۲۷۳
۱۱۱	حکم قیام اللیل وتاکید ترتیل وتحسین در تلاوت کلام اللہ تعالیٰ	۲۷۵
۱۱۲	اتمام حجت خداوندی برمنکرین وکفار بہ بعثت سید الابرار خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	۲۷۹
۱۱۳	يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا سے متعلق فائدہ	۲۸۱
۱۱۴	حکم تخفیف در قیام لیل ورخصت برائے ضعفاء ومجاہدین	۲۸۲

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۱۵	فرضیت تہجد اور ایک سال بعد تخفیف کا حکم	۲۸۴
۱۱۶	فائدہ	۲۸۶
۱۱۷	نمازوں میں مطلق قراءۃ قرآن کی فرضیت	//
	تفسیر سورۃ المدثر	۲۸۷
۱۱۸	حکم اعلان توحید و رسالت سید المرسلین ؐ و تہدید بر اعراض مجرمین	۲۹۰
۱۱۹	فائدہ	۲۹۵
۱۲۰	رب سمٰوات وارض کے لشکر بس وہی جانتا ہے	//
۱۲۱	تنبیہ بر انکار مجرمین و بیان قانون جزاء و سزا در روز قیامت	۲۹۸
	تفسیر سورۃ القیامۃ	۳۰۰
۱۲۲	احوال روزِ قیامت مع ذکر مناظر محشر و شدت کرب بوقت مرگ انسانی و حسرت و ملال بر محرومی از ہدایت	۳۰۳
۱۲۳	نفس کی حقیقت اور اس کی قسمیں	۳۰۸
۱۲۴	فائدہ	۳۱۱
۱۲۵	اختتام تفسیر سورۃ القیامۃ	//
	تفسیر سورۃ الدہر	۳۱۲
۱۲۶	ابتدار ہستی انسان در عالم و عطار صلاحیت برائے فرق درمیان حق و باطل مع ذکر انعامات الخ	۳۱۵
۱۲۷	نسل انسانی کا عدم سے وجود میں آنا	۳۲۰
۱۲۸	ڈارون کا عجیب و غریب نظریہ	۳۲۲
۱۲۹	عظمت کلام رب العالمین و تاکید بر پابندی احکام و دوام ذکر و بندگی	۳۲۵
۱۳۰	فائدہ	۳۲۶
۱۳۱	اختتام تفسیر سورۃ الدہر	//

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	تفسیر سورۃ المرسلات	۳۲۷
۱۳۲	اعلان پراگندگی نظام عالم برائے تکمیل وعدۂ قیامت وبربادی مجرمین وانعام والطاف برمؤمنین	۳۳۱
۱۳۳	سورۃ والمرسلات میں اختیار کردہ الفاظ قسم کی تشریح (حاشیہ)	″
۱۳۴	آیت وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ الخ کے تکرار کی حکمت	۳۴۱
۱۳۵	اختتام تفسیر سورۃ المرسلات	۳۴۲
	تفسیر سورۃ النبا	۳۴۳
	آغاز پارہ ۳۰ عَمَّ	″
۱۳۶	گستاخی مجرمین بصورت سوال ومطالبہ روز قیامت وذکر قانونِ جزا وسزا مع دلائل قدرت	۳۴۵
۱۳۷	فائدہ	۳۴۹
۱۳۸	انعامات وراحت واکرام وعزت برائے اہلِ ایمان وتقویٰ واصحاب ہدایت	۳۵۰
	تفسیر سورۃ النّٰزعات	۳۵۲
۱۳۹	ہیبت واضطراب درروز محشر وفلاح وکامرانی اہل ایمان	۳۵۵
۱۴۰	راجفہ اور رادفہ کی تفسیر	۳۵۸
۱۴۱	فائدہ	″
۱۴۲	اعلانِ خداوندی بقدرت کاملہ وعاجزی وپستی کائنات پیش عظمت الٰہی	۳۶۰
۱۴۳	مسئلۂ آخرت اور بعث بعد الموت	۳۶۳
۱۴۴	عالم جسمانی کی حقیقت اور اس کی موت وحیات	۳۷۰
۱۴۵	مسئلۂ بعث اور معاد ابدان	۳۷۱
۱۴۶	معاد جسمانی اور حشر ابدان پر عقلی شواہد	۳۷۴

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	تفسیر سورۃ عبس	۳۷۶
۱۴۷	ترغیب بلاطفت باضعفاء مؤمنین واستغناء وبے نیازی از اہل دنیا ومتکبرین	۳۷۹
۱۴۸	نظام قدرت وربوبیت کے کرشمے	۳۸۲
۱۴۹	فقراء ودرویش دراصل عنایت وتوجہ خداوندی کے مظہر ہوتے ہیں	۳۸۳
۱۵۰	نکتہ	″
۱۵۱	اثبات قیامت کے لیئے دلائل آفاق وانفس	۳۸۴
۱۵۲	اموات کے لیئے قبر اور دفن قانونِ فطرت ہے	″
	تفسیر سورۃ التکویر	۳۸۶
۱۵۳	ہولناک مناظر روز قیامت وپیشیٔ اعمال وفیصلہ جزا وسزا	۳۸۸
۱۵۴	شمس وقمر کی قسموں سے مضمون کی مناسبت	۳۹۲
۱۵۵	ابطال جبر وقدر	۳۹۴
	تفسیر سورۃ الانفطار	″
۱۵۶	حوادث ارض وسماء وشمس وقمر بر قیام قیامت	۳۹۶
۱۵۷	مغرور ونافرمان انسان کو خلاق رب العالمین کی ایک دھمکی	۳۹۸
	تفسیر سورۃ المطففین	۴۰۰
۱۵۸	وعید بر اتلاف حقوق وخیانت دروزن وپیمائش	۴۰۲
۱۵۹	معاملات میں عدل وانصاف وامانت	۴۰۴
۱۶۰	کرامت وعزت برائے مؤمنین مطیعین	۴۰۶
۱۶۱	فائدہ ہذا	۴۰۸

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۶۲	فائدہ ۲	۴۰۸
	تفسیر سورۃ الانشقاق	۴۰۹
۱۶۳	قانونِ مجازات ومراتب جہود عملیہ درحیات انسانی	۴۱۱
۱۶۴	شفق کی تفسیر (حاشیہ)	۴۱۳
۱۶۵	احکام الٰہی کی قسمیں	۴۱۴
۱۶۶	آیت سجدہ	۴۱۵
	تفسیر سورۃ البروج	۴۱۷
۱۶۷	تنبیہ وتہدید برسرتابی انسان از طاعت خداوندی وتاکید استقامت برایمان	۴۱۸
۱۶۸	یوم موعود اور شاہد ومشہود کی تفسیر	۴۲۰
۱۶۹	اصحاب الاخدود یعنی آگ کی خندقیں کھودنے والوں کا قصہ	۴۲۱
۱۷۰	تنبیہ خداوندی بدوام عذاب جہنم برتعذیب مؤمنین ومؤمنات	۴۲۴
	تفسیر سورۃ الطارق	۴۲۶
۱۷۱	دعوت فکر در تخلیق انسانی وشہادت ارض وسمار ونجوم بر مسئلہ بعث بعد الموت	۴۲۸
	تفسیر سورۃ الاعلیٰ	۴۳۰
۱۷۲	فلاح وسعادت از ذکر خداوندی وانہماک در صلوٰۃ وعبادت	۴۳۱
	تفسیر سورۃ الغاشیہ	۴۳۵

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۷۳	تنبیہ انسان غافل از وقوع قیامت ودعوت فکر برائے رجوع الی اللہ	۴۳۷
۱۷۴	دلائل قدرت میں غور وفکر تقاضائے فطرت اور باعث سعادت ہے	۴۴۰
	تفسیر سورۃ الفجر	۴۴۱
۱۷۵	تاریخ اقوام مکذبین وتقسیم فطرت انسانی بصورت شقاوت وسعادت	۴۴۴
۱۷۶	قدیم اقوام میں ارم ذات العماد کی تاریخی عظمت اور قہر خداوندی سے ہلاکت	۴۴۸
۱۷۷	عذاب خداوندی کی عظمت وشدت	۴۵۰
۱۷۸	فائدہ	//
۱۷۹	اختتام تفسیر سورۃ الفجر	۴۵۱
	تفسیر سورۃ البلد	۴۵۲
۱۸۰	انقسام عمل درخیر وشر مع بیان عظمت مہبط وحی وسرچشمۂ ہدایت	۴۵۴
۱۸۱	فائدہ	۴۵۸
۱۸۲	تواصی بالصبر انفرادی اور اجتماعی فلاح کا باعث ہے	۴۵۹
	تفسیر سورۃ الشمس	۴۶۰
۱۸۳	استعداد خیر وشر در طبیعت بشریہ ومعیار سعادت وشقاوت	۴۶۱
۱۸۴	قوم ثمود کی اجمالی تاریخ	۴۶۷
	تفسیر سورۃ اللّیل	۴۶۹
۱۸۵	تقسیم جہود علمیہ درحیات انسانی وترتب ثمرات سعادت وشقاوت	۴۷۱
۱۸۶	ایمان وتقویٰ اور جود وسخا کا پیکر اعظم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۴۷۳

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۸۷	حضرت علی رضؓ کی شہادت کہ صدیق اکبر رضؓ ہی رسول اللہ صلی اللہ کے بعد مستحق خلافت تھے	۴۷۴
	تفسیر سورۃ الضحیٰ	۴۷۸
۱۸۸	الغامات خاصہ بر ذات اقدس نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام وامر باداء شکر	۴۷۹
۱۸۹	انعامات خداوندی اور مکارم نبوی ﷺ	۴۸۲
	تفسیر سورۃ الانشراح	۴۸۴
۱۹۰	بشارت بانشراح صدر ورفع گرانی قلب وازالہ شدائد ہمت شکن	۴۸۵
۱۹۱	فائدہ	۴۸۷
۱۹۲	شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وبلندی	〃
	تفسیر سورۃ التین	۴۹۲
۱۹۳	شہادت اشجار واماکن بر خالقیت رب العالمین ومبدار ومعاد انسان	۴۹۳
۱۹۴	تین اور زیتون کی تفسیر	۴۹۶
	تفسیر سورۃ العلق	۴۹۷
۱۹۵	آغاز وحی بامر قرارۃ باسم رب العالمین ومذمت وتہدید بر مخالفت رسولِ خدا صلعم . .	۴۹۹
	تفسیر سورۃ القدر	۵۰۵
۱۹۶	عظمت شب قدر وماہ رمضان بنزول قرآن	۵۰۶
۱۹۷	شب قدر اور نزول قرآن	۵۰۷

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۹۸	شب قدر امت محمدیہ کی خصوصیت	۵۱۰
	تفسیر سورۃ البینۃ	۵۱۱
۱۹۹	ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم و آیات قرآن سرچشمہ علوم و برہان ہدایت	۵۱۳
	تفسیر سورۃ الزلزال	۵۱۶
۲۰۰	حوادث و زلازل بوقت وقوع قیامت	۵۱۷
	تفسیر سورۃ العٰدیات	۵۱۹
۲۰۱	سرگرمی بہائم در اطاعت مالک و نافرمانی و ناشکری انسان با آقا و رب العالمین	۵۲۱
	تفسیر سورۃ القارعہ	۵۲۳
۲۰۲	حوادث زمان و قوارع دہر بروز محشر و تنبیہ برائے بیداری از خواب غفلت	۵۲۵
۲۰۳	مادی اجسام کا ثقل اور روحانیات کی لطافت	۵۲۶
	تفسیر سورۃ التکاثر	۵۲۷
۲۰۴	تنبیہ و تہدید بر غفلت از آخرت و وعید بر حرص مال و دولت	۵۲۸
	تفسیر سورۃ العصر	۵۳۲
۲۰۵	کلام اللہ میں زمانہ کی قسم کھانا انسانی حیات کو ضیاع و خسران سے محفوظ رکھنے کے لیئے ہے	۵۳۳

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۰۶	فائدہ	۵۳۵
	تفسیر سورۃ الہُمزۃ	۵۳۶
۲۰۷	طعن و تشنیع و عیب جوئی و حب مال موجب ہلاکت و باعث نار جہنم	۵۳۷
۲۰۸	ہمزہ اور لمزہ کی تفسیر	۵۳۹
	تفسیر سورۃ الفیل	۵۴۰
۲۰۹	نزول غضب خداوندی بر ہتک حرمات الٰہیہ و تحقیر مرکز ہدایت	۵۴۱
۲۱۰	قصۂ اصحاب فیل	۵۴۳
۲۱۱	فائدہ	۵۴۹
	تفسیر سورۃ قریش	״
۲۱۲	انعامات خداوندی بر قریش بصورت عطاء رزق و امن و تسہیل وسائل سفر	۵۵۰
۲۱۳	فائدہ	۵۵۲
	تفسیر سورۃ الماعون	۵۵۳
	. . . . .	
	تفسیر سورۃ الکوثر	۵۵۵
۲۱۴	انعام رب ذوالجلال بعطاء کوثر و ہلاکت و بربادی دشمن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	۵۵۶

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۱۵	الکوثر کا مفہوم	۵۵۷
	تفسیر سورۃ الکافرون	۵۵۹
۲۱۶	اعلان استقامت بر اسلام و شعائر اسلام و بیزاری از مراعات اہل باطل	۵۶۰
۲۱۷	فائدہ	۵۶۳
	تفسیر سورۃ النصر	〃
۲۱۸	ذکر بشارت فتح و نصرت و غلبۂ دین و ظہور اسلام مع حکم تسبیح و استغفار .	۵۶۵
۲۱۹	سورۃ النصر کا نزول قبل از فتح مکہ یا بعد از فتح	۵۶۶
	تفسیر سورۃ اللہب	۵۶۸
۲۲۰	خسران و بربادی در دنیا و عقبیٰ از دشمنیٔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم	۵۶۹
	تفسیر سورۃ الاخلاص	۵۷۲
۲۲۱	اعلان توحید خداوندی و تقدیس و تنزیہہ از مماثلت و مشابہت	۵۷۴
۲۲۲	فائدہ	۵۷۶
	تفسیر المعوذتین سورۃ الفلق و سورۃ الناس	۵۷۷
۲۲۳	معوذتین کے بارے میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا موقف	۵۸۰

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۲۴	تعلیم تعوذ و حصول پناہ از مہالک حسیہ	۵۸۳
۲۲۵	فائدہ	۵۸۴
۲۲۶	تعلیم و تلقین از مہالک باطنیہ و آفات نفسانیہ	۵۸۵
۲۲۷	معوذتین کی تفسیر میں حکماء و عارفین کی تحقیق و تشریح	۵۸۷
۲۲۸	امام رازیؒ کی تحقیق منیف	〃
۲۲۹	قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتویؒ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام معرفت التیام	۵۹۲
۲۳۰	اختتام تفسیر	۵۹۶
۲۳۱	کلمات دعاء	۵۹۷
۲۳۲	دعاء ختم القرآن	۵۹۸

کتابت ع۔م شہدادپور

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ المجادلہ

سورۃ المجادلہ مدنی سورت ہے جس کی بائیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

یہ سورت بہت سے فقہی اور شرعی احکام پر مشتمل ہے ابتداء سورت اس مجادلہ اور جھگڑے کے قصہ سے فرمائی گئی جو خولہ بنت ثعلبہؓ کا اپنے خاوند سے پیش آیا تھا کہ ان کے خاوند اوس بن صامتؓ نے ظہار کر کے ان کو اپنے اُوپر حرام کر لیا تھا تو خولہ بنتِ ثعلبہؓ شکایت کرتی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس وقت تک کوئی حکمِ شرعی اس بارہ میں نازل نہیں ہوا تھا زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی شخص اپنی عورت کو اپنے پر حرام کرنے کا ارادہ کرتا تو اپنی بیوی کو کہہ دیتا "انتِ علیَّ کَظَھرِ اُمِّی"، کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔ تو یہ آہ وزاری کرتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپؐ نے فرمایا بس تو اپنے خاوند پر حرام ہو گئی ہے خولہؓ بار بار کہتی رہی یا رسول اللہ اس نے مجھے طلاق نہیں دی اور مسلسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کرتی رہیں اور اس دوران یہ بھی کہا یا رسول اللہ میرے خاوند نے میرا مال بھی کھایا میری جوانی بھی گذر گئی عمر بڑی ہو چکی میری اولاد مجھ سے جُدا ہو چکی اب میں کیا کروں پھر پروردگار کی طرف رُخ کر کے دعا مانگی اے اللہ میں تیری بارگاہ میں اپنے رنج وغم کا شکوہ پیش کرتی ہوں تو ہی اس کو دور فرمانے والا ہے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ الخ کہ اے ہمارے پیغمبر! اللہ نے اس عورت کی بات سُن لی ہے۔ جو آپؐ سے جھگڑ رہی ہے[عہ] اپنے خاوند کے معاملہ میں اور اللہ کی طرف وہ اپنی شکایت پیش کر رہی ہے تو ابتداء سورت میں ظِہار کر لینے پر کفارہ اور کفارۂ ظہار کا حکم بیان فرمایا گیا۔ پھر اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضری کے آداب واحکام بیان کیئے گئے اور یہودیوں کی اس بے ہودگی کو بھی ذکر کیا گیا جو وہ آپؐ کی مجلس میں آکر کیا کرتے تھے جس سے ان کی غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچانا ہوتی تھی اسی کے ساتھ منافقین کے بھی احوال ذکر کیئے اور اخیر سورت میں ایمان کی اصل بنیاد و اساس کا ذکر کیا گیا کہ وہ حُب فی اللہ اور بغض فی اللہ ہے اور جب تک کوئی شخص ایمان کے ان تقاضوں کی تکمیل نہیں کر سکتا وہ اللہ اور آخرت پہ ایمان لانے کا عملی ثبوت پیش کرنے سے قاصر ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرمایا کیسی بابرکت اور عظمت والی وہ ذات ہے جو

عہ تفسیر روح المعانی۔ ابن کثیر جلد رابع۔

www.ahlehaq.org

تمام عالم کی آوازوں کو سُنے۔

یہ عورت جھگڑا لے کر آئی اور میرے حجرہ کے گوشے میں بیٹھی وہ جھگڑ رہی تھی بات کر رہی تھی اور میں حجرہ کے گوشہ میں ہونے کے باوجود اس کی کچھ باتیں نہیں سُن سکی تھی مگر سبحان اللہ کہ ربُّ العزّت سات آسمانوں کی بلندی سے اس کی باتیں سُن رہا تھا جب وہ یہ کہہ رہی تھی اللّٰھمّ انی اشکو الیک۔ چنانچہ تھوڑی دیر گذری کہ جبریل امینؑ یہ آیات لے کر نازل ہوئے ؎

اٰیاتُھا ۲۲ | ۵۸ : سُورَۃُ المُجَادَلَۃِ مَدَنِیَّۃٌ : ۱۰۵ | رُکُوعَاتُھا ۳

سورۂ مجادلہ مدنی ہے، اور اس کی بائیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے، جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِھَا وَتَشْتَكِیْٓ اِلَى

سُن لی اللہ نے بات اس عورت کی، جو جھگڑتی ہے تجھ سے اپنے خاوند پر اور جھینکتی ہے

اللّٰہِ ۖ وَاللّٰہُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝۱

اللہ کے آگے، اور اللہ سُنتا ہے سوال جواب تم دونوں کا۔ بے شک اللہ سُنتا ہے دیکھتا۔

اَلَّذِیْنَ یُظٰھِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕھِمْ مَّا ھُنَّ اُمَّھٰتِھِمْ ۭ

جو لوگ ماں کہہ بیٹھیں تم میں اپنی عورتوں کو وہ نہیں ان کی مائیں۔

اِنْ اُمَّھٰتُھُمْ اِلَّا الّٰۗیْ وَلَدْنَھُمْ ۭ وَاِنَّھُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا

مائیں وہی جنہوں نے اُن کو جنا۔ اور وہ بولتے ہیں ایک ناپسند

مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۲ وَالَّذِیْنَ

بات اور جھوٹ۔ اور اللہ معاف کرتا ہے بخشنے والا۔ اور جو

؎ صحیح بخاری۔ ابنِ ماجہ

www.ahlehaq.org

يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ

ماں کہہ بیٹھیں اپنی عورتوں کو ، پھر وہی کام چاہیں جس کو کہا ہے تو آزاد کرنا

رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ

ایک بردہ ، پہلے اس سے کہ آپس میں ہاتھ لگادیں۔ اس سے تم کو نصیحت ہوگی۔ اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۳ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

خبر رکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ پھر جو کوئی نہ پاوے، تو روزہ دو مہینے کا

مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ

لگاتار ، پہلے اس سے کہ آپس میں چھوئیں ۔ پھر جو کوئی نہ کر سکے تو

فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ

کھانا دینا ہے ساٹھ محتاج کا ۔ یہ اس واسطے کہ حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۴

اور یہ حدیں باندھی ہیں اللہ کی۔ اور منکروں کو دُکھ کی مار ہے ۔

شکوۂ التجا خاتون پریشان حال دربارگاہِ ربّ العزّت ذی الجلال

ونزولِ حکم ظِہار

قال اللہ تعالیٰ۔ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ ۔۔۔۔ الیٰ ۔۔۔ ۔ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔

(ربط) گزشتہ سورت کا مضمون انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور ان کے ذریعہ عالم دنیا کے لیے سامانِ ہدایت و رحمت کا ذکر تھا اب اس سورت کی ابتداء اس مضمون سے کی جارہی ہے کہ اللہ ربّ العزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایسے ہدایات و احکام نازل فرماتا ہے جن سے لوگ اپنی پریشانیوں سے چھٹکارا حاصل کرسکتے ہیں اگر وہ اپنی زندگی کے کسی شعبہ میں بھی کسی وقت پریشان و مضطرب ہوں تو خدا تعالےٰ کس طرح اُن کی التجا سُنتا ہے اور احکام شریعت کے ذریعہ کس طرح ان کی پریشانیاں دُور فرماتا ہے۔

www.ahlehaq.org

چنانچہ ارشاد فرمایا۔

بے شک اللہ نے سُن لی ہے اس عورت کی بات جو لے ہمارے پیغمبر آپ سے جھگڑ رہی تھی اپنے خاوند کے حق میں اور شکایت کر رہی تھی اپنی مصیبت و پریشانی کی اللہ کے سامنے اور اسی کی بارگاہ میں التجا کر رہی تھی اور اللہ سُن رہا تھا تم دونوں کے سوال و جواب کو اور آپس کی ردو قدح کو کہ خولہؓ کہہ رہی تھی یارسول اللہ اُس نے مجھے طلاق نہیں دی اور اب میں کس طرح زندگی گزاروں کہ اس کے یہ کہنے سے کہ "تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے" میں حرام ہوگئی۔ اور آپؐ کہتے تھے کہ مجھ پر تو کوئی اور حکم اللہ کی طرف سے نازل نہیں ہوا۔ بے شک اللہ خوب سُنتا دیکھتا ہے تو اس نے ایک دُکھی عورت کی آواز و التجاء کو سُنا اور اس کی مصیبت و پریشانی سے نجات پانے کا راستہ پیدا کر دیا اور آئندہ کے لیے اس قسم کی بات کرنے والوں کے واسطے یہ حکم نازل کر دیا کہ جو لوگ ظِہار کر بیٹھیں تم میں سے اپنی عورتوں سے اور ان کو اپنی ماں کہہ بیٹھیں اور ماں کے بدن سے انکو تشبیہ دیدیں تو وہ نہیں ہو جاتیں انکی مائیں ـــــ اُن کی مائیں تو صرف وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا اور یقیناً وہ بول رہے ہیں ایک بہت ہی ناپسندیدہ اور جھوٹی بات کہ جس عورت نے ان کو جنا نہیں وہ کیسے ان پر ماں کی طرح حرام ہو سکتی ہے یہ بیہودہ بات ایسی تو نہ تھی کہ اس پر درگذر کیا جاتا لیکن اللہ بہت ہی درگزر کرنے والا ہے جو اپنے بندوں کو بخشنے والا ہے تو اب ایسی صورت حال میں قانونِ خداوندی اور حکم شرعی یہ ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنی عورتوں سے ظِہار کر لیں اور پھر وہ لوٹنا چاہیں اسی چیز کی طرف جس کے واسطے انہوں نے یہ کہا یعنی حرمتِ تعلق اور وہ پھر اس علاقۂ زوجیت کی طرف لوٹنا چاہیں تو ایک غلام آزاد کرنا ہے اس سے قبل کہ وہ ایک دوسرے کو چھوئیں عہ۔

اے مسلمانو! یہ ہے وہ بات جس کی نصیحت تم کو کی جا رہی ہے۔ اور اس حکم کا تم کو پابند کیا جا رہا ہے۔ اور اللہ تو خوب خبر رکھنے والا ہے ان تمام کاموں کی جو تم کرتے ہو پھر اگر کوئی شخص نہ پائے غلام اور اس کی

عہ حنفیہ کے یہاں ظہار میں یہی حکم ہے کہ کفارہ ادا کرنے سے قبل مرد و عورت آپس میں نہیں مِل سکتے جماع اور دواعیِ جماع سب ممنوع ہیں۔ چنانچہ متعدد احادیث میں اس کی تصریح ہے۔ زہریؒ نے تصریح کی ہے کہ لمس و تقبیل وغیرہ بھی جائز و حلال نہیں ہے جب تک کہ کفارہ نہ ادا کرے عکرمہؓ۔ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا یارسول اللہ میں نے اپنی عورت سے قربت کر لی قبل اس کے کہ میں کفارہ ادا کر دوں۔ آپؐ نے اس پر نکیر فرمائی اور فرمایا اس بات پر آخر تجھے کس بات نے آمادہ کیا اس نے اپنا عذر بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا لا تقربها حتیٰ تفعل ما امرك اللہ عزوجل کہ تو اس کے قریب بھی نہ جا جب تک کہ تو اس بات کی تکمیل نہ کر لے جس کا اللہ عزوجل نے تجھے حکم دیا ہے یعنی کفارہ ادا کر لے امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن غریب صحیح فرمایا ہے اور امام ابوداؤد و نسائی نے اس کو عکرمہؓ سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۴)

ظہار کے تفصیلی احکام کے لیئے کتب فقہ کی مراجعت فرمائی جاوے ۱۲۔

www.ahlehaq.org

قدرت نہ ہو کہ غلام آزاد کرے تو پھر دو مہینہ کے روزے ہیں پے در پے قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو چھوئیں پھر اگر کوئی اس کی بھی کوئی استطاعت نہیں رکھتا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یہ حکم مذکورہ بالا کفارہ کی تین صورتوں میں ہے اس لیے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اور تابع دار ہو اللہ کے ہر حکم کے اور اس کے رسول کے اور یہ اللہ کی حدود ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں پر مقرر کر دی ہیں ان پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری لازم ہے اور کافروں کے واسطے بڑا ہی دردناک عذاب ہے۔ اللہ کے حکم سے روگردانی درحقیقت انسان کا خود اپنے اوپر ظلم ہے جس کی سزا سے وہ ہرگز نہیں بچ سکتا اسی وجہ سے اللہ نے حدود مقرر کر دیں تاکہ اِن سے کوئی تجاوز نہ کرے۔

ظِہار کا مفہوم اور اُس کا حُکم شرعی

جیسا کہ تفسیری کلمات سے معلوم ہو چکا ظِہار کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی مرد اپنی عورت کو یہ کہے انت علیّ کظھر امّی کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح حرام ہے۔ اصطلاحِ شریعت میں ظہار اپنی بیوی کو یا اس کے کسی ایسے جزء شائع کو جس سے سارے جسم کو اور ذات کو تعبیر کیا جا سکتا ہو۔ اپنی ماں سے یا اس کے کسی ایسے حصّہ سے تشبیہ دینا جس کا دیکھنا جائز نہیں ہے اسی طرح دیگر محرماتِ ابدیہ سے تشبیہ دینا ظہار ہے لفظ ظِہار ظَہر بمعنی پشت سے مشتق ہے یہ لفظ اگرچہ تلفظ اور ذکر کیا جاتا ہے مگر مراد مجازاً پیٹھ یا مقامِ مخصوص ہوتا ہے۔ حیاءً لفظ ظہار بولنا اختیار کیا گیا۔ کلام عرب میں اس طرح کا مجازاً استعمال شائع اور معروف ہے۔ ان آیات کے نزول سے پیشتر ظہار کو قطعی طلاق شمار کیا جاتا تھا اور اس وقت اسلام میں اس صورتِ خاص کا کوئی حکم بھی نازل نہ ہوا تھا اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداءً فرما دیا تھا کہ اَب تو اس پر حرام ہو چکی اور اب کوئی صورت تیرے واسطے نہیں یہاں تک کہ یہ کفارہ کا حکم قرآن کریم میں نازل ہو گیا اب ظہار کرنے پر شریعت کے نزدیک کفارہ کی یہ شکل نکل آئی اور اس طرح کفارہ ادا کر کے مرد اپنی بیوی کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

فقہاء کے نزدیک یہ بات تو بالاجماع ہے کہ ان الفاظ کے کہنے سے ظہار ہو جائے گا۔ لیکن ان الفاظ یعنی "انتِ علیّ کظھرِ امّی" کے علاوہ اور کوئی لفظ کہے اس کی متعدد صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً "ظھر" تو کہے لیکن "امّ" کا لفظ نہ کہے تو اگر ام کے علاوہ کسی غیر محرم کا ذکر کیا یعنی محرم سے تشبیہ نہیں دی تو اس صورت میں بالاتفاق ظہار نہ ہو گا۔ اس لیے کہ اپنی عورت سے قربت کو اگر ایسی عورت کی قربت سے تشبیہ دی جس سے نکاح ہو سکتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ اگر ماں کے سوا ان عورتوں کے ساتھ تشبیہ دی جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہیں خواہ نسباً ہوں مثلاً بہن۔ پھوپھی۔ بیٹی۔ نواسی یا رضاعت کے رشتہ سے مثلاً جیسے کہ رضاعی بہن اور رضاعی بیٹی وغیرہ تو ان صورتوں میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ظِہار ہو گا امام شافعیؒ کے نزدیک اس میں دو قول ہیں پہلا قول یہ تھا کہ ظہار نہ ہو گا۔ دوسرا یہ کہ ظہار ہے۔ دوسری شکل یہ کہ ماں کی پشت سے تو تشبیہ نہیں دی بلکہ اس کے کسی عضو کے ساتھ تشبیہ دی ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک ایسے عضو کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ ان کا دیکھنا

www.ahlehaq.org

حرام نہیں مثلاً ہاتھ۔ پاؤں۔ چہرہ۔ آنکھ تو اس میں ظہار نہیں اور اگر ایسے اعضاء سے تشبیہ دی ہے کہ ان کا دیکھنا حرام ہو مثلاً ران۔ سرین اور پیٹ تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ظہار ہے۔

تیسری شکل یہ کہ نہ ماں کا ذکر ہو اور نہ پشت کا بلکہ یہ کہے کہ تو مجھ پر میری بہن یا بیٹی کی طرح ہے تو اس شکل میں فقہاء حنابلہ و شافعیہ ظہار نہیں کہتے لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس شکل میں بھی ظہار ہے لفظ مِنْكُمْ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظہار مسلمان کر سکتا ہے۔ کافر ذمی کو ظہار کا حق نہیں۔

تفصیل کے لیئے کتب فقہ کی مراجعت فرمائیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ

جو لوگ مخالف ہوئے اللہ سے، اور اس کے رسول سے، وہ رد ہوئے جیسے کہ رد

الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۚ وَلِلْكَافِرِينَ

ہوئے ان سے پہلے، اور ہم نے اُتاریں ہیں آیتیں صاف۔ اور منکروں کو

عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٥﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُم بِمَا

ذلت کی مار ہے۔ جس دن اٹھاوے گا اللہ ان سب کو، پھر جتاوے گا ان کو

عَمِلُوا ۚ أَحْصَاهُ اللَّهُ وَنَسُوهُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

انکے کیئے۔ اللہ نے وہ گن رکھے ہیں اور وہ بھول گئے۔ اور اللہ کے سامنے ہے

شَهِيدٌ ﴿٦﴾ ع

ہر چیز۔

تنبیہ و وعید بر بغاوت و نافرمانی از حکم خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ تعالیٰ۔ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ... الی ... وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

(ربط) گزشتہ آیات میں کفارۂ ظہار کا حکم بیان فرما کر اخیر میں فرما دیا گیا تھا یہ احکام اللہ کی حدود ہیں۔ اور حدودِ خداوندی سے تجاوز کرنا اللہ کو ہرگز گوارا نہیں ہو سکتا تو اب ان آیات میں احکام خداوندی سے بغاوت

www.ahlehaq.org

کرنے والوں اور اللہ کی حدود سے تجاوز کرنے والوں پر وعید و تنبیہ ہے فرمایا۔

بے شک جو لوگ مخالفت کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی وہ ذلیل و خوار ہوئے جیسا کہ ذلیل ہوئے وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے اور ہم نے اتار دی ہیں کھلی کھلی نشانیاں اور واضح احکام جن کے بعد نہ کوئی تردد ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ابہام باقی رہ سکتا ہے اور کافروں کے واسطے بڑا ہی ذلیل کر دینے والا عذاب ہے۔ جس دن کہ اٹھائے گا اللہ ان سب کو پھر کھول کر رکھ دے گا ان کے سامنے ان کے وہ کام جو انہوں نے کیئے۔ اللہ نے تو اس کا احاطہ کر رکھا ہے اور انہوں نے اس کو بھلا دیا ہے ہر انسان اور اس کا عمل اور اس کی ہر حالت خدا کے احاطہ میں ہے کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں گو انسان اپنے اعمال اور احوال کو بھلا دیتا ہے اور نہ ہی اس کو قیامت یاد رہتی ہے۔ اور اللہ کے سامنے ہر چیز حاضر ہے کوئی ذرّہ آسمانوں اور زمین میں اس سے پوشیدہ نہیں۔ ہر ایک کے سامنے اس کے اعمال کا دفتر کھول کر رکھ دیا جائے گا زبان پر مہر لگا دی جائے گی اور انسان کے ہاتھ پاؤں گواہی دیتے ہوں گے۔ الغرض اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے کسی بھی نافرمان اور اللہ کی حدود سے تجاوز کرنے والے کو دھوکہ میں نہ رہنا چاہیئے کہ وہ اللہ کی گرفت اور عذاب سے بچ جائے گا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

تو نے نہ دیکھا! کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔

مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ

کہیں نہیں ہوتا مشورہ تین کا، جہاں وہ نہیں ان میں چوتھا، اور نہ پانچ

اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا

جہاں وہ نہیں ان میں چھٹا، اور نہ اس سے کم نہ زیادہ جہاں وہ نہیں

هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ

ان کے ساتھ، جہاں کہیں ہوں۔ پھر جتاوے گا ان کو جو انہوں نے کیا قیامت

الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷ اَلَمْ تَرَ اِلَى

کے دن۔ بے شک اللہ کو معلوم ہے ہر چیز۔ تو نے نہ دیکھے؟

الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ

جن کو منع ہوئی کانا پھوسی، پھر وہی کرتے ہیں جو منع ہو چکا ہے۔

www.ahlehaq.org

وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۫ وَ

اور کان میں باتیں کرتے ہیں گناہ کی، اور زیادتی کی، اور رسول کی بے حکمی کی۔ اور

اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ

جب آویں تیرے پاس تجھ کو دعا دیں جو دعا نہیں دی تجھ کو اللہ نے، اور کہتے ہیں

اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ

اپنے دل میں، کیوں نہیں عذاب کرتا ہم کو اللہ؟ اس پر جو ہم کہتے ہیں۔ بس ہے انکو دوزخ

يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا

پیٹھیں گے اس میں، سو بُری جگہ پہنچے۔ اے ایمان والو! جب

تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ

کان میں بات کرو، تو مت کرو بات گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی

الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ

بے حکمی کی، اور بات کرو احسان کی اور ادب کی اور ڈرتے رہو اللہ سے، جس

اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۹ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ

کے پاس جمع ہوگے۔ یہ جو ہے کانا پھوسی، سو شیطان کا کام ہے کہ دلگیر کرے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ شَيْـــًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَ

ایمان والوں کو، اور وہ ان کا کچھ نہ بگاڑے گا بن حکم اللہ کے۔ اور

عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا

اللہ پر چاہیئے بھروسا کریں ایمان والے۔ اے ایمان والو! جب تم کو کہیئے

قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ

کھل بیٹھو مجلسوں میں، تو کھل جاؤ، اللہ کشادگی

www.ahlehaq.org

لَكُمْ ۚ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ

دے تم کو - اور جب کہیے اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہو - اللہ اُونچے کرے ان کے جو ایمان

آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا

رکھتے ہیں تم میں ، اور علم ، بڑے درجے - اللہ خبر

تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ

رکھتا ہے جو کرتے ہو - اے ایمان والو ! جب تم کان میں بات

الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ۚ ذَٰلِكَ

کہو رسول سے تو آگے دھر لو، اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات - یہ

خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾

بہتر ہے تمہارے حق میں ، اور بہت ستھرا پھر اگر نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے .

ءَأَشْفَقْتُمْ أَن تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ ۚ

کیا تم ڈر گئے ؟ کہ آگے رکھا کرو کان کی بات سے پہلے خیراتیں -

فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ

سو جب تم نے نہ کیا ، اور اللہ نے معاف کیا تم کو تو اب کھڑی رکھو نماز اور

آتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ

دیتے رہو زکوٰۃ ، اور حکم پر چلو اللہ کے اور اس کے رسول کے،

وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا

اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ

تَعْمَلُونَ ﴿١٣﴾ ع

تم کرتے ہو۔

ع ۲ ۷ ۲

www.ahlehaq.org

بیانِ عظمت خداوندی و آداب حاضری دربارگاہ رسالت ﷺ

قال اللہ تعالیٰ۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ ۔۔۔ الیٰ ۔۔۔ وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۔

(ربط) اس سے قبل ان غافلوں اور نافرمانوں پر وعید تھی جو اللہ کے رسول کے احکام سے بغاوت کریں روزِ قیامت اور اپنے اعمال کے نتیجہ کو فراموش کر دیں ان کو آگاہ فرمایا گیا کہ اللہ رب العزت ہر چیز کا احاطہ کرنے والا ہے اس کے علم اور قدرت سے کوئی چیز خارج نہیں اب ان آیات میں حق تعالےٰ شانہٗ کی عظمت وجلال کا ذکر ہے اور یہ کہ اس کے رسول کی خدمت میں حاضری کے آداب کیا ہیں اور جو منافقین و یہود آپ کے پاس محض آپ کا وقت ضائع کرنے یا آپ کو ایذاء پہنچانے کی غرض سے آتے ہیں اس کے پیش نظر مسلمانوں پر کچھ احکام آداب وعظمت کے بیان فرمائے گئے تاکہ مخلص کا فرق ظاہر ہو سکے۔ ارشاد فرمایا اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ جانتا ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے انسانوں کے اعمال تو کیا ہر ذرّۂ کائنات اس کی نظروں کے سامنے ہے کوئی بھی سرگوشی اور مشورہ تین آدمیوں کا نہیں ہوتا ایسا کہ وہ ان کا چوتھا نہ ہو اور نہ پانچ کا جہاں وہ نہ ہوتا ہو ان کا چھٹا اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زائد کا کوئی مشورہ وسرگوشی مگر یہ کہ وہ پروردگار ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں بھی کہیں وہ ہوں غرض کوئی مکان وزمان اور کوئی حالت اور مجلس وسرگوشی اور کوئی مخفی سے مخفی عمل ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس کا علم اس کو محیط نہ ہو چھپ کر مشورے کرنے والوں کو اس دھوکہ میں نہ رہنا چاہیئے کہ ہم خدا کی نظروں سے چھپے ہوئے ہیں اس کو سب کچھ معلوم ہے اور وہ ہر چیز محفوظ رکھتا ہے۔ اس لیے پھر ان کو آگاہ کر دے گا اور جتلا دے گا قیامت کے روز ان اعمال کو جو انہوں نے کیے بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ اس بناء پر نہ تو کسی کو حق تعالیٰ کی عظمت وکبریائی سے غفلت برتنی چاہیئے جیسا کہ کچھ منافقین ویہود کرتے تھے تو کیا اے مخاطب تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو آپس میں سرگوشیوں سے منع کیے گئے لیکن پھر وہ لوگ وہی کام کرتے ہیں جس کی ان کو ممانعت کی گئی اور آپس میں سرگوشی کرتے ہیں گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی اور جب آئیں اے پیغمبر یہ لوگ آپ کے پاس تو تحیہ وسلام کرتے ہیں اس طرح سے کہ اللہ نے آپ کو تحیہ نہیں کیا اور ان الفاظ سے آپ کو دعاءِ سلامتی نہیں دی۔ اللہ نے تو اپنے رسولوں کو سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ فرمایا اور سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی کہا اور اسی طرح اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ۔ التحیات میں فرمایا مگر یہ منافق اور یہودی جب آپ کو تحیہ کرتے تو السلام علیک کے بجائے السام علیک کہتے اور سام کے معنی موت ہیں تو اسی طرح نازیبا الفاظ کہہ کر آپکو سلام کرتے ہیں[ع]۔ اور

ع حاشیہ اگلے صفحہ پہ ملاحظہ فرمائیں ۔ ۱۲

www.ahlehaq.org

مؤمنین کو ایذاء بھی پہنچاتے ہیں اور خود اپنی باطنی گندگی وخبث کی وجہ سے اپنے دلوں میں کہتے ہیں کیوں نہیں ہم کو اللہ عذاب دیتا ہمارے اس کہنے پہ اگر ہم اس کے پیغمبر کی توہین و دل آزاری کر رہے ہیں ظاہر ہے کہ عالمِ دنیا میں اس طرح کا نظام اللہ کی حکمت کے پیش نظر ممکن نہ تھا کہ جو گستاخ اور یہودی یا کافر کوئی بھی بیہودہ لفظ زبان سے نکالے تو فوراً ہی اس پر آسمان سے عذاب نازل ہو جائے ایسی صورت میں تو پھر ایمان بالغیب کا کوئی درجہ نہیں رہتا اس وجہ سے فرمایا بس کافی ہے ان کو دوزخ جس میں یہ داخل ہوں گے قیامت کے روز سو وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے جس کی طرف ان کو لوٹنا ہے۔

یہودیوں اور منافقوں کی یہ کس قدر خباثت تھی کہ باوجود اس طرح سرگوشیوں کی ممانعت کے پھر بھی سرگوشیاں کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھنے والے مسلمانوں کا مذاق اڑاتے اور عجیب عجیب قسم کے آنکھوں سے اشارے کنائے کرتے تو اس کے بالمقابل مسلمانوں کو ہدایت فرمائی گئی اے ایمان والو! جب تم ایک دوسرے سے کوئی پوشیدہ بات کرو تو ہرگز کسی گناہ کی بات کی سرگوشی نہ کرو اور نہ زیادتی اور رسول کی نافرمانی کرنے کی۔ اور سرگوشی و مشورہ کیا کرو نیکی اور تقوٰے کے کاموں کی اور اس خدا سے ڈرتے رہو جس کی طرف تم سب اٹھائے جاؤ گے ہر عمل و اخلاص کا بدلہ روزِ محشر ہر ایک کو مل جائے گا اگر یہود اور منافقین مسلمانوں اور رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری کے واسطے ایسی حرکتیں کرتے ہیں تو اس پر مسلمانوں کو رنجیدہ نہ ہونا چاہیئے ان کو یہ بات ہر وقت پیش نظر ہی رکھنی چاہیئے کہ یہ جو کچھ سرگوشی اور کانا پھوسی ہے وہ صرف شیطان ہی کی طرف سے ہے تاکہ غمگین کرے[عله] اہل ایمان کو اور حال یہ ہے کہ وہ ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا

عله حضرت شاہ عبدالقادرؒ اپنے فوائد میں لکھتے ہیں "مجلس میں دو شخص کان میں بات کریں تو دیکھنے والے کو غم ہو کہ مجھ سے کیا حرکت ہوئی جو یہ چھُپ کر کہتے ہیں"

احادیث میں اس بات کی ممانعت آئی ہے کہ مجلس میں ایک آدمی کو چھوڑ کر دو شخص آپس میں سرگوشی کرنے لگیں کیونکہ اس صورت میں لامحالہ تیسرا شخص غمگین ہو گا۔۱۲

(حاشیۂ صفحہ گزشتہ) عه ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ ایک یہودی نے اسی لفظ سے آپؐ کو مخاطب کیا۔ السام علیک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰے عنہا سُن رہی تھیں ان کو غصہ آیا اور فرمانے لگیں بل علیك السام واللعنة۔ کہ بلکہ تجھ ہی پہ موت اور لعنت ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہؓ نرمی کرو۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ آپؐ نے کیا نہیں محسوس فرمایا کہ اُس نے کیا کہا۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم نے نہیں سُنا کہ میں نے کیا جواب دیا میں نے اس کو کہہ دیا وعلیك ، یعنی اس کی بات اسی پر لوٹا دی اور میری بات تو اس کے حق میں قبول ہو گی۔ اور اس کی بات میرے حق میں قبول نہ ہو گی۔۱۲

www.ahlehaq.org

بجز اللہ کے حکم کے کہ اگر کسی بات کے متعلق اسی کا حکم ہوا تو وہ بہرکیف ہو جائے گی اور ایمان والوں کو چاہیئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں اور اللہ پر بھروسہ کرنے سے ان پر اس قسم کی دل آزار حرکتیں زیادہ اثرانداز نہ ہوں گی۔ اور ان کا یہ اعتقاد "کہ کوئی چیز اور کوئی بھی سازش بغیر اذنِ الٰہی کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتی"، ان کے دلوں کے ایمان و تقویٰ کو اور مضبوط کر دے گا اگر منافق و یہود برائی کی سرگوشیوں میں مصروف ہیں تو اہلِ ایمان کو نیکی اور تقویٰ کے مشوروں میں لگ جانا چاہیئے۔ ان آداب و ہدایات کے ساتھ اس ادب کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے کہ

اے ایمان والو جب تم کو کہا جائے کھل کر بیٹھو مجلس میں تو کھل جاؤ اللہ تعالےٰ تمہارے واسطے کشادگی فرمائے گا۔ اس لیے ایسا نہ کرنا چاہیئے کہ منتشر بیٹھیں اور دوسرے آنے والوں کے لیئے جگہ کشادہ نہ رہے بلکہ قریب قریب حلقہ بنا کر بیٹھتے رہیں اور اگر کہا جائے اٹھ جاؤ تو اُٹھ کھڑے ہو جایا کرو حلقہ بنانے اور جگہ کشادہ کرنے کے لیئے یا مجلس میں بعد میں آنے والوں کو جگہ دینے کے لیئے اللہ تعالےٰ بلند کرتا ہے تم میں سے ایمان لانے والوں اور علم والوں کے درجات حقیقت یہی ہے ایمان۔ اخلاص اور تہذیب و شائستگی جہاں انسان کو تواضع سکھانے کا ذریعہ ہے اسی کے ساتھ مراتب و درجات کی بلندی کا بھی باعث ہے اور اللہ خوب جانتا ہے ان تمام کاموں کو جو اے لوگو تم کرتے ہو۔ اس وجہ سے ہر ایک کو اس کے اخلاص اور صلاحیّت کے اعتبار سے اجر و ثواب ملے گا ایمان اور علم یہی دو نعمتیں ہیں جن سے انسانوں کی صلاحیتوں اور استعداد میں جلا اور خوبی حاصل ہوتی ہے تو ان ہی پر درجات و مراتب کی بلندی مرتب فرمائی گئی۔

منافق چونکہ ہر طرح اسی کی کوشش کرتے تھے کہ مسلمانوں کو ایذاء پہنچے اور اسی طرح وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات سے مستفیض نہ ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غیر ضروری باتیں کرنے لگتے اور وقت ضائع کرتے اور آپؐ اپنی مروت و اخلاص کے باعث کسی کو منع نہ فرماتے تو اس وجہ سے یہ حکم نازل فرمایا گیا کہ آنحضرتؐ سے جو بھی کوئی خصوصی مجلس کی طرح مشورہ کرنا چاہے تو اس کو چاہیئے کہ پہلے وہ ان غرباء کے واسطے صدقہ دے جو اصحابِ صفہ اور دیگر غرباء مسجد نبوی میں شب و روز رہتے ہوں تاکہ ان غرباء کی اعانت بھی ہو اور اس کے باعث جو درحقیقت ضرورت مند اور مخلص ہو گا وہی خصوصی مشورہ اور سرگوشی کے لیئے حاضری چاہے گا تو فرمایا اے ایمان والو جب تم کوئی سرگوشی اور مشورہ کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اپنی سرگوشی سے پہلے کوئی صدقہ بھیج دیا کرو۔ یہی بہتر ہے تمہارے واسطے اور زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے۔ کیونکہ صدقات سے انسان کی باطنی کدورتوں اور کثافتوں کا ازالہ ہوتا ہے اور تقویٰ و طہارت کے آثار رونما ہوتے ہیں۔ پھر اگر تم نہ پاؤ کوئی چیز صدقہ کی پہلے بھیج دینے کے لیے تو بس اللہ بڑا ہی بخش دینے والا مہربان ہے۔ اس طرح غیر مستطیع لوگوں کے حق میں پہلے ہی سہولت فرما دی گئی۔

یہ جو کچھ مقرر ہوا تھا محض نفس کے تزکیہ اور منافق و مخلص کے امتیاز کے لیے۔ منافقین نے تو بخل کی وجہ سے پہلے ہی مجلس میں خصوصی سرگوشی کا سلسلہ بند کر دیا اور جو مسلمان بلاوجہ ہی خصوصی ملاقات کا ارادہ کرتے

www.ahlehaq.org

تھے. انہوں نے بھی یہ سوچ کر کہ یہ سرگوشیاں اللہ کو پسند نہیں بالآخر اس طرح اس حکم کو تبدیل فرما دیا گیا کیا تم اس بات سے ڈر گئے ہو کہ اپنی سرگوشی سے پہلے صدقات بھیجا کرو۔ بہرحال جب تم نے ایسی بات نہیں کی اور اللہ نے تمہیں معاف کر دیا تو اب تم قائم رکھو نماز اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی اطاعت کرتے رہو اسی میں تمہارے واسطے نجات و کامیابی اور فلاح و سعادت ہے اور اللہ خوب جانتا ہے ان کاموں کو جو تم کرتے ہو۔ نہ کسی کا عمل خدا سے مخفی ہے اور نہ کسی کے اخلاص اور سعادت سے اللہ تعالےٰ بے خبر ہے ہر ایک کو اس کے اخلاص و عمل کا ضرور پورا پورا اجر و ثواب دے گا۔

مناجات و سرگوشی پر جو صدقہ کا حکم تھا وہ عارضی تھا اور اس کی غرض پوری ہوگئی تو اس کو تو اٹھا لیا گیا ہاں جو احکام ابدی اور دائمی ہیں وہ ہمیشہ قائم و باقی رہیں گے سو ان کو قائم رکھو نماز پڑھتے رہو۔ زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور ہر حکم کی اطاعت و فرمانبرداری میں مستعد و تیار رہو۔

استاذی محترم شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں کہ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم پر عام طور سے عمل کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی بعض روایات میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ فرمایا کرتے تھے امت میں صرف میں ہی ایک شخص ہوں جس نے اس حکم پر عمل کیا (باقی اور کسی کو نوبت ہی نہیں آئی) ۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ

تو نے نہ دیکھے ؟ وہ جو رفیق ہوئے ہیں ایک لوگوں کے، جن پر غصے

عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ

ہوا ہے اللہ، نہ وہ تم میں ہیں نہ ان میں ہیں ، اور قسمیں کھاتے ہیں جھوٹ بات پر،

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ

اور خبر رکھتے ہیں - رکھی ہے اللہ نے ان کو سخت مار - بے شک وہ

سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا

بُرے کام ہیں جو کرتے رہے ہیں - بنایا ہے اپنی قسموں کو ڈھال ، پھر روکے ہیں

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ تُغْنِيَ

اللہ کی راہ سے ، تو ان کو ذلت کی مار ہے - کام نہ آویں گے

www.ahlehaq.org

عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ

ان کو ان کے مال اور نہ ان کی اولاد ، اللہ کے ہاتھ سے کچھ ۔ وہ لوگ

اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۷ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ

ہیں دوزخ کے ۔ اسی میں رہ پڑے ۔ جس دن جمع کرے گا اللہ انکو

جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ

سارے ، پھر قسمیں کھا دیں گے اس کے آگے جیسے کھاتے ہیں تمہارے آگے ، اور خیال رکھتے ہیں کہ

عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝۱۸ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ

وہ کچھ بھلی راہ پر ہیں ۔ سنتا ہے وہی ہیں اصل جھوٹے ۔ قابو میں کر لیا ہے ان کو

الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ

شیطان نے پھر بھلائی ان کو اللہ کی یاد ۔ وہ لوگ ہیں جتھا شیطان کا ۔

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۹ اِنَّ الَّذِيْنَ

سنتا ہے جو جتھا ہے شیطان کا ۔ وہی خراب ہوتے ہیں ۔ جو لوگ مخالف

يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰۗىِٕكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۝۲۰ كَتَبَ

ہوتے ہیں اللہ سے اور رسول اس کے سے ، وہ لوگ ہیں سب سے بے قدر لوگوں میں ۔ اللہ

اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۲۱ لَا

لکھ چکا کہ میں زبردست رہوں گا اور میرے رسول ۔ بیشک اللہ زور آور ہے زبردست ۔ تو نہ

تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ

دیکھے گا کوئی لوگ ، جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور پچھلے دن پر ، پھر دوستی کریں

مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ

ایسوں سے ، جو مخالف ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے ، پڑے وہ اپنے باپ ہوں یا بیٹے ہوں

www.ahlehaq.org

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ

یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے ۔ ان کے دلوں میں لکھ دیا ہے ایمان ، اور ان کی مدد کی ہے اپنے غیب کے فیض سے ۔ اور داخل کرے گا انکو باغوں

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ

ہیں، جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ، سدا رہیں ان میں ۔ اللہ ان سے راضی

عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ

اور وہ اس سے راضی ۔ وہ ہیں جتھا اللہ کا ۔ سُنتا ہے جو

حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾ ع ۳ ۹ ۳

جتھا ہے اللہ کا وہی مراد کو پہنچے ۔

تنبیہ و وعید بر موالات و دوستی از قوم مغضوب علیہم و ذلت و ناکامی حزب الشیطان و فلاح و کامیابی حزب اللہ

قال اللہ تعالیٰ۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا .... الیٰ ۔۔۔۔ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(ربط) گزشتہ آیات میں ان منافقین و یہود کا ذکر تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہو کر آپؐ کو اور مسلمانوں کو ایذا پہنچانا چاہتے تھے اور مختلف طریقوں سے یہی چاہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و بیحرمتی کی جائے تو اب ان آیات میں مسلمانوں کو اس بات پر تنبیہ کی جا رہی ہے کہ ایسے گستاخوں اور مغضوب علیہم لوگوں کے ساتھ کسی طرح موالات و دوستی نہ رکھی جائے مقصود یہ کہ جو اسلام اور اللہ کے پیغمبرؐ کے دوست ہیں ان کے واسطے یہ بات زیب نہیں دیتی کہ ایسے گستاخوں اور اسلام دشمن عناصر سے تعلقات و دوستی قائم کریں اسی کے ضمن میں ان کی سازشوں اور اسلام کے خلاف ان حربوں کو بیان کیا جا رہا ہے جو وہ اختیار کیا کرتے تھے تو ارشاد مبارک ہے اے مخاطب کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کو جو دوست رکھتے ہیں۔ اس

www.ahlehaq.org

قوم کو جس پر غصہ ہوا اللہ کا، اور ان کو خدا نے مغضوب علیہم قرار دیا اور یہ گروہِ منافقین ہے جنہوں نے یہود سے دوستی اور موالات قائم کی جو نہ تو تم میں سے ہیں کیونکہ ان کے دل ایمان سے خالی ہیں محض زبانی اسلام کا دعویٰ ہے اور نہ ان کافروں سے ہیں جو کھلم کھلا کفر و انکار کرتے ہیں بلکہ یہ لوگ زبان سے کہنے والے ہیں "اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ" اور حقیقت یہ ہے کہ "وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ" اور قسم کھاتے ہیں جھوٹ بات پر اور حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں تیار کر رکھا ہے اللہ نے ان منافقوں کے واسطے ایک سخت عذاب جو "درك الاسفل من النار" ہے بے شک بہت ہی بُرے ہیں وہ کام جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ نفاق دھوکہ ایذاء رسانی اور لوگوں کو راہِ ہدایت سے روکنے کی پوری پوری کوشش۔ یقیناً یہ کام عقل اور فطرت کی رو سے بدترین کام ہیں جس کے باعث یقیناً ان کے واسطے دنیا میں بھی ذلت اور آخرت میں بھی شدید عذاب ہے۔ ان لوگوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اپنے بچاؤ اور اعتراض و گرفت سے بچنے کے لیے پھر اس ڈھال اور رکاوٹ کے ساتھ روک رہے ہیں لوگوں کو اللہ کی راہ سے تو یقیناً ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے ان کو اس گمان میں نہ رہنا چاہیئے کہ کوئی تدبیر اور ذریعہ ان کو عذاب خداوندی سے بچا دے گا ان کو آگاہ ہونا چاہیئے کہ ہرگز کام نہیں آئیں گے ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ کے حکم اور اس کے فیصلہ کے مطابق ذرہ برابر بھی اور یہ لوگ جہنم والے ہوں گے ہمیشہ عذاب جہنم میں ہی رہیں گے جس روز اللہ ان سب کو قیامت کے روز جمع کرے گا تو دنیا کی عادت کی طرح وہاں بھی یہی کریں گے کہ پھر اس کے سامنے بھی قسمیں کھائیں گے جس طرح دنیا میں اے مسلمانو! تمہارے سامنے قسمیں کھایا کرتے تھے اور کہیں گے اے پروردگار ہم تو ایسے نہیں تھے ہم تو ایمان و یقین رکھتے تھے اور گمان کریں گے کہ وہ کسی راہ پر ہیں خبردار ہو جاؤ یقیناً یہ لوگ جھوٹے ہی ہیں۔ ان کی کسی بات میں صداقت کا امکان ہی نہیں اور نہ یہ ممکن ہے کہ یہ کسی صحیح راستہ پر ہوں۔ حقیقت تو یہ ہے شیطان ان پر مسلّط ہو چکا پھر ان کو خدا کی یاد سے قطعاً غافل بنا دیا۔ ایسے ہی لوگ شیطان کی پارٹی ہیں۔ آگاہ ہو جانا چاہیئے کہ شیطان کے گروہ والے ہی وہ ہیں جو خسارہ اٹھانے والے ہیں اور ناکام و ذلیل ہوں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی شیطان اور شیطان کے گروہ کے منصوبے نہ دنیا میں کامیاب ہوں گے اور نہ ہی آخرت میں ان کو نجات نصیب ہوگی اور نہ عذابِ شدید و مہین سے چھٹکارے کی کوئی سبیل ہوگی۔ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت و دشمنی کرتے ہیں یہ سب ذلیل ہونے والوں میں شامل ہیں۔ حق و صداقت کے خلاف جنگ اور مقابلہ ذلت و ناکامی ہی کا سبب ہوگا۔

فیصلہ لکھ دیا ہے اللہ نے اس بات کا کہ یقیناً میں غالب ہوں گا اور میرے رسول کامیاب و غالب ہوں گے۔ بے شک اللہ بڑا قوت و عزت والا ہے۔ خدا کی طاقت کو نہ کوئی زیر کر سکتا ہے اور نہ کوئی باطل کی طاقت خدا کے ارادوں کو مغلوب کر سکتی ہے۔ حق تعالیٰ کے اس فیصلہ اور قانون کے پیش نظر اے ہمارے پیغمبر ہم آپؐ پر یہ بات واضح کر رہے ہیں۔ آپ ہرگز کسی بھی ایسی قوم کو جو اللہ پر اور روز قیامت پر

www.ahlehaq.org

ایمان لانے والی ہے نہیں پائیں گے کہ وہ دوستی کریں ایسی قوم سے جو اللہ اور اس کے رسول سے مقابلہ کرتے ہوں اور ان کے احکام سے بغاوت کر رہے ہوں اگرچہ وہ ان کے باپ دادا ہوں یا ان کے بیٹے یا بھائی ہوں یا ان کے قبیلے و خاندان ہوں ایسے ہی لوگ ہیں وہ جن کے دل میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کے دلوں کی گہرائیوں میں ایمان راسخ ہے اور تائید کی ہے ان لوگوں کی اپنی طرف سے ایک غیبی فیض سے اور روحانی برکات سے ان کو ایسا مضبوط کر دیا ہے کہ وہ ایسے احوال کا مقابلہ کرتے رہیں اور ہر مخالفت اور مانع کی دور کرنے کی ہمت اپنے میں پاتے ہیں اس تائید غیبی یا جبریل امینؑ (جن کا لقب روح الامین ہے) کی مدد سے ان کو ایک خاص معنوی حیات و قوت نصیب ہوتی ہے۔ کفر اور کافروں کے مقابلہ میں اس تائید غیبی سے مؤمن کامیاب و غالب ہوتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرمایا کرتے تھے کہ کفر و شرک کا رد کرو اور کفار مکہ کی ہجو میں وہ اشعار پڑھتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے اللّٰھم ایّدہُ بروحِ القدس کہ اے اللہ تو ان کی مدد فرما روح القدس کے ذریعے۔ اور داخل کرے گا اللہ ان کو جنت کے ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے کیونکہ جنت کی تمام نعمتیں دائمی ہیں ان انعامات و کرامتوں پر مزید انعام یہ ہوگا کہ راضی ہو گا اللہ ان سے اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے اس کے انعامات پر خوش ہوں گے یہ اللہ کی رضا و خوشنودی اور اہل ایمان کا اللہ کی نعمتوں پر خوش ہونا اس بات کا ثمرہ ہوگا کہ خدا ایسے ایمان والوں سے دنیا میں بھی راضی ہوا اور وہ مؤمنین بھی اس کی اطاعت و فرماں برداری پر راضی رہے تو اس کا نتیجہ آخرت میں رضائے الٰہی کی صورت میں رونما ہوا اور اہل ایمان اس کے انعامات پر خوش ہوئے جب کہ ان کو اپنے اعمال کی نسبت سے بہت زیادہ گراں قدر نعمتیں ملیں جن کا یہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ یہی لوگ ہیں حزبُ اللہ (خدا کا گروہ) بے شک خدا کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے اور خدا کے گروہ والے ہی دنیا میں بھی غالب آتے ہیں اپنی مراد پاتے ہیں اور آخرت میں بھی ان ہی کو کامرانی و خوشی نصیب ہوئی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جن اللہ کے برگزیدہ بندوں نے خدا کی رضا و خوشنودی کے لیے اپنے خویش و اقارب کو ناراض کیا ان کی دشمنی مول لی بلاشبہ اس کا بدلہ یہی ہونا چاہئیے کہ وہ خداوندِ عالم کی خوشنودی و رضا سے سرفراز فرمائے جائیں اور ایسی نعمتیں اور راحتیں ملیں کہ وہ خود بھی خوش ہو جائیں۔ اللّٰھم اجعلنی منھم آمین یاربَّ العٰلمین۔

حافظ ابنِ کثیرؒ نے لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ۔ کی تفسیر میں سعید بن عبدالعزیزؒ کی سند سے روایت کیا کہ یہ آیت حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے بارہ میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنے مشرک باپ کو غزوۂ بدر میں قتل کیا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب مجلس شوریٰ قائم فرمائی تو ان چھ حضرات کی خاص خصوصیت میں یہ فرمایا اُولٰٓئِکَ السِّتَّۃُ الَّذِیْنَ رضی اللہ عنھم کہ یہ وہ چھ حضرات ہیں جن سے اللہ راضی ہوا۔ تو ابوعبیدہؓ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ کا مصداق ہوئے اور اَبْنَآءَھُمْ کا مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوئے جب کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن جو اس وقت مشرکین مکہ کی فوج میں تھے کہ اگر سامنے آجائے

www.ahlehaq.org

قتل کر دوں گا اور اِخْوَانَهُمْ کا مصداق حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو بدر میں قتل کیا اور عَشِیْرَتَهُمْ کا مصداق عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنے جب کہ انہوں نے اپنے خاندان کے بعض افراد کو قتل کیا۔

اس آیت مبارکہ میں بیان کردہ اہل ایمان کی شان اس وقت بھی ظاہر ہوئی جب کہ بدر کے قیدیوں کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ لیا تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے یہ خیال کیا کہ فدیہ لینے میں کچھ مسلمانوں کے واسطے مدد اور تقویت کا سامان ہو جائے گا مزید یہ لوگ جب کہ خود اپنے عشیرہ و قبیلہ ہی کے ہیں تو اس طرح کے انعام و احسان سے ممکن ہے اسلام کی طرف مائل ہو جائیں۔ مگر عمر فاروق رضؓ نے فرمایا یا رسولؐ اللہ میری یہ رائے نہیں ہے جو ابوبکرؓ کی ہے۔ میری تو رائے یہ ہے کہ یا رسولؐ اللہ یہ لوگ ائمۃ الکفر ہیں ان کو قتل کر دیا جائے تاکہ کفر کی طاقت و شوکت پامال ہو مجھے آپ اجازت دیں کہ اپنے فلاں رشتہ دار (بھائی) کو قتل کروں اور علی رضؓ کو فرمائیے کہ وہ عقیل اپنے بھائی کو قتل کرے اور فلاں کو فرمائیے کہ فلاں کو قتل کرے تاکہ اللہ تعالیٰ یہ دیکھ لے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین اور خدا کے دشمنوں کی قطعاً کوئی محبت نہیں۔ قصہ کی تفصیل کے لیے کتب سیرت کی مراجعت فرمائی جاوے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ روح المعانی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْحَشْر

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس سورت کو سورۂ بنی النضیر بھی کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ اس سورۃ میں بنو نضیر کا واقعہ ذکر فرمایا گیا ہے۔

حشر کے معنی لغت میں جلاوطنی کے ہیں تو اس سورت میں یہودیوں کی جلاوطنی اور ذلت و خواری کا ذکر ہے کہ وہ کس طرح مدینہ اور مضافات مدینہ سے جلاوطن کیئے گئے جو قدرتِ خداوندی کا عظیم کرشمہ تھا کہ اس نے اپنے رسول کو ان پر تسلّط اور غلبہ عطا فرمایا۔ اسی مناسبت سے اس سورت کا آغاز حق تعالےٰ نے اپنی تسبیح و تقدیس سے فرمایا اور اختتام بھی تسبیح و تنزیہ پر فرمایا اور سورت کے اختتام پر اپنی صفات کمال و جلال کو بھی ذکر فرما دیا تاکہ اللہ رب العزت کی کمال قدرت اور کمال حکمت ظاہر ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ مجاہدؒ اور زہریؒ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ اور مضافات مدینہ میں بسنے والے یہود سے صلح و معاہدہ فرما لیا تھا۔ معاہدہ کی اصل بنیاد یہ تھی کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے خلاف کوئی اقدام فرمائیں گے نہ خود قتال کریں گے اور

www.ahlehaq.org

نہ کسی قتال کرنے والی قوم کی مدد کریں گے۔ اسی طرح یہودی نہ قتال کریں گے اور نہ قتال کرنے والی کسی قوم کی مدد کریں گے مگر یہودیوں نے فوراً نقضِ عہد کیا قریشِ مکہ سے سازباز شروع کی اور ان کو جنگ پر آمادہ کیا۔ ان کا ایک بڑا سردار کعب بن الاشرف چالیس سواروں کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچا اور بیت اللہ کے سامنے قریش مکہ سے مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کا معاہدہ کیا۔

غزوۂ اُحد کے بعد ان یہودیوں کی خباثت و رعونت میں اور اضافہ ہوگیا جب یہ دیکھا کہ اُحد میں مسلمانوں کو پریشانی اٹھانی پڑی اور بظاہر شکست کی صورت پیش آئی تو اپنی سازشیں اور زائد کر دیں حتیٰ کہ ایک مرتبہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی خون بہا کے ادا کرنے کے سلسلہ میں بنو نضیر کے یہود کے یہاں تشریف لے گئے تو ان خبیثوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ آپؐ جس جگہ تشریف فرما ہیں وہاں اُوپر سے بڑے بڑے پتھر گرا کر آپؐ کا اور آپ کے چند رفقاء کا خاتمہ کر دیا جائے جس پر اللہ نے بذریعہ وحی آپ کو مطلع کر دیا اور آپ وہاں سے اُٹھ کر واپس آ گئے۔

ان واقعات کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا کہ اب ہمارا اور تمہارا کوئی عہد باقی نہ رہا اور تم یہاں سے نکل جاؤ ورنہ پھر جہاد و قتال ہے ان مغروروں نے قریش سے خفیہ معاہدہ اور درپردہ منافقوں کے تعاون کے دھوکہ میں اپنے احاطوں اور قلعوں کے دروازے بند کر لیے اور سمجھے کہ ان محفوظ قلعوں سے ہمیں کوئی نکال نہیں سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ صحابہ کو لے کر ان کا محاصرہ کر لیا۔ جب یہودی اپنے مکانوں اور قلعوں میں محصور ہو گئے تو مرعوب و خوفزدہ ہو کر صلح کی التجا کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اپنے یہ علاقے خالی کر دیں یہ زمین اللہ اور اس کے رسولؐ کی ہے کسی کی جان سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا اور جو کچھ مال و اسباب کوئی ساتھ لے جا سکتا ہے لے جائے مگر اب یہاں کسی طرح نہیں رہ سکتا۔

محاصرہ کے دوران ان کے باغات و کھیتوں کو کاٹا اور جلایا بھی گیا اس طرح اس قوم بنو نضیر کو پہلی مرتبہ جلا وطن کیا گیا اور اریحاء و تیما شام کے علاقوں میں جا کر بسے اور کچھ یہودی جیسے ابوالحقیق اور حُیَی بن اخطب خیبر چلے گئے اور یہ زمین و باغات مہاجرین و انصار کو تقسیم کیے گئے۔ تو اس سورۂ مبارکہ میں بنو نضیر کی جلا وطنی انکی ذلت و شکست کا ذکر ہے اور یہ کہ اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ سے کس طرح ان کو ان کی زمینوں قلعوں اور باغات سے نکالا اور مسلمانوں کو ان کی زمینوں کا وارث بنایا۔ جب کہ یہودی یہ کہتے تھے کہ ہم حشر تک اپنی زمینیں نہیں چھوڑیں گے خدا تعالیٰ نے انہی کا حشر اور جلا وطنی کا منظر ان کو دکھلا دیا اس وجہ سے اس سورت کا نام سورۂ حشر مقرر ہوا۔

(صحیح بخاری۔ تفسیر ابن کثیر۔ رُوح المعانی۔ قرطبی)

www.ahlehaq.org

اٰیاتُھا ۲۴ ۵۹ = سُوْرَۃُ الْحَشْرِ مَدَنِیَّۃٌ = ۱۰۱ رکوعاتھا ۳

سورۂ حشر مدنی ہے اور اسکی چوبیس آیتیں اور تین رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے، جو بڑا مہربان نہایت رحم والا،

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَھُوَ الْعَزِیْزُ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں، اور وہی ہے زبردست

الْحَکِیْمُ ① ھُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ

حکمت والا۔ وہی ہے جس نے نکال دیئے، جو منکر ہیں کتاب والوں سے

الْکِتٰبِ مِنْ دِیَارِھِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا

ان کے گھروں سے پہلے ہی بھیڑ ہوتے۔ تم نہ اٹکلتے تھے کہ وہ نکلیں گے

وَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ مَّانِعَتُھُمْ حُصُوْنُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَاَتٰىھُمُ اللّٰہُ

اور وہ خیال رکھتے تھے کہ ان کا بچاؤ ہے ان کے قلعے اللہ کے ہاتھ سے، پھر پہنچا ان پر اللہ

مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ

جہاں سے ان کو خیال نہ تھا، اور ڈالی ان کے دل میں دھاک،

یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَھُمْ بِاَیْدِیْھِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا

اجاڑنے لگے اپنے گھر اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں، سو دہشت مانو

یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ② وَلَوْلَآ اَنْ کَتَبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ الْجَلَآءَ

اے آنکھ والو! اور اگر نہ ہوتا کہ لکھا تھا اللہ نے ان پر اُجڑنا

لَعَذَّبَھُمْ فِی الدُّنْیَا ؕ وَلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابُ النَّارِ ③

تو ان کو مار دیتا دنیا میں۔ اور آخرت میں ہے اُن کو آگ کی مار۔

www.ahlehaq.org

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ

اس پر کہ وہ مخالف ہوئے اللہ سے اور اسکے رسول سے، اور جو کوئی مخالف ہو اللہ سے

فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۴ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ

تو اللہ کی مار سخت ہے ۔ جو کاٹ ڈالا تم نے کھجور کا پیڑ، یا

تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ

رہنے دیا کھڑا اپنی جڑ پر ، سو اللہ کے حکم سے اور تا رسوا کرے

الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ

بے حکموں کو ۔ اور جو ہاتھ لگایا اللہ نے اپنے رسول کو ان سے، سو تم

اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ

نے نہیں دوڑائے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ ، لیکن اللہ

يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

جتا دیتا ہے اپنے رسولوں کو، جس پر چاہے ۔ اور اللہ سب چیز کر

قَدِيْرٌ ۝۶ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى

سکتا ہے ۔ جو ہاتھ لگا دے اللہ اپنے رسول کو بستیوں والوں سے

فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ

سو اللہ کے واسطے اور رسول کے اور ناتے والے کے اور بن باپ کے لڑکوں کے اور

وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ

محتاجوں کے اور مسافروں کے تا نہ آوے لینے دینے میں دولت مندوں کے تم

مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ

میں سے ۔ اور جو دے تم کو رسول، سو لے لو ۔ اور جس سے منع کرے

www.ahlehaq.org

فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

سو چھوڑ دو۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے، بیشک اللہ کی مار سخت ہے۔

جلاوطنی یہود از ارضِ حجاز و غلبۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بر باغات و قلعہائے بنی نضیر

قال اللہ تعالیٰ۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۔۔۔ الیٰ ۔۔۔ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

(ربط) گزشتہ سورت کے اختتامی مضمون میں اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت اور مقابلہ کرنے والوں پر وعید تھی اور ان کی ذلت و رسوائی کا بیان تھا اور خداوندِ عالم کی عزت و قدرت اور کبریائی کا ذکر تھا تو اب اس سورۂ حشر میں اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ اور دشمنی کرنے والوں کا انجام بیان کیا جارہا ہے۔ اور یہودیوں کی ذلت و رسوائی ذکر کی جارہی ہے کہ ان کی طاقت و شوکت اور ان کے محفوظ قلعے ان کو عذابِ خداوندی سے نہ بچا سکے ارشاد فرمایا۔

پاکی بیان کرتی ہے اللہ کے لیے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے وہی زبردست قوت و عزت و حکمت والا ہے اسی کی عزت و حکمت کا یہ نتیجہ ہے کہ اسی نے نکال دیا کافروں کو اہل کتاب میں سے ان کے گھروں سے پہلی مرتبہ جلاوطن کرنے کے لیے کہ ان سب کو اجتماعی طور پر اپنے گھروں اور آبادی سے نکلنے کا حکم دے دیا گیا اور وہ سرمایہ دار اور بڑے بڑے جتھوں والے یہودی جو بنو نضیر تھے اپنے گھروں سے جلاوطن کر کے اریحاء اور تیماء کے علاقوں میں آباد کیے گئے یہ پہلا حشر اور جلاوطنی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی دوسری جلاوطنی جس کا اشارہ لفظ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ میں کر دیا گیا تھا۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں پیش آئی جب کہ یہود کے ساتھ نصاریٰ بھی خیبر سے نکال کر شام کی طرف جلاوطن کیے گئے۔ اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "اخرجوا الیھود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب" کی تکمیل فرمائی گئی۔

اے لوگو! تم گمان نہ کرتے تھے کہ وہ لوگ نکلیں گے اور ظاہری اسباب میں اس کی توقع نہ تھی اور ان لوگوں نے یہ خیال کیا ہوا تھا کہ ان کے قلعے ان کو بچا لیں گے اور ان کی حفاظت کر لیں گے خدا کے فیصلہ سے لیکن خدا کا فیصلہ ان پر آپہنچا ایسی صورت سے کہ وہ گمان بھی نہ کرتے تھے اور سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ اس طرح محصور ہو کر بے بس و مجبور ہو جائیں گے اور ذلیل و مغلوب ہو کر نکلنا پڑے گا ان کے قلعے ہتھیار اور ساز و سامان کچھ بھی کام نہ آئے گا اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا کہ وہ خود ہی اپنے گھروں کو اجاڑنے

www.ahlehaq.org

لگے اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں اپنے سردار کعب بن الاشرف کے قتل سے پہلے ہی خوفزدہ ہو چکے تھے مگر پھر ناگہانی مسلمانوں کے حملے سے بچے کھچے ہوش وحواس بھی جاتے رہے۔ خود ہی اپنے ہاتھوں اپنے مکانوں کے دروازے کڑی تختے اکھاڑنے لگے جب کہ مسلمانوں کا لشکر بھی ان کے قلعوں کو مسمار کر رہا تھا تو یہ ایسے حقائق وواقعات ہیں کہ عبرت حاصل کرو اے آنکھ والو کہ خدا کی نافرمانی کا انجام کس طرح دنیا میں ذلت و رسوائی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

اور اگر اللہ نے ان پر یہ جلاوطنی کا فیصلہ نہ لکھ دیا ہوتا تو پھر ان کو دنیا میں عذاب دیتا جیسا کہ پہلی امتوں قوم عاد وثمود پر دنیا میں عذاب نازل کیا گیا اور ہو سکتا تھا کہ بنو قریظہ کی طرح مارے جاتے اور آخرت میں ان کے واسطے تو ہے ہی جہنم کا عذاب۔ جس سے ان کو کسی صورت میں بھی چھٹکارا نصیب نہیں ہو سکتا یہ سب کچھ اس لیے کہ انہوں نے مخالفت کی اللہ کی اور اس کے رسول کی اور جو بھی کوئی مقابلہ کرے گا اللہ کا تو اس کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ بڑا سخت عذاب والا ہے جو مجرموں اور نافرمانوں پر واقع ہوتا ہے۔ تو بنو نضیر کے یہودیوں کے محاصرہ کے دوران اے مسلمانو! جو بھی کچھ تم نے کاٹا کسی نرم کھیتی یا کھجور کے درخت کو یا تم نے رہنے دیا اس کو اپنی جڑوں پر کھڑا ہوا سو یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے اور اس لیے کہ اللہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔ اس وجہ سے کافروں کے یہ طعن واعتراض لغو ہیں جو انہوں نے کرنے شروع کیے کہ دیکھو مسلمانوں نے کیسا ظلم کیا کس طرح کھیتیاں اجاڑیں اور کس طرح کھجور کے درخت کاٹ ڈالے اور اس صورت سے کیسا فساد برپا کیا حالانکہ خود یہ مسلمان فساد سے منع کرتے ہیں تو سن لینا چاہیئے کہ یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے تھا اور اس کی غرض یہ تھی کہ کافروں کا غرور ونخوت پامال کر دیا جائے کہ جس دولت وجائیداد پر ان کو غرور تھا وہ ان کے ہی سامنے ڈھائی جا رہی ہے۔ یہ باغات اور کھیتیاں جن کے نشے نے ان کے دماغ خراب کر رکھے تھے ان کے سامنے جلائی جا رہی ہوں تاکہ وہ دیکھ لیں یہ ہے ہماری عزت اور یہ ہے ہمارے غرور وسرکش کا متاعِ باطل جو آگ کے شعلوں کی نذر ہو رہا ہے یہود کی اس شکست ومغلوبی اور مسلمانوں کی فتح وکامرانی کی صورت کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا اور جو کچھ مال لوٹایا اللہ نے اپنے رسول کی طرف ان لوگوں سے سو وہ ایسا مال ہے کہ نہیں دوڑائے ہیں تم نے اس پر گھوڑے اور نہ ہی اونٹ ولیکن اللہ اپنے رسولوں کو غلبہ دے دیتا ہے جس پر چاہے اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے تو یہ ہے حقیقت مال فئے کی اور اس کے مصارف واحکام یہ ہیں جو مال بھی لوٹایا اللہ نے اپنے رسول کی طرف ان بستیوں والوں سے وہ اللہ کے واسطے ہے اور اس کے رسول کے لیے اور رسول کے قرابت داروں کے لیے اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لیے ان سب کے حصے مال فئے میں مقرر کر دیئے ہیں تاکہ نہ رہے یہ چیز گردش کرنے والی ایک دولت تمہارے میں سے مالداروں کے درمیان بلکہ ان سب مصارف میں تقسیم ہو کر ان سب اقسام وانواع کے افراد کے لیے اعانت وامداد کا ذریعہ بنے اور اس لینے میں کسی شخص کو یہ نہ سوچنا چاہیئے کہ یہ میرا حق ہے میں اس کو جس طرح سے چاہوں لوں بلکہ تمہیں قناعت اختیار کرنی چاہیئے اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہی رجوع کرنا چاہیئے اور جو کچھ تم کو رسول خدا دیں وہ لے لو اور جس چیز سے

www.ahlehaq.org

تمہیں منع کر دیں اس سے رُک جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ کسی بھی مرحلہ پر اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی نافرمانی نہ ہو سکے بے شک اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔

اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کوئی عطا ہو یا احکام ہوں اور اوامر و نواہی جو بھی کچھ دیا جائے اس کو لینا چاہیئے اس پر عمل کرنا چاہیئے اور جس سے روکا جائے اور منع کیا جائے سعادت یہی ہے کہ اس سے باز رہا جائے اس کی خلاف ورزی بدنصیبی اور شقاوت ہے۔

جزیرۂ عرب سے یہود کی جلاوطنی

اس سورت کی ابتداء هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ ان کے گھروں سے جلاوطنی کا مضمون ادا کر رہی ہے اور لفظ اَوَّلِ الْحَشْرِ سے ظاہر کر دیا گیا کہ اس پہلی مرتبہ کی جلاوطنی کے بعد پھر بھی کوئی اور وقت آئے گا کہ وہ اپنے گھروں سے نکالے جائیں گے۔

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے موسیٰ بن عقبہؒ کی سند سے نیز امام بخاریؒ نے دوسرے موقعہ پر باسناد عبدالرزاق عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر پر حملہ کیا اور قریظہ پر بھی۔ تو بنو نضیر کو جلاوطن کیا اور قریظہ پر احسان و کرم کرتے ہوئے ان کو رہنے دیا۔ لیکن جب قریظہ نے بھی بغاوت کی تو ان پر بھی حملہ کیا گیا ان کے مردوں کو قتل کیا گیا۔ عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا گیا البتہ جن بعض اہل کتاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لی تو آپؐ نے ان کو پناہ دے دی اور وہ لوگ اسلام لے آئے۔ عہ

پہلی مرتبہ کی جلاوطنی کا ذکر اس سورت میں وضاحت و تفصیل کے ساتھ کیا گیا اور دوسری مرتبہ کی جلاوطنی جو فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں ہوئی صرف لِاَوَّلِ الْحَشْرِ کہہ کر اشارہ کر دیا گیا۔ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اس طرح نکالا کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ چھوڑا گویا جس کام کی ابتداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اس کی تکمیل فاروق اعظمؓ کے ہاتھوں ہوئی جو ان کی فضیلت کی عظیم ترین دلیل ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کا محاصرہ کیا۔ یہاں تک کہ یہود بنو نضیر مجبور و بے بس ہو گئے تو ان لوگوں نے اپنی عاجزی کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فیصلہ ہمیں منظور ہے بشرطیکہ آپؐ ہماری جان بخشی کر دیں تو آپؐ نے ان کے حق میں یہی فیصلہ فرمایا کہ وہ اپنی زمینوں۔ مکانوں اور وطن سے نکل جائیں اور شام کے علاقہ میں جا کر بس جائیں آپؐ نے ہر تین کو ایک مشکیزہ اور ایک اونٹ کی اجازت دی تاکہ وہ اس پر سفر کر سکیں اور پینے کے لیے

عہ تفسیر ابن کثیر۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ روح المعانی۔ ۱۲

www.ahlehaq.org

پانی رکھ سکیں تو یہ پہلی مرتبہ کی جلا وطنی تھی۔

غنیمت اور فیٔ کے درمیان فرق

بنو نضیر کے اموال شریعت کے نزدیک مال فیٔ ہوئے اور اسی حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہاں قرآن کریم نے فیٔ کا مفہوم متعین کر دیا جیسا کہ ارشاد فرمایا وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ۔ کہ فیٔ وہ مال ہے جس پر مسلمانوں نے نہ گھوڑے دوڑائے ہوں اور نہ اونٹوں سے حملہ کیا ہو بلکہ کافر مرعوب و مغلوب ہو گئے ہوں۔ اور مرعوب و مغلوب ہو کر کافروں نے ہتھیار ڈال دیئے ہوں تو اس قوم سے حاصل شدہ اموال خواہ وہ منقولہ ہوں یا غیر منقولہ مالِ فیٔ کہلاتے ہیں۔ غنیمت تو اس مال کو کہا جائے گا جو قوت استعمال کرنے کے بعد بصورتِ فتح حاصل ہو۔ مال غنیمت کا حکم۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ میں بیان کر دیا گیا تھا کہ خمس نکالنے کے بعد بقیہ چار خمس مجاہدین کے درمیان برابر حصوں میں تقسیم کیا جائے لیکن فیٔ میں خمس بھی نہیں نکالا جائے گا اور یہ بھی لازم نہیں کہ ہر مجاہد کو برابر دیا جائے استعداد و صلاحیت کے پیش نظر حصّوں میں کمی زیادتی کی جا سکتی ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یہی فرق رکھا ہے غنیمت اور فیٔ میں جو مال لڑائی سے ہاتھ لگا وہ غنیمت ہے اور اس میں پانچواں حصّہ اللہ کی نیاز اور چار حصّے لشکر کو تقسیم کیے جاتے ہیں اور جو بغیر جنگ کے مسلمانوں کے ہاتھ لگے وہ سب کا سب مسلمانوں کے خزانے میں رہے۔ جو اُن ہی پر صرف کیا جائے۔

حضرات فقہاء نے بیان فرمایا ہے اگر ابتداء میں کچھ صورت جنگ کی ہوئی لیکن پھر کافروں نے مرعوب ہو کر قبل اس کے کہ جنگ کا کوئی فیصلہ ہو صلح کی طرف مسارعت کی اور مسلمانوں نے اس کو قبول کر لیا تو اس صورت میں بھی جو اموال حاصل ہوں گے وہ بھی "فیٔ" کے حکم میں شمار کیے جائیں گے اور بنو نضیر کے واقعہ میں صورت ایسی ہی پیش آئی۔

مال فیٔ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہی حکم تھا کہ وہ خالصتاً آپؐ کے اختیار و تصرف میں آجاتے ہیں اور ان اموال پر آپ کا تصرف بعض فقہاء کی رائے کے مطابق مالکانہ تھا جیسا کہ الفاظ آیت سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ جو صرف آپ کے حق میں مخصوص تھا اور بعض فقہاء کی رائے کے مطابق آپؐ کا تصرّف متولیانہ تھا۔ یہ احتمال و بحث صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک مخصوص و محدود تھی اس کے بعد اس امر پر اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی خلیفہ اور امام کا تصرف مالکانہ نہیں ہوتا بلکہ متولیانہ ہے، جو اپنی صوابدید اور مشورہ سے مناسب مواقع پر مسلمانوں کے مصالح میں خرچ کر سکتا ہے اور اس میں یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ صرف ان ہی مجاہدین پر تقسیم کیا جائے جو اس مہم میں شریک تھے جس کے نتیجہ میں یہ فیٔ حاصل ہوا برخلاف مالِ غنیمت کے کہ وہ خمس نکالنے کے بعد صرف انہی مجاہدین میں تقسیم ہوتا ہے جو اس

www.ahlehaq.org

لشکر اور جہاد میں شامل تھے ہاں یہ دوسری بات ہے کہ کوئی مجاہد خود ہی اپنا حق چھوڑ دے یا کسی اور کو ہبہ کر دے۔

قاضی ابوبکر جصاصؒ احکام القرآن میں بیان فرماتے ہیں" یہ حکم اموال منقولہ کا ہے غیر منقولہ میں امام کو یہ اختیار ہے کہ مصلحت سمجھے تو لشکر پر تقسیم کر دے اور مصلحت نہ سمجھے تو بجائے تقسیم کرنے کے مصالح عامہ کے لیے رہنے دے جیسا کہ سوادِ عراق میں حضرت عمر فاروقؓ نے بعض جلیل القدر صحابہ کے مشورہ سے یہی عملدرآمد رکھا اسی مسلک اور رائے کے پیش نظر قاضی ابوبکر جصاصؒ نے" وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ"، کو اموال منقولہ پر اور سورۂ حشر کی آیات کو اموال غیر منقولہ پر حمل کیا۔ اس طرح کہ یہاں پہلی آیت وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ کا حکم فئی سے متعلق ہے اور دوسری آیت مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى کا حکم غنیمت پر محمول ہے اور لغۃً غنیمت کو فئی سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب (از فوائد عثمانی)

علامہ ابن الاثیر جزریؒ نے مال غنیمت اور فئے میں فرق کا یہی معیار تجویز فرمایا ہے کہ جو بغیر قتال و جہاد کافروں سے حاصل ہو وہ مال فئے ہے جیسا کہ سورۂ حشر کی ان آیات میں ہے لیکن قاضی ابوبکر جصاصؒ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو مال کافروں سے کفر کی بناء پر مسلمانوں کو حاصل ہو خواہ وہ جہاد و قتال سے ہو یا بغیر جہاد و قتال کے وہ ہمارے نزدیک مال فئے ہے۔ (احکام القرآن ص ۸۴ ج ۳) اس لحاظ سے مال فئے عام ہوا اور مال غنیمت خاص۔ غزوۂ حنین میں جو مالِ غنیمت ملا تھا وہ بلاشبہ مقابلہ اور شدید مقاتلہ کے بعد حاصل ہوا تھا لیکن آپؐ نے اس میں سے مؤلفۃ قلوبہم پر تقسیم فرمایا جیسا کہ مال فئے تقسیم کیا جاتا ہے اور پہلے معنی کے لحاظ سے حنین کی غنیمت تھی اس پر فئی کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

غزوۂ خیبر میں جو قلعہ اور زمین آپؐ نے اپنے واسطے محفوظ رکھی اور اس کو غانمین پر تقسیم نہیں کیا۔ صحیح روایات میں اس پر بھی فئے کا اطلاق آیا ہے اور فدک اور وادی القریٰ کی جو زمینیں آپ کو صلح سے ملی تھیں ان پر بھی فئی کا اطلاق آیا ہے تو ان نقول و روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو مال یا زمین کسی بھی صورت سے مسلمانوں کو کافروں سے ملے اس کو فئے کہیں گے نصوص کتاب اللہ اور سنت سے یہی عموم معلوم ہوتا ہے اور بعض فقہاء مثلاً صاحب ہدایہ کے کلام سے بھی ایسا ہی مفہوم ہوتا ہے۔

مالک حقیقی کی عطا کردہ ولایت پیکر رسالت میں

آیتِ مذکورہ فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ میں لام لِلّٰہ پر تملیک کے لیے ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ اللہ رب العزت ان اموال کا حقیقی مالک ہے اور للرسول پر لام تولیت کا ہے کہ مالکِ حقیقی نے اپنی عطا اور ملک یا امانت بطور نیابت و تولیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ فرمائی اور قانون مقرر ہو گیا کہ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا | تو ولایت و نیابت کا یہ مقام اور تولیت ایک

www.ahlehaq.org

برزخی مقام ہوا جو ملک حقیقی اور ملک مستعار کے درمیان ہے اور یہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مختص ہے اس سے یہ نتیجہ واضح طور پر اخذ ہوتا ہے کہ جیسے مالک حقیقی خداوند مالک الملک کو یہ اختیار ہے کہ وہ جسے چاہے دے اور جسے چاہے نہ دے اسی طرح بوجہ خلافت خداوندی یہ مرتبۂ متوسط یعنی مرتبۂ تولیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے جس کے واسطے آیت مبارکہ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ ناطق ہے۔

جو تولیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خلافتِ الٰہیہ کے ضمن میں من جانب اللہ حاصل تھی اس کا ماحصل خلافت کی تقسیم ہے کہ آپؐ کے بعد خلفائے راشدین وہ خدمت انجام دیتے رہیں جو ان کے سپرد کی جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خلافتِ خداوندی حاصل تھی تو خلفائے راشدین کو خلافتِ نبوت حاصل تھی اور اس کا اصل سبب تولیت ہے نہ کہ ملکیت۔ اس لیے نقل خلافت میں وراثت و قرابت کا مسئلہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ فرما کر وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ یہ ظاہر فرما دیا کہ ہر عطا خواہ مال فئی و غنیمت ہو یا خلافت و نیابتِ رسالت ہو اس میں کسی کا استحقاق و دخل نہیں بلکہ رسول خدا کا فیصلہ اور ان کی عطا اور تعیین ہی بنیاد ہے جس کو چاہیں اپنی صوابدید سے عطا فرما دیں تو اسی معیار سے آپؐ نے جس ہستی کو حضراتِ صحابہ میں خلافت نبوت کا سب سے پہلا مستحق سمجھا اسی کو خود اپنی حیاتِ مبارکہ میں جانشین بنا دیا اور حکم دے دیا مُرُوْا اَبَابَكْرٍؓ لیصل بالناس کہ ابوبکرؓ کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ مگر ازواجِ مطہرات میں سے حضرت عائشہؓ و حفصہؓ نے بہت کوشش کی کہ ابوبکرؓ کے بجائے کسی اور کو اس خدمت پر مامور کر دیا جائے لیکن آپؐ نے پوری قوت اور سختی سے ان کی بات رد کرتے ہوئے یہی فیصلہ برقرار رکھا کہ مروا ابابکر لیصل بالناس۔ تاکہ دنیا کے سامنے یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ آپ کا اپنے مصلّے پر ابوبکرؓ کو کھڑے ہونے کے لیے فرمانا کوئی اتفاقی بات نہ تھی بلکہ یہ ایک طے شدہ خداوندی فیصلہ تھا کہ اب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت و جانشینی صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے واسطے بارگاہِ خداوندی سے طے ہو چکی ہے۔ چنانچہ خود حضرت علیؓ اسی حقیقت کو اپنے خطبات میں ارشاد فرمایا کرتے اور فرماتے کہ جس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو امامت کے لیے فرمایا یہ بات نہیں کہ ہم غائب تھے۔ بلکہ موجود تھے ہماری موجودگی میں یہ حکم صادر ہو رہا تھا اور ہم تندرست تھے بیمار نہ تھے کہ کوئی یہ گمان کرنے لگے شاید علیؓ بیمار ہوں گے اس وجہ سے یہ بات ہو گئی ورنہ علیؓ ہی امام بنائے جاتے (نہج البلاغہ)

•———•

★

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ

واسطے ان مفلسوں وطن چھوڑنے والوں کے

www.ahlehaq.org

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ

جو نکالے آئے ہیں اپنے گھروں سے اور مالوں سے

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ

ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی، اور مدد کرنے کو اللہ کی

وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو

اور اس کے رسول کی۔ وہ لوگ وہی ہیں سچے۔ اور جو گھر پکڑ رہے

الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ

ہیں اس گھر میں، اور ایمان میں اُن سے پہلے، محبت کرتے ہیں اُس سے جو وطن چھوڑ

وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ

آوے اُن کے پاس، اور نہیں پاتے اپنے دل میں غرض اس چیز سے جو ان کو ملا، اور اوّل رکھتے ہیں

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ

ان کو اپنی جان سے، اور اگرچہ ہو اپنے اوپر بھوک۔ اور جو بچایا گیا

شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ ﴿۹﴾ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ

اپنے جی کے لالچ سے، تو وہی لوگ ہیں مراد پانے والے۔ اور واسطے ان کے جو

مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ

آئے ان سے پیچھے کہتے ہوئے، اے رب! بخش ہم کو، اور ہمارے بھائیوں کو جو

سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ

ہم سے آگے پہنچے ایمان میں، اور نہ رکھ ہمارے دل میں بیر ایمان

اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾ ع ۱ ۱۰ ۴

والوں کا، اے رب! تو ہی ہے نرمی والا مہربان۔

www.ahlehaq.org

استحقاق مہاجرین و انصار و محبین و مخلصین صحابہ کرامؓ در مالِ فیٔ

قال اللہ تعالیٰ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا ..... الی ..... اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

(ربط) گزشتہ آیات میں بنو نضیر کی جلاوطنی کا ذکر تھا اور یہ کہ ان کے اموال جو بطور فیٔ حاصل ہوئے ہیں ان کا متولی و متصرف کلیتہً اللہ نے اپنے پیغمبر کو بنایا پیغمبر ہی کو ان پر تسلط و غلبہ عطا کیا گیا اب ان ہی کے اختیار میں ہے کہ جس کو چاہیں اور جتنا چاہیں عطا کریں کسی کو اس میں ذرہ برابر نکتہ چینی کا حق نہیں اور اللہ نے ان اموال کے مستحق۔ ذوی القربیٰ۔ یتامیٰ و مساکین اور ابن السبیل بنائے ہیں ان مصارف کے ذکر کے بعد خاص طور پر اب ان آیات میں مہاجرین و انصار اور حضرات مہاجرین و انصار سے محبت رکھنے والوں کا استحقاق بیان کیا جا رہا ہے۔ ساتھ ہی مہاجرین و انصار کے ایسے عظیم فضائل اور وہ بلند پایہ قربانیاں ذکر فرمائیں جن کے سامنے ہر شخص گرویدہ ہو جائے جس کے دل میں ادنیٰ درجہ کا بھی ایمان ہو اسی ضمن میں یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ جو بھی شخص یا گروہ مہاجرین و انصار سے العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ بغض رکھتا ہے درحقیقت وہ ایمانی جذبات اور تقاضوں سے قطعاً محروم ہے اور بے بہرہ ہے ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص مسلمان ہو اور اس کو اسلام کی خاطر ہجرت کرنے والوں اور اس کی وجہ سے اپنے وطن جائیدادوں اور خاندانوں کو چھوڑ دینے والے محبوب نہ ہوں اسی طرح وہ شخص بھی ہرگز مؤمن نہیں ہو سکتا جو ایمان اور پیغمبر خدا کو ٹھکانا دینے اور مدد کرنیوالوں کو محبوب نہ رکھتا ہو تو ارشاد فرمایا۔

یہ مال فیٔ ان فقراء و مہاجرین کے لیے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکالے گئے انہوں نے اپنی زندگی کی ہر محبوب چیز قربان کی صرف اللہ کا فضل اور رضامندی چاہتے ہوئے اور اس لیے کہ مدد کریں اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی بے شک یہی لوگ سچے ہیں جن کی صداقت پر ان کی بے مثال قربانیاں و جانثاریاں اور اپنے جان و مال سے اللہ اور اس کے رسول کی امداد و اعانت کے سورج سے زیادہ روشن دلائل و شواہد ہیں اور اسی طرح وہ لوگ جنہوں نے ٹھکانا بنایا اس گھر کا یعنی مدینہ منورہ کہ جس میں وہ بستے تھے اور اس سرزمین میں ایمان کو بھی بسایا ان مہاجرین کی مدینہ منورہ آمد سے قبل جن کی حالت یہ ہے کہ محبت کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ہجرت کر کے ان کی طرف آئے ہیں نہ صرف محبت بلکہ کمال اخلاق اور بلندی حوصلہ کی نوبت یہاں تک ہے کہ اور اپنے دلوں میں کسی قسم کا حسد اور تنگی بھی محسوس نہیں کرتے اس شرف فضیلت سے کہ جو ان مہاجرین کو دی گئی اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اپنے اوپر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان کو فاقہ ہی ہو اور سب پاکیزہ خصلتیں اس بنیاد پر قائم ہیں کہ ان حضرات کے قلوب حرص اور حب مال سے پاک ہیں اور بے شک جو بھی اپنے نفس کی حرص سے بچایا گیا تو بس ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں اور یہ مال فیٔ ان لوگوں کے لیے بھی ہے جو ان کے بعد آئے۔ یہ

www.ahlehaq.org

کہتے ہوئے کہ اے ہمارے پروردگار مغفرت فرما ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گزر چکے ہیں۔ اور نہ رکھ ہمارے دلوں میں کوئی کھوٹ اور کینہ ایمان والوں کے لیے اے پروردگار اے ہمارے رب بے شک تو بہت ہی نرمی کرنیوالا مہربان ہے۔

تو یہ ہیں مصارف اور مستحقین اموال فئی جن کے اوصاف ایمان و اخلاص کے یہ ہونے چاہئیں۔ سب سے مقدم اور اعلیٰ مستحق مہاجرین و انصار ہیں کیونکہ وہ اصل اسلام کی عمارت ہیں۔ جنہوں نے اسلام کی خاطر قربانیاں دیں۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی مدد کی اور ایمان کو اپنی بستی "مدینہ پاک" میں بسایا۔ پھر ان کے بعد جو لوگ ان کے ساتھ اخلاص و محبت رکھنے والے ہوں ان کو دعائیں دیتے ہوں ان کے قلوب ان نفوس قدسیہ سے بغض و حسد سے پاک ہوں وہ مستحق ہوں گے۔

اسی آیت مبارکہ کے مضمون کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا۔" اُوصی الخلیفۃ بعدی بالمھاجرین الاوّلین اَنْ یَعْرِف لھم حقھم و یحفظ لھم کرامتھم و اوصیۃ بالانصار خیرًا الّذین تبوّؤُ الدار و الایمان من قبل ان یقبل من محسنھم وَاَن یعفو اعن مسیئھم۔" کہ میں وصیّت کرتا ہوں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو اس بات کی کہ مہاجرین اولین کے ساتھ بہتر معاملہ کرے۔ ان کا حق پہچانے اور ان کی عظمت و کرامت کو محفوظ رکھے اور اسی طرح اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو انصار کے بارہ میں بھی وصیت کرتا ہوں خیر اور بھلائی کے لیے۔ یہ لوگ وہ ہیں جو مدینہ کو پہلے سے مرکز ایمان بنا چکے ہیں اور اس بستی میں پہلے ہی انہوں نے ایمان کو بسا لیا تھا اس امر کی وصیّت کرتا ہوں کہ ان کی بھلائیاں قبول کرے۔ (اور ان کو سراہے) اور ان کی کوتاہیوں سے درگذر کرے۔

(صحیح بخاری)

وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ حَاجَۃً مِّمَّآ اُوْتُوْا۔ مکارمِ اخلاق کی بلند ترین تعلیم ہے اور انسان کا اصل شرف اسی میں مضمر ہے کہ وہ کسی دوسرے کی فضیلت و برتری پر حسد نہ کرے۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حافظ ابن کثیرؒ نے انس بن مالکؓ کی روایت نقل فرمائی کہ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے فرمایا اے لوگو! ابھی ایک شخص اہل جنت میں سے تمہارے سامنے رونما ہوگا۔ تو ناگہاں ایک انصاری صاحب نظر آئے۔ سامنے سے آرہے ہیں اور ان کی داڑھی سے وضو کے پانی کے قطرات ٹپک رہے ہیں اور بائیں ہاتھ میں انہوں نے اپنا جوتا لٹکایا ہوا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب آئندہ روز ہوا تو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا۔ اور پھر وہی شخص اسی شان کے ساتھ رونما ہوئے۔ پھر تیسرا دن ہوا تو بھی آپؐ نے ایسا ہی فرمایا اور پھر وہی شخص اسی طرح سامنے سے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مجلس سے اُٹھ کر تشریف لے گئے تو عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ ان صاحب کے پیچھے پیچھے چلے اور ان سے الحاح و اصرار سے درخواست کی کہ مجھے اپنے ساتھ تین روز رہنے کی اجازت دے دیں انہوں نے اس کو منظور کر لیا۔ تو عبداللہ بن عمروؓ نے ان کے ساتھ تین راتیں گزاریں

www.ahlehaq.org

تو کوئی خاص قابلِ حیرت عمل نہ دیکھا بجز اس کے کہ رات کو آرام کر کے کچھ حصّہ عبادت میں گزارتے اور پھر صبح کے لیے اُٹھ جاتے۔ تین راتیں گزارنے پر میں نے ان سے دریافت کیا کہ اے بندۂ خدا میں نے تین روز تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح سُنا جس کے باعث تجسّس میں رہا کہ دیکھوں تمہارا خاص عمل کیا ہے۔ لیکن میں نے تمہارا کوئی حیرت ناک عمل نہیں دیکھا۔ اس پر ان صاحب نے جواب دیا بس میرے پاس یہی کچھ ہے جو تم نے دیکھا۔ بیان کرتے ہیں کہ جب واپس ہونے لگا تو مجھ کو پکارا اور فرمایا۔ اے بندۂ خدا میرے پاس بیشک کوئی خاص عمل تو نہیں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ میں کسی شخص سے کوئی حسد اور دِل میں قطعاً کوئی بغض نہیں رکھتا۔ عبداللہ بن عمرؓ اس کو سُن کر فرمانے لگے بس یہی تو وہ خوبی ہے جس کی ہر شخص طاقت نہیں رکھتا۔ علہ حسن بصریؒ سے بھی یہی منقول ہے۔

یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ کا تو یہ مقام تھا کہ مہاجرین جب مدینہ منورہ آئے تو انصار نے کہا اے ہمارے مہاجر بھائیو! آجاؤ ہم اپنا مال زمینیں نِصف نِصف برابر اپنے اور تمہارے درمیان تقسیم کر لیں حتیٰ کہ کسی کے پاس دو بیویاں تھیں وہ کہنے لگا میں ایک بیوی کو طلاق دے دیتا ہوں تاکہ تم اس سے شادی کر لو تم کو مناسب معلوم ہو بتاؤ اس ایثار و اخوّت کی دنیا میں ظاہر ہے کیا مثال مِل سکتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ مہاجرین نے بھی عزت نفس اور استغناء کا وہ ثبوت پیش کیا کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔ فرمایا خدا تعالےٰ تمہارے مال تمہیں مبارک فرمائے بس آپ لوگ ہمیں بازار بتا دو یعنی تعارف کرا دو ہم محنت و مشقت سے کما لیں گے۔

وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ کی تفسیر میں حضرات مفسرینؒ نے وہ معروف روایت بیان کی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میں فاقہ کی مشقّت میں مبتلا ہوں میری مدد فرمائیے۔ آپؐ نے ازواج مطہرات کے حجروں کی طرف کسی کو بھیجا شاید کچھ مل جائے لیکن کچھ نہ مِل سکا آپؐ نے فرمایا ہے کوئی ایسا شخص جو آج رات اس کی مہمانی کر سکے تو ایک انصاری شخص کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں حاضر ہوں اور اپنی اہلیہ کی طرف گئے اور بتایا کہ یہ صورت حال ہے۔ اہلیہ نے کہا آج تو بس بچوں ہی کے کھانے کے بقدر ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ انصاری نے کہا جب رات ہو تو بچوں کو کسی طرح بہلا کر سلا دینا اور پھر جب مہمان کھانے پر بیٹھے تو چراغ بجھا دینا تاکہ یہ بات مہمان کو نظر نہ آسکے کہ ہم نہیں کھا رہے ہیں چنانچہ ایسا ہی کیا صبح کو جب یہ صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے تو آپؐ نے فرمایا اللہ کو اس مرد اور عورت کی یہ بات بہت ہی پسند آئی اور ان ہی کے متعلق اس نے یہ فرمایا۔ وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ[عہ]۔ یہ صحابی ابوطلحہؓ تھے۔ ایسا ہی وہ مشہور قصّہ ہے جو جنگ یرموک میں پیش آیا تھا کہ چند زخمی لبِ دم تھے۔ ان میں سے جس کسی کے سامنے پانی لایا گیا اُس نے یہ چاہا کہ بجائے میرے یہ پانی میرا بھائی پی لے اور اسکی جان بچ جائے تو اچھا ہے۔ ہر ایک دوسرے کی

علہ: تفسیر ابن کثیر ج ۴۔ عہ: صحیح بخاری۔ مسلم۔ نسائی۔ ۱۲۔

www.ahlehaq.org

طرف لوٹاتا رہا کسی نے بھی نہ پیا اور سب کے سب اسی طرح پیاس میں تڑپتے ہوئے جاں بحق ہو گئے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضاھم)

ذوی القربیٰ یتامیٰ اور ابن السبیل میں مستحقین فیٔ کی قسم اوّل فقراء مہاجرین

آیت مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ میں عمومی طور پر ان اصناف و اقسام کا مال فیٔ میں استحقاق بیان فرمانے کے بعد ان مستحقین میں سب سے اعلیٰ اور مقدم جو گروہ ہے اس کو ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ وہ فقراء مہاجرین کا گروہ ہے ان کے اوصاف میں سب سے پہلے تو ان کی مظلومیت کو اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ سے ظاہر فرمایا گیا کہ ان کو ان کے مکانوں سے نکالا گیا اور ان کے اموال ضائع کیے گئے۔ پھر یہ مظلومیت ان کی محض اللہ کی رضا کے لیے واقع ہوئی تو جس طرح ہر مظلوم کے لیے خواہ وہ کسی طرح بھی مظلوم ہو ہمدردی اور اعانت کا جذبہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے چہ جائیکہ وہ مظلوم اللہ کی راہ اور اس کی رضا تلاش کرتے ہوئے مظلوم ہوا ہو تو اس فرد پر جس کو خدا سے ذرّہ برابر بھی تعلق ہے۔ ضروری ہے کہ وہ ان مظلومین کے ساتھ ہمدردی اور مدد کے لیے پوری طرح مستعد ہو جائے۔ مزید برآں یہ مظلوم باوجود مظلوم و بے سہارا ہونے کے وہ ہیں جنہوں نے خدا اور اس کے رسول کی مدد کی اور اسی جرم میں ان کو ان کے مالوں اور گھروں سے نکالا گیا۔ مظلومیت اخلاص اور اللہ و رسول کی نصرت کے علاوہ ان کے کردار اور مجموعہ عملی زندگی نے یہ ثابت کیا کہ وہ راست باز اور سچے ہیں اور جب وہ لوگ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ کا مصداق ہیں تو ہر ایمان و تقویٰ والے پر یہ حکم خداوندی عائد ہوتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔ اس کی تعمیل میں ہر صاحب ایمان کو ان صادقین کے ساتھ ہو جانا ضروری ہے جن کے صادق ہونے کا اعلان خداوندِ عالم نے فرما دیا۔

مُستحقین کی قسم دوم انصار اور اُنکی خصوصیات

استحقاق مہاجرین کے بعد انصار کا استحقاق اور ان کے اوصاف میں سب سے پہلے تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ کا وصف بیان فرمایا کہ انہوں نے ایمان و اسلام کو اپنے شہر مدینہ میں ٹھکانہ دیا۔ دوسری صفت یہ کہ وہ مہاجرین سے محبت کرتے ہیں۔ تیسری صفت یہ کہ حسد سے ان کے قلوب پاک ہیں کہ مہاجرین کو جو شرف و فضل ملا اس پر ذرّہ برابر حسد یا ملال نہیں۔ چوتھی صفت وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ کہ اپنے اوپر دوسروں کو مقدم رکھتے ہیں خواہ وہ فقر و فاقہ میں مبتلا ہوں اور پانچویں صفت یہ کہ وہ مال کی حرص سے منزہ ہیں اور ظاہر ہے کہ یہی اوصاف رشد و فلاح کے ضامن ہیں۔ لہٰذا یہ گروہ

www.ahlehaq.org

مفلحین اور کامرانوں کا ہوا۔

قسم سوم عام اہلِ اسلام

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ۔ میں گروہ مہاجرین وانصار کے بعد عامۃ المسلمین کو بیان فرمایا کہ وہ مال فیٔ کے مستحق ہیں اور اس تیسری جماعت کو مال فیٔ میں حصّہ ملنے کے اوصاف و وجوہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ سابقین اوّلین اور مفلحین کی توقیر و تعظیم کریں ان کے واسطے دعائے مغفرت کریں اور ان کے دل میں ان حضرات صحابہ کی طرف سے کسی قسم کی کدورت یا بغض نہ ہو۔ ان اوصاف سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جس کسی کے دل میں مہاجرین وانصار کی عظمت ومحبت وخیر خواہی کا جذبہ نہ ہو بلکہ بغض و نفرت یا تکدر یا طعن و تشنیع اور تحقیر و توہین ہو۔ وہ کبھی ان حقوق میں شامل نہیں ہوسکتا جو حقوق اللہ ربّ العزّت نے اہلِ اسلام کے لیے مقرر فرمائے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان آیات کو تلاوت کر کے فرمایا کرتے خدا کی قسم جو شخص مہاجرین کی طرف سے کدورت رکھتا ہو وہ ہرگز ان لوگوں میں سے نہیں ہوسکتا[1] جن کو اس آیت میں بیان کیا گیا اور حق تعالیٰ شانہٗ نے مدح فرمائی۔

چنانچہ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "منہاج السُّنّہ" جلد اوّل میں اِن آیات کا ذکر کر کے لکھتے ہیں۔

وَ هٰذِهِ الاٰيات تتضمن الثناء على المهاجرين والانصار وعلى الذين جاءُوا من بعدهم يستغفرون لهم ويسئلون الله عزوجل ان لا يجعل فى قلوبهم غلاً لهم۔ وتتضمن ان هؤلاء الاصناف هم المستحقون للفئ۔ ولا ريب ان هؤلاءِ الرافضة خارجون عن الاصناف	اور یہ آیتیں مہاجرین وانصار کی مدح پر مشتمل ہیں اور ان لوگوں کی بھی تعریف پر مشتمل ہیں جو انصار و مہاجرین کے بعد آئیں گے اور یہ بعد میں آنیوالے سابقین اوّلین کے لیے دعاء مغفرت کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا کریں گے کہ اے اللہ ہمارے دلوں کو مہاجرین وانصار کے کینہ سے بالکل پاک و صاف رکھ۔ نیز ان آیات میں یہ مضمون بھی ہے کہ مال فیٔ کی مستحق یہ تین جماعتیں ہیں (ان کے سوا اور کسی کا اس میں استحقاق نہیں) اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رافضی ان تینوں قسموں سے خارج ہیں

[1] ازالۃ الخفاء۔ ہدیۃ الشیعہ ۱۲۔

www.ahlehaq.org

الثلثة فانهم لم يستغفروا للسابقين و في قلوبهم غِل عليهم۔ ففي الآيات الثناء على الصحابة و على اهل السنّة الذين يتولونهم واخراج الرافضة من ذٰلك۔ وهذا يقتض مذهب الرافضة۔

اس لیے کہ وہ مہاجرین وانصار کے لیے دعاءِ مغفرت نہیں بلکہ ان کے دلوں میں تو مہاجرینؓ انصار کا کینہ بھرا ہوا ہے۔
تو ان آیات میں صحابہ کرام کی فضیلت و مدح ہے اور اسی طرح اہلسنۃ کی مَدح ہے جو صحابہ کرام سے محبت رکھتے ہیں اور یہ آخری قید رافضیوں کے خارج کرنے کے لیے ہے اور یہ آیت رافضیوں کے مذہب کو بالکل چاک کر دیتی ہے۔

اور ان کے اس عیب وخبث کی پردہ دری کر رہی ہے جو ان کے سینوں میں بھرا ہوا ہے۔ اللّٰھم جَنِّبْنَا عَنْ کُلِّ رفضٍ وسوءٍ و املأ قلوبنا عن حبّ اصحٰب نبیك صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ اٰلہٖ واَصحابہٖ ۔۔۔۔ اجمعین۔

مستحقین و مصارفِ مالِ فیٔ

حق تعالیٰ شانہٗ نے مال فیٔ کے مصارف اور ان کا استحقاق بیان فرمانے کے لیے ارشاد فرمایا۔ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ الخ یہ عنوان بالکل اسی طرح ہے جیسے مال غنیمت کے مصارف ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ الخ وہاں بھی تین لام ہیں۔ لام کلام عرب میں استحقاق کے مفہوم پر دلالت کرتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ متعلَق کے فرق سے استحقاق کی صورتوں میں بھی فرق ہوگا۔ اللہ کے لیئے مال غنیمت اور مال فیٔ ہونا ملکیت کے معنیٰ ظاہر کر رہا ہے۔ کیونکہ اللہ ہی مالک الملک اور حقیقی مالک ہے اور للرسول میں تولیت کا مفہوم ادا کر رہا ہے۔ جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ان اموال کے اصل متولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مالکِ حقیقی کی امانت کو بطور امانت ونیابت صرف کرنے کا حق آپ کو حاصل ہے کہ آپ مالکِ حقیقی کے حکم کے مطابق خرچ فرمائیں گے اور لِذی القربیٰ کا لام صرف محل صرف ہونا ظاہر کر رہا ہے کہ مال فیٔ کے یہ مستحق اور مصرف ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ ازالۃ الخفاء میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ مالِ فیٔ اللہ اور اس کے رسول کے اور قرابت داروں۔ یتیموں اور مسافروں کے لیے ہے۔ فِللّٰہ میں خدا کی مالکیّت کا بیان ہوا اور لِلرّسول کا مطلب یہ ہوا کہ آپ رسولِ خُدا ہیں۔ خدا کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کو اتنی فرصت نہیں کہ کمائیں اور اطمینان سے بیٹھ کر کھائیں تو جب وہ خدا کے کام میں لگے ہوئے ہیں

www.ahlehaq.org

تو بمقتضائے قدر شناسی رسول کا نان ونفقہ بھی خدا ہی کے ذمہ ہونا چاہیئے اس سے بہتر اور کیا صورت ہوسکتی ہے کہ جو مال خاص خدا کا دیا ہوا ہے اور بغیر مَنّتِ غیر حاصل ہوا اس میں سے کچھ اس پروردگار کے رسول کے لیے تجویز کیا جائے اور یتیم ومسکین اور ابن السبیل اس وجہ سے کہ ان سے اسباب رزق منقطع ہوئے ہیں موردِ رحم ہیں تو ان کی ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کو دینے کا حکم دیا گیا خواہ وہ ذوی القربیٰ ہوں یا ان کے علاوہ۔

اس کے بعد اللہ رب العزت نے فرمایا۔ فقراء مہاجرین وانصار اور ان کے متبعین اور ان مہاجرین سے محبت رکھنے والوں کے لیے جن کی کوئی تحدید نہیں بلکہ ان کے بعد آنے والے ان مؤمنین کے لیے جو ان حضرات کے واسطے دعاءِ مغفرت کرتے ہوں اور ان کے دلوں میں مہاجرین وانصار کے لیے بے پناہ جذبات محبت وعظمت ہوں۔

مالک[عہ] بن اوس بن حدثانؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آیت مبارکہ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسَاكِيْنِ وَ الْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا۔۔ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ تک تلاوت کی اور فرمایا یہ آیت مصارف صدقات کو بیان کر رہی ہے اور وہ ان لوگوں کے لیے ہے جو صدقات کے مستحق ہیں؛ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسَاكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ اور فرمایا اس آیت نے ان لوگوں کو بیان کیا ہے جو مال غنیمت کے مستحق ہیں اس کے بعد سورۂ حشر کی یہ آیت تلاوت کی۔ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى ..... الیٰ ---------- لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ اور فرمایا کہ یہ آیت مالِ فیٔ میں مہاجرین کا حق بیان کر رہی ہے۔ پھر آیت وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ پڑھ کر فرمانے لگے کہ اس آیت نے مال فیٔ میں انصار کا حق بیان کیا ہے اور اخیر میں وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ پڑھ کر فرمانے لگے کہ اس آیت نے تمام مسلمانوں کا احاطہ کر لیا ہے۔ جس سے ثابت ہوگیا کہ بیت المال اور مال فیٔ میں ہر مسلمان کا حق ہے۔ اگر میں زندہ رہا تو تم دیکھ لینا کہ ایک چرواہے کا حق بھی اس کے گھر پہنچا کرے گا بغیر اس کے کہ اس کی پیشانی پر پسینہ بھی آئے ہر مسلمان کا حق اس تک پہنچ کر رہے گا خواہ وہ کسی بھی دور دراز مقام پر ہو۔

مال فیٔ اور مال غنیمت میں فرق

مالِ فیٔ شریعت کی اصطلاح میں اس مال کو کہا جاتا ہے جو کافروں کے قبضہ سے مسلمانوں کو بغیر جہاد اور قتال کے حاصل ہو جائے کفار محض رعب سے یا صلح کر کے ان اموال اور علاقوں سے دست بردار ہو جائیں تو ان اموال کو فیٔ کہا جائے گا۔ مال غنیمت وہ ہے جو جہاد وقتال کے بعد مسلمانوں کو حاصل ہو اور مسلمانوں کی

عہ صحیح بخاری۔ تفسیر روح المعانی۔ تفسیر ابن کثیر۔

www.ahlehaq.org

جانفشانیوں سے ملے پہلا مال یعنی فئی مجاہدین کو ان کی سعی اور کوشش کے بغیر محض اللہ کے فضل سے حاصل ہوتا ہے اس وجہ سے اللہ نے اس میں تصرف کا حق کلیتہً اپنے پیغمبر کو عطا فرما دیا کہ جس طرح چاہیں وہ بیان کردہ مصارف میں اس کو خرچ کریں برخلاف مال غنیمت کے کہ وہ مجاہدین کی محنت اور مشقت سے حاصل ہوتا ہے تو اس میں مجاہدین کا حصہ رکھا گیا اور خمس کے علاوہ وہی اس کے مستحق قرار دیئے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ مال فئی کا کوئی مصرف متعین نہیں۔ جمیع مصالح مصلحین مسلمین امیر و فقیر سب پر خرچ کیا جا سکتا ہے بخلاف زکوٰۃ۔ خمس اور مال غنیمت کے کہ مصارف متعین اور محدود کر دیئے گئے۔

جیسا کہ قرآن کریم نے ان کی وضاحت اور تعیین کر دی۔

استحقاق کی اقسام

اصول شریعت کی رو سے استحقاق دو قسم کا ہے۔ ایک استحقاق قوی جس کو استحقاق فعلی اور استحقاق شخصی بھی کہا جاتا ہے اور یہی استحقاقِ حقیقی ہے۔ دوسرا استحقاق ضعیف ہے جس کو استحقاق انفعالی اور استحقاقِ نوعی بھی کہا جا سکتا ہے اور یہ استحقاق مجازی ہے۔ استحقاق قوی وہ ہے جس کا منشاء امر وجودی ہو جیسے مال غنیمت میں مجاہدین اور غانمین کے استحقاق کا منشاء ان کا جہاد ہے جو کہ امر وجودی ہے اسی بناء پر وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ میں غنیمت کو مجاہدین کی طرف منسوب کر کے یہ ظاہر کر دیا کہ غنیمت کی تحصیل مجاہدین کی سعی اور جد و جہد کے باعث ہے۔

استحقاق ضعیف وہ ہے کہ جس کا منشاء امر عدمی ہو جیسے صدقات میں فقراء و مساکین کا استحقاق انکی ناداری اور مفلسی کی وجہ سے ہے جو کہ امر عدمی ہے۔ اسی وجہ سے فقراء کو دعویٰ کا حق نہیں اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ کسی خاص شخصِ معین کو فقراء و مساکین میں سے دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(ہٰذا من افاضات حضرۃ الوالد مولٰنا محمد ادریس کاندھلویؒ)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

تو نہ دیکھے وہ جو

نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

دغا باز ہیں، کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو، جو منکر ہیں کتاب

اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا

والوں میں سے، اگر تم کو کوئی نکال دے گا تو ہم بھی نکلیں گے تمہارے ساتھ، اور کہنا

پ ۲۸

www.ahlehaq.org

نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا ۙ وَّإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۖ وَ

مانیں گے کسی کا تمہارے حق میں کبھی، اور اگر تم سے لڑائی ہوگی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور

اللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكٰذِبُونَ ﴿١١﴾ لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ

اللہ گواہی دیتا ہے وہ جھوٹے ہیں ۔ اگر وہ نکالے جاویں گے، یہ نہ نکلیں گے

مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوهُمْ

ان کے ساتھ، اور اگر ان سے لڑائی ہوگی یہ نہ مدد کریں گے انکی۔ اور اگر مدد کریں گے تو

لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ۖ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ﴿١٢﴾ لَأَنْتُمْ أَشَدُّ

بھاگیں گے پیٹھ دے کر، پھر کہیں مدد نہ پاویں گے ۔ البتہ تمہارا ڈر زیادہ ہے

رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ

ان کے دل میں اللہ سے ۔ یہ اس سے کہ وہ لوگ

لَّا يَفْقَهُونَ ﴿١٣﴾ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى

بُوجھ نہیں رکھتے ۔ لڑ نہ سکیں گے تم سے سب مل کر، مگر بستیوں کے

مُّحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَّرَاءِ جُدُرٍ ۚ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ ۚ

کوٹ میں، یا دیواروں کی اوٹ میں ۔ ان کی لڑائی آپس میں سخت ہے۔

تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ

تو جانے وہ اکٹھے ہیں اور ان کے دل پھوٹ رہے ہیں ۔ یہ اس سے کہ وہ لوگ عقل

لَّا يَعْقِلُونَ ﴿١٤﴾ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا

نہیں رکھتے ۔ جیسے کہاوت اُن کی، جو ہو چکے ہیں ان سے پہلے پاس ہی چکھی

وَبَالَ أَمْرِهِمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٥﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ

سزا اپنے کام کی۔ اور ان کو دکھ کی مار ہے ۔ جیسے کہاوت شیطان کی،

www.ahlehaq.org

إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ

جب کہے انسان کو تو منکر ہو - پھر جب وہ منکر ہوا، کہے میں الگ ہوں

مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا

تجھ سے، میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب سارے جہان کا · پھر آخر ان دونوں کا یہی کہ

ع ۲ ۷ ۵

أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ﴿١٧﴾

وہ دونوں ہیں آگ میں، سدا رہیں اس میں - اور یہی ہے سزا گناہگاروں کی -

احوال منافقین و کاذبین بعد بیانِ اوصاف مخلصین و صادقین

قال اللہ تعالیٰ - أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا .... الی.... وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ

(ربط) گزشتہ آیات میں مال فئی اور اس کے مستحقین کا ذکر کرتے ہوئے ان اہل ایمان و اخلاص کا بیان فرمایا جو اپنے ایمانی اوصاف میں وہ عظمت و بلندی حاصل کرنے والے ہیں کہ ان کو قرآن کریم نے "الصادقون" اور "المفلحون" کے لقب سے یاد کیا۔ ان کے برعکس اب ایک گروہِ منافقین و کاذبین کا بیان ہے جن کے قبائح اور بدترین خصلتوں کو ذکر کر کے ان کی ذلت و ناکامی کو بیان فرمایا جا رہا ہے۔ ارشاد فرمایا۔

اے ہمارے پیغمبر کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے نفاق کا پیشہ اختیار کر رکھا ہے۔ یہ منافق کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے جو اہل کتاب میں سے کافر ہیں کہ اگر تم کو اپنے گھروں سے نکالا گیا تو ہم بھی ضرور بالضرور تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور ہم تمہارے معاملہ میں کسی کی بھی بات نہ مانیں گے کبھی بھی۔ اور اس طرح ہم تمہارے معاون و مددگار رہیں گے اور اگر تم سے قتال کیا گیا تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَی نے یہودِ بنی نضیر کو یہ خفیہ پیغام بھیجا تھا اور تاکید سے کہلوایا کہ ہرگز نہ گھبرانا اور اپنے آپ کو اکیلا نہ سمجھنا۔ اگر مسلمانوں نے تم کو نکالنا چاہا تو ہم بھی احتجاجاً تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوں گے اور اگر جہاد و قتال کی نوبت آئی تو ہم تمہاری پوری پوری مدد کریں گے یہ ہمارا ایسا قطعی اور یقینی فیصلہ ہے کہ اس کے خلاف ہم کسی کی بات ماننے کے واسطے ہرگز تیار نہ ہوں گے۔ ان کے اس طرح کے باطل دعوؤں پر قرآن کریم نے رد کرتے ہوئے فرمایا اور خدا گواہی دے رہا ہے کہ بیشک یہ منافق جھوٹے ہیں۔ محض مسلمانوں کے خلاف اکسانے اور ورغلانے کے لیے یہ باتیں بنا رہے ہیں۔ آگاہ ہو جانا چاہیئے اگر وہ اہل کتاب نکالے گئے تو یہ ہرگز ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے قتال کیا گیا تو یہ کبھی بھی ان کی مدد نہ کریں گے اور اگر کچھ تھوڑی بہت دکھاوے کے طور پر مدد بھی کی تو

www.ahlehaq.org

پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر کہیں سے بھی ان کی مدد نہیں کی جائے گی کسی اور کی کیا مدد کرتے اس طرح پیٹھ پھیر کر بھاگنے کے بعد تو یہ خود بھی ایسے بے یار و مددگار ہو جائیں گے کہ ان کی بھی کوئی مدد نہ کر سکے گا۔ چہ جائیکہ یہ دوسروں کی مدد کریں۔ ان کی اس منافقانہ روش سے معلوم ہوتا ہے کہ البتہ تمہارا ڈر زیادہ ہے ان کے دلوں میں بہ نسبت اللہ کے یہ اس وجہ سے کہ یہ ایک ایسی قوم ہے کہ سمجھ نہیں رکھتے۔ کیونکہ اللہ کی عظمت و ہیبت اور قدرت و کبریائی کی کوئی حد نہیں اس سے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کا ڈر نہیں ورنہ تو نفاق کیوں اختیار کرتے اس کے بالمقابل مسلمانوں کی قوت و شجاعت سے ڈر رہے ہیں اور ان سے مرعوب و خوفزدہ ہو کر نفاق اختیار کیا اور کھلم کھلا کفر کے اعلان کی جرأت نہیں۔ تو ان کے اس طرز عمل نے ثابت کیا کہ مسلمانوں کا ڈر ان کے دلوں میں اللہ تعالےٰ کے ڈر سے زیادہ ہے۔ ان کے مرعوب اور خوفزدہ ہونے کی تو یہ حالت ہے کہ یہ لوگ نہیں لڑ سکیں گے تم سے ایک جگہ جمع ہو کر اس طرح جیسے میدان جنگ میں کوئی فوج کسی فوج کا مقابلہ کرتی ہو مگر ایسی بستیوں میں جو احاطہ بندی کے ساتھ محفوظ ہوں اور قلعے کی شکل میں کہ اندر چھپ جانے والوں کو پناہ دے سکیں یا دیواروں کے پیچھے سے تو جو قوم اس قدر بزدل ہو وہ کبھی کامیاب نہ ہوگی اور نہ ہی مسلمانوں کو ایسی بزدل قوم سے خائف ہونا چاہیئے۔ یہ لوگ اگرچہ مسلمانوں کے مقابلہ میں بظاہر متحد نظر آتے ہیں اور اے مخاطب! گمان کرتا ہے تو ان کو اکٹھا اور باہم متحد، لیکن ان کے دل جدا جدا ہیں یہ اس لیے کہ یہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔ ہر ایک کی اپنی اپنی غرض اور خواہش جدا ہے اگرچہ مسلمانوں کی مخالفت میں سب متفق اور متحد ہیں مگر ہر ایک اپنی اغراض و خواہشات کے باعث مختلف اور متفرق ہے تو ایسے عناصر کے ظاہری اتحاد سے مسلمانوں کو فکرمند و پریشان نہ ہونا چاہیئے اس صورتِ حال میں یہ دشمنانِ اسلام بلاشبہ کمزور ہیں اور اسلام کا مقابلہ ہرگز نہ کر سکیں گے اگر انسان میں عقل ہو تو سمجھ سکتا ہے اگر اندر سے دل پھٹے ہوئے ہوں تو ظاہری اجتماعیت کچھ کام نہیں آتی۔ اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی ذاتی اغراض و خواہشات سے کنارہ کش ہو کر سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور اپنا مرنا جینا سب اسی خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لیے بنالیں۔

ان منافقین کی یہ حالت تو بالکل ایسی ہی ہوگئی جیسے کہ مثال ہے ان لوگوں کی جو ان سے پہلے قریب ہی وقت میں گذرے کہ مزہ چکھ لیا اپنے کام کا دنیا میں بھی ذلیل و ناکام ہو کر اور مختلف قسم کے عذاب میں ہلاک و تباہ ہو کر اور آخرت میں بھی ان کے واسطے ایک دردناک عذاب ہے۔ چنانچہ یہود بنی قینقاع نے اپنی غداری کا مزہ چکھ لیا۔ جب انہوں نے بدعہدی کی تو مسلمانوں نے ایک مختصر سی لڑائی کے بعد ان کو ان کے گھروں سے نکال باہر کیا اور اس سے پیشتر ماضی قریب میں مکہ والے "بدر" میں سزا پا چکے ہیں ایسا ہی انجام بنو نضیر کا دیکھ لو دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں سزا مل چکی اور آخرت کا دردناک عذاب اپنی جگہ باقی ہے۔

یہ حالت بالکل شیطان کے قصہ کی طرح ہے جب وہ انسان سے کہتا ہے کفر کر پھر جب انسان کفر کرتا ہے اور عذاب خداوندی اس کے سامنے ہوتا ہے اور شیطان پر وہ کافر ذمہ داری ڈالتا ہے کہ مجھ سے کفر تو اس نے کرایا ہے تو کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری ہوں۔ میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں جو

www.ahlehaq.org

رب ہے سارے جہانوں کا، پھر آخر کار انجام ان دونوں کا۔ کافر ہو یا کافر کو گمراہ کرنیوالا شیطان کہ وہ دونوں جہنم میں ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور کسی وقت یہ نہ ہوگا کہ وہ اس عذاب سے چھٹکارا حاصل کریں۔ اور یہی سزا ہوتی ہے ظالموں کی اس لیے ان منافقوں کو اپنی ان حرکتوں سے باز آجانا چاہیئے اور مسلمانوں کو ایسی باتوں سے رنجیدہ اور پریشان نہ ہونا چاہیئے کیونکہ ایسے گمراہوں کا انجام ذلت و ناکامی طے ہو چکا ہے جس سے وہ ہرگز نہیں بچ سکتے۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "یعنی شیطان اوّل انسان کو معصیت پر ابھارتا ہے جب انسان دام اِغواء میں پھنس جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تجھ سے بَری ہوں اور تیرے کام سے بیزار ہوں۔ مجھے تو اللہ سے ڈر لگ رہا ہے (یہ کہنا بھی ریاء اور مکاری ہوگا) جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود دوزخ کا کندہ بنا اور اسے بھی بنایا۔"

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں "شیطان آخرت میں یہ بات کہے گا اور بدر کے دن بھی ایک کافر کی صورت میں لڑواتا تھا جب فرشتے نظر آجاتے تو بھاگ جاتا (تفصیل سورۂ انفال میں گزر چکی) تو یہی مثال منافقوں کی ہے کہ وہ بنو نضیر کو اپنی حمایت و رفاقت کا یقین دِلا دِلا کر بھرّے پر چڑھاتے رہے۔ آخر جب وہ مصیبت میں پھنس گئے تو آپ الگ ہو بیٹھے۔ کیا وہ اس مکر و عیاری کے بعد عذاب سے بچ گئے؟ ہرگز نہیں دونوں کا ٹھکانہ جہنم ہے"۔ (فوائدِ عثمانی)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ

اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہیئے دیکھ لے کوئی جی، کیا بھیجا ہے

لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۸ وَلَا

کل کے واسطے؛ اور ڈرتے رہو اللہ سے۔ بیشک اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو۔ اور مت

تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ

ہو ویسے جنہوں نے بھلا دیا اللہ کو، پھر اُس نے بھلا دیئے اُن کو اُنکے جی۔ وہ لوگ

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۱۹ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ

وہی ہیں بے حکم۔ برابر نہیں لوگ دوزخ کے اور لوگ

الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝۲۰ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا

بہشت کے۔ بہشت کے لوگ وہی ہیں مراد کو پہنچے۔ اگر ہم اتارتے یہ

www.ahlehaq.org

الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ

قرآن ایک پہاڑ پر ، تو تو دیکھتا دب جاتا پھٹ جاتا اللہ

خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

کے ڈر سے - اور یہ کہاوتیں ہم سناتے ہیں لوگوں کو ، شاید وہ

يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ

دھیان کریں - وہ اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی ، جانتا

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ

ہے چھپا اور کھلا ، وہ ہے بڑا مہربان رحم والا - وہ اللہ ہے

الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ

جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی ، وہ بادشاہ پاک ذات چنگا

الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ

امان دیتا پناہ میں لیتا زبردست دباؤ والا صاحب بڑائی کا - پاک ہے

اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ

اللہ اس سے جو شریک بناتے ہیں - وہ اللہ ہے بنانے والا نکال کھڑا کرتا صورت کھینچتا ،

لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

اسی کے ہیں سب نام خاصے - اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور

الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

زمین میں ، اور وہی ہے زبردست

الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾ ع

حکمت والا -

ع ۳ ۷ ۶

www.ahlehaq.org

دعوت تقویٰ وفکرِ آخرت برائے اہلِ ایمان
مع ذِکر عظمتِ ربّ ذوالجلال والاکرام

قال اللہ تعالیٰ. یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ .... الیٰ .... وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

(ربط) گزشتہ آیات میں منافقین کی سازشوں اور اسلام کے خلاف ان کی معاندانہ سرگرمیوں کا ذکر تھا۔ تو اب ان آیات میں اہل ایمان کو تقویٰ اور فکرِ آخرت کی دعوت دی جارہی ہے اس لیے کہ ایمان و تقویٰ اور فکر آخرت ہی مسلمان قوم کے لیے ہر عزت و غلبہ اور ترقی کا باعث ہے یہی وہ عظیم وصف ہے جس کے باعث مسلمان اپنے دشمن کی ہر سازش سے محفوظ رہتا ہے تو ارشاد فرمایا۔

اے ایمان والو! ڈرتے رہو خدا سے اور ہر متنفس کو دیکھنا چاہیئے کہ اس نے کیا بھیجا ہے کل آنے والے دن کے واسطے۔ ایمان اور اعمالِ صالحہ کا ذخیرہ ہی روزِ آخرت کام آنے والا ہے اور روز آخرت بس کل آنیوالا ہی دن ہے تو اس کے واسطے تیاری کرنی چاہیئے۔ دیکھنا اور سوچنا چاہیئے کہ اس کے واسطے اعمال صالحہ کا کیا ذخیرہ مہیا کیا ہے اور تقویٰ اختیار کرو اللہ کا۔ تقویٰ ہی اساس ہے ایمان و عمل کی۔ بے شک اللہ ان تمام کاموں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ اگر کسی متنفس کے قلب میں یہ اعتقاد راسخ ہے کہ خداوند عالم کے سامنے بندہ کا ہر کام اور اس کا ہر حال عیاں ہے تو بلاشبہ خوف و تقویٰ پیدا ہو جائے گا یہ اعتقاد ہی تقویٰ کی بنیاد ہے جس کا لازمی اثر انسانی زندگی میں احتیاط اور فکر کی صورت میں رونما ہوگا اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر ایمان اور اخلاص مرتب ہے اور نفاق کی گندگی سے پاک رہنے کا باعث ہے۔

اور نہ ہو جاؤ تم ان لوگوں سے جنہوں نے خدا کو بھلا دیا اور شب و روز اپنی نفسانی شہوتوں اور دنیوی لذتوں میں منہمک رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پھر اللہ نے بھی ان کو بھلا دیا اور اس طرح اللہ کی توفیق اور خیر کے کاموں کی صلاحیت اور اس کا احساس بھی ان سے مفقود ہو گیا۔ اور آخرت کے فکر و تصوّر سے بھی غافل ہو گئے۔ یہ لوگ اللہ کی فرماں برداری سے خارج ہیں کیونکہ ان کی اس غفلت و لاپرواہی اور انہماک فی الدنیا کی وجہ سے وہ صلاحیت اور جوہر ہی ختم ہو گیا جس کے ذریعے انسان سعادت اور انابت الی اللہ حاصل کر سکتا ہے۔ بلاشبہ یہ حقیقت ہے کہ برابر نہیں ہیں جہنم والے اور جنت والے جہنمی عذاب جہنم میں مبتلا ہوتے ہیں وہ عذاب جس کا انسان تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔ اور اہل جنت اللہ تعالےٰ کے انعامات اور جنّت کی راحتوں اور نعمتوں سے نوازے جاتے ہیں تو یقیناً جنت والے ہی کامیاب ہیں اور اپنی مراد پانے والے ہیں۔ فلاح و سعادت کے اصول اور قوت نظریہ و عملیہ کی اصلاح کے ضابطے اللہ ربّ العزّت نے قرآن کریم کی صورت میں دنیا کے انسانوں کے واسطے نازل کیے۔ اسی سے انسانی زندگی فلاح و سعادت سے ہمکنار

www.ahlehaq.org

ہوسکتی ہے۔ اس کلام الٰہی کی عظمت کا یہ مقام ہے کہ اگر ہم نازل کرتے اس قرآن کو کسی پہاڑ پر تو اے مخاطب یقیناً تو دیکھتا اس پہاڑ کو ہیبت الٰہی سے پارہ پارہ ہو جانے والا۔ اگر اس پہاڑ میں انسان کی طرح عقل ہوتی شعور عطا کر کے اس پر قرآن نازل کیا جاتا تو وہ سمجھتا اور عظمت و ہیبت خداوندی سے ایسا متاثر ہوتا کہ ریزہ ریزہ ہو جاتا لیکن افسوس کہ یہ انسان جس پر یہ کلام الٰہی اتارا گیا ایسا سخت دل واقع ہوا ہے کہ نہ اس کا دل کانپتا ہے اور نہ خشیت و تقویٰ کے آثار اس میں نظر آتے ہیں انسان کو چاہیئے کہ اس امانت الٰہیہ کی عظمت کو پہچانے اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے آخر اس انسان کو یاد کرنا چاہیئے کہ روز میثاق اس امانت کو جب اللہ نے آسمان و زمین اور پہاڑوں پر پیش فرمایا تھا اور آسمان و زمین نے اس کی عظمت و ہیبت سے گھبرا کر انکار کر دیا تھا تو اس حضرت انسان نے اس بوجھ کو اٹھایا تھا اور اس امانت کی حفاظت اور اس کا حق ادا کرنے کا اقرار کیا تھا۔ کما قال اللہ تعالےٰ۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔

اور یہ مثالیں ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کے لیئے شاید وہ نصیحت حاصل کر لیں اور جس سعادت ابدیہ کا حصول انسان کی فطرت میں ودیعت رکھا گیا ہے اس کو حاصل کر سکیں اور فلاح و کامیابی کی منزل تک پہنچنے کی جو صلاحیتیں اس کو عطا کی گئی ہیں ان کو بروئے کار لا سکے اور قوت نظریہ درست کرنے کے بعد قوائے عملیہ کو اس کے تابع کر دے۔ جو صرف حق تعالےٰ شانہٗ کی ذات و صفات کی معرفت اور دل و دماغ میں اس عقیدہ کو راسخ کر لینے پر موقوف ہے تو جان لینا چاہیئے کہ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہی پوشیدہ[عہ] اور ظاہر کا جاننے والا ہے جو چیز انسانی ادراک و شعور سے ماوراء ہو اس چیز کو نہ انسانی حواس ادراک کر سکتے ہیں اور نہ ہی وہاں تک عقل کی پرواز ہے۔ وہ صرف خدا ہی جانتا ہے اور ہر ظاہر چیز کو بھی

عہ "الغیب" بڑا ہی وسیع المعنی لفظ ہے۔ انسان کی حس بصر سے لیکر حواس خمسہ تک ہر حس سے جو چیز غائب ہے اس کو غیب کہا جائے گا۔ اضافہ کردہ الفاظ میں بھی اشارہ کر دیا گیا کہ غیب کا اطلاق حواس ظاہرہ سے غائب ہی چیز پر نہیں بلکہ جو انسانی ادراک اور عقل و فکر کی پرواز سے بالا و برتر ہے وہ بھی غیب ہے چنانچہ آخرت اور احوال آخرت جیسی جملہ چیزیں غیب کا مصداق ہیں۔ انسان ہی کیا بلکہ ملائکہ اور جنوں کے ادراک و شعور سے بھی پوشیدہ چیزیں اس میں شامل ہیں۔

چنانچہ ملاءِ اعلیٰ اور ملکوت السمٰوٰت کی بہت سی چیزیں فرشتوں سے بھی پوشیدہ ہیں الغرض ہر وہ چیز جو مخلوق کے ادراک و شعور سے بالا ہو یا بُعد مکانی سے حواس بصریہ وغیرہ سے مستور و پوشیدہ ہو اس کو غیب کہا جائے گا۔ جو ایک وسیع عالم ہے۔ اور اس کے بے شمار مراتب و درجات ہیں جیسا کہ حضراتِ عارفین و صوفیاء بیان کرتے ہیں اسی طرح عالمِ شہادت کے بھی بے شمار مراتب و درجات ہیں۔ ۱۲

www.ahlehaq.org

خدا ہی جانتا ہے جب کہ انسان بہت سی چیزوں کو دیکھنے اور محسوس کرنے کے باوجود اس کے جاننے سے عاجز رہتے ہیں۔ وہی بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے جس کی عنایات و رحمتیں انسان کو آمادہ کرتی ہیں کہ وہ صرف اسی رحمٰن و رحیم کی عبادت و بندگی کرے۔ اس کے خزائن رحمت بے پایاں ہیں دنیا میں وہ اپنی رحمتوں سے مؤمن و کافر۔ انسان و حیوان۔ شجر و حجر سب ہی کو نوازتا ہے اس طرح کہ اس کی رحمت و عنایت رحمت و مہربانی کے لباس میں ظاہر ہوتی ہے اور کبھی پیکر تکلیف و شدت میں اس کی یہ رحمت اس کے بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور ان ظاہری و باطنی رحمتوں کو اس پروردگار نے اپنے مؤمن بندوں کے لیے آخرت میں مخصوص کر دیا۔ غرض وہ پروردگار ہی ایسا معبود ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی بادشاہ ہے تمام کائنات کا اسی کی سلطنت و حکمرانی کائنات پر جاری ہے بر و بحر زمین و آسمان پر بسنے والی ہر مخلوق اس کے فرمان کے تابع ہے کسی کو مجال نہیں کہ اس کے حکم سے عدول کر سکے یا بغاوت کر سکے۔ وہی بادشاہ ہے جس کے قبضہ میں تمام خزانے ہیں جن کی کوئی حد و انتہاء نہیں اور اس کی بادشاہت دنیا و آخرت میں ایسی کامل اور مضبوط بادشاہت ہے کہ اس کے حکم سے کسی کو سرتابی کی مجال نہیں۔ جس کو نہ کسی کی بغاوت کا خطرہ ہے اور نہ کسی کی خیانت کی فکر اور نہ کسی کی معاونت و امداد کا محتاج۔ وہ پاک ہے ہر عیب سے اور ایسی ہر بری بات سے جو اس کے شایانِ شان نہ ہو۔ جو ہر نقصان و زوال سے محفوظ و سالم ہے اور اپنی مخلوق و بندوں کو سلامتی عطا کرنے والا ہے۔ وہی امن و پناہ دینے والا ہے خواہ دنیا کی کوئی مصیبت و پریشانی ہو یا آخرت کی وہی محافظ و نگہبان ہے اپنی مخلوق پر کہ ہر آفت و مصیبت سے بھی وہ ہی محفوظ رکھتا ہے اور وہی بندوں کے ہر عمل کا نگران اور ان کے احوال کا رقیب ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا۔

وہ بڑی ہی عزت والا۔ غالب و قاہر اور زبردست دباؤ والا صاحب عظمت[ع] ہے۔ پاکی ہے

ع لفظ "المتکبر" کا ترجمہ صاحب عظمت سے کیا۔ لفظ کبر بڑائی اور عظمت کے معنی کے لیے وضع کیا گیا ہے تو باب تفعل میں استعمال ہونے سے مفہوم ہوگا علو و بلندی اور عظمت کو اختیار کرنے والا یعنی اس سے متصف امام رازیؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ تکبر انسانوں کی صفات میں مذموم ہے۔ اور تکبر کو صفت ذم شمار کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ متکبر کے معنی جب یہ ہوئے کہ وہ اپنی ذات سے کبر و بڑائی ظاہر کرنے والا ہو تو مخلوق تو سراسر عاجز ہے۔ ہزاراں ہزار عیب ہر انسان میں ہوتے ہیں تو ایسے نقائص اور عیوب کے ہوتے ہوئے انسان کا کبر اور بڑائی کرنا یقیناً مذموم ہوگا اور وہ اس میں جھوٹا ہوگا۔ اس کو تذلل و تواضع اور اظہار پستی ہی زیب دیتا ہے لیکن اس کے برعکس اللہ رب العزت کی ذات تو ہر کمال و بلندی سے متصف ہے اس لیے جب وہ اپنی بڑائی اور علو کو ظاہر کرے گا تو حقیقت کے عین مطابق ہوگا۔ اور بندوں کو یہ بات رہنمائی کرنے والی ہوگی کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ وعم نوالہٗ کی جلالت شان اور اس کی عظمت و برتری کو پہچانیں۔

www.ahlehaq.org

اللہ رب العالمین کی ان تمام چیزوں سے جو وہ شرک کی کرتے ہیں اس لیے کہ جو پروردگار ان صفات کا مالک اور صاحب عظمت ہوگا اس کا کون شریک ہوگا۔ لہٰذا وہ ہر شرک اور شریک سے پاک ہے وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا۔ ایجاد کرنے والا۔ صورت بنانے والا جیسا کہ ایک قطرۂ آب پر انسان کی شکل وصورت اور اس کے جسم کی ساخت اور اس کے اعمال واخلاق اور کردار کی ہیئت وتصویر وہی کھینچتا ہے اسی کے واسطے ہیں سب پاکیزہ نام جس کی پاکی بیان کرتی ہیں۔ وہ تمام چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں کہ ہر چیز شجر وحجر بہائم وطیور اور وحوش ہر ایک اس کی تسبیح وتہلیل میں مشغول ہے۔ جیسے کہ ارشاد ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ۔ وہی زبردست حکمت والا ہے۔ کیونکہ جو ذات ان جملہ اوصاف کی حامل ہوگی وہ بلاشبہ بڑی ہی قدرت وقوت والی بھی ہوگی اور بڑی ہی حکمت والی بھی ہوگی۔ اس لیے کہ اس میں سے ہر صفت اس کی کمال حکمت کی دلیل ہے اور ہر صفت کا ظہور اس کی مخلوقات میں بالکل اسی طرح ہے جس طرح آفتاب کی روشنی کا ثبوت وظہور عالم کے ایک ایک ذرہ سے ہو رہا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ اور ترمذیؒ نے معقل بن یسار رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرَّجیم پڑھ کر یہ تین آخری آیات سورۂ حشر کی تلاوت کرے تو اللہ تعالےٰ اس پر ستر ہزار فرشتے مقرر کر دے گا جو اس پر دعاء رحمت کرتے رہیں گے یہاں تک کہ شام ہو جائے اور اسی طرح اگر شام کے وقت پڑھ لے تو صبح تک یہ تعداد فرشتوں کی اس پر رحمت کی دعا کرتی رہے گی اور اگر وہ اس دن مرے گا تو اس حالت میں انتقال کریگا کہ وہ شہید ہوگا۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں آیت لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کلام الٰہی کی عظمت وہیبت کا جب یہ مقام ہے کہ پہاڑ اپنی سختی وغلظت اور قوت کے باوجود اس قدر متاثر ہوتے ہیں کہ اگر ان میں وہ فہم وشعور ودیعت رکھ دیا جائے جو انسانوں کو عطا ہوا ہے تو وہ اپنی اس عظمت وسختی کے باوجود خداوند عالم کی خشیت وہیبت سے پارہ پارہ ہو جاتا تو انسان کی حالت قابلِ افسوس ہے کہ وہ انسانی شعور واحساس رکھتے ہوئے خدا کی خشیت سے متاثر نہ ہو حالانکہ وہ کتاب الٰہی کو سمجھتا ہے اس میں تدبر اور غور وفکر کی بھی صلاحیت رکھتا ہے۔ [1]

میرے شیخ محترم حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فوائد قرآن کریم [2] میں فرماتے ہیں کہ میرے والد مرحومؒ نے ایک طویل نظم کے ضمن میں یہ تین شعر کہے۔

سنتے سنتے نغمہائے محفل بدعات کو — کان بہرے ہو گئے دل بدمزہ ہونے کو ہے

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۴ ۔ [2] فوائد قرآن کریم ۔ ۱۲

www.ahlehaq.org

آؤ سنوائیں تمہیں وہ نغمۂ مشروع بھی — پارہ جس کے لحن سے طورِ ہدیٰ ہونے کو ہے
حیف گر تاثیر اُسکی تیرے دِل پر کچھ نہ ہو — کوہ جس سے خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا ہونے کو ہے

حضرات عارفین اور علماءِ ربانیین کی تحقیق یہ ہے۔ جیساکہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ جمادات و نباتات میں بھی اللہ رب العزت نے احساس و شعور کی صلاحیت رکھی ہے چنانچہ سورۂ بقرہ میں بنی اسرائیل کی شقاوت اور قساوت قلبیہ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔

چنانچہ جمادات کے احساس و شعور کا ثبوت اس واقعہ سے بھی ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جب منبر تیار کیا گیا اور آپؐ نے پہلی مرتبہ اس پر خطبہ دینا شروع فرمایا وہ کھجور کے درخت کا تنا جو ستون کی طرح مسجد میں گڑا ہوا تھا اور آپؐ اسی پر ٹیک و سہارا لے کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے تو وہ ستون بیقرار ہو کر اس طرح رونے لگا کہ جیسے کوئی بچہ روتا ہو یہ آواز سب نے سنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اُترے اس ستون کو تھپکا تسلی دی۔ جیسے بچے کو تھپک کر تسلی دی جاتی ہو اور اس کو خاموش کیا جاتا ہو۔ حضرات صحابہؓ فرماتے ہیں ہم نے دیکھا کہ وہ ستون اپنی آواز ضبط کرنے لگا۔ راوی حدیث اس قصہ کو ذکر کرتے ہوئے "لما کان یسمع من الذکر والوحی" کہ وہ ستون اس وجہ سے رویا کہ وہ جو ذکر اور وحی الٰہی سُنا کرتا تھا اب اس سے بعد ہو گیا[۱] اسی وجہ سے اس ستون کا نام ستونِ حنانہ رکھا گیا۔

حسن بصریؒ اس حدیث کو نقل کر کے فرماتے ہیں اے مسلمانو! دیکھو جب ایک لکڑی کا تنا اور ستون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق و محبت میں بے قرار ہو کر آہ و زاری کرنے لگا تو تم انسان ذی عقل ہو تمہیں چاہیئے کہ تم بھی اپنے قلب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق اور محبت اس لکڑی کے ستون سے زائد پیدا کرو یہی وہ چیز ہے جس کو حضرت رومیؒ نے فرمایا ہے ؎

فلسفی کو منکر حنانہ است — از حواس انبیاء بیگانہ است

اسماءِ حُسنیٰ وصفاتِ خُداوندی

قال اللہ تعالیٰ۔ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔

---

[۱] صحیح بخاری جلد ۱۔ ابواب الخطبہ۔ ۱۲

www.ahlehaq.org

ارشاد مبارک ہے اللہ تعالےٰ کے لیے اسماءِ حُسنیٰ اور صفات عُلیٰ ہیں اُنہی کے ذریعے خدا تعالےٰ سے دعا مانگا کرو مثلاً یا اللہ اور یا رحمٰن اور یا غفار کہہ کر دعا مانگو اور یا ذاتُ یا موجودُ یا شئی کہہ کر دعا مت مانگو اللہ تعالیٰ کے اسماء حُسنےٰ کو سوال اور دعا کا ذریعہ بناؤ خود تراشیدہ ناموں سے اللہ کو مت پکارو۔

اسماءِ حُسنیٰ سے اللہ کے نام اور اوصاف مراد ہیں جو اس کی ذات پاک پر یا اس کی کسی صفت پر دلالت کریں لفظ "اللہ" ذاتِ خداوندی کا اِسم عَلَم ہے اور اسم ذات ہے جو اس کی ذات پر دلالت کرتا ہے اور باقی اوصاف سب اس کے تابع ہیں اور بعثتِ نبوی سے پہلے عرف عرب میں "اللہ" ذاتِ خداوندی کے لیئے بولا جاتا تھا۔ شریعت نے اسی نام کو بحال رکھا۔ اللہ تعالےٰ کے اسماءؑ اور صفات اور اس کے کمالات کی کوئی حد نہیں مگر اللہ پر صرف ان اسماء کا اطلاق درست ہے جو شرع شریف سے ثابت ہیں اپنی رائے سے ان میں کوئی تبدیلی نہیں کرنی چاہیئے۔

علماء متکلمین کی رائے ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اسماء توقیفی ہیں یعنی صاحب شرع کے واقف کرانے اور بتلانے پر موقوف ہیں شرع میں جس اسم کا اطلاق حق تعالیٰ کی ذات پر آیا ہے اس اسم کا اطلاق کرنا تو جائز ہے۔

اور جس اسم کا اطلاق نہیں آیا اس کا اطلاق نہیں کرنا چاہیئے اگرچہ اس میں معنی کمال کے پائے جاتے ہوں۔ مثلاً اللہ تعالےٰ پہ جواد اور کریم کا اطلاق جائز ہے اس لیے کہ اس اسم کا اطلاق شرع میں آیا ہے اور اللہ تعالےٰ کو سخی کہنا جائز نہیں اس لیے کہ اس اسم کا اطلاق شرع میں نہیں آیا لہٰذا ہم کو چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کو ان ناموں سے پکاریں جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں اپنی رائے اور قیاس سے خدا کے نام تجویز نہ کریں۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ لِلّٰہِ تِسْعَۃً وَتِسْعِیْنَ اسماءً من احصاھا دخل الْجَنَّۃَ یعنی اللہ کے ننانوے نام ہیں جس نے ان کو محفوظ اور یاد کر لیا وہ جنت میں داخل ہوا۔ سو جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے اسماء و صفات بے شمار ہیں لیکن یہ ننانوے نام۔ تمام اسماءِ حسنیٰ اور صفاتِ عُلیٰ کی اصل ہیں کہ دنیا میں اہلِ عقل کے نزدیک جس قدر صفاتِ کمال متصور ہو سکتی ہیں وہ سب انہی ننانوے اسماء حسنیٰ کے تحت درج ہیں اور یہ ننانوے اسماء حُسنےٰ بے شمار صفات کمالیہ کے لیئے بمنزلہ اصل کے ہیں اور تمام صفات کمال کا خلاصہ اور اجمال ہیں اور حدیث میں احصاء سے محض زبانی یاد کر لینا مراد نہیں بلکہ یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالےٰ ان تمام اسماء حسنیٰ اور صفات عُلیٰ کے ساتھ موصوف ہے تو جس نے حق تعالےٰ کو تمام صفات کمالیہ کے ساتھ موصوف جانا وہ جنّت میں داخل ہوگا۔

www.ahlehaq.org

اللہ ربّ العزّت کے ننانوے ۹۹ اسماء حسنیٰ

۱۔ اَللّٰہُ معبود برحق اور موجود مطلق۔ یہ نام خدا تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ غیر خدا پر اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا نہ حقیقۃً نہ مجازاً۔

۲۔ اَلرَّحْمٰنُ نہایت رحم والا۔

۳۔ اَلرَّحِیْمُ بڑا مہربان۔

۴۔ اَلْمَلِکُ بادشاہ حقیقی۔ اپنی تدبیر اور تصرف میں مختار مطلق۔

۵۔ اَلْقُدُّوْسُ تمام عیبوں اور برائیوں سے پاک اور منزّہ، فضائل اور محاسن کا جامع اور معائب اور مخلوقات کی صفات سے معرّا اور مبرّا۔

۶۔ اَلسَّلَامُ آفتوں اور عیبوں سے سالم اور سلامتی کا عطا کرنے والا بے عیب۔

۷۔ اَلْمُؤْمِنُ مخلوق کو آفتوں سے امن دینے والا اور امن کے سامان پیدا کرنے والا۔

۸۔ اَلْمُهَيْمِنُ ہر چیز کا نگہبان اور پاسبان۔

۹۔ اَلْعَزِيْزُ عزت والا اور غلبہ والا، کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اس پر غلبہ پا سکتا ہے۔

۱۰۔ اَلْجَبَّارُ جبر اور قہر والا ٹوٹے ہوئے کا جوڑنے والا اور بگڑے ہوئے کا درست کرنے والا کوئی اسے مجبور نہیں کر سکتا۔

۱۱۔ اَلْمُتَكَبِّرُ انتہائی بلند اور برتر، یعنی بزرگ اور بے نیاز جس کے سامنے سب حقیر ہیں۔ ؎

مر اورا رسد کبریاء و منی کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی

۱۲۔ اَلْخَالِقُ مشیت اور حکمت کے مطابق ٹھیک اندازہ کرنے والا اور اس کے مطابق پیدا کرنے والا اس نے ہر چیز کی ایک خاص مقدار مقرر کر دی کسی کو چھوٹا اور کسی کو بڑا، اور کسی کو انسان اور کسی کو حیوان۔ کسی کو پہاڑ اور کسی کو پتھر اور کسی کو مکھی اور کسی کو مچھر، ہر ایک کی ایک خاص مقدار مقرر کر دی۔

۱۳۔ اَلْبَارِئُ بلا کسی اصل کے اور بلا کسی خلل کے پیدا کرنے والا۔

۱۴۔ اَلْمُصَوِّرُ طرح طرح کی صورتیں بنانے والا کہ ہر صورت کو دوسری سے جدا اور ممتاز بناتا ہے۔

۱۵۔ اَلْغَفَّارُ بڑا بخشنے والا اور عیبوں کا چھپانے والا اور پردہ پوشی کرنے والا۔

۱۶۔ اَلْقَهَّارُ بڑا قہر اور غلبہ والا کہ جس کے سامنے سب عاجز ہوں ہر موجود اس کے قدرت کے سامنے مقہور و عاجز ہے۔

۱۷۔ اَلْوَهَّابُ بغیر غرض اور بغیر عوض کے بخشنے والا۔ بندہ بھی کچھ بخش دیتا ہے مگر اس کی بخشش ناقص اور

www.ahlehaq.org

ناتمام ہوتی ہے بندہ کسی کو کچھ روپیہ پیسہ دے سکتا ہے مگر صحت اور عافیت نہیں دے سکتا۔

۱۸۔ اَلرَّزَّاقُ روزی دینے والا اور روزی کا پیدا کرنے والا رزق اور مرزوق سب اسی کی مخلوق ہے۔

۱۹۔ اَلْفَتَّاحُ رزق اور صحت کا دروازہ کھولنے والا اور مشکلات کی گرہ کھولنے والا۔

۲۰۔ اَلْعَلِیْمُ بہت جاننے والا جس سے کوئی چیز مخفی نہ ہو۔ اس کا علم تمام کائنات کے ظاہر و باطن کو محیط ہے۔

۲۱۔ اَلْقَابِضُ تنگی کرنے والا۔

۲۲۔ اَلْبَاسِطُ فراخی کرنے والا۔ یعنی رزق حسی اور معنوی کی تنگی اور فراخی سب اس کے ہاتھ میں ہے کسی پر رزق کو فراخ کیا اور کسی پر تنگ کیا۔

۲۳۔ اَلْخَافِضُ پست کرنے والا۔

۲۴۔ اَلرَّافِعُ بلند کرنے والا۔ جس کو چاہے پست کرے اور جس کو چاہے بلند کرے۔

۲۵۔ اَلْمُعِزُّ عزّت دینے والا۔

۲۶۔ اَلْمُذِلُّ ذلت دینے والا جس کو چاہے عزّت دے اور جس کو چاہے ذلت دے جس کو چاہے ہدایت دے اور جس کو چاہے گمراہ کر دے۔

۲۷۔ اَلسَّمِیْعُ بہت سننے والا۔

۲۸۔ اَلْبَصِیْرُ بہت دیکھنے والا

۲۹۔ اَلْحَکَمُ حکم کرنے والا اور فیصلہ کرنے والا کوئی اس کے فیصلہ کو رد نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اس کے فیصلہ پر تبصرہ کر سکتا ہے۔

۳۰۔ اَلْعَدْلُ انصاف کرنے والا۔ اس کی بارگاہ میں ظلم اور جور و ستم عقلاً محال ہے۔

۳۱۔ اَللَّطِیْفُ باریک بین اور نیکی اور نرمی کرنے والا ایسی خفی اور باریک چیزوں کا ادراک کرنے والا جہاں نگاہیں نہیں پہنچ سکتیں۔

۳۲۔ اَلْخَبِیْرُ بڑا ہی آگاہ اور باخبر ہے۔ ہر چیز کی حقیقت کو جانتا ہے ہر چیز کی اس کو خبر ہے یہ ناممکن ہے کہ کوئی چیز موجود ہو اور خدا کو اس کی خبر نہ ہو۔

۳۳۔ اَلْحَلِیْمُ بڑا ہی بُردبار۔ علانیہ نافرمانی بھی اس کو مجرمین کی فوری سزا پر آمادہ نہیں کرتی گناہوں کی وجہ سے وہ رزق نہیں روکتا۔

۳۴۔ اَلْعَظِیْمُ بڑا ہی عظمت والا جس کے سامنے سب ہیچ ہیں اور کسی کی اس تک رسائی نہیں۔

۳۵۔ اَلْغَفُوْرُ بہت بخشنے والا۔

۳۶۔ اَلشَّکُوْرُ بڑا قدردان۔ تھوڑے عمل پر بڑا ثواب دینے والا۔

۳۷۔ اَلْعَلِیُّ بلند مرتبہ کہ اس سے اوپر کسی کا مرتبہ نہیں۔

www.ahlehaq.org

۳۸۔ اَلْکَبِیْرُ بہت بڑا کہ اس سے بڑا کوئی متصوّر نہیں۔

۳۹۔ اَلْحَفِیْظُ نگہبان مخلوق کو آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھنے والا۔

۴۰۔ اَلْمُقِیْتُ مخلوق کو قُوت یعنی روزی اور غذا دینے والا۔ روح اور جسم دونوں کو روزی دینے والا۔ اور بعض نسخوں میں "اَلْمُغِیْثُ" ہے یعنی فریاد کو پہنچنے والا۔

۴۱۔ اَلْحَسِیْبُ ہر حال میں کفایت کرنے والا یا قیامت کے دن بندوں سے حساب لینے والا۔

۴۲۔ اَلْجَلِیْلُ بزرگ تر۔ یعنی کمال استغناء اور کمالِ تقدس اور کمال تنزیہ کے ساتھ موصوف ہے۔

۴۳۔ اَلْکَرِیْمُ کرم اور بخشش والا بغیر سوال کے اور بغیر وسیلہ کے عطا کرنے والا۔

۴۴۔ اَلرَّقِیْبُ نگہبان اور نگران کسی شے سے وہ غافل نہیں اور کوئی شے اس کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔

۴۵۔ اَلْمُجِیْبُ دعاؤں کا قبول کرنے والا اور بندوں کی پکار کا جواب دینے والا۔

۴۶۔ اَلْوَاسِعُ فراخ علم والا۔ جس کا علم اور جس کی نعمت تمام اشیاء کو محیط ہے۔

۴۷۔ اَلْحَکِیْمُ حقائق اور اسرار کا جاننے والا جس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں اور حکمت کے معنی کمال علم کے ساتھ۔ فعل اور عمل کا عمدہ ہونا اور پختہ ہونا یعنی اس کی کار اور گفتار سب درست اور استوار ہے۔

۴۸۔ اَلْوَدُوْدُ نیک بندوں کو دوست رکھنے والا خیر اور احسان کو پسند کرنے والا۔

۴۹۔ اَلْمَجِیْدُ ذات اور صفات اور افعال میں بزرگ اور شریف۔

۵۰۔ اَلْبَاعِثُ مُردوں کو زندہ کرنے والا اور قبروں سے اٹھانے والا اور سوتے ہوؤں کو بستروں سے جگانے والا۔

۵۱۔ اَلشَّهِیْدُ حاضر و ناظر اور ظاہر و باطن پر مطلع اور بعض کہتے ہیں کہ امور ظاہرہ کے جاننے والے کو شہید کہتے ہیں اور امور باطنہ کے جاننے والے کو خبیر کہتے ہیں اور مطلق جاننے والے کو علیم کہتے ہیں۔

۵۲۔ اَلْحَقُّ ثابت اور برحق یعنی جس کی خدائی اور شہنشاہی حق ہے اور اس کے سوا سب باطل اور ہیچ۔

۵۳۔ اَلْوَکِیْلُ کارساز جس کی طرف کسی نے اپنا کام سپرد کر دیا ہو وہ اس کا کام بنانے والا ہے۔

۵۴۔ اَلْقَوِیُّ غیر متناہی قوت والا یعنی توانا اور زور والا جس کو کبھی ضعف لاحق نہیں ہوتا۔

۵۵۔ اَلْمَتِیْنُ استوار اور شدید القوت جس میں ضعف اور اضمحلال کا امکان نہیں اور اس کی قُوّت میں کوئی اس کا مقابل اور شریک نہیں۔

۵۶۔ اَلْوَلِیُّ مددگار اور دوست رکھنے والا یعنی اہل ایمان کا محبّ اور ناصر۔

۵۷۔ اَلْحَمِیْدُ سزاوار حمد و ثناء ذات و صفات اور افعال کے اعتبار سے ستودہ۔

www.ahlehaq.org

۵۸۔ اَلْمُحْصِیُ کائنات عالم کی مقدار اور شمار کو جاننے والا زمین کے ذرّے اور بارش کے قطرے اور درختوں کے پتے اور انسانوں اور حیوانوں کے سانس سب اُس کو معلوم ہیں۔

۵۹۔ اَلْمُبْدِئُ پہلی بار پیدا کرنے والا اور عدم سے وجود میں لانے والا۔

۶۰۔ اَلْمُعِیْدُ دوبارہ پیدا کرنے والا۔ پہلی بار بھی اس نے پیدا کیا اور قیامت کے دن بھی وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور معدومات کو دوبارہ ہستی کا لباس پہنائے گا۔

۶۱۔ اَلْمُحْیِیُ زندہ کرنے والا۔

۶۲۔ اَلْمُمِیْتُ مارنے والا۔ جسمانی اور روحانی ظاہری اور باطنی موت اور حیات کا مالک جس نے ہر ایک کی موت اور حیات کا وقت اور اس کی مدت مقرر اور مقدّر کر دی۔

۶۳۔ اَلْحَیُّ بذاتِ خود زندہ اور قائم بالذات جس کی حیات کو کبھی زوال نہیں۔

۶۴۔ اَلْقَیُّوْمُ کائنات عالم کی ذات وصفات کا قائم رکھنے والا اور تھامنے والا یعنی تمام کائنات کا وجود اور ہستی اس کے سہارے سے قائم ہے۔

۶۵۔ اَلْوَاجِدُ غنی اور بے پرواہ کہ کسی چیز میں کسی کا محتاج نہیں۔ یا یہ معنی کہ اپنی مراد کو پانیوالا جو چاہتا ہے کرتا ہے نہ کوئی اس سے چھوٹ سکتا ہے اور نہ کوئی اس تک پہنچ سکتا ہے۔

۶۶۔ اَلْمَاجِدُ بڑی بزرگی والا مطلق بزرگ۔

۶۷۔ اَلْوَاحِدُ ایک، کوئی اس کا شریک نہیں۔

۶۸۔ اَلْاَحَدُ ذات وصفات میں یکتا اور یگانہ یعنی بے مثال اور بے نظیر علہ

۶۹۔ اَلصَّمَدُ سردار کامل۔ سب سے بے نیاز اور سب اس کے محتاج۔ یعنی ذات وصفات کے اعتبار سے ایسا کامل مطلق کہ وہ کسی کا محتاج نہ ہو اور سب اسکے محتاج ہوں۔

۷۰۔ اَلْقَادِرُ قدرت والا اسے اپنے کام میں کسی آلہ کی ضرورت نہیں عجز اور بے چارگی سے پاک اور منزّہ۔

۷۱۔ اَلْمُقْتَدِرُ بذاتِ خود کامل القدرت کسی چیز کے کرنے میں اسے دشواری نہیں اور کسی میں یہ قدرت نہیں کہ اس کی قدرت میں مزاحمت کر سکے۔

۷۲۔ اَلْمُقَدِّمُ دوستوں کو آگے کرنے والا۔

۷۳۔ اَلْمُؤَخِّرُ دشمنوں کو پیچھے کرنے والا۔

۷۴۔ اَلْاَوَّلُ سب سے پہلا۔

علہ احد کا لفظ ترمذی کی روایت اور بیہقی کی دعوات کبیر میں نہیں آیا۔ البتہ ابن ماجہ کی روایت میں یہ لفظ آیا ہے۔ دیکھو شرح کتاب الاذکار ص ۲۱۵ ج ۳۔

www.ahlehaq.org

۷۵۔ اَلْاٰخِرُ سب سے پچھلا یعنی اس سے پہلے کوئی موجود نہ تھا اور اس کے سوا جو موجود ہوا اُس کو اسی کی بارگاہ سے وجود ملا۔

۷۶۔ اَلظَّاهِرُ آشکارا

۷۷۔ اَلْبَاطِنُ پوشیدہ: یعنی بلحاظ دلائل قدرت کے آشکارا ہے کہ ہر ذرّہ اس کے کمال قدرت پر دلالت کرتا ہے اور باعتبار کُنہ اور حقیقت کے پوشیدہ ہے۔

۷۸۔ اَلْوَالِیُ کارساز اور مالک اور تمام کاموں کا متولی اور منتظم۔

۷۹۔ اَلْمُتَعَالِیُ عالیشان اور بہت بلند اور برتر، کہ جہاں تک کوئی نہ پہنچ سکے۔

۸۰۔ اَلْبَرُّ نیکی اور احسان کرنے والا نیکو کار۔

۸۱۔ اَلتَّوَّابُ توبہ قبول کرنے والا، اور توجہ کرنے والا۔

۸۲۔ اَلْمُنْتَقِمُ سرکشوں سے بدلہ لینے والا۔

۸۳۔ اَلْعَفُوُّ گناہوں اور تقصیروں سے بڑا درگذر کرنے والا اور گناہوں کو مٹا دینے والا۔

۸۴ اَلرَّءُوْفُ بڑا ہی مہربان جس کی رحمت کی غایت اور نہایت نہیں۔

۸۵ مَالِكُ الْمُلْكِ خداوند جہان و ملک کا جس طرح چاہے تصرف کرے کوئی اس کے حکم اور تصرّف کو نہ روک سکے۔

۸۶۔ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ صاحب عظمت و جلال جس کا حکم جاری اور نافذ ہے اور اس کی اطاعت لازم ہے۔ اور اپنے فرمانبردار بندوں کی تعظیم و تکریم کرنے والا اور ان کو عزت دینے والا اور ان پر کرم کرنے والا جس کے پاس جو عزت اور کرامت ہے وہ اسی کا عطیہ ہے۔

۸۷۔ اَلْمُقْسِطُ عادل اور منصف مظلوم کا ظالم سے بدلہ لیتا ہے۔

۸۸۔ اَلْجَامِعُ تمام متفرق چیزوں کو جمع کرنے والا جس نے اپنی قدرت و حکمت سے جسم انسانی اور حیوانی میں عناصر متضادہ کو جمع کیا۔

۸۹۔ اَلْغَنِیُّ بے پرواہ اسے کسی کی حاجت نہیں اور کوئی اس سے مستغنی نہیں۔

۹۰۔ اَلْمُغْنِیُ مخلوق کو بے پرواہ کرنے والا۔ یعنی وہ خود بے نیاز ہے اور جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے حسب حکمت و مصلحت اس کو بے پرواہ کر دیتا ہے اور بقدر ضرورت اس کو دے دیتا ہے۔

۹۱۔ اَلْمَانِعُ روکنے والا اور باز رکھنے والا جس چیز کو وہ روک لے کوئی اس کو دے نہیں سکتا۔

۹۲۔ اَلضَّآرُّ ضرر پہنچانے والا۔

۹۳۔ اَلنَّافِعُ نفع پہنچانے والا۔ یعنی نفع اور ضرر سب اس کے ہاتھ میں ہے خیر و شر نفع و ضرر سب اسی کی طرف سے ہے۔

www.ahlehaq.org

۹۴۔ اَلنُّوْرُ وہ بذات خود ظاہر اور روشن ہے اور دوسروں کو ظاہر اور روشن کرنے والا ہے۔ نُور اس چیز کو کہتے ہیں جو ظاہر بنفسہٖ ہو اور دوسرے کے لیے مُظہر ہو۔ آسمان و زمین سب ظلمتِ عدم میں مستور تھے اللہ نے ان کو عدم کی ظلمت سے نکال کر نورِ وجود عطا کیا جس سے سب ظاہر ہو گئے اس لیئے وہ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے۔ ؎

درظلمت عدم ہمہ بودیم بے خبر نور وجود سر شہود از تو یافتیم۔

۹۵۔ اَلْهَادِیُ راہ دکھانے والا اور بتلانے والا اور چلانے والا کہ یہ راہِ سعادت ہے اور یہ راہ شقاوت ہے۔

۹۶۔ اَلْبَدِیْعُ بے مثال اور بے نمونہ عالم کا پیدا کرنے والا۔

۹۷۔ اَلْبَاقِیُ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والا یعنی دائم الوجود جس کو کبھی فناء نہیں اور اس کے وجود کی کوئی انتہا نہیں اللہ تعالےٰ واجب الوجود ہے ماضی کے اعتبار سے وہ قدیم ہے اور مستقبل کے لحاظ سے وہ باقی ہے ورنہ اس کی ذات کے لحاظ سے وہاں نہ ماضی ہے اور نہ مستقبل ہے اور وہ بذات خود باقی ہے اور جنت وجہنم کو جو دوام اور بقاء ہے وہ اس کے باقی رکھنے سے ہے اور بقاء اور اِبقاء میں فرق ہے۔

۹۸۔ اَلْوَارِثُ تمام موجودات کے فناء ہو جانے کے بعد سب کا وارث اور مالک جب سارا عالم فناء کے گھاٹ اتار دیا جائے گا تو وہ خود ہی فرمائے گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ اور خود ہی جواب دے گا۔ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔

۹۹۔ اَلرَّشِیْدُ رہنمائے عالم یعنی دینی اور دنیوی مصلحتوں میں عالم کا رہنما اور اس کا ہر تصرّف عین رشد اور عین صواب اور اس کی ہر تدبیر نہایت درست ہے۔

۱۰۰۔ اَلصَّبُوْرُ بڑا صبر کرنے والا۔ کہ نافرمانوں کے پکڑنے اور سزا دینے میں اور دشمنوں سے انتقام لینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ ان کو مہلت دیتا ہے۔

یہ اللہ تعالےٰ کے ننانوے نام ہیں جن کے ساتھ اسم اللہ مل کر سو کا عدد پورا ہو جاتا ہے[1]۔ اور جنت کے سو درجے ہیں۔ سو جو اِن اسماءِ حسنیٰ کو یاد کرے اور ان کے معنی کو سمجھ کر دل میں یہ یقین کرے کہ اللہ تعالےٰ ان صفات کمالیہ کے ساتھ موصوف ہے اور ان ناموں کے ذریعہ سے اللہ کو یاد کرے اور ان کے ذریعے اپنی حاجتیں مانگے۔ یعنی جو نام اس کی حاجت اور ضرورت کے مناسب ہو اس نام کے ذریعہ اللہ سے دعا کرے مثلاً جو روزی کا حاجتمند

---

[1] الاسماء الحسنیٰ مائة علی عدد درجة الجنة والذی یکمل المائة "اللہ" دیکھو شرح کتاب الاذکار ص ۲۰۲ ج ۳۔

www.ahlehaq.org

ہو وہ یَا رَزَّاقُ کو کہہ کر دعا مانگے اور طالبِ علم دین یَا عَلِیْمُ کہہ کر دعا مانگے۔ اور گم گشتۂ راہ یَا هَادِیُ کہہ کر دعا مانگے وغیرہ وغیرہ جو ایسا کرے گا وہ بہشت میں داخل ہوگا اور اللہ تعالےٰ کے یہ ننانوے نام ترمذی وغیرہ کی روایت میں آئے ہیں جن میں اکثر قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ اللہ کے اسماء وصفات بے شمار ہیں مگر مشہور حدیثوں میں ان ننانوے ناموں کا ذکر آیا ہے۔ کیونکہ یہ نام تمام صفات کمالیہ کی اصل اور جڑ ہیں باقی ان کے علاوہ اور بھی اللہ کے کچھ نام ہیں جو احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔ مثلاً قاھر اور شاکر اور دائم اور قدیم اور وتر اور فاطر اور علام اور ملیک اور اکرم اور مدبر اور رفیع اور ذی الطول اور ذی المعارج اور ذی الفضل اور خلاق اور سید اور حنان اور منان اور دیان وغیرہ وغیرہ ؎

اس لیے ہم نے اُن ننانوے[99] ناموں کی شرح پر اکتفا کیا جو سلف صالحین میں بطورِ ورد معروف و مشہور ہیں۔ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ ان اسماء الحسنیٰ کو یاد کرے اور ان کو ورد اور وظیفہ بنائے اور ان تمام اسماء حسنیٰ میں اسم اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے جس کے ذریعے دعا قبول ہوتی ہے اور اسم اللہ ذات واجب الوجود اور معبود برحق کا نام ہے۔ اور یہ نام سوائے حق تعالیٰ کے کسی اور پر اطلاق نہیں کیا جاتا نہ حقیقۃً اور نہ مجازاً۔

حضرات اہل علم اگر اسماءِ حسنیٰ کی مزید تفصیل معلوم کرنا چاہیں تو امام بیہقیؒ کی کتاب الاسماء والصفات از صـ ۶ تا صـ ۹۴ دیکھیں اور امام غزالیؒ کی کتاب المقصد الاسنیٰ شرح اسماء اللہ الحسنیٰ اور شرح کتاب الاذکار از صـ ۱۹۹ تا صـ ۲۲۶ جلد ۳ دیکھیں۔

غرض ان آیات مبارکہ میں ابتداء میں حکم تقویٰ فرمایا گیا اور آخرت کی فکر اور تیاری کے لیے متوجہ کیا گیا۔ اس مقصد کا حصول چونکہ عظمت وحی اور خداوند عالم کی ذات وصفات کی معرفت پر موقوف تھا تو قرآن کریم کی شان عظمت بیان کرتے ہوئے حق تعالےٰ نے اپنی صفات عظیمہ کے بیان پر اس مضمون کو ختم فرمایا۔

تم تفسیر سورۃ الحشر و للہ الحمد والمنۃ

؎ المقصد الاسنیٰ شرح اسماء الحسنیٰ للامام الغزالیؒ۔ اسم اعظم کی تفصیل کے لیے شرح حصن حصین اور شرح کتاب الاذکار کی مراجعت فرمائیں۔

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الممتحنۃ

اس سورت کا شان نزول حاطب بن ابی بلتعہؓ کا وہ واقعہ ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے لیے فوج لے کر مکہ کی طرف روانہ ہو رہے تھے تو آپؐ کے اس ارادہ کی اطلاع قریش مکہ کو کر دی تھی اور ایک عورت کے ذریعے ایک خط روانہ کیا تھا جس پر بذریعہ وحی اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرمایا۔

حافظ ابن کثیرؒ بیان فرماتے ہیں کہ حاطب بن ابی بلتعہؓ مہاجرین میں سے تھے اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے مکہ مکرمہ میں ان کے خاندان کے کچھ افراد اور بچے تھے قریش سے کوئی نسبی قرابت نہ تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے۔ صلح حدیبیہ میں جو معاہدہ ہوا تھا قریش مکہ نے جب اس کو توڑ ڈالا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی طرف مجاہدین کی فوج لے کر روانہ ہوئے تو حاطب بن ابی بلتعہؓ نے یہ سوچ کر کہ ایسے ہنگامے میں اگر میرے اہل وعیال کی وہاں کوئی حفاظت کی صورت ہو جائے تو اچھا ہے قریش مکہ کو قافلہ کی روانگی کی اطلاع کر دی۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو، زبیر بن العوامؓ اور مقداد بن الاسودؓ کو حکم فرمایا تم لوگ روانہ ہو جاؤ اور چلتے رہو تا آنکہ تم روضۂ خاخ نامی مقام تک پہنچ جاؤ تو اس جگہ تم کو ایک سوار عورت ملے گی اس کے پاس خط ہوگا اس سے وہ خط لے لینا۔ بیان کرتے ہیں ہم گھوڑوں پر سوار تیزی سے روانہ ہو گئے یہاں تک کہ روضۂ خاخ پر جب پہنچے تو ایک عورت ملی ہم نے اس سے کہا خط نکال کر ہمیں دے دے۔ اس نے کہا میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے اس پر سختی کی اور کہا یا تو خط دیدے ورنہ تجھ کو کپڑے اتار کر برہنہ کر دیں گے اور وہ خط کسی نہ کسی طرح ہم تجھ سے لے ہی لیں گے جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور اس کو لینے کے ہم مامور ہیں! تو اس نے ایک خط اپنے بالوں کے جوڑے سے نکال کر ہمیں دے دیا۔ ہم خط لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے وہ خط حاطب بن ابی بلتعہؓ کی طرف سے بعض مشرکین مکہ کے نام تھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی طرف روانگی کی اطلاع تھی آپؐ نے دریافت فرمایا اے حاطبؓ یہ کیا ہے۔ حاطبؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اظہار حقیقت کی مہلت عنایت فرمائیے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ میں قریش کے خاندانوں کے ساتھ وابستہ تھا اور میری ان کے ساتھ کوئی نسبی قرابت نہ تھی جیسا کہ دوسرے مہاجرین کی ان کے ساتھ قرابتیں ہیں میں نے خیال کیا یہ ایک ظاہری سلوک ان کے ساتھ کر دوں تاکہ وہ میرے بچوں کی (ایسے زمانہ میں) کچھ دیکھ بھال کر لیں (خدا گواہ ہے) میں نے یہ

www.ahlehaq.org

بات کفر اور اپنے دین سے ارتداد کی وجہ سے نہیں کی ہے اور نہ میں اسلام کے بعد کفر سے کوئی وابستگی رکھ سکتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاطبؓ نے سچ کہا۔ اس پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس ظاہری عمل پر برافروختہ ہونے کے باعث کہنے لگے یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں آپؐ نے فرمایا۔ یہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے ہیں (اور بدریین کا مقام یہ ہے کہ اللہ نے ان کو نفاق سے پاک فرمایا ہے تو حضورؐ کی مراد یہ تھی کہ اے عمرؓ یہ بات نفاق کی وجہ سے نہیں ہے البتہ رائے اور فہم کی غلطی ہے کہ یہ صورت کی) اور فرمایا اے عمرؓ! تمہیں خبر بھی ہے؟ اللہ نے تو اہل بدر کو اپنی خاص شان عنایت سے جھانک کر یہ فرمایا ہے۔ "اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم" (اے بدریو! اب تم جو کچھ چاہے کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے) یہ سُن کر عمر فاروقؓ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اور عرض کیا اللہ و رسولہٗ اعلم۔ اللہ اور اس کے رسولؐ زیادہ جاننے والے ہیں اور انہی کے فرمان پر میرا ایمان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ جو بدر میں شریک ہوا وہ کبھی منافق نہیں ہو سکتا ان لوگوں نے اللہ کی راہ میں وہ جانبازی اور سرفروشی دکھلائی کہ حاملین عرش اور ملائکہ عش عش کرنے لگے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ پر آیا۔ خواہ وہ باپ ہو یا بیٹا بھائی ہو یا دوست بے دریغ اس سے مقابلہ اور مقاتلہ کیا۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت کے نشہ میں ایسے مخمور اور چُور ہوئے کہ اپنے بھی بیگانے بن گئے اور اللہ کا بول بالا کیا اور کفر و شرک کے سر پر وہ کاری ضرب لگائی کہ پھر وہ زخم مندمل نہ ہو سکا۔

اس عظیم الشان کارنامہ کے صلہ میں بارگاہِ خداوندی سے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ اور اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ کا زرّیں تمغہ ان کو عطا ہوا اور آئندہ جن گناہوں کے صدور کا امکان ہے۔ ان کی معافی کو صیغۂ ماضی سے بیان فرمایا یعنی فَقَدْ غفرتُ لکم بصیغۂ ماضی فرمایا اور فاغفر لکم بصیغۂ مستقبل نہیں فرمایا تاکہ اہل بدر کا مغفور الذنوب ہونا قطعی طور پر محقق ہو جائے کہ انکی مغفرت مثل امر ماضی کے محقق اور یقینی ہے اور اعملوا ما شئتم کا خطاب۔ خطابِ تشریف اور خطابِ اکرام ہے۔ اشارہ اس طرف ہے کہ یہ لوگ خواہ کچھ ہی کریں مگر کسی حال میں بھی دائرۂ عفو اور دائرۂ مغفرت سے باہر نہ جائیں گے۔ اعملوا ما شئتم کا خطاب گناہوں کی اباحت اور اجازت کے لیے نہ تھا۔ ایسا خطاب الٰہی محبین اور مخلصین کو ہو سکتا ہے کہ جن سے اپنے محبوب کی معصیت ناممکن ہو جائے۔

بدر کی شرکت بظاہر ایک حسنہ ہے لیکن حقیقت میں ہزاروں اور لاکھوں حسنات کا اجمال اور عنوان ہے اور ایمان و احسان صدق اور اخلاص کی ایک سند ہے لہٰذا اگر بدر میں شرکت کرنے والے صحابی سے بمقتضائے بشریت کوئی غلطی یا فروگذاشت ہو جائے تو وہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اور اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ سے باہر نہیں ہو سکتا اس لیے کہ یہ اس علیم و خبیر کی خبر ہے کہ جس میں کذب کا امکان نہیں

صحیح بخاری و مسلم۔ جامع ترمذی۔

www.ahlehaq.org

اس لیے کہ حق تعالیٰ کو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ ان سے یہ فروگذاشت ہوگی مگر باوجود اس ازلی اور ابدی علم کے پھر ان کو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کے تمغہ سے سرفراز فرمایا معلوم ہوا کہ اس عظیم الشان حسنہ کے بعد ان سے کوئی ایسی غلطی نہ ہوگی کہ جو ان کی اس نیکی کو محو کر سکے بلکہ یہ عظیم الشان حسنہ ہی آئندہ کی غلطی کا کفارہ بن جائے گی۔ کما قال اللہ تعالےٰ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ یعنی تحقیق نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

واذا الحبیب اتیٰ بذنبٍ واحدٍ جاءَت محاسنہٗ بالف شفیع

اگر دوست سے کسی وقت کوئی غلطی اور چوک ہو جائے تو اس کے محاسن اور گزشتہ کارنامے ہزار سفارشی لاکر سامنے کھڑے کر دیتے ہیں۔

قلب میں اگر کوئی فاسد اور زہریلا مادہ نہ ہو تو پھر معصیت چنداں نقصان نہیں پہنچاتی۔ بلکہ قلب کی قوتِ ایمانی اس کو توبہ اور استغفار پر آمادہ کرتی ہے جس سے فقط گناہ معاف ہی نہیں ہوتا بلکہ مبدل بہ نیکی ہو جاتا ہے کما قال تعالےٰ۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صٰلِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ (القرآن الحکیم)

مگر جن لوگوں نے کفر و شرک سے توبہ کی اور ایمان لائے اور نیک کام کیے اللہ ایسے لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور ہے اللہ بخشنے والا اور مہربان۔

بندہ نے جب توبہ اور استغفار کر کے اپنے گناہ کو ندامت اور پشیمانی سے بدلا تو خداوند ذوالجلال نے اس کی سیئات کو حسنات سے اور اس کی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا۔

مرکبِ تو بہ عجائب مرکبست برفلک تازد بہ یک لحظہ زپست
چوں برآرند از پشیمانی انین عرش لرزد از انین المذنبین

یہ آیت عامہ مؤمنین کے حق میں ہے اہل بدر سب سے زیادہ اس کے مستحق ہیں اور جس کے قلب میں کوئی زہریلا اور فاسد مادہ موجود ہو تو ہزار اطاعت و عبادت بھی اس کے لیے مفید نہیں جیسے ابلیس لعین اور بلعم باعوراء۔ خوارج دروافض ہزار نمازہ اور روزہ اور لاکھ عبادت کریں مگر جب تک قلب کا تنقیہ نہ ہو جائے اور فاسد مادہ نہ نکل جائے اس وقت تک کوئی طاعت اور کوئی عبادت مفید اور کارآمد نہیں۔

صفراوی مزاج والے کو کتنی ہی لطیف غذا کیوں نہ دی جائے کوئی فائدہ نہیں۔ سوء مزاج کی وجہ سے وہ لطیف غذا بھی مستحیل الی الصفراء ہو جائے گی۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔

فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے اللہ نے ان کی بیماری کو اور بڑھا دیا۔

www.ahlehaq.org

صحیح المزاج اور صحیح القویٰ اگر غلطی سے کوئی بد پرہیزی کر بیٹھے تو اس کے لیے کسی خاص علاج کی حاجت نہیں اس کی طبیعت ہی خود اس عارضی مرض کو دفع کر دے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حاطبؓ کی اس غلطی کو فسادِ مزاج پر محمول کر کے نفاق کا حکم لگایا اور قتل کی اجازت چاہی۔ سرخیلِ اطباءِ روحانی فداہُ روحی وجثمانی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اے عمرؓ، حاطبؓ کا قلب نفاق کے مرض سے بالکل پاک ہے یہ نفاق نہیں بلکہ غفلت سے غلطی ہوگئی ہے روحانی مزاج اس کا صحیح ہے بدر کی شرکت نے اس کو کندن بنا دیا ہے اتفاق سے بد پرہیزی ہوگئی ہے صحیح المزاج کو کبھی کبھی نزلہ اور زکام کی شکایت پیش آجاتی ہے جس کے لیے ایک معمولی سا جوشاندہ یا خیساندہ کافی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حاطبؓ کو بلا کر فقط یہ دریافت فرمانا (مَاهٰذَا يَا حَاطِبُ) اے حاطب یہ کیا معاملہ ہے۔ ان کی عارضی شکایت کے لیے یہی جوشاندہ کافی تھا پیتے ہی بد پرہیزی کا اثر ایسا کافور ہوا کہ مرتے دم تک پھر کبھی کوئی شکایت ہی نہ پیش آئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہُ۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہِ اسکندریہ کے نام دعوت اسلام کا خط لکھوایا تو انہی حاطبؓ کو سفیر بنا کر بھیجا۔ سبحان اللہ کیا بارگاہ تھی۔ ایک جانب حاطبؓ کو جوشاندہ پلایا جا رہا ہے اور دوسری جانب عمر بن الخطابؓ کو امراض روحانی کی تشخیص اور معالجہ کا طریقہ تلقین ہو رہا ہے تاکہ جب وقت آئے تو عمرؓ تشخیص اور علاج میں غلطی نہ کریں۔ علہ

حاطب رضی اللہ عنہ کے خط کا مضمون

حاطب بن ابی بلتعہؓ کے خط کا مضمون بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا منشاء عیاذاً باللہ نفاق نہ تھا وہ خط یہ تھا۔

اَما بعد یا معشر قریش	اے گروہ قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فان رسول اللہ صلی اللہ	رات کی مانند تم پر ایک ہولناک لشکر لے کر
علیہ وسلم جاءکم بجیشٍ	آنے والے ہیں جو سیلاب کی طرح بہتا ہوگا
کاللیل یسیر کالسیل فواللہِ	خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا لشکر
لو جاءکم وحدہٗ لنصرہ	کے خود تن تنہا ہی تشریف لے جائیں تو اللہ تعالیٰ
اللہ وانجز لہٗ وعدہٗ۔ فانظروا	ضرور آپؐ کی مدد فرمائے گا اور فتح و نصرت
لانفسکم ــــ والسلام۔	کا جو وعدہ ہے وہ ضرور پورا ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا لا تقولوا لہٗ الا خیرًا۔ کہ ان کے حق میں خیر کے

علہ من افاداتِ حضرت الوالد المحترم مولانا محمد ادریس کاندھلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز۔

www.ahlehaq.org

سوا اور کچھ مت کہو۔ علامہ زرقانیؒ اور بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس خط کا خود مضمون ایسا تھا جس کو دیکھ کر حاطب کا ایمان و تقویٰ ثابت ہوتا ہے اس میں یہ کلمات تھے یا معشر قریش اِنّ محمدًا یجیئ الیکم بجیشٍ کاللیل ویسیر الیکم کالسیل واللہ لوجاء وحدہٗ لانجزاللہ وعدہ وَنصرَ نبیّہٗ وانظروا لانفسکم[علہ] والسلام

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری جانب ایک ایسا لشکر لے کر آ رہے ہیں جو رات کی تاریکی کی طرح پھیل جانے والا ہے اور اس طرح تمہاری طرف بڑھ رہے ہیں جیسے کوئی طوفانی سیلاب ہو (میں تو یہ کہتا ہوں) خدا کی قسم اگر وہ تن تنہاء بھی تمہاری طرف آئیں تو اللہ تعالےٰ ضرور اپنا وعدہ پورا کرے گا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فاتح و کامیاب فرمائے گا۔ الغرض معاف تو فرما دیا گیا لیکن غلطی بہرکیف تھی اس وجہ سے اس واقعہ پر سورت نازل ہوئی۔

اس سورۂ مبارکہ کے مضامین خاص طور پر الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی بنیاد پر دائر اور مبنی ہیں۔ ابتداء سورت میں حاطب بن ابی بلتعہؓ کی بات پر عتاب کے ساتھ یہ ہدایت فرمائی جا رہی ہے کہ کسی بھی مسلمان کے واسطے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو دوست بنانے کی اجازت نہیں ان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانا ایمانی غیرت کے منافی ہے پھر یہ فرمایا گیا کہ مسلمانوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ قیامت کے روز یہ قرابتیں اور اس قسم کی دوستیاں ہرگز کام نہ آئیں گی وہاں تو صرف ایمان و عمل صالح ہی کام آ سکتا ہے اس کے بعد اس معیار ایمان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کا نمونہ پیش کرتے ہوئے واضح اور مؤکد کیا گیا کہ مسلمان کو چاہیئے کہ ان کا طرز زندگی اختیار کرے کہ انہوں نے کس طرح اپنی مشرک قوم سے برأت و بیزاری کا اعلان کر دیا تھا پھر اہل شرک میں سے ان لوگوں کے متعلق حکم بیان فرمایا جنہوں نے مسلمانوں سے نہ تو دشمنی کی اور نہ قتال کیا اسی کے ساتھ اِن اسلام لانے والی عورتوں کا ذکر کیا جو ہجرت کر کے دارالاسلام آجائیں تو ان کی تحقیق حال اور امتحان کس طرح ہو

علہ یہ خط یحییٰ بن سلامؒ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے جس کو علامہ قسطلانیؒ نے شرح بخاری۔ کتاب الجہاد باب حکم الجاسوس میں نقل کیا ہے اسی طرح البدایہ والنہایہ صـ۳۸۴ میں اور فتح الباری جلد ۷ میں اس خط کے مضمون کو نقل کیا ہے ..... واقدیؒ کی روایت میں ہے کہ یہ خط سہیل بن عمروؓ۔ صفوان بن امیہؓ اور عکرمہ بن ابی جہلؓ کے نام تھا اور بظاہر اس خط سے مقصد ہی یہ تھا کہ جن کو اطلاع ہو وہ اسلام قبول کر لیں۔ چنانچہ یہ تینوں فتح مکہ کے وقت مشرف باسلام ہوئے۔

اور واقدیؒ کی روایت سے اس خط کے یہ الفاظ معلوم ہوئے ہیں۔ ان محمدًا قد نفر فامّا الیکم او الیٰ غیرکم فعلیکم الحذر۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو رہے ہیں یا تو تمہاری طرف یا تمہارے علاوہ کسی اور طرف بہرحال تم احتیاط کرو اور اپنی فکر کرو تو اس کا مطلب گویا ان کو اسلام کی دعوت دینا اور اس کے لیے آمادہ کرنا تھا۔

www.ahlehaq.org

اور پھر ان کے متعلقہ احکام کیا ہیں۔ ان احکام کے بعد سورت کے آخر میں پھر کافروں کے ساتھ دوستی اور موالات و ہمدردی پر تنبیہ کر دی گئی جس سے مضمونِ سورت کا آغاز کیا گیا تھا۔ نیز یہ کہ سورۂ حشر میں منافقین کے خصائلِ ذمیمہ کا ذکر تھا تو اس مناسبت سے اس کے بعد سورۂ ممتحنہ میں ان باتوں سے آگاہ کیا جا رہا ہے جس سے اسلام کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور ان چیزوں کی مذمت کی جا رہی ہے جو نفاق کی خصلتوں میں شمار ہوتی ہیں۔

اٰیَاتُهَا ۱۳ ۶۰ = سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ = ۹۱ فِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ ممتحنہ مدنی ہے، اور اس میں تیرہ آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے، جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ

اے ایمان والو! نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست،

تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ

ان کو پیغام بھیجتے ہو دوستی سے، اور وہ منکر ہوئے ہیں اس سے جو تم کو آیا

الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

سچا دین۔ نکالتے ہیں رسول کو اور تم کو اس پر کہ تم مانو اللہ اپنے

رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ

رب کو۔ اگر تم نکلے ہو لڑائی کو میری راہ میں اور چاہ کر

مَرْضَاتِيْ ۚ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۚ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ

میری رضامندی۔ تم اُن کو چھپے پیغام بھیجتے ہو دوستی کے۔ اور مجھ کو خوب معلوم ہے جو

اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ

چھپایا تم نے اور جو کھولا تم نے۔ اور جو کوئی تم میں یہ کام کرے، وہ

www.ahlehaq.org

ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱﴾ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ

بھولا سیدھی راہ ۔ اگر تم کو وہ پاویں دشمن ہوں تمہارے

اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ

اور چلاویں تم پر اپنے ہاتھ ، اور زبانیں برائی کو۔

وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۲﴾ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ

اور چاہیں کسی طرح تم منکر ہو جاؤ ۔ ہرگز کام نہ آویں گے تم کو تمہارے ناتے اور نہ

اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تمہاری اولاد ، قیامت کے دن ۔ وہ فیصلہ کرے گا تم میں ۔ اور اللہ جو کرتے ہو

بَصِيْرٌ ﴿۳﴾

دیکھتا ہے۔

حُکمِ خُداوندی برائے ترکِ محبّت و دوستی از دشمنانِ اسلام وتکمیلِ اقتضائے ایمان بصورتِ بُغض و نفرت از کفّار

قال اللہ تعالیٰ ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ ... الی ... وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ

(ربط) حاطب بن ابی بلتعہ رضؓ اگرچہ ایک مخلص صحابی تھے جن کو غزوۂ بدر کی شرکت نصیب ہوئی تھی اور جملہ اہلِ بدر خدا کی نظر میں وہ مقدس ہستیاں تھے جن کے لیے بارگاہِ خداوندی سے پروانۂ مغفرت جاری ہو چکا تھا مگر بہرکیف غلطی خواہ کسی سے بھی ہو اچھی بات نہیں ہے اس سے بچنا ہر ایک کے لیے لازم ہے تو حکم خداوندی نازل ہوا کہ مسلمان کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ خدا کے دشمنوں اور خود اپنے دشمنوں کو اپنا دوست بنائیں اور ان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیں۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ مؤمن کے قلب میں کفر اور کافروں کی نفرت اور بغض ہو اور یہ بات تو انسانی حمیت بھی چاہتی ہے کہ جب کافر مسلمان سے دشمنی پر تُلے ہوئے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ مسلمان ایسے دشمن سے محبت کرے۔ اسی حکم اور ہدایت کو اس طرح ارشاد فرمایا جا رہا ہے۔

www.ahlehaq.org

اے ایمان والو! ہرگز نہ بناؤ میرے دشمن اور اپنے دشمن کو اپنا دوست کہ بھیجتے ہو تم ان کو پیغام دوستی کے ساتھ اور ایسی باتیں ان کی طرف بھیجتے ہو جن سے یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ تم ان سے محبت و دوستی کرتے ہو۔ اور دوستی کا ہاتھ ان کی طرف بڑھا رہے ہو۔ حالانکہ وہ انکار کر چکے ہیں اس حق کا جو تمہارے پاس آیا ہے نہ انہوں نے اس حق کو مانا اور نہ ایمان لائے بلکہ دشمنی ہی پر کمربستہ رہے ایسی صورت میں تو عقلاً و طبعاً یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ ان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا جائے۔ ان کی دشمنی کی یہ انتہاء ہے وہ نکال رہے ہیں رسول کو اور تم کو تمہارے گھروں سے۔ اور ہجرت پر مجبور کیا اور اب تک بھی وہ اسی روش پر قائم ہیں محض اس وجہ سے کہ تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر جو تمہارا رب ہے، حالانکہ یہ کوئی قصور نہیں بلکہ حق و ہدایت کو قبول کرنا تو عقلاً مستحسن بات ہے پھر بھی وہ تمہاری دشمنی پر تلے ہوئے ہیں۔ اے مسلمانو! اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے کیلئے اور میری رضامندی حاصل کرنے کے لیے تو پھر دشمنوں کو دشمن سمجھو۔ اور جن کے ساتھ مقابلہ اور جہاد کے لیے نکلے ہو ان کے ساتھ دشمنوں کا سا معاملہ کرو۔ یہ بات قابل تعجّب ہے کہ پوشیدہ طور پر تم ان کو بھیجتے ہو دوستی کا پیغام کوئی تصوّر کرنے والا یہ نہ سوچے کہ کسی خفیہ بات کا مجھے علم نہ ہوگا۔ حالانکہ میں تو خوب جاننے والا ہوں ان باتوں کا جو تم چھپاتے ہو اور ان باتوں کا بھی جو تم ظاہر کرتے ہو چنانچہ حاطبؓ کی بات کا پتہ چل ہی گیا حالانکہ اس کو مخفی رکھنے کی کوشش کی گئی تھی۔ الغرض یہ بات انتہائی خطرناک اور ناپسندیدہ ہے اور جو شخص بھی تم میں سے ایسا کرے گا وہ سیدھے راستہ سے بھٹک جائے گا۔ انسان کی یہ فطرت ہے اور حمیّت کا تقاضا ہے کہ اپنے دشمن سے نفرت کرے۔ پھر جب کہ یہ دشمن تو ایسے ہیں اگر یہ تم پر قابو پالیں اور ان کا کسی طرح تم پر بس چل جائے تو یہ تمہارے کھلم کھلا دشمن بن جائیں اور دراز کریں تمہاری طرف اپنے ہاتھ ظلم و تعدی کے اور زبانیں بھی برائی کے ساتھ اور یہی چاہیں کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ۔ اس لیے یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ ایسے دشمنوں سے بھلائی کی امید رکھی جائے تو آخر پھر یہ مسلمان ایسے دشمنوں سے کیوں رواداری برت رہے ہیں یہ تو سخت غلطی اور بہت بڑی بھول ہے۔ بلاشبہ ایسے خبیث اور بدباطن دشمن اس لائق نہیں ہیں کہ ان کو پیغام دوستی بھیجا جائے اور کافر تو غایت دشمنی میں یہی چاہتا ہے اور اس کی کوشش بھی یہی ہوتی ہے کہ وہ تم کو کافر بنا دے جو کافر تمہاری عزت و عظمت اور دین و ایمان کا دشمن ہے ان سے ہمدردی یا دوستی کا معاملہ کیسے عقل و فطرت کے لحاظ سے درست ہو سکتا ہے۔

اہل و عیال کی محبت میں ایسی غلطی کر بیٹھنا جس طرح کہ حاطبؓ سے ہوئی۔ اے مسلمانو! ہرگز تم سے ایسی غلطی کا ارتکاب نہ ہونا چاہیئے۔ سمجھ لینا چاہیئے کہ جس اولاد و خاندان کی محبت میں تم اس قسم کی غلطی کرو گے ہرگز کام نہ آئیں گی تمہاری قرابتیں اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن اللہ رب العزت تو ہر ایک کا عمل دیکھتا ہے۔ وہ فیصلہ کریگا تمہارے درمیان اسی کے مطابق۔ اور اللہ تعالےٰ خوب دیکھتا ہے ہر وہ کام جو تم کرتے ہو پھر سوچو اور فیصلہ کرو یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ ایک مسلمان اہل و عیال یا خاندان کی محبت میں ایسا کام کر بیٹھے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو ناراض کر دینے والا ہو حالانکہ مؤمن کی زندگی میں تو ہر چیز سے مقدم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہے اس کی رضا سے وہ سب پریشانیاں بھی دور ہو جاتی ہیں۔ جن کے باعث بسا اوقات

www.ahlehaq.org

انسان ایسا کر گزرتا ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ

تم کو چال چلنی ہے اچھی ، ابراہیم کی

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا

اور جو اس کے ساتھ تھے، جب کہا اپنی قوم کو، ہم الگ ہیں تم سے ، اور جن کو

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَ

تم پوجتے ہو اللہ کے سوا ، ان سے۔ ہم منکر ہوئے تم سے، اور کھل پڑی ہم میں اور

بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

تم میں دشمنی اور بیر ہمیشہ کو ، جب تک تم یقین نہ لاؤ اللہ

وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ

اکیلے پر ، مگر ایک کہنا ابراہیم کا اپنے باپ کو، میں مانگوں گا معافی تیری ، اور

اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَ

مالک نہیں میں تیرے بھلے کو اللہ کے ہاتھ سے کسی چیز کا۔ اے رب ہمارے! ہم نے تجھ پر بھروسا کیا اور

اِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً

تیری طرف رجوع ہوئے اور تیری طرف پھر آنا۔ اے رب ہمارے نہ جانچ ہم پر

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ

کافروں کو اور ہم کو معاف کر، اے رب ہمارے! تو ہی ہے زبردست

الْحَكِيْمُ ۝۵ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ

حکمت والا۔ البتہ تم کو بھلی چال چلنی ہے اُن کی ، جو کوئی امید

www.ahlehaq.org

كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ

رکھتا ہو اللہ کی ، اور پچھلے دن کی - اور جو کوئی منہ پھیرے، تو

اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۶ ع

اللہ وہی ہے بے پرواہ خوبیوں سراہا۔

ترغیب اہلِ اسلام برائے اسوۂ حسنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

قال اللہ تعالیٰ۔ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ....الی.... هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ

(ربط) سورۂ ممتحنہ کی گزشتہ آیات میں کافروں کے ساتھ دوستی پر وعید و مذمت تھی اور اس طرح کا ایک واقعہ حاطبؓ کے ساتھ پیش آگیا تھا اس پر تنبیہ کر کے فرما دیا گیا تھا کہ مسلمان کو اپنے اور خدا کے دشمن کے ساتھ دوستانہ روابط و مراسم قائم کرنے کی قطعی اجازت نہیں۔

تو اب ان آیات میں دشمنانِ اسلام اور دشمنان خدا کے ساتھ جو بغض و نفرت کے جذبات مسلمان کے قلب میں ہونے چاہئیں ان کی ہدایت و تاکید فرمائی جا رہی ہے۔ فرمایا اے مسلمانو! بے شک تمہارے واسطے ایک بہترین نمونہ ہے ابراہیم (علیہ السلام) کی زندگی میں اور ان کے ساتھیوں کی زندگی میں جب کہ انہوں نے کہہ دیا اپنی قوم سے کہ اے لوگو ہم تم سے بیزار اور الگ ہیں اور ان سے بھی کہ جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔ ہم نے بلاشبہ تمہارا انکار کیا اور ہم ہر چیز میں تمہارے سے نفرت و قطع تعلق کر چکے ہیں۔ اور کھل گئی ہے ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی اور بغض و نفرت ہمیشہ کے لیے۔ یہاں تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان لے آؤ۔ اور شرک چھوڑ کر خدا نے وحدہٗ لاشریک لہٗ پر ایمان نہ لے آؤ اس وقت تک ہمارے اور تمہارے درمیان یہ بغض و نفرت اور عداوت قائم رہے گی۔ اسوۂ ابراہیمی یہی ہے اور مسلمانوں کو اسی کا اتباع کرنا چاہیئے۔ لیکن ابراہیم کا یہ کہنا اپنے باپ کے لیے کہ اے باپ میں تیرے واسطے ضرور بالضرور استغفار کروں گا اور میں تیرے واسطے کسی نفع کا مالک نہیں ہوں۔ خدا کے سوا وہی جو چاہتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے میں تو صرف دعا ہی کر سکتا ہوں اصل عطا کرنے والا تو وہی رب ہے تو ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا اس اسوۂ ابراہیمی کے خلاف نہ تھی جس کا اے مسلمانو تم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ کافروں سے اعلان دشمنی اور نفرت کر دیا جائے۔ اس لیے کہ اوّل تو ابراہیمؑ کی یہ دعا استغفار اس وقت تھی کہ جب ان کو اس بات کا علم نہ تھا کہ کافر کے لیے بخشش کی دعا کرنا درست نہیں لیکن جب معلوم ہو گیا تو ہر قسم کے جذبۂ محبت اور اس کے تصوّر یا طلب سے براءت و بیزاری ظاہر کی جیسا کہ ارشاد فرما دیا گیا۔ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا

www.ahlehaq.org

تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ۔

ثانیاً یہ بھی امکان ہے کہ یہ دعاءِ استغفار بمعنی طلب ایمان اور دعاءِ ہدایت ہو۔ اور کسی کافر کے واسطے ہدایت کی دعا مانگنا کفر اور کافر سے عداوت و نفرت کے منافی نہیں ہے اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے یہ جو دعا مانگی یہ اعلان بغض و براءت کے خلاف نہ تھی اس وجہ سے کسی کو ابراہیم علیہ السّلام کی اس دعا سے یہ مغالطہ نہ ہو کہ کافر سے ہمدردی اور دوستی درست ہو سکتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے تو اسوۂ حسنہ میں یہ جذبات اور دعائیں بھی ہیں کہ اے ہمارے رب ہم نے تجھ ہی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف ہم نے رجوع کیا کہ ہر چیز میں تو ہی کارساز ہے اگر ہم کافروں سے دشمنی و براءت اختیار کریں گے تو ان کی دشمنی کا اور ان سے علیحدگی کا ہمیں کوئی خوف و اندیشہ نہیں اس لیے کہ ہم نے تجھ ہی پر بھروسہ کر لیا اور ہر پریشانی اور ضرورت کے لیے ہم نے دنیا سے اپنا رُخ موڑ کر تیری ہی طرف اپنا رخ کر لیا اور کیوں نہ کریں جبکہ تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ اے اللہ ہم کمزور ہیں مصائب و شدائد برداشت کرنے کی طاقت نہیں تو اے پروردگار تو ہم کو کافروں کی آزمائش کا محل اور تختۂ مشق نہ بنانا اور ہم کو معاف کر دینا اگر کسی وقت صبر و استقامت کو ہاتھ سے چھوڑ دیں۔ اے ہمارے رب بے شک تُو بڑی ہی عزّت و حکمت والا ہے کہ تیری ہی عزت و قوّت سے ہم کافروں کے مقابلہ میں زور آور ہو سکتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ اگر کسی وقت کافروں کے ہم تختۂ مشق بنیں اور وہ اپنی ظاہری اور عارضی کامیابی پر ہمارا مذاق اڑائیں تو یہ بھی تیری حکمت سے ہماری اصلاح و تنبیہ کے لیے ہو گا۔

یقیناً اس بیان کردہ ضابطہ میں اے مسلمانو! ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے اس میں ایک عظیم سامان ہدایت و استقامت ہے جو امید رکھتا ہے اللہ کی اور قیامت کے روز کی تو بے شک ایسے لوگ ابراہیم علیہ السّلام کی روش اختیار کریں گے اور ان کو اس بات کی ذرّہ برابر پرواہ نہ ہو گی کہ دنیا ایسے لوگوں کو متعصب اور تنگ نظر کہے وہ دنیا کے موحدِ اعظم ہی کے نقشِ قدم پر چلیں گے اور اپنے ایمان و اعتقاد سے اسی بات پر یقین و اعتماد رکھیں گے کہ مستقبل کی کامیابی اور عزت و عظمت کفر اور کافروں سے اعلان براءت و بیزاری ہی میں ہے وقتی مفاد اور عارضی منفعت کی خاطر کافروں سے دوستی گانٹھنا کوئی اچھی بات نہیں بلکہ مسلمان قوم کے لیے مہلک اور خطرناک ہے۔ یہ ہے وہ ضابطہ جس پر مسلمان کی فلاح و کامیابی اور عظمت و ترقی موقوف ہے جو اس نعمت کو اختیار کرے گا وہ اس نعمت سے سرفراز ہو گا اور جو شخص اس سے منہ موڑے گا وہ خود ہی کو ذلیل و ناکام بنائے گا بس اللہ تو ہر حال میں بے نیاز قابل تعریف ہے۔ اس کو نہ کسی کی اطاعت کی ضرورت ہے۔ اور نہ کسی کی روگردانی سے اس کو کچھ نقصان ہے۔

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ

امید ہے کہ کر دے اللہ

www.ahlehaq.org

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ

تم میں اور جو دشمن ہیں تمہارے ان میں دوستی ۔ اور اللہ

قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ

سب کر سکتا ہے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ۔ اللہ تم کو منع نہیں کرتا ان سے، جو

لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ

لڑے نہیں تم سے دین پر ، اور نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے ، کہ

اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

اُن سے کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک ۔ اللہ چاہتا ہے

الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ

انصاف والوں کو ۔ اللہ تو منع کرتا ہے تم کو ان سے جو لڑے تم سے

فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى

دین پر ، اور نکالا تم کو تمہارے گھروں سے ، اور میل باندھا تمہارے

اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

نکالنے پر ، کہ ان سے کرو دوستی اور جو کوئی ان سے دوستی کرے، سو وہ لوگ وہی

الظّٰلِمُوْنَ ۝۹

ہیں گنہگار ۔

تسلّی اہل ایمان بذکر بشارت وکامیابی مسلمین بر اعدائے اسلام و اجازت حسن سلوک از کافران امن پسند و مصالحین

قال اللہ تعالیٰ۔ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ ....الیٰ.... فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

www.ahlehaq.org

(ربط) گزشتہ آیات میں کفار ومشرکین کے ساتھ بغض ونفرت اور براءت وبیزاری کا ذکر تھا کہ یہی اسوۂ ابراہیمی ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اسی کو اختیار کریں۔ اب ان آیات میں مستقبل قریب میں پیش آنے والے غلبہ اور کامیابی کا ذکر ہے اور ضمناً اشارہ ہے کہ کچھ قومیں کافروں میں سے ایمان لے آئیں گی اور یہ اجازت دی جارہی ہے کہ جس کسی کافر قوم نے اب تک مسلمانوں کے ساتھ کوئی قتال نہیں کیا اور نہ دشمنی کا کوئی معاملہ کیا اور نہ ہی انہوں نے مسلمانوں کو ہجرت پر مجبور کیا ان کے ساتھ مسلمانوں کو رواداری اور حسنِ سلوک کی اجازت دی جاتی ہے۔ فرمایا۔

امید ہے کہ اللہ (تعالےٰ) دوستی قائم کردے تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان جن کے ساتھ تمہاری دشمنی ہے اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے دوستانہ اور برادرانہ تعلقات قائم ہو جائیں۔ اور اس طرح سے تمہارے اور ان کے درمیان رشتۂ محبت ومودت قائم ہو جائے کہ وہ اسلام لے آئیں چنانچہ فتح مکہ کے وقت ایسا ہی ہوا کہ ساری عمر دشمنی کرنے والے اور ایک دوسرے کے مقابلہ میں تلوار اٹھانے والے ایک دوسرے کے بھائی بن گئے اور وہ ابوسفیانؓ جو بدر واُحد میں کافروں کی فوجوں کی کمان کررہے تھے۔ اب وہ مجاہدینِ اسلام کے سپہ سالار ہو گئے اور کل گزشتہ ایک دوسرے کے خون کے دشمن اب ایک دوسرے پر جان قربان کرنے کو تیار ہو گئے تو ان الفاظ میں ذہنی وطبعی طور سے تسلی دی گئی کہ قوم سے علیحدگی اور بیزاری کا ہمیشہ کے لیئے تصور کرکے نہ گھبرانا چاہیئے۔ بیزاری اور باہمی بغض کی یہ فضا بہت جلد ختم ہوکر باہمی مودّت اور اخوت کی فضا قائم ہو جائے گی اور اللہ تعالےٰ بڑی ہی مغفرت ومہربانی فرمانے والا ہے۔ اور ایک عرصہ کفر کے بعد جو لوگ اسلام لے آئیں۔ خُدا کی رحمت ومغفرت سے ان کو بھی نوازدیا جاتا ہے۔ بارگاہِ خداوندی میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ ماضی میں اس نے کیا کیا بلکہ اس کی بارگاہ سے تو یہی اعلان ہے۔ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا۔

دوستی اور ہمدردی کے رشتے اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے قائم کرنے سے منع فرماتا ہے جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کی۔ اس کے برعکس اللہ (تعالیٰ) تم کو منع نہیں کرتا ہے ان لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے جنہوں نے تمہارے سے نہ تو قتال کیا دین کے معاملے میں اور نہ ہی تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور اس پر مجبور کیا تو اللہ تعالےٰ تم کو منع نہیں کرتا ہے اس چیز سے کہ تم ان کے ساتھ کوئی بھلائی کرو اور ان سے انصاف کا سلوک کرو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اللہ تو صرف ایسے لوگوں کے ساتھ دوستی اور اچھا سلوک کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے قتال کیا دین کے معاملہ میں اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور دوسروں کی بھی مدد کی تمہارے نکالنے پر اور گھروں سے تم کو اجاڑنے پر کہ ایسے لوگوں سے تم دوستی کرو ظاہر ہے کہ ایسے ظالموں اور دشمنوں سے دوستانہ برتاؤ بہت ہی بدترین چیز اور خود اپنے اوپر سخت ظلم ہے اس بناء پر یہ اصول فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ اور جو بھی ایسے ظالموں سے دوستی کریں وہ ظالم ہیں

www.ahlehaq.org

اور گنا ہگار ہیں اس لیے کہ ظالموں کے ساتھ دوستی کا انجام خود ہی اپنے اوپر ظلم اور اپنی ہلاکت کا سامان مہیا کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے۔ ہر برائی کا انجام صاحب عمل ہی کی طرف لوٹا کرتا ہے۔

ابن ابی حاتمؒ بروایت ابنِ شہاب زہریؒ بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن صخرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے کسی علاقہ پر عامل بنا کر روانہ فرمایا تھا جب آنحضرتؐ کی رحلت ہوئی تو یہ واپس لوٹے راستہ میں ذوالخمار سے مقابلہ ہوا جو مرتد ہو چکا تھا اور اس سے قتال کی نوبت آئی تو یہ مثال ہوئی ان لوگوں کی جن سے قتال ہوا۔

صحیح مسلم میں ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ ابوسفیانؓ (جب فتح مکہ کی رات ایمان لے آئے) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی یا رسولؐ اللہ تین چیزیں میں آپؐ سے چاہتا ہوں مجھے عطا کر دیجئے آپؐ نے فرمایا (اچھا مانگو وہ کیا ہیں) ان میں ایک یہ بھی درخواست تھی کہ آپؐ مجھے اب اجازت دیجئے کہ میں کافروں سے اسی طرح قتال کروں جیسا کہ میں (پہلے) مسلمانوں سے قتال کرتا تھا تو یہ ہے وہ بات جس کو حق تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا امید ہے کہ تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان جنہوں نے تم سے قتال کیا اللہ تعالےٰ محبت پیدا فرما دے۔

ہشام بن عروہؓ فاطمہ بنت المنذرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ایک دفعہ میری ماں مشرکہ میرے پاس آگئی اس زمانہ میں جب کہ قریش مکہ سے معاہدہ ہوا تھا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں آئی ہے اور وہ مشرکہ ہے اور وہ چاہتی ہے کہ میں اس کے ساتھ کچھ سلوک کروں آپؐ نے فرمایا ہاں تم اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو تو یہ بات وہی ہے جس کی قرآن کریم کی یہ آیت اجازت دے رہی ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کافروں کے ساتھ سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا جو نہ تم سے لڑے اور نہ انہوں نے کوئی دشمنی کی یہ ممانعت صرف دشمنی اور قتال کرنے والوں سے ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ

اے ایمان والو! جب آویں تم پاس ایمان والی عورتیں

مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ

وطن چھوڑ کر، تو ان کو جانچ لو۔ اللہ بہتر جانے ان کے ایمان۔

فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ

پھر اگر جانو کہ وہ ایمان پر ہیں، تو نہ پھیرو ان کو کافروں کی طرف۔

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ

نہ یہ عورتیں حلال ہیں ان مردوں کو، اور نہ وہ مرد حلال ان عورتوں کو اور دے دو

www.ahlehaq.org

اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

ان مردوں کو جو ان کا خرچ ہوا اور گناہ نہیں تم کو کہ نکاح کرلو اُن عورتوں سے، جب انکو

اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَآ

دو اُن کے مہر۔ اور نہ رکھو قبضہ میں ناموس کافر عورتوں کے، اور مانگ لو جو

اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ

تم نے خرچ کیا، اور وہ کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ تم میں

بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ

فیصلہ کرتا ہے۔ اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا۔ اور اگر جاتی رہیں تمہارے ہاتھ سے

مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ

کوئی تمہاری عورتیں کافروں کی طرف، پھر تم گہا مارو، تو دو ان کو جن کی عورتیں جاتی

اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ

رہیں جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے، جس پر تم کو

مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ

یقین ہے۔ اے نبی جب آویں تیرے پاس مسلمان عورتیں، اقرار کرنے کو

عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ

اس پر، کہ شریک نہ ٹھہراویں اللہ کا کسی کو اور چوری نہ کریں، اور بدکاری نہ کریں،

وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ

اور اپنی اولاد نہ ماریں، اور طوفان نہ لادیں باندھ کر

بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ

اپنے ہاتھوں پاؤں میں، اور تیری بےحکمی نہ کریں کسی بھلے کام میں،

www.ahlehaq.org

فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

تو اُن سے اقرار کر، اور معافی مانگ ان کے واسطے اللہ سے۔ بیشک اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ

مہربان ہے۔ اے ایمان والو! مت دوستی کرو ان لوگوں سے کہ غصے ہوا

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ

اللہ اُن پر، وہ آس توڑ چکے ہیں پچھلے گھر سے، جیسے آس توڑی منکروں

مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾ ع

نے قبر والوں سے،

حُکمِ امتحانِ مہاجرات مؤمنات و احکامِ بیعت و اطاعت

قال اللہ تعالیٰ۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا ---- اِلیٰ ---- مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ

(ربط) گزشتہ آیات میں کافروں کے ساتھ دوستی اور موالات کے کچھ احکام بیان کیے گئے تھے اور یہ تلقین کی گئی تھی کہ مسلمانوں کو اس معاملہ میں اسوۂ ابراہیمی اختیار کرنا چاہیئے اور نہایت واضح طور پر منع کر دیا گیا کہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے ساتھ کسی طرح موالات و دوستی جائز نہیں اسی کے ساتھ ان کافروں سے بہتر سلوک کرنے کی اجازت دے دی گئی جو نہ تو کبھی مسلمانوں سے لڑے اور نہ کسی قسم کی دشمنی کی۔ اب ان آیات میں بعض خاص احکام ایسی عورتوں کے متعلق بیان کیے جا رہے ہیں جو ہجرت کر کے دارالاسلام آجائیں۔ صلح حدیبیہ میں جو معاہدہ ہوا اور جو شرائطِ معاہدہ طے ہوئی تھیں ان میں یہ تھا "علیٰ ان لا یاتیک منّا رجلٌ وان کان علیٰ دینک الّا رددتہٗ الینا" (ہم قریش مکہ اس پر معاہدہ کرتے ہیں کہ جو بھی مرد ہمارے پاس سے تمہارے پاس پہنچ جائے تو مسلمان اس کو واپس کرنے کے پابند ہوں گے۔ اگرچہ وہ تمہارے دین پر ہو) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاہدہ کی رو سے جو مرد مسلمان مکہ سے مدینہ نکل کر آئے ان کو واپس فرمایا جیسے ابوجندل بن سہیل کو قریشِ مکہ کے حوالے فرما دیا جب کہ وہ کفار کی قید سے نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے تھے لیکن معاہدہ میں لفظ مرد تھا اس وجہ سے عورتوں کا واپس کرنا اس میں شامل نہ تھا۔ چنانچہ آپؐ نے ایسی مہاجر خواتین کی واپسی کا انکار فرما دیا جو کفار کی قید سے چھوٹ کر

www.ahlehaq.org

آپؐ کے پاس پہنچیں۔ جیسے قبیلہ اسلم کی سبیعہ بنت حارثؓ ان کا خاوند مسافر مخزومی دوڑا ہوا مقام حدیبیہ پہنچا۔ چنانچہ روایات میں ہے کہ اس معاہدہ کے بعد جب ام کلثومؓ ہجرت کر کے آپؐ کے پاس پہنچیں تو ان کے دو بھائی عمارہ اور ولید مکہ سے فوراً آپؐ کے پاس پہنچے اور واپسی کے لیے گفتگو کی تو آپؐ نے واپس بھیجنے سے انکار کر دیا اور اللہ تعالےٰ نے آیت نازل فرما دی فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ اور اس آیت نے واضح کر دیا کہ یہ حکم عورتوں کے متعلق نہیں اور یہ حکم بھی اتار اگیا کہ ان کا امتحان لے لیا کرو تا کہ معلوم ہو جائے کہ وہ مؤمنات ہیں اور احکامِ بیعت بھی نازل فرمائے تو ارشاد فرمایا۔

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس آجائیں ایمان والی عورتیں ہجرت کرتی ہوئی تو ان کا امتحان کر لو خوب جانچ لو کہ وہ ایمان اور اخلاص کیساتھ ہجرت کر کے آئی ہیں اللہ تو خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو لیکن مسلمانوں کو اپنے درمیان احکام اسلام کسی پر جاری کرنے کے لیے یہ قانون نازل کیا جا رہا ہے بہر حال اگر امتحان و تحقیق کے بعد جان لو کہ یہ ایمان والی ہیں تو ان کو کافروں کی طرف مت واپس کرو اب جب کہ یہ ایمان لا کر اور ہجرت کر کے دار الاسلام آگئیں تو نہ یہ عورتیں ان کافروں یعنی اپنے کافر خاوندوں کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ مردان مہاجر عورتوں کے لیے حلال ہیں اور دیدو ان مردوں کو جو کچھ انہوں نے ان عورتوں پر خرچ کیا اور اس وجہ سے کہ اب وہ عورتیں اسلام لا کر ہجرت کرتی ہوئی دار الاسلام آگئی ہیں ان کا نکاح پہلے کافر شوہروں سے ختم ہو گیا تو عدتِ فسخ گزرنے پر کوئی حرج نہیں ہے اگر تم ان عورتوں سے نکاح کر لو جب کہ تم ان کے مہر ان کو دے دو جو بھی مہر اس نکاح کے وقت مقرر کیا جائے وہ بہر حال مرد کے ذمے ہوتا ہے اور اس کا ادا کرنا ضروری ہے۔

اور نہ رکھو تم اپنے قبضہ میں ناموس کافر عورتوں کی اور طلب کرو جو کچھ تم نے خرچ کیا اور چاہیئے کہ وہ بھی طلب کر لیں جو انہوں نے خرچ کیا یہی ہے تمہارے واسطے اے لوگو! اللہ کا حکم جس حکم سے وہ تمہارے درمیان فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ تعالےٰ بڑا ہی علم والا صاحب حکمت ہے۔ اس وجہ سے اس کا ہر حکم صحیح اور حکمت و مصلحت پر مبنی ہے تو جب اللہ نے یہ حکم مقرر فرما دیا کہ کافر عورتوں کی ناموس و عصمت نہ روکے رکھو اور اپنے قبضہ میں تھامے نہ رکھو تو اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ کسی مسلمان کو اپنی ان بیویوں کو جو اسلام نہیں لائیں اور کفر پر قائم رہیں ان کو اپنی منکوحہ کی طرح روکے رکھنا درست نہیں بلکہ ان کو چھوڑ دیں کہ وہ پھر جس سے چاہیں نکاح کر لیں۔

زہریؒ بیان کرتے ہیں۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی دو بیویاں جو مکہ میں مشرک رہ گئی تھیں چھوڑ دیں ایک کا نام قریبہ تھا جو امیۃ بن المغیرہ کی بیٹی تھی جس نے بعد میں مکہ مکرمہ میں معاویۃ بن ابی سفیانؓ سے نکاح کر لیا تھا اور اس وقت وہ دونوں مشرک تھے دوسری کا نام ام کلثوم تھا جو عمرو بن جرول کی بیٹی اور عبداللہ بن عمرؓ کی ماں تھی اس نے ابو جہم بن حذافہ سے نکاح کر لیا اور وہ دونوں بھی اس وقت مشرک تھے [1]

[1] تفسیر ابن کثیر جلد رابع۔

www.ahlehaq.org

اور اگر جاتی رہیں تمہارے ہاتھ سے کچھ عورتیں تمہاری ازواج میں سے کافروں کی طرف پھر تمہاری نوبت آئے تو تم اے مسلمانو! دے دو ان کو جن کی عورتیں جاتی رہی ہیں جتنا کہ انہوں نے خرچ کیا اور اب وہ عورتیں ان کے پاس نہیں رہیں اس وجہ سے کہ وہ دارالکفر سے ہجرت کر کے مسلمانوں کے پاس نہ آسکیں اور سابق نازل کردہ حکم کی رُو سے یہ درست تھا کہ مسلمان اپنی بیویوں پر خرچ کیے ہوئے خرچ کا مطالبہ کریں جیسا کہ مسلمانوں نے ان کافر خاوندوں کو ان کا کیا ہوا خرچ واپس کیا جن کی عورتیں مسلمان ہو کر مدینہ آ گئی تھیں علہ اور ڈرتے رہو اس اللہ سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

علہ اصل حکم یہ نازل ہوا تھا کہ زوجین میں سے اگر کوئی ایک مسلمان ہو کر ہجرت کر کے دارالاسلام میں آجائے اور دوسرا شرک و کفر پر قائم رہتے ہوئے دارالاسلام کی طرف ہجرت نہ کرے تو اختلاف دارین کے بعد نکاح قائم نہ رہے گا ایسی صورت میں اگر کسی کافر کی عورت مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آجائے تو جو مسلمان اس سے نکاح کرے اس کے ذمہ یہ کیا گیا تھا کہ اس مسلمان عورت کے پہلے خاوند کافر نے جو مہر دیا ہے یہ مسلمان نکاح کر کے پہلے کافر شوہر کا دیا ہوا مہر واپس کر دے اور اس کے بعد جو اس نکاح میں مہر طے پائے وہ اپنی جگہ ادا کرے اس کے بالمقابل۔ صورت میں کہ اگر کسی مسلمان مرد کی عورت کافر رہ گئی اور وہ ہجرت کر کے دارالاسلام میں نہیں آئی اور یہی معنی ہیں وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ کے کہ اگر تم سے تمہاری بیویوں میں سے جاتی رہیں کافروں کی طرف یعنی تم سے ضائع ہو گئیں اور کافروں کے پاس رہ گئیں نہ یہ کہ دارالاسلام سے العیاذ باللہ کسی مسلمان کی بیوی کافروں کی طرف چلی گئی کیونکہ نہ ایسا ممکن تھا اور نہ ایسا کوئی واقعہ پیش آیا۔ جس پر تاریخی شواہد موجود ہیں۔ اگرچہ بعض مفسرین نے محض لفظی وسعت کے باعث اس معنیٰ کو بیان کیا کہ کوئی مسلمان عورت العیاذ باللہ مرتد ہو کر چلی جائے۔ لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک اس کی یہی تفسیر ہے کہ وہ عورتیں بحالت کفر وہیں رہ جائیں اور یہی مفہوم جاتی رہنے کا بلاشبہ ہے تو اس صورت میں یہ حکم تھا کہ وہ کافر جو اس عورت سے نکاح کرنا چاہے اس کے پہلے خاوند کو اس کا ادا کردہ مہر واپس کر دے۔ اس حکم کے نازل ہونے پر مسلمان تو تیار ہو گئے کہ اسلام لانے والی مہاجر عورتوں کا ہم مہر ادا کر دیں۔ مگر کافر تیار نہ ہوئے اور اس صورت میں کہ دارالکفر میں رہ جانے والے اس عورت سے نکاح کریں جس کا خاوند اسلام لا کر دارالاسلام میں آچکا ہے اس مسلمان کو اس کا دیا ہوا مہر دینے سے انکار کر دیا اس پر آیت نازل ہوئی وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ان الفاظ میں ایسی ہی صورت کا ذکر کرتے ہوئے گویا سابق حکم منسوخ کر دیا گیا۔ اب وہ مسلمان جن کی بیویاں دارالکفر میں رہ گئی ہیں ان کا اپنا ادا کردہ مہر کافروں سے وصول نہیں ہو رہا ہے۔ تو اب مسلمانوں کو چاہیئے کہ دارالکفر سے ہجرت کر کے آنے والی مسلمان عورتوں کے ان خاوندوں کو کچھ نہ دیں جو دارالکفر میں رہ گئے ہیں (بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کافر کا دیا ہوا

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

www.ahlehaq.org

حُکمِ بَیعَتِ مہاجراتِ مؤمنات

اے ہمارے نبی جب آئیں آپؐ کے پاس ایمان والی عورتیں ہجرت کرتی ہوئیں تو وہ بیعت کریں آپ سے اس بات پر کہ نہ تو وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ چوری کریں اور نہ زنا کریں اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں اور نہ کسی پر وہ ایسا بہتان لگائیں جس کا افتراء و الزام وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان باندھتی ہوں اور نہ وہ کسی بھی بھلے کام میں آپ کی نافرمانی کریں تو آپ ان کو بیعت کر لیجئے اور طلب مغفرت کیجئے ان کے لیے اللہ سے۔ ان کی ہر قسم کی اس کوتاہی اور غلطی پر جو ان سے سرزد ہو چکی یا بیعت کے بعد کوئی خطا و غلطی نادانستہ طور پر ہو جائے۔ بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے اللہ ربّ العزت آپؐ کے استغفار و دعا کی برکت سے ان کی مغفرت فرمائے گا اور اپنی عنایات و رحمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔ یہ جملہ احکام جن میں مردوں اور عورتوں

(بقیہ حاشیہ) خرچ واپس نہیں کر سکتا تو بیت المال سے ادا کر دیا جائے سبحان اللہ کیسا عدل و انصاف ہے) الغرض فَعَاقَبْتُمْ کا مفہوم یہی راجح ہے کہ پھر تمہاری نوبت آئے یعنی مہر لینے کی۔ دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ کفار سے جہاد کرو اور مال غنیمت حاصل ہو تو اس مالِ غنیمت سے ان مسلمان مردوں کو وہ خرچ اور مہر ادا کر دو جو انہوں نے اپنی بیویوں پر کیا تھا جو اسلام نہیں لائیں اور دار الکفر میں رہ گئیں کیونکہ کافر تو یہ خرچ واپس نہیں کر رہے ہیں تو اب یہی صورت ہو سکے گی کہ مال غنیمت سے یا بیت المال اس کی تلافی کر دے۔

یہ آیت یعنی وَ سْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا۔ منسوخ ہے یا اپنے حکم پر باقی ہے؟ جمہور مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ حکم چونکہ دو طرفہ ذمہ داریوں پر مشتمل تھا جو صلح حدیبیہ میں طے کردہ معاہدہ کی رُو سے تسلیم کیا گیا تھا۔ مسلمانوں نے تو بلا کسی تردّد اور تامل اس پر عمل کیا لیکن کفار مکہ میں سے کسی ایک فرد نے بھی اس پر عمل نہ کیا اس وجہ سے یہ حکم خود بخود منسوخ ہو گیا اور برقرار نہ رہا یا یہ کہہ لیجئے کہ یہ حکم ابتداء ہی سے محدود اور مؤقت تھا کفار مکہ کے لیے بموجب عہد نامۂ حدیبیہ۔ کفار عرب میں بھی مہر دینے کا دستور تھا اور وہ عورت کو پہلے ہی دے دیا جاتا تھا۔ اولاً تو کفار کی طرف سے اس حکم کی پابندی نہیں ہوئی پھر فتح مکہ کے بعد اس حکم کی ضرورت ہی نہ رہی۔ قبائل عرب کی عورتیں مسلمان ہو کر آئیں اور دار الاسلام میں بسنے والے مسلمانوں سے ان کے نکاح ہوئے۔ ۱۲ واللہ اعلم بالصواب۔

ملخص من احکام القرآن للجصاصؒ۔ و تفسیر روح المعانی۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر ابن کثیر و مما افادنی شیخی شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ و حضرت الوالد المحترم محمد ادریس الکاندھلویؒ۔ ۱۲۔

www.ahlehaq.org

کے احکام تفصیل و تحقیق سے ذکر کیے گئے ان ہی میں سعادت و فلاح مضمر ہے ایمان والوں کو چاہیئے کہ وہ ان احکام پر عمل کریں اگر وہ روگردانی کریں گے تو ان کو اپنے انجام کی تباہی و بربادی سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔

اللہ کے احکام کی فرماں برداری اور اس کے دین پر استقامت اور ایمان کے تقاضوں کی تکمیل اسی میں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے اجتناب و پرہیز کیا جائے ان سے دوستی اور روابط قائم کرنا خدا کے غضب کو دعوت دینا ہے اس لیے سن لینا چاہیئے کہ اے ایمان والو! ہرگز دوست نہ بناؤ ایسی قوم کو جن پر خدا کا غضب ہے جو مایوس ہو چکے ہیں آخرت سے اور آخرت کا تصور ہی دل سے نکال دیا جیسا کہ کافر قبر والوں سے ناامید ہو چکے ہیں۔ اور ان کو کوئی توقع نہیں کہ قبر والے اپنی قبروں سے پھر اٹھیں گے بلکہ وہ آخرت کے بھی منکر ہیں اور بعث بعد الموت کا بھی ان کو کوئی تصور نہیں۔

قصۂ بیعت نساءِ مومنات

عروۃ بن الزبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نساءِ مؤمنات سے بیعت لینے کا ذکر اس طرح فرمایا کرتی تھیں کہ جب یہ آیت مبارکہ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ الخ نازل ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی عورتوں کا امتحان لیتے اور پھر ان باتوں پر ان سے عہد لیتے جن کا آیت مبارکہ میں ذکر ہے کہ نہ شرک کریں گی نہ چوری کریں گی نہ زنا و بدکاری اور نہ افتراء و بہتان اور کسی بھی حکم شرعی میں آپؐ کی نافرمانی نہیں کریں گی تو جو عورت اس بات کا عہد و اقرار کر لیتی آپؐ اس کو بیعت فرما لیتے اور صرف زبان مبارک سے فرما دیتے "اچھا میں نے تمہیں بیعت کر لیا"، فرمایا کرتی تھیں آپؐ کے دست مبارک نے خدا کی قسم کسی عورت کے ہاتھ کو کبھی نہیں چھوا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں عید الفطر کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کا زمانہ بھی دیکھا ہے یہ سب حضرات خطبہ سے قبل نماز عید پڑھا کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے نماز پڑھتے پھر خطبہ دیتے اور اس کے بعد منبر سے اترتے ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ گویا یہ منظر آج میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ مجمع میں سے جو لوگ اٹھ کر منتشر ہو رہے تھے آپؐ ان کو اپنے ہاتھ کے اشارہ سے بٹھا رہے تھے پھر آپ مردوں کے مجمع کو چیرتے ہوئے آگے کی طرف بڑھنے لگے اور اس جگہ تک پہنچے جہاں عورتوں نے نماز پڑھی تھی آپؐ کے ساتھ بلالؓ تھے آپ وہاں تشریف لائے اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور تلاوت کے بعد ان سے دریافت فرمایا کیا تم اس پر قائم ہو اور اس کا عہد کرتی ہو مجمع میں سے ایک عورت نے جواب دیا جی ہاں یا رسول اللہ جو گویا سب کی طرف سے یہ کہہ رہی تھیں اور بظاہر اسی وجہ سے کسی اور نے جواب نہ دیا سب خاموش رہیں جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ اس عورت کے سوا کسی اور نے جواب نہ دیا۔

www.ahlehaq.org

ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو فرمایا یہ اعلان کر دیں اے مسلمان عورتو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بیعت لینا چاہتے ہیں اس بات پر کہ تم نہ شرک کرو گی نہ چوری نہ زنا و بدکاری اور نہ بہتان طرازی اور نہ رسولِ خدا کی نافرمانی کرو گی۔ تو ان عورتوں میں ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ بھی تھی جس نے غزوۂ اُحد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہٗ کے شہید ہونے کے بعد ان کے شکم مبارک کو چاک کر کے جگر کا ٹکڑا چبانا چاہا تھا اگرچہ اب اسلام لا چکی تھیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرتے ہوئے چھپی ہوئی تھیں اور کسی کو نہ میں بیٹھی تھیں۔ جب فاروق اعظمؓ نے یہ کہا کہ عہد کرو چوری بھی نہ کرو گی۔ تو کہنے لگی میں ابوسفیانؓ کے مال سے کچھ لے لیتی ہوں کیونکہ وہ مال کے حریص اور بخیل انسان ہیں (تو گھر کے مصارف وغیرہ کے لیے ان سے چھپا کر کچھ لینا پڑتا ہے) ابوسفیانؓ ان کے خاوند بھی وہاں موجود تھے فوراً بولے اے ہندہ تو نے آج تک جو کچھ لیا یا آئندہ لے گی وہ سب تیرے واسطے حلال ہے۔ جب عمر فاروقؓ نے یہ کہا کہ تم اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی تو کہنے لگی ہم نے تو ان کو پالا تھا مگر تم نے انہیں بدر میں قتل کر دیا۔ اس جملہ پر فاروق اعظمؓ کو بہت ہنسی آئی۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ کچھ عورتوں نے کہا کہ ہم تو اپنی اولاد کو قتل نہیں کرتے ان کے باپ قتل کرتے ہیں۔

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے تھے کہ وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ میں یہ چیز بھی داخل ہے۔ کوئی عورت اپنے شوہر کی طرف ایسے بچہ کی نسبت کرے جو درحقیقت اس شوہر سے نہیں جیسا کہ یہ فعل جاہلیّت کے زمانہ میں ہوتا تھا۔ منیٰ کی گھاٹی میں قبل از ہجرت آپؐ نے انصارِ مدینہ سے بیعت لی تو یہی وہ امور تھے جن پر ان سے عہد لیا اور فرمایا یا یعونی علیٰ ان لا تشرکوا باللہ ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا النفس التی حرّم اللہ الّا بالحق۔ الخ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ اِنْ وَفَيْتُمْ فلكم الجنة اگر تم ان باتوں کو پورا کرو گے تو تمہارے واسطے جنت[عہ] ہے (باسناد ابن ابی حاتم)

(تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ الممتحنہ)

عہ تفسیر ابن کثیر ج ۴۔

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الصّف

اس سورۂ مبارکہ کے فضائل میں حافظ ابن کثیرؒ نے ایک روایت باسناد عبداللہ بن سلامؓ نقل کی ہے۔ بیان کیا میں صحابہ کے ایک مجمع میں موجود تھا کہ ہم باہم یہ گفتگو کرنے لگے کاش اگر ہماری حاضری رسول اللہ صلی اللہ کی خدمت میں ہو تو ہم یہ دریافت کریں کہ کون سا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے اور ہمیں ہمت نہ ہوئی کہ خود حاضر ہو کر یہ پوچھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مجمع کے ایک ایک شخص کو بلایا اور جب سب جمع ہو گئے تو ہمارے سامنے یہ سورۂ صف تلاوت فرمائی اور گویا یہ ظاہر فرمایا کہ اس سورت کی تلاوت اللہ کے نزدیک محبوب ترین چیز ہے۔

سورت کا آغاز اللہ رب العزت نے اپنی تسبیح و پاکی و حمد و ثناء سے کیا۔ پھر اس بات پر وعید فرمائی گئی کہ انسان کے لیے یہ بات نہایت ہی نازیبا ہے کہ وہ جس بات کا عہد کرے اس کو پورا نہ کرے اور اس کے قول و فعل میں تضاد ہو اس کے بعد مسلمانوں کو دشمنانِ اسلام سے جہاد و قتال کی ترغیب دی گئی اور ان کو اس کے لیئے ہمت دلائی گئی کہ پوری طاقت اور بہادری کے ساتھ کافروں کے مقابلہ کے لیے متحد و متفق ہو کر ڈٹ جائیں اور اتحاد و اخوت میں انکو چاہیئے کہ وہ سیسہ پلائی دیوار کے مانند ہو جائیں۔ ساتھ ہی حضرت موسیٰ اور عیسٰے علیہما السلام کا دعوۃ الی اللہ میں اسوہ و نمونہ بھی بیان کیا گیا اور یہ کہ انہوں نے اس راہ میں کیا کیا مشقتیں اٹھائیں اور اہل ایمان کو اس امر کے متعلق اطمینان دلایا گیا کہ خدا کا قانون یہ ہے کہ وہ اپنے دین کی مدد کرتا ہے اور دین کے مددگاروں کو غالب و کامیاب فرماتا ہے اور اس سلسلہ میں دشمنوں کی ہر سازش اور کوشش ناکام ہوتی ہے۔ ان مضامین کو ذکر کرتے ہوئے سورت کے اخیر میں اہل ایمان کو ایک کامیاب اور نفع بخش تجارت کی دعوت دی گئی اور اس کی وضاحت کی گئی کہ وہ نفع بخش تجارت کون سی ہے جس سے انسان دنیا میں بھی کامیاب ہوتا ہے اور آخرت کی سعادت و فلاح بھی اس کو نصیب ہوتی ہے۔

www.ahlehaq.org

اٰیاتُھا ۱۴ | ۶۱ = سُوْرَۃُ الصَّفِّ مَدَنِیَّۃٌ = ۱۰۹ | فِیْھا رُکُوْعٌ

سورۂ صف مدینہ میں اُتری، اور اس میں چودہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے، جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَھُوَ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں، اور وہی ہے

الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ① یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ

زبردست حکمت والا۔ اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو منہ سے

مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ② کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا

جو نہیں کرتے؟ بڑی بیزاری ہے اللہ کے ہاں، کہ کہو وہ چیز جو

مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ

نہ کرو۔ اللہ چاہتا ہے ان کو جو لڑتے ہیں اس

سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④

کی راہ میں قطار باندھ کر، جیسے وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی۔

تسبیح و تحمید خداوندی مع ترغیب اہلِ ایمان برائے جہاد فی سبیل اللہ

قال اللہ تعالیٰ۔ سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ ---- اِلیٰ ..... کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ

(ربط) گزشتہ سورت میں کافروں سے موالات و دوستی پر تنبیہ و وعید تھی اور واضح طور پر یہ فرما دیا گیا تھا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ کہ اے مسلمانو! ہرگز ایسی قوم کو اپنا دوست نہ بناؤ جن پر خدا کا غضب ہے۔ اب اس سورت میں حق تعالیٰ شانہٗ اپنی پاکی اور بے نیازی کا ذکر کرتے

www.ahlehaq.org

ہوئے فرماتا ہے کہ مسلمانوں کو حکم دیا کہ سیسہ پلائی دیوار کی طرح متحد ہو کر کافروں کے مقابلہ اور مقاتلہ کیلئے اُٹھ کھڑے ہونا چاہیئے اور یہ وصف اس وقت پیدا ہو گا جب مسلمان اپنے قول و فعل میں مطابقت اور یکسانیت پیدا کر لے۔ اس زمانہ میں عرب میں کھلبلی مچی ہوئی تھی کفار کا ہر طرف سے مسلمانوں پر حملہ ہو رہا تھا اور مسلمان باوجود اپنی قلت اور ضعف کے ہمت و جوانمردی سے کافروں کا مقابلہ کر رہے تھے تو اس سورت میں بالخصوص جہاد کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ ارشاد فرمایا۔

پاکی بیان کرتی ہے اللہ کی ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ کائناتِ آسمان و زمین کی ہر چیز کا اس کی پاکی اور تسبیح میں مشغول ہونا اس کی عظمت و کبریائی کی واضح دلیل ہے بے شک وہی زبردست عزت و حکمت والا ہے ایسی ذات سراپا عزت و عظمت کے حامی یقیناً نہ دنیا کی طاقت سے مغلوب و مرعوب ہو سکتے ہیں اور نہ ناکام۔ لیکن انسانوں کی عزت اور کامیابی ایمانی اوصاف و کمالات پر ہی موقوف ہے جس کے لیے قول و فعل کی مطابقت و یکسانیت چاہیئے قول و فعل میں تضاد نفاق کی علامت ہے۔ اس لیے اے مسلمانو! اے ایمان والو کیوں کہتے ہو اپنے منہ سے وہ بات جو تم نہیں کرتے ہو بڑی ہی ناراضگی کی بات ہے اللہ کے نزدیک کہ تم وہ چیز کہو جو نہیں کرتے ہو اس طرح کے دعوے اور لاف زنی جھوٹوں اور منافقوں کا کام ہوتا ہے اور نفاق انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے تو ظاہر ہے کہ ایسی کمزوری کے بعد دشمن کا کیا خاک مقابلہ کرے گا اور فتح و کامرانی کیونکر توقع ہو سکتی ہے ایمان والوں کو تو چاہیئے کہ صداقت اور عزم و ہمت کے حامل بن کر اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔ اور بڑی قوت و ہمت سے ایک آہنی دیوار بن کر دشمن کے مقابلہ کے لیے میدانِ جہاد میں نکل آئیں ان کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ بے شک اللہ محبوب رکھتا ہے اپنے بندوں کو جو قتال و جہاد کرتے ہیں اس کی راہ میں صف بستہ ہو کر اس طرح کہ گویا وہ ایک دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی۔ یہی صفت اور حالت ان کے اخلاص و سعادت کی دلیل ہو گی۔ محض دعوؤں کے بعد میدانِ جہاد سے بھاگنا منافقوں کا وہ شیوہ ہے جس کو قرآن کریم نے بیان فرمایا کہ پہلے تو یہ لوگ جہاد کا مطالبہ کرتے رہے لیکن جب جہاد کا حکم نازل ہوا تو کہنے لگے رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ۔ یہی حال قوم موسیٰ علیہ السلام کا تھا جب جہاد کا حکم ہوا نہایت ہی بزدلی کا ثبوت دیتے ہوئے کہہ دیا کہ اے موسیٰ اس بستی میں بڑی طاقت والی قوم ہے اور ہم اس بستی میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گے جب تک وہ اس میں موجود ہیں۔ البتہ اگر وہ لوگ اس بستی کو خالی کر کے وہاں سے نکل جائیں تو ہم ضرور اس میں داخل ہو جائیں گے اور ٹکا سا جواب دے دیا۔ اِذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَٰهُنَا قَاعِدُونَ کہ اے موسیٰ بس تم اور تمہارا رب چلے جاؤ اور تم دونوں جا کر کافروں سے لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں تو حق تعالیٰ نے جہاد کے لیے اہلِ ایمان کو ترغیب دی اور یہی وہ اخلاص باطن کا رنگ ہے جو اس طرح حضرات صحابہ کی زندگیوں میں نمودار ہوا جب سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کا اعلان کیا تو آپؐ کے جانثار صحابہ کا یہ جواب تھا یا رسول اللہ آپؐ جہاد کا حکم دیجئے ہم آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی دائیں اور بائیں بھی اور ہم اس قوم کی

www.ahlehaq.org

طرح نہ ہوں گے جنہوں نے اپنے پیغمبر کو یہ جواب دے دیا تھا کہ اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ۔

جہاد فی سبیل اللہ بارگاہِ خداوندی میں محبوب ترین عمل

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ۔ آیت مبارکہ حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں جہاد فی سبیل اللہ کا محبوب ترین عمل بیان کر رہی ہے اور ظاہر ہے کہ جب یہ عمل اللہ کو محبوب ہے تو مجاہدین بھی یقیناً اس کی نظروں میں محبوب ترین بندے ہوں گے اسی کو یہ الفاظ واضح کر رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں کو بڑی ہی محبت اور پیار کی نظر سے دیکھتا ہے ایک وہ جو رات کو بیدار ہو کر نماز میں مشغول ہو جائے۔ دوسری وہ قوم جو جماعت میں نماز کے لیے صف بستہ ہیں۔ تیسری وہ جماعتِ مجاہدین جو میدان جہاد میں کافروں سے قتال کے لیے صف بستہ ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ ربُّ العزّت خود اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس طرح بیان فرماتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندہ متوکل ہیں۔ پسندیدہ و برگزیدہ جو نہ سخت دل ہیں نہ بدمزاج۔ اور نہ بازاروں میں شور و شغب کرنے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں بلکہ درگذر اور معاف کرتے ہیں جن کا مولد (جائے پیدائش) مکہ ہے اور ان کی ہجرت کی جگہ طیبہ (مدینہ) ہے۔ اور ان کا ملک سلطنت شام ہوگا۔ ان کی امّت حمّاد ہوگی جو ہر جگہ اور ہر حال میں اللہ کی حمد و ثنا کرتی ہوگی۔ ان کی سحر کے وقت خشیتہ خداوندی سے فضا میں ایک آواز ہوگی جیسے شہد کی مکھیوں کی آواز ہو جو اپنے اطراف اعضا دھوتے ہوں گے (یعنی وضو) اور نصف پنڈلیوں پر اپنی ازار باندھتے ہوں گے اور اس کے بعد یہ آیت تلاوت کی۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا الخ علہ اس عمل کی محبوبیت کا تو یہ مقام ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے۔ وَدِدْتُ اَنِّيْ اُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ۔ علہ

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو، اے قوم میری! کیوں ستاتے ہو مجھ کو؟ اور جانتے ہو کہ

تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ

میں اللہ کا بھیجا آیا ہوں تمہارے پاس پھر جب وہ پھر گئے، پھیر دیئے

علہ تفسیر ابن کثیر علہ رواہ البخاری و مسلم و اصحاب سنن۔

www.ahlehaq.org

اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵

اللہ نے اُن کے دل ۔ اور اللہ راہ نہیں دیتا بے حکم لوگوں کو ۔

شکوۂ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السّلام از ایذا رسانیِ قوم والتجاء بہ بارگاہِ خداوند ذوالجلال والاکرام

قال اللہ تعالیٰ ۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ .... الیٰ .... لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

(ربط) گزشتہ آیات میں حق تعالےٰ کی تسبیح و پاکی کے بیان کے ساتھ اس مجرمانہ کردار کی مذمت کی گئی تھی کہ انسان کے قول و عمل میں تضاد ہو اور یہ کہ ایمان کا تقاضا اللہ کی راہ میں جہاد ہے جو اللہ کے بندے ہیں وہ پورے اتحاد اور یک جہتی سے دشمنوں کے مقابلہ میں صف آراء رہتے ہیں ۔ اب بنی اسرائیل کی اُس موذیانہ روش کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے جو انہوں نے اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ اختیار کی فرمایا اور جب کہ کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے اے میری قوم آخر تم لوگ مجھے کیوں ستا رہے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں ۔ اور ظاہر ہے اللہ کے رسول کو ستانا نہایت ہی عظیم جرم ہے اور پھر جب کہ یہ علم و یقین بھی ہو کہ یہ اللہ کا رسول ہے اس علم و یقین کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ باز آجاتے مگر شقاوت و بدبختی کی انتہاء تھی کہ نہ باز آئے بلکہ اور کج روی ہی پر تلے رہے تو جب وہ اس درجہ پھر گئے اور راہِ حق سے بھٹک گئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا اور اللہ راہ نہیں دیتا ہے نافرمان قوم کو اور وہ اپنی نافرمانی اور بدبختی کے باعث ہمیشہ کے لیے راہِ حق سے بھٹکتے ہی رہتے ہیں ۔ یقیناً اس طرح کی نافرمانی کہ دلائل و بینات آگئے ۔ حق کو پہچان لیا ہو اللہ کے پیغمبر نے معجزات ظاہر کر دیئے ہوں ۔ پھر بھی اپنی حرکتوں سے باز نہ آنا اللہ کے پیغمبر کے لیے انتہائی ایذا رسانی کا فعل ہے ۔ ناصح و خیر خواہ کب تک ایسی روش پر صبر کرے ۔ کسی نے بچھڑا بنا کر اس کی پرستش شروع کر دی ۔ کبھی عمالقہ قوم سے جہاد کرنے کا حکم ہوا تو نہایت ہی بے باکی سے موسیٰ علیہ السّلام کو کہنے لگے ۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام تنگ آکر بارگاہِ خداوندی میں التجاء کرنے لگے رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۔

اس واقعہ کو ذکر کر کے حق تعالےٰ شانہٗ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی اور کفارِ مکہ کے گستاخانہ رویہ پر صبر کی تلقین فرمائی ۔

www.ahlehaq.org

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ

اور جب کہا عیسےٰ مریم کے بیٹے نے، اے بنی اسرائیل! میں

رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ

بھیجا آیا ہوں اللہ کا تمہاری طرف، سچا کرتا اس کو جو مجھ سے آگے ہے

التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ

توریت اور خوشخبری سناتا ایک رسول کی جو آئے گا مجھ سے پیچھے، اسکا نام

اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۶

ہے احمد۔ پھر جب آیا اُن کے پاس کھلے نشان لے کر، بولے یہ جادو ہے۔ صریح۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ

اور اس سے بے انصاف کون ہے؟ جو باندھے اللہ پر جھوٹ اور اس کو

يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۷

بلاتے ہیں مسلمان ہونے کو۔ اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ

چاہتے ہیں کہ بجھادیں اللہ کی روشنی اپنے منہ سے۔ اور اللہ کو پوری کرنی اپنی روشنی اور

لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى

پڑے برا مانیں منکر۔ وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول راہ کی سوجھ لے کر،

وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ

اور سچا دین، کہ اُس کو اُوپر کرے دینوں سے سب سے، اور پڑے برا

الْمُشْرِكُوْنَ ۝۹ ع

مانیں شریک والے۔

ع ۱ ۹ ۹

www.ahlehaq.org

بشارت حضرت مسیح بن مریمؑ بہ بعثتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم

قال اللہ تعالیٰ ۔ وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ..... الیٰ ... وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ

(ربط) گزشتہ آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شکوہ کا ذکر تھا جو انہوں نے بارگاہِ خداوندی میں اپنی قوم کی ایذا رسانیوں پر کیا اس ضمن میں قوم بنی اسرائیل کی بدبختی و محرومی کا ذکر تھا تو اس مناسبت سے اب یہ مضمون بیان کیا جا رہا ہے کہ بنی اسرائیل کی اس محرومی اور بدنصیبی کے بعد اللہ رب العزت نے اس قوم کے لیے ایسے اسباب پیدا فرمائے کہ پہلے حضرت عیسٰے بن مریم علیہ السلام کو ان کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا اور وہ اس لیے مبعوث فرمائے گئے کہ نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارت سنائیں اور بنی اسرائیل کو تاکید کریں کہ اس آنے والی ہدایت اور حق کی پوری طرح اتباع و پیروی کریں کیونکہ اب اس کے بعد اللہ نے قیامت تک کے لیے حق و ہدایت کا داعی خاتم الانبیاء والمرسلینؐ کو بنایا ہے اور وہ عنقریب مبعوث ہوں گے ان کی بشارت کے ساتھ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے نبی خاتم الانبیاء کی علامات اور نشانیاں بھی بتائیں اور ان پر ایمان لانے کا بھی حکم دیا۔ فرمایا اور جب کہا عیسیٰ بن مریمؑ نے اے بنی اسرائیل میں اللہ کا رسول ہوں جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں تصدیق کرنے والا ہوں اللہ کی کتاب تورات کی جو مجھ سے پہلے ہے اور خوشخبری سنانے والا ہوں ایک ایسے رسول کی جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہے۔ اس طرح ان یہودیوں کو مجھ پر ایمان لانے میں کوئی تامل نہ ہونا چاہیئے۔ جو تورات اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ میں ان کی تصدیق کرنے والا ہوں جب میں انہی اصول و ہدایات کی دعوت دے رہا ہوں تو پھر یہودیوں کو مجھ پر ایمان لانے سے کیوں انکار ہے ساتھ ہی میں ایک آنے والے پیغمبر کی بشارت سنا رہا ہوں جن کا نام احمد ہوگا ان پر اے عیسائیو! تم ایمان لانا اگر تم ان پر ایمان نہ لاؤ گے تو بس تمہارا حال ان یہودیوں جیسا ہوگا جو مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ اس ہدایت و تاکید اور علامات و نشانیوں سے نبی آخر الزمانؐ کی نبوت و رسالت متعین کر دینے کا تقاضا تو یہی تھا کہ عیسائی قوم اپنے ہادی و پیغمبر روح اللہ مسیح بن مریمؑ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے۔ لیکن جب وہ رسول مبشر ان کے پاس آ گئے کھلی نشانیاں لے کر اور واضح معجزات و دلائل کے ساتھ تو کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے۔ کس قدر بے حیائی اور گستاخی کی کہ اللہ کی ہدایت اور اس کے دلائل و معجزات کو جادو کہا اور اس کے رسول کا انکار کیا۔ یہ بات اسی حد تک نہیں کہ نافرمانی اور گستاخی ہو بلکہ خود اپنے اوپر بڑا ہی ظلم ہے اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور حال یہ کہ وہ اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہو۔ مگر وہ بجائے اس کے کہ حق و ہدایت قبول کرے خدا ہی پر بہتان باندھنے لگتا ہے اور اس کی تکذیب و تردید کرنے لگتا ہے۔ جیسا کہ نصاریٰ نے کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو جادو کہا۔ اور جب ان کو اسلام کی دعوت دی

www.ahlehaq.org

گئی تو حق اور ان بشارتوں کا انکار کیا جو مسیحؑ بن مریمؑ نے سنائیں۔ اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ہے ظالم لوگوں کو۔ کس قدر ظلم کیا کہ خود حضرت مسیحؑ کی نبوت و رسالت میں شرک کے عقیدہ کو جزوِ ایمان بنا لیا بشر کو خدا اور خدا کو بشر قرار دیا جیسا کہ ارشاد ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کیا جس پر ایمان لانے کا حضرت مسیحؑ نے حکم دیا تھا اسی پر بس نہ کی بلکہ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور بجھا دیں اپنے مونھوں سے اور اللہ پورا کرنے والا ہے اپنے نور کو اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو۔ مشیّتِ الٰہی سے بس یہی طے ہو چکا ہے اس کے خلاف کرنا ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی آفتاب کی شعاعوں کو اپنی پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کرے اللہ کا یہ نور جس سے تمام عالم جہالت و گمراہی کی تاریکی سے نکل کر روشن ہوا وہ نور ہدایت ہے جو حضور اکرم خاتم الانبیاؑ والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے عطا کیا گیا تو اسی غرض سے۔ وہی پروردگار ہے جس نے اپنا رسول بھیجا ہدایت کے ساتھ اور دینِ حق دے کر تاکہ اس کو غالب کرے دنیا کے ہر ہر دین پر اگرچہ بُرا مانیں شرک کرنے والے۔ لیکن اللہ کو کافروں کی ناگواری اور مشرکین کے بُرا ماننے کی کوئی پرواہ نہیں۔ اس نے جو ارادہ کر لیا وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لَا يَبْقٰى عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ كَلِمَةَ الْاِسْلَامِ بِعِزِّ عَزِيْزٍ اَوْ ذُلِّ ذَلِيْلٍ کہ روئے زمین پر کوئی گھر بھی باقی نہ رہے گا خواہ وہ آبادی میں ہو یا جنگل و بیابان میں کوئی خیمہ ہے مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ اس میں اسلام کا کلمہ پہنچا کر رہے گا۔ عزت والے کی عزت کے ساتھ (بایں طور کہ وہ مشرف ہو جائے) یا ذلیل کی ذلت کے ساتھ (بایں صورت کہ وہ اگر اسلام نہ لائیں تو ذلّت کے ساتھ سرنگوں ہوتے ہوئے جزیہ ادا کرنا قبول کریں۔)

راوی حدیث بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ شاید یہ بات وہی ہے جس کو حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۔ آپؐ نے فرمایا بے شک یہی بات ہے۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ عرب فتح ہوا۔ قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں اسلام کے زیر نگیں ہوئیں۔ مراکش و جزائر۔ افریقہ۔ چین۔ بخارا۔ سمرقند غرض مشرق و مغرب پر اسلام کی حکمرانی اور غلبہ و ظہور کا منظر دنیا نے دیکھ لیا۔ اور وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ میں جو وعدۂ الٰہی کا بیان تھا وہ مکمل ہو کر رہا جس کی تفصیل پہلے گذر چکی اسی کا ذکر بائیبل کی کتاب یسعیاہ کے باب ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳ میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ اگرچہ عیسائیوں اور اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں بے شمار تحریفات کیں لیکن آج تک بھی وہ اس پر قادر نہ ہو سکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور غلبۂ دینِ اسلام کی بشارتوں کو نکال سکیں یا ان میں ایسی کوئی تاویل کر لیں کہ ان کا انطباق خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دینِ اسلام پر نہ ہو سکے۔

www.ahlehaq.org

نبی آخر الزّمان محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت پر ایمان لانے کے لیے عیسائیوں کو حضرت مسیح بن مریم علیہ السّلام اور انجیلِ مقدّس کا صریح حکم

خاتم الانبیاء والمرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور بعثت ونبوت کا مژدہ تو تمام انبیاؑ سابقین سناتے رہے اور آپؐ کی علامات ونشانیاں بھی بیان کرتے رہے لیکن جس صراحت اور اہتمام ووضاحت کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السّلام نے آپؐ کی آمد کی خوشخبری دی وہ کسی بھی پیغمبر سے منقول نہیں چونکہ حضرت مسیح علیہ السّلام کے بعد اور کوئی پیغمبر سوائے نبی آخرالزمانؐ کے مبعوث ہونے والا نہ تھا اور زمانہ بھی آپؐ کی نبوت کا مسیح علیہ السّلام سے قریب تھا تو اس خصوصیت اور قرب زمانہ کے باعث زائد سے زائد وضاحت واہتمام انجیل مقدس نے فرمایا اور بڑی تاکید اور اصرار کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السّلام کے بعد آنے والے فارقلیط (پیغمبر) پر ایمان لانے اور ان کے احکام کی پیروی کرنے کے لیے فرمایا اور اس نبی مُبشّر بہ کے دین کی جامعیّت وکاملیّت اور غلبہ وظہور کو بخوبی بیان کر دیا۔

اگرچہ یہود ونصاریٰ کی غفلتوں کی بدولت تورات وانجیل میں تحریفات اور تغیّر وتبدّل کی کوئی حد باقی نہ رہی اور ان بے شمار تحریفات کے باعث یہ دعویٰ ناممکن ہے کہ آج روئے زمین پر تورات وانجیل کا کوئی صحیح نسخہ باقی ہے اس وجہ سے اگر موجودہ نسخوں میں صریح نام لکھا ہوا نظر نہ آئے تو کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ قرآن کے اس صریح اعلان میں جو سورۂ صف کی اس آیت میں مذکور ہے کسی قسم کا تردد کرے۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ	اور جب کہا عیسےٰ مریمؑ کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف بھیجا ہوا۔ درآں حالیکہ میں تصدیق کرنے والا ہوں اس تورات کی جو مجھ سے پہلے ہے اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جن کا نام ہے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

قرآن کریم کے اس صاف اور صریح اعلان کو تحریف شُدہ بائبل میں جھٹلانا قیاس اور عقل کے خلاف ہے لیکن یہ بات خاتم الانبیاء کے معجزات میں سے ہے کہ اہل کتاب کے معاندانہ طریق اور اس جذبہ کے ماتحت ہر طرح کی تحریف وتبدیلی کے بعد بھی بہت سی بشارتیں ایسی باقی رہ گئی ہیں جن میں تقریباً صاف اور صریح طور پر آنحضرتؐ کی ذاتِ اقدس کا ہی ذکر ہے اور ان الفاظ کا انطباق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے سوا کسی اور پر

www.ahlehaq.org

ممکن نہیں جس میں کوئی صاحب فہم ذرّہ برابر بھی تامّل نہیں کرسکتا۔ منجملہ ان بشارات کے انجیل یوحنّا میں فارقلیط والی بشارت اس قدر صاف ہے کہ بلاتکلف اس کا مصداق بجز احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

بشارتِ انجیل یوحنّا

حضرت مولانا عبدالحق حقّانی دہلوی نے انجیل یُوحنّا باب ۱۴ کی یہ مشہور بشارت انجیل یوحنّا کے اس عربی نسخہ سے نقل کی ہے جو لندن میں ۱۸۳۱ء اور ۱۸۳۳ء میں طبع ہوا

باب نمبر ۱۴ از آیت نمبر ۱۵ :۔ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے۔ (۱۶) اور میں باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں فارقلیط دے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا (یعنی رُوح حق جسے دنیا حاصل نہیں کرسکتی) (۲۶) لیکن وہ فارقلیط جو روحِ حق ہے جسے باپ میرے نام بھیجے گا وہ تمہیں سب چیزیں سکھائے گا۔ اور سب باتیں جو میں نے تم سے کہیں وہ یاد دلائے گا۔ (۲۹) اور اب میں نے تمہیں اس کے واقع ہونے سے پہلے کہا تاکہ جب وہ واقع ہو تو تم ایمان لاؤ۔ (۳۰) بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا اس لیے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی بات نہیں"

اور باب نمبر ۱۵۔ آیت ۲۶ میں ہے۔ جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا (یعنی سچائی کی روح) تو وہ میری گواہی دے گا۔

اور باب نمبر ۱۶۔ آیت نمبر ۷ میں ہے :۔ لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں تمہارے لیے میرا جانا ہی فائدہ مند ہوگا کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ فارقلیط (مددگار) تمہارے پاس نہ آوے لیکن اگر میں جاؤں تو اس کو تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ (۸) وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت سے قصوروار ٹھہرائے گا (۹) گناہ کے بارے میں اس لیے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ (۱۰) راستبازی کے بارے میں اس لیے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم پھر مجھے نہ دیکھو گے۔ (۱۱) اور عدالت پر اس لیے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے (۱۲) میری اور بہت سی باتیں ہیں جن کو تم سے (اب) کہوں پر تم ان کو اب برداشت نہ کرسکو گے۔ (۱۳) لیکن جب وہ روحِ حق آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سُنے گا وہی کہے گا اور وہ تمہیں آئندہ کی خبریں اور میری بزرگی اور جلال کو ظاہر کرے گا"

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا کلام ہے جو آپؑ کا حواری یوحنّا نقل کر رہا ہے جو آپؑ نے رفع الی السماء سے پہلے حواریوں کو تسلی دینے کے لیے فرمایا جب کہ یہود انتہائی بدسلوکی پر اُترے ہوئے تھے اور قتل کی تدبیروں میں لگے ہوئے تھے کہ اے میرے حواریو! تم یہود کی ان سازشوں اور تدبیروں سے ہرگز نہ گھبراؤ اور میری تکلیف سے رنجیدہ وغمگین نہ ہو۔ عنقریب اس دنیا سے نکل کر ایسی جگہ چلا جاؤں گا جہاں کسی کی رسائی نہ ہوگی۔ یعنی آسمان

www.ahlehaq.org

پر چلا جاؤں گا اور ایک آنے والے فارقلیط سے تسلی دی کہ وہ میرے جانے کے بعد آکر میری بزرگی بیان کرے گا اور جن لوگوں نے مجھ کو نہیں مانا ان کو سزا دے گا (یعنی یہودیوں کو) اور وہ دین و دنیا کا سردار ہوگا اور وہ اس قدر بلند مرتبہ ہوگا کہ مجھ میں اس کی کوئی بات نہیں۔ تو حق تعالیٰ شانہٗ نے سورۂ صف کی آیت مذکورہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس بشارت کا ذکر فرمایا ہے "وَ مُبَشِّرًا م بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ م بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ"۔

اس بشارت میں لفظ احمد موجود تھا جیسا کہ انجیل برناباس میں اب بھی موجود ہے لیکن جس وقت انجیل کا عبرانی زبان سے یونانی زبان میں ترجمہ ہوا تو یونانیوں نے اپنی عادت کے مطابق (کہ ترجمہ کرتے وقت ناموں کا بھی ترجمہ کر دیتے تھے) آنحضرتؐ کے نام مبارک "احمد" کا ترجمہ بھی پیر کلوطوس سے کر دیا جس کے معنی ہیں بہت سراہا گیا یا بہت حمد کرنے والا جو لفظ احمد کا عربیت کے اعتبار سے مفہوم ہے پھر جب یونانی نسخہ کا ترجمہ عربی زبان سے کیا گیا تو پیر کلوطوس کا مُعرب فارقلیط کر لیا گیا ایک عرصہ تک عربی فارسی اور اُردو نسخوں میں بھی فارقلیط کا لفظ لکھا جاتا رہا۔ لیکن محض اس بناء پر کہ یہ بات یقینی طور سے واضح اور متعین ہو چکی تھی کہ فارقلیط "احمد" کا ترجمہ ہے اور اس طرح یہ عبارت وَ مُبَشِّرًا م بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ م بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ کی قطعی مراد اور یقینی ترجمہ تھی فارقلیط کے بعد بین القوسین بطور ترجمہ روح القدس لکھا جانے لگا اور مسیحی حضرات لفظ روح القدس کو خطوطِ وحدانی میں لکھتے رہے رفتہ رفتہ ان حضرات نے انجیل کے نسخوں میں سے لفظ فارقلیط کو حذف کر کے اس کی جگہ صرف روح القدس یا کسی نے روحِ حق یا کسی نے مددگار اور تسلی دینے والا کا لفظ لکھنا شروع کر دیا اور فارقلیط کے لفظ کو اس طرح سے انجیل کے نسخوں سے بالکل نکال ڈالا تاکہ علمائے اسلام کسی طرح اس بشارت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق نہ کر سکیں۔ لیکن اہل کتاب اور مسیحی حضرات کی کوشش کسی درجہ میں بھی سود مند ثابت نہ ہوئی خواہ کچھ بھی تغیر و تبدل کر لیا لیکن انجیل کی اس بشارت اور اس تعبیر نے بشارت کا مدلول اور مصداق اس طرح متعین کر رکھا ہے کہ مجموعی کلام سوائے آنحضرتؐ کے کسی اور پر منطبق نہیں ہو سکتا۔

اس موقعہ پر مناسب ہے کہ ناظرین کی خدمت میں لفظ "فارقلیط" کی کچھ تحقیق پیش کر دی جائے اس کے بعد باقی تمام آیات اور عبارت کے الفاظ سے آنحضرتؐ کی ذاتِ اقدس کا مصداق ہونا ظاہر کیا جائے گا۔

لفظ "فارقلیط" کی تحقیق [1]

---

[1] آنحضرتؐ کی ذات اقدس پر انجیل یوحنا کی اس بشارت کے انطباق و تفصیل میں والد محترم حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کا یہ کلام ایک مثالی تحقیق ہے جسکو ہم حضرت موصوفؒ کی کتاب بشارۃ النبیین سے بعینہٖ نقل کر کے قارئین کے سامنے معارف و حقائق کا ایک خزانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ (محمد مالک کاندھلویؒ)

www.ahlehaq.org

لفظ فارقلیط اصل میں یونانی زبان سے معرب کیا گیا ہے اور یہ لفظ یونانی زبان میں کئی معنوں میں مشترک ہے اور وہ سب معنی احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتے ہیں علماء نصاریٰ نے فارقلیط کے مختلف معنی بیان کیئے ہیں۔

۱۔ کسی نے کہا فارقلیط کے معنی تسلی دینے والے کے ہیں جس کا عربی ترجمہ مُعَزِّی ہے۔

۲۔ کسی نے کہا اس کے معنی معین و مددگار کے ہیں۔

۳۔ کسی نے کہا اس کے معنی شافع یعنی شفاعت کرنے والے کے ہیں۔

۴۔ کسی نے کہا اس کے معنی وکیل کے ہیں۔

۵۔ کسی نے کہا اس کے معنی بڑا سراہنے والا جس کا فارسی ترجمہ "ستائندہ" اور عربی ترجمہ حمّاد اور احمد بصیغہ اسم تفضیل بمعنی فاعل ہے۔

۶۔ اور کسی نے کہا اس کے معنی بڑا سراہا گیا۔ یعنی بڑا ستودہ کے ہیں جس کا عربی ترجمہ محمدؐ ہے اور احمد اسم تفضیل بمعنی مفعول ہے کیونکہ لفظ احمد صیغہ اسم تفضیل کا ہے جو کبھی فاعل کے معنیٰ میں آتا ہے کبھی مفعول کے پس اگر احمد اسم تفضیل بمعنی فاعل ہو تو اس کا ترجمہ یہ ہوگا بڑی حمد و ثنا کرنے والا یعنی خدا تعالیٰ کا بڑا سراہنے والا اور اگر احمد اسم تفضیل بمعنی مفعول ہو تو اس کا ترجمہ یہ ہوگا بڑا ستودہ یعنی جو خدا اور بندوں میں بڑا ہی ستودہ ہے کہ ہر جگہ اس کی تعریف کی جاتی ہے۔

۷۔ اور بعضوں نے فارقلیط کا ترجمہ امید گاہِ عوام سے کیا ہے۔

۸۔ اور بعض نسخوں میں رسول کا لفظ ہے۔

۹۔ اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی روحِ حق کے ہیں۔

۱۰۔ اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ثقہ اور معتبر کے ہیں۔

بہر کیف اگر فارقلیط کی اصل یونانی زبان میں پاراکلی طوس قرار دی جائے تو اس کے معنی معین و مددگار اور وکیل کے ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ اس کی اصل پیرکلوطوس ہے تو اس کے معنی محمد یا احمد یا حمّاد کے قریب قریب ہیں اوّل تو یہ کوئی خاص تفاوت نہیں تلفظ اور رسم الخط کے فرق سے اس قدر فرق واقع ہو جانا ممکن ہے اور اگر اس کو نہ بھی تسلیم کیا جائے تو بھی مدعا ثابت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں آپ کا لقب معین اور وکیل بھی ہے تو اس معنی کی صورت میں بھی یہ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر صادق آتا ہے۔

انجیل کے تمام قدیم نسخوں میں عربی اور فارسی اور اردو تمام نسخوں میں فارقلیط کا لفظ موجود تھا مگر اب موجودہ نسخوں میں لفظ فارقلیط کی بجائے زیادہ تر مددگار اور روحِ حق کا لفظ پایا جاتا ہے مگر باوجود ان تحریفات و تغیرات اور تبدیلات کے پھر مدعا حاصل ہے اس لیے کہ اس بشارت میں فارقلیط کے جو اوصاف ذکر کیے گئے ہیں وہ تمام کے تمام محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر علیٰ وجہ الکمال والتمام صادق اور منطبق ہیں۔ فارقلیط کے جو معنی بھی لیے جائیں وہ سب آپ پر صادق ہیں آپؐ خدا تعالےٰ کے وکیل اور سفیر بھی ہیں اور

www.ahlehaq.org

روحِ حق اور روحِ صدق اور روح راستی بھی ہیں اور امت کے شافع بھی ہیں اور بشیر اور نذیر بھی ہیں اور خدا کے ستودہ اور پسندیدہ بھی ہیں اور سب سے زیادہ خدا کی حمد وثناء کرنے والے بھی ہیں بلکہ یہ تمام آپؐ کے اسماء ہیں کوئی ان میں سے اسم صفت ہے جیسے وکیل اور شافع اور معین ومددگار اور روح الحق اور کوئی اسم عَلَم ہے جیسے احمدؐ اور محمدؐ اور محمود اور حمّاد اور آپؐ کے ناموں میں ایک نام آپ کا حمد بھی ہے حمد اگرچہ مصدر ہے بمعنی ستودن[ع] مگر مبالغۃً آپ پر اطلاق کر دیا گیا گویا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالےٰ کی مجسم حمد وثناء ہیں۔

فارقلیط کا سب سے زیادہ صحیح ترجمہ احمد ہے اور اسی وجہ سے قرآن کریم میں اس بشارت کا ذکر بلفظ احمد آیا ہے کما قال اللہ تعالےٰ۔ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ یہ آیت قرآن مجید کی ہے۔ اور قرآن مجید جس ملک میں نازل ہوا اس وقت اس ملک میں بے شمار علماء یہود ونصاریٰ موجود تھے۔ اگر یہ بشارت اور یہ خبر غلط ہوتی تو ہزارہا علمائے یہود ونصاریٰ اس غلطی کو فاش کرتے اور برملا اس خبر کی تردید کرتے اور جو علمائے یہود ونصاریٰ اسلام میں داخل ہو گئے تھے وہ اس غلط بیانی کو دیکھ کر فوراً اسلام سے برگشتہ ہو جاتے اور بغیر شور وغل مچائے خاموش نہ بیٹھتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پیشین گوئی کو علی الاعلان ظاہر فرمانا اور بیان کرنا اور علماء نصاریٰ کا خاموش رہنا یہ ان کے اعتراف اور تسلیم کی روشن دلیل ہے اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اگر یہ بات سچی تھی تو اس وقت کے تمام علماء یہود ونصاریٰ کیوں مسلمان نہ ہو گئے۔

جواب

یہ ہے کہ علماءِ نصاریٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کی پیشین گوئیاں توریت میں موجود ہیں مگر باوجود ان پیشین گوئیوں کے اور باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے مشاہدہ کر لینے کے پھر بھی علماء یہود حضرت مسیحؑ پر ایمان نہیں لائے بلکہ ان کے دشمن ہو گئے اور بوجہ سنگدلی اور بوجہ دنیاوی اغراض یا بوجہ حسد کے حضرت مسیحؑ کی دعوت کو قبول نہیں کیا بلکہ صاف طور پر علماء یہود یہ کہتے کہ تورات میں حضرت مسیحؑ کی کوئی بشارت نہیں اور نہ ان کا کوئی ذکر ہے تو اسی طرح بہت سے علماء نصاریٰ نے بوجہ سنگدلی اور بوجہ دنیاوی اغراض آپؐ کا پیرو ہونا قبول نہ کیا۔ حالانکہ ان کو یقین تھا کہ یہی وہ نبی ہیں جن کی مسیح بن مریمؑ نے بشارت دی ہے جیسے ہرقل اور مقوقس نے صاف طور پر اس کا اقرار کیا کہ آپؐ وہی نبی ہیں جن کی انجیل میں بشارت دی گئی مگر اپنی سلطنت کی خاطر اسلام میں داخل نہیں ہوئے اور علماء نصاریٰ میں جو منصف

ع یعنی تعریف کرنا۔

www.ahlehaq.org

اور حق پرست تھے جیسے نجاشیؒ شاہ حبشہ اور ضغاطرؒ رومی اور ابن الناطورؒ وغیرھم یہ لوگ ایمان لائے اور بہت سے علمائے نصاریٰ نے دیدہ دانستہ علماً یہود کی طرح صاف طور پہ کہہ دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تورات و انجیل میں کوئی بشارت نہیں۔ غرض علماء نصاریٰ کی یہ تکذیب ایسی ہے جیسا کہ علماء یہود اور دیگر یہود حضرت مسیحؑ کی بشارتوں سے منکر اور مکذّب ہیں علماء نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ اس بشارت میں فارقلیط کی آمد سے روح القدس کا حواریین پر نازل ہونا مراد ہے چنانچہ حضرت عیسیٰؑ کے رفع الی السماء کے بعد جب حواریین ایک مکان میں جمع تھے تو وہ روح ان پر نازل ہوئی اور اس روح کے نزول سے حواریین تھوڑی دیر کے لیے مختلف زبانیں بولنے لگے۔

نصاریٰ کا یہ خیال سراسر خیال خام ہے۔ یہ بشارت کسی مقدس اور برگزیدہ انسان کے حق میں ہے جو خدا کی طرف سے الہام پائے گا اور خدا کی طرف سے اس کو جو القاء ہوگا وہی ہوگا اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا اس بشارت کو روح القدس یعنی جبرائیلؑ سے کوئی واسطہ نہیں اور کسی فرشتے سے اس بشارت کا کوئی تعلق نہیں بلاشبہ فارقلیط کی آمد سے ایک رسولِ عظیم کی بعثت مراد ہے جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرے گا۔ اور اگر ہم اس تحقیق سے قطع نظر بھی کرلیں کہ فارقلیط کے کیا معنی ہیں تو تب بھی ہمارا مدعا ثابت ہے کیونکہ اس بشارت میں آنے والے فارقلیط کے بہت سے اوصاف بیان کیے گئے جو بہ تمام وکمال سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر صادق اور منطبق ہیں۔

اوّل ۔ یہ کہ جب تک میں نہ جاؤں وہ نہ آئے گا۔

دوم ۔ یہ کہ میری گواہی دے گا۔

سوم ۔ یہ کہ وہ گناہ اور راستی اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائے گا۔

چہارم۔ یہ کہ مجھ پر ایمان نہ لانے والوں کو سزا دے گا۔

پنجم ۔ یہ کہ وہ سچائی کی راہ دکھلائے گا۔

ششم۔ یہ کہ وہ آئندہ کی خبریں دے گا۔

ہفتم ۔ یہ کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا بلکہ جو اللہ سے سُنے گا وہی کہے گا۔

ہشتم ۔ یہ کہ وہ جہان کا سردار ہوگا۔

نہم ۔ یہ کہ وہ میری تمام باتوں کو یاد دلائے گا۔

دہم۔ یہ کہ جو امور تم اس وقت برداشت نہیں کرسکتے وہ نبی اس وقت تم کو آکر بتلائے گا اور جو باتیں غیر مکمل ہیں ان کی تکمیل کرے گا اور یہ تمام باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہیں جس کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ آپؐ کا تشریف لانا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے جانے پر اس لیے موقوف تھا کہ آپ خاتم الانبیاءؐ ہیں اس لیے کہ کسی نبی کا آنا پہلے نبی کے جانے پر جب ہی موقوف ہوسکتا ہے جب دوسرا نبی خاتم الانبیاء ہو

www.ahlehaq.org

ورنہ اگر وہ نبی خاتم الانبیاء نہیں تو اس کے آنے سے پہلے نبی کا جانا، شرط ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا اس لیے کہ جب وہ نبی خاتم الانبیاء نہیں تو پہلے نبی کی موجودگی میں بھی مبعوث ہو سکتا ہے۔

۱ پہلے نبی کا جانا دوسرے کے آنے کے لیے جب ہی شرط ہو سکتا ہے کہ جب دوسرا نبی خاتم الانبیاء ہوگا۔ کما قال تعالیٰ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخر النبیین ہیں۔

اور حضرت مسیحؑ خاتم النبیین نہ تھے ورنہ علماء نصاریٰ و یہود حضرت مسیحؑ کے بعد ایک نبی کے کس لیے منتظر تھے اور روح کا آنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جانے پر موقوف نہ تھا روح کا نزول تو حضرت عیسیٰؑ کی موجودگی میں بھی ہوتا تھا۔

۲۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گواہی بھی دی۔

وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۢ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۔

اور انہوں نے نہ ان کو (عیسیٰ علیہ السلام کو) قتل کیا اور نہ سولی دی۔ لیکن اشتباہ میں ڈال دیئے گئے اور جن لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کیا وہ یقیناً شک میں ہیں خود ان کو اس کا یقین نہیں محض گمان کی پیروی ہے یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ وہی غالب اور حکیم ہے۔

۳۔ اور راستی اور عدالت سے ملزم بھی کیا۔

۴۔ اور حضرت مسیحؑ کے نہ ماننے والوں کو پوری پوری سزا بھی دی کسی سے قتال اور جہاد کیا اور کسی کو جلاوطن کیا۔ جیسا کہ یہود خیبر اور یہود بنو نضیر اور یہود بنو قینقاع کے واقعات سے ظاہر ہے اور روح نے کسی کو ملزم ٹھہرایا اور نہ کسی کی سرزنش کی۔ اور سرزنش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ فارقلیط ظاہر ہونے کے بعد حکومت کے ساتھ لوگوں کو توبیخ اور سرزنش کرے گا۔ اور ظاہر ہے کہ روح القدس کا ظاہر ہو کر عام لوگوں پر حکومت کرنا کہیں ثابت نہیں اور نہ حواریینؑ کا منصب یہ تھا۔ حواریین نے حکومت کے طور پر کسی کی توبیخ نہیں کی بلکہ واعظانہ طور پر لوگوں کو سمجھاتے رہے جس میں حکومت کا زور نہ تھا۔ غرض یہ کہ کسی طرح بھی روح القدس کو فارقلیط کا مصداق نہیں قرار دیا جاسکتا۔

اور آیت دھم میں سرزنش کی یہ وجہ بیان فرمانا "اس لیے کہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے" اس پر دلالت

www.ahlehaq.org

کرتا ہے کہ اس فارقلیط اور مددگار اور وکیل وشفیع کا ظہور منکرین عیسٰے علیہ السّلام کے سامنے ہو گا بخلاف روح کے کہ اس کا ظہور تو آپ کے نزدیک حواریین پر ہوا کہ جو منکرین عیسٰی علیہ السّلام نہ تھے اور نہ حواریین نے کسی کو سزا دی وہ خود ہی مسکین وعاجز تھے کسی منکر کو کیسے سزا دے سکتے تھے۔

۵۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصدیق اور راستی کی وہ راہیں دکھائیں کہ جو نہ کسی نے دیکھیں اور نہ سُنیں آپکی شریعت غرّاء اور ملّت بیضاء اس کی شاہد ہیں۔

۶۔ اور واقعات کے متعلق آپؐ نے اتنی خبریں دیں کہ جن کا کوئی شمار نہیں اور ایسی صحیح خبریں دیں کہ جو ہو بہو ظاہر ہوئیں اور ان کا ایک حرف بھی خلاف واقعہ نہ نکلا اور تا قیامت اسی طرح ظاہر ہوتی رہیں گی۔

۷۔ اس لیے کہ آپؐ نے اپنی طرف سے کچھ نہیں فرمایا کما قال تعالیٰ وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔

۸۔ اور بایں ہمہ جہان کے سردار اور بادشاہ بھی ہوئے اور جہان اور دنیا کی سرداری سے اس طرف اشارہ ہے کہ آپؐ کی نبوت تمام عالم کے لیے ہو گی کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہ ہو گی۔

۹۔ اور نصاریٰ نے حضرت مسیحؑ کی صحیح تعلیمات کو محو کر دیا تھا ان کو بھی یاد دلایا جن میں توحید وتثلیث کا مسئلہ بھی ہے۔ اس کو خوب یاد دلایا اور حضرت مسیحؑ کے قتل وصلب کی نفی اور رفع الی السماء کا اثبات فرمایا۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ۔

آپؐ فرما دیجیے کہ اے اہل کتاب ایسے امر کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مسلّم ہے وہ یہ کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ایک دوسرے کو اللہ کے سوا رب نہ بنائیں۔

وَ قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔

اور فرمایا حضرت مسیح بن مریمؑ نے اے بنی اسرائیل بندگی کرو صرف ایک اللہ کی جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے تحقیق جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنّت کو حرام کیا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنّم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔

۱۰۔ آپؐ نے مبعوث ہونے کے بعد وہ باتیں بھی بتلائیں جو حضرت مسیح علیہ السّلام کے زمانے میں بنی اسرائیل کے تحمل سے باہر تھیں یعنی ذات وصفات، شریعت وطریقت، حشر ونشر، جنّت وجہنم کے متعلق وہ علوم ومعارف کے دریا بہائے کہ جن سے تمام عالم دنگ ہے اور کسی کتاب میں ان علوم کا نام ونشان نہیں اور جو علوم غیر تکمیل شدہ تھے آپ کی شریعت کاملہ نے ان سب کی تکمیل بھی کر دی۔ کما قال اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ۔

www.ahlehaq.org

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کو پسند کیا دین بنا کر۔

اور قیامت تک کے لیے دنیا کو ایک ایسا کامل اور مکمل دستور (یعنی شریعت) دے گئے جو ان کے دین اور دنیا کی صلاح اور فلاح کا کفیل ہے اور اس کے حقائق اور دقائق اور اسرار و حکم کو دیکھ کر دنیا حیران ہے قیامت تک پیش آنے والے واقعات کا حکم شریعتِ محمدیہ سے معلوم ہو سکتا ہے علماء یہود و نصاریٰ کے پاس کوئی شریعت ہی نہیں جس کو سامنے رکھ کر علماء امت اور فقہائے ملّت کی طرح فتوے دے سکیں اس وقت کے نصاریٰ کے پاس صنعت و حرفت اور کاریگری کے علوم و فنون ہیں مگر حکمرانی اور جہانبانی اور عدلِ عمرانی کے متعلق ان کے پاس کوئی آسمانی قانون نہیں ہے کہ جس کی رُو سے وہ دنیا میں عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کر سکیں مغربی اقوام کے پاس جو دستور ہے وہ چند اہلِ فکر کے افکار اور خیالات کا نتیجہ ہے شریعت اسلامیہ کی طرح آسمان سے نازل شدہ کوئی قانون ان کے پاس نہیں۔

علماء مسیحین اس بشارت کو روح القدس کے حق میں قرار دیتے ہیں جس کا نزول حضرت مسیح علیہ السّلام کے رفع الی السماء کے ۴۰ یوم بعد حواریین پر ہوا لیکن یہ قول چند وجوہ سے باطل ہے۔

۱۔ اس لیے کہ روح کا نازل ہونا حضرت مسیحؑ کے جانے پر موقوف نہ تھا بلکہ وہ تو ہر وقت حضرت مسیحؑ کے ساتھ رہتی تھی۔

۲۔ اور نہ روح نے کسی کو راستی اور عدالت سے ملزم ٹھہرایا اور نہ کسی یہودی کو حضرت مسیحؑ پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے کبھی سزا دی البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین اور کفار سے جہاد بھی کیا اور یہودیوں کو کافی سزا بھی دی اور ان کو ملزم ٹھہرایا اس لیے کہ اہلِ دنیا کو الزام دینا اور ان کی سرزنش کرنا بغیر حکومت کے ممکن نہیں معلوم ہوا کہ آنے والا فارقلیط اور دوسرا مددگار دنیا کا حاکم اور بادشاہ ہوگا جو مجرموں کی سرزنش کرے گا اور چودھویں باب کے درس ۳۰ میں جو دنیا کے سردار آنے کا ذکر ہے اس سے بھی دنیا کا حاکم مراد ہے کہ جس کی حکومت اور توبیخ اور سرزنش کا ذکر ہو چکا ہے۔

۳۔ نیز حضرت مسیحؑ کا اس پر ایمان لانے کی تاکید فرمانا بالکل بے محل ہے اس لیے کے حواریین پیشتر ہی سے رُوح القدس پر ایمان رکھتے تھے اس کے فرمانے کی کیا حاجت تھی کہ "جب وہ آئے تب تم ایمان لاؤ"

حضرت مسیحؑ کا اس قدر اہتمام فرمانا اور اس پر ایمان لانے کی وصیت کرنا خود اس کو بتلا رہا ہے کہ وہ آنے والی شے کچھ ایسی ہوگی جس کا انکار تم سے بعید نہ ہوگا۔

اگر فارقلیط سے روح مراد ہوتی تو اس کے لیے چنداں اہتمام اور تاکید کی ضرورت نہ تھی اس لیے کہ جس کے قلب پر روح کا نزول ہوگا اس سے روح کا انکار ہونا بالکل ناممکن ہے۔

روح القدس کا نزول بالبداہت مفید یقین ہے جس طرح کہ روح القدس کے نزول سے بالبداہت

www.ahlehaq.org

پیغمبر کو اپنی نبوّت کا یقین آجاتا ہے پیش آنے والی چیز سے انسان کو ایسا یقین کامل آجاتا ہے کہ قوتِ خیالیہ بھی اس کو دفع نہیں کر سکتی۔ انسان پر جب کوئی حالت طاری ہوتی ہے تو اس کا انکار ممکن نہیں ہوتا۔

۴۔ نیز اس عبارت کا مصداق اس بات کو بتلا رہا ہے کہ آنے والا فارقلیط حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے مغایر ہے جیسا کہ سولہویں آیت کا یہ لفظ دوسرا مددگار بخشے گا صاف مغایرت پر دلالت کرتا ہے کہ وہ علیحدہ صورت میں ظاہر اور نمودار ہوگا۔

پس اگر فارقلیط سے روح القدس مراد لی جائے تو وہ حضرت عیسیٰؑ سے کسی طرح مغایر نہیں کیونکہ نصاریٰ کے نزدیک ابن اور روح القدس میں حقیقی اتحاد ہے اور روح القدس جو حواریین پر ظاہر ہوگی وہ کسی علیحدہ صورت میں ظاہر نہیں ہوئی جس طرح کسی شخص پر جنّ مسلّط ہو جاتا ہے سو جن کی باتیں وہی ہوتی ہیں جو اس شخص کے منہ سے نکلتی ہیں علیحدہ صورت میں اس کا ظہور نہیں ہوتا۔

۵۔ نیز اس بشارت میں یہ بھی مذکور ہے کہ "جو کچھ میں نے تمہیں کہا، یاد دلائے گا" حالانکہ کسی کتاب سے یہ ثابت نہیں کہ حواری حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات فراموش کر چکے تھے اور روح القدس نے ان کو علیحدہ صورت میں ظاہر ہو کر یاد دلائے ہوں۔

۶۔ نیز اس بشارت میں یہ بھی مذکور ہے کہ وہ میرے لیے گواہی دے گا" سو یہ وصف صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی صادق آسکتا ہے کہ آپؐ ہی نے آکر مشرکین اور یہود کے سامنے حضرت مسیحؑ کی گواہی دی اور ان لوگوں کے سامنے کہ جو حضرت مسیحؑ سے منکر یا بے خبر تھے آپؐ ہی نے، حضرت مسیحؑ کی رسالت کا اعلان کیا۔

بخلاف روح القدس کے کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے حواریین پر نازل ہوئی اور حواریین پہلے ہی سے حضرت مسیحؑ کو رسول جانتے تھے ان کے سامنے گواہی دینے کی کوئی حاجت نہ تھی گواہی کی ضرورت تو منکرین کے سامنے ہوتی ہے نہ کہ مؤمنین کے سامنے بخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپؐ نے یہود کے سامنے جو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے منکر اور دشمن تھے علی الاعلان حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی نبوت و رسالت کی گواہی دی اور اُن کے دعوائے قتل وصلب کی تردید کی اور رفع الی السّماء کو ثابت کیا۔

۷۔ نیز حضرت مسیح علیہ السلام اس فارقلیط کی نسبت یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں" سو یہ جملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی صادق آسکتا ہے کہ مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں روح القدس اور مسیح تو ایک ہی چیز ہیں۔

۸۔ نیز یہ بھی قابلِ غور ہے کہ اس رُوح نے کون سی آئندہ کی خبریں بتلائیں کہ جس سے اس روح کو اس بشارت کا مصداق کہا جائے۔

۹۔ نیز اس بشارت کا تمام سیاق وسباق دلالت کرتا ہے کہ آنے والا دوسرا فارقلیط اور دوسرا مددگار لباس بشری اور پیکرِ انسانی میں ظہور کرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی طرح بشری لباس میں دعوتِ حق اور لوگوں کی تسلی کے لیے آوے گا پس فارقلیط کا مصداق اس روح کو سمجھنا کہ جو آدمیوں پر جن کی طرح نازل ہوا اور ان میں حلول کرے

www.ahlehaq.org

بالکل غلط ہے۔

۱۰۔ نیز حضرت عیسیٰؑ کے رفع الی السماء کے بعد سے عامۃً نصاریٰ فارقلیط کے منتظر رہے اور یہ سمجھتے تھے کہ کوئی عظیم الشان نبی مبعوث ہوگا چنانچہ منتش عیسائی نے دوسری صدی عیسوی میں یہ دعویٰ کیا کہ میں وہی فارقلیط ہوں کہ جس کی حضرت مسیحؑ نے خبر دی بہت سے لوگ اس پر ایمان لے آئے جس کا مفصل تذکرہ ولیم میور مسیحی نے اپنی تاریخ کے تیسرے باب میں لکھا ہے اور یہ کتاب ۱۹۴۸ء میں طبع ہوئی معلوم ہوا کہ علماء یہود و نصاریٰ یہی سمجھتے تھے کہ فارقلیط سے کوئی انسان مراد ہے نہ کہ روح القدس۔

اور لب التواریخ کا مصنف جو کہ ایک مسیحی عالم ہے لکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل یہود و نصاریٰ ایک نبی کے منتظر تھے اور اسی وجہ سے نجاشیؓ شاہ حبشہ، جعفر طیار رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے آپؐ کا حال سُن کر ایمان لایا اور کہا بلاشک یہی وہ نبی ہیں جن کی حضرت مسیحؑ نے انجیل میں خبر دی حالانکہ نجاشی انجیل کا عالم ہونے کے علاوہ بادشاہ بھی تھا کسی قسم کا اس کو خوف وخطر بھی نہ تھا۔

اور مقوقس شاہ قبط نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والا نامہ کے جواب میں لکھا۔

سلام علیکم۔ امّا بعد	سلام ہو آپ پر اما بعد
فَقَدْ قرأت کتابك وَ فهمت	میں نے آپؐ کے والا نامہ کو پڑھا اور جو کچھ
مَا ذکرت فیه و ماتدعوا الیهِ	آپ نے اس میں ذکر فرمایا اور جس کی طرف
وَ قَدْ علمت ان نَبِیًّا قد بقیَ	دعوت دی اس کو سمجھا۔ مجھکو خوب اچھی طرح
وقَدْ کنت اظُن انّهٗ	معلوم ہے کہ اب صرف ایک نبی باقی رہ گیا ہے
یخرج بالشام وقد اکرمت	میرا گمان یہ تھا کہ وہ نبی شام میں ظاہر ہوگا اور
رسولك؛	میں نے آپ کے قاصد کا اکرام کیا۔

مقوقس اگرچہ اسلام نہ لایا مگر اتنا ضرور اقرار کیا کہ ایک نبی کا آنا باقی رہ گیا ہے اور جارود بن علاءؓ جو اپنی قوم میں بہت بڑے عالم تھے جب اپنی قوم کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف با سلام ہوئے تو یہ کہا۔

واللّٰه لقد جئت بالحق	خدا کی قسم آپؐ حق لے کر آئے ہیں اور آپؐ
و نطقت بالصدق لقد	نے سچ فرمایا البتہ تحقیق میں نے آپ کی
وجدت و صفك فی الانجیل	صفت انجیل میں پائی ہے اور مسیحؑ بن مریمؑ
و بشّر بك ابن البتول فطول	نے آپؐ کی بشارت دی ہے آپ کے لیے
التحیة لك و الشکر لمن	طویل وعریض تحیۂ تکریم پیش کرتا ہوں اور
اکرمك لا اثر بعد عین وَ	شکر ہے اس کے لیے جو آپ کا اکرام کرے
لَا شك بعد یقین مُدَّ	ذات کے بعد نشان کی اور یقین کے بعد

www.ahlehaq.org

يدك اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّكَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

شک کی ضرورت نہیں اپنا دست مبارک بڑھایئے میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد رسول اللہ ہیں۔

اور علیٰ ہذا ہرقل شاہ روم اور دوسرے ذی شوکت علماء تورات وانجیل نے آپؐ کی نبوت ورسالت کا اقرار کیا جس سے یہ ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اور آپؐ کا نام انجیل میں لکھا ہوا تھا۔ جس کو دیکھ کر لوگ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی آمد سے پہلے وہ آپؐ کے منتظر تھے جن کو خدائے تعالےٰ نے توفیق بخشی اور کسی دنیوی طمع نے ان کو نہ گھیرا وہ اس دولت سے متمتع ہوئے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَآ اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ ۔

۱۱۔ اور سولہویں آیت کا یہ جملہ کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔" اس کا یہ مطلب نہیں کہ فارقلیط بمعنی روح جس کے نصاریٰ قائل ہیں وہ بھی ہمیشہ ان کے ساتھ نہ رہا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اسکی شریعت اور دین ابد تک رہے گا اور اس کے بعد کوئی دین نہ آئیگا جو اس کیلئے ناسخ ہو۔

۱۲۔ اور باب چہاردھم کی سترھویں آیت کا یہ جملہ یعنی سچائی کی روح جسے دنیا حاصل نہیں کرسکتی کیونکہ نہ اُسے دیکھتی ہے اور نہ جانتی ہے۔ آھ

اس کا یہ مطلب ہے کہ دنیا اس کے مرتبہ کو نہیں جانتی وہ تمام کائنات میں سب سے بہتر اور برتر ہوگا۔

غرض انجیل یوحنا کی یہ آیات اپنے مجموعی مضمون اور تمام الفاظ وکلمات سے نبی آخرالزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ونبوت کی بشارت سنا رہی ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام اپنے حواریین کو نہایت وضاحت کے ساتھ فرما رہے ہیں کہ میں نے تمہیں اس کے واقع ہونے سے پیشتر کہا تاکہ جب وہ واقع ہو تو ایمان لاؤ۔

اس بنا پر اس شخص پر جو انجیل مقدس کو مانتا ہو اور حضرت مسیحؑ پر ایمان رکھتا ہو۔ لازم ہے کہ وہ حضرت مسیحؑ کے اس فرمان کی تعمیل کرے۔

کیا کسی کا یہ دعویٰ قابلِ قبول ہوسکتا ہے کہ وہ حضرت مسیحؑ پر ایمان رکھتا ہے اور حال یہ کہ وہ ان کے صریح حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہی مبشر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے انکار کر دے۔ ایسی صورت میں عقلاً یہ کہا جائے گا یہ شخص خود حضرت مسیح علیہ السلام کا منکر اور کافر ہے۔

لہٰذا جو شخص بھی نصاریٰ میں سے یہ چاہتا ہے کہ وہ حضرت مسیح پر ایمان قائم رکھے اس کے واسطے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ورنہ اس یہودی کو جو عیسےٰ علیہ السلام پر ایمان نہ رکھتا ہو ایسے عیسائی سے کوئی امتیاز نہ ہوگا۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و

www.ahlehaq.org

رسالت پر ایمان لانے سے انکار کر دے۔

انجیل برناباؑ میں تو یہ بشارت اس سے بھی زائد وضاحت واہتمام سے آپؐ کے اسم مبارک محمدؐ اور احمدؐ کی تصریح کے ساتھ مذکور ہے۔

نصاریٰ کی طرف سے فارقلیط کی عجیب وغریب تفسیر

عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السّلام نے جن آنے والے فارقلیط کی خبر دی ہے اس سے روح القدس (جبرئیل امینؑ) کا نازل ہونا مراد ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے چند حواریوں پر نازل ہوئے جبکہ وہ ایک مکان میں جمع تھے جس کی وجہ سے وہ حواری مختلف قسم کی زبانیں بولنے لگے اور یہ کہتے ہیں کہ روح القدس کسی خاص شکل وصورت میں نہیں آئے بلکہ ان کا یہ باطنی طور پر تصرف تھا جس کی وجہ سے یہ تغیر ہوا اور ان مختلف اقسام زبانوں میں وہ لوگ بولنے لگے۔

سابق تفصیل سے یہ بات بدیہی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ ان تمام الفاظ کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی دنیا میں ممکن نہیں ہے وہ تمام اوصاف اور احوال جو بشارت انجیل میں پوری پوری وضاحت سے ذکر کیے گئے ہیں ان کے پیش نظر جبرئیلؑ کو اس کا مصداق ٹھہرانا ایک بالکل ہی بے معنی بات ہے جو کسی طرح بھی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ کیا یہ بات کہ وہ حواری محض کچھ قسم کی زبانوں میں بولنے لگے جو سمجھی بھی نہ جاتی تھیں عقلاً اس عظیم الشان بشارت کا مصداق بن سکتی ہے اور کیا عقلِ سلیم اس امر کو باور کر سکتی ہے۔ محض اتنی سی بات کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اپنے حواریوں کے روبرو یہ نصیحت وتسلی آمیز مژدہ سُنا رہے ہیں کہ مختلف ناقابلِ فہم زبانوں میں کچھ بولنے لگیں تو بس یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی کے سر پر شیخ سَدُّو یا کوئی جن سوار ہو جائے اور وہ بولتا ہو اور پھر عجیب تر بات یہ کہ خود عیسائیوں کو یہ تسلیم ہے کہ یہ حالت ان حواریوں کی صرف تھوڑی دیر تک رہی تو کیا جو حالت چند لمحوں کے لیے رہی ہے وہ ایسا فارقلیط ہو سکتا ہے جو ابد تک ساتھ رہے۔

عہ برناباؑ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک حواری ہیں جس طرح ان کے حواری یوحنا۔ متی لوقا اور مرقس اپنی اپنی انجیلوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے کلام اور ان کے احوال نقل کرتے ہیں۔ اسی طرح برناباؑ نے بھی اپنی انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے اقوال کو جمع کیا ہے عیسائیوں کا اس انجیل کے الہامی ہونے سے انکار کرنا ایک بے معنی چیز ہے اس لیے کہ یہ انجیل قدیم انجیلوں میں سے ہے اس کا تذکرہ دوسری تیسری صدی عیسوی کی کتابوں میں ملتا ہے۔ ۱۲

www.ahlehaq.org

انجیل برنابا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی تصریح کے ساتھ بشارت

پادری سیل نے اپنے ترجمۂ قرآن عظیم کے مقدمہ میں انجیل برنابا سے نقل کیا ہے اور یہ انجیل ۱۸۵۴ء میں طبع ہوکر شائع ہوئی لیکن دوسری طباعت میں اس بشارت کو حذف کر دیا گیا اور وہ بشارت جس کو پادری سیل نے نقل کیا ہے یہ ہے کہ "اے برنابا گناہ اگرچہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالےٰ اس کی جزاء دیتے ہیں اس لیے کہ حق تعالےٰ گناہ سے راضی نہیں میری امت اور میرے شاگردوں نے جب دنیا کے لیے گناہ کیا تو اللہ تعالےٰ ناراض ہوگئے اور باقتضاء عدل وانصاف یہ ارادہ فرمایا کہ ان کو اسی دنیا میں اسی غیر مناسب عقیدے کی بناء پر سزا دے تاکہ عذاب جہنم سے نجات پائیں اور وہاں ان کو کوئی تکلیف نہ ہو اور میں اگرچہ اس عقیدۂ فاسدہ سے بالکل بری ہوں لیکن چونکہ بعض لوگوں نے مجھ کو اللہ اور ابن اللہ کہا تو اللہ تعالےٰ کو یہ کہنا ناگوار ہوا اور اس کی مشیت اس کی مقتضی ہوئی کہ قیامت کے دن شیاطین مجھ پر نہ ہنسیں اور نہ میرا مذاق اڑائیں پس اللہ نے اپنی مہربانی اور رحمت سے یہ پسند کیا کہ یہودا کی وجہ سے یہ ہنسی دنیا ہی میں ہو اور ہر شخص یہ گمان کرتا رہا ہے کہ میں سولی دے دیا گیا لیکن یہ اہانت واستہزاء فقط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے تک رہے گا پس جب آپ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ہر مؤمن کو اس غلطی پر متنبہ فرمائیں گے اور یہ شبہ لوگوں کے دلوں سے مرتفع ہوجائے گا۔"

(ترجمہ بلفظہا ختم ہوا)

اظہار الحق میں ہے کہ اگر لوگ یہ اعتراض کریں کہ اس انجیل کو علماء نصاریٰ نے رَدّ کیا ہے تو ہم یہ کہیں گے کہ اس رَد کا کوئی اعتبار نہیں اس لیے کہ یہ انجیل قدیم انجیلوں میں سے ہے اس کا تذکرہ دوسری اور تیسری صدی عیسوی کی کتابوں میں ہے پس اس بناء پر کہ یہ انجیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے دو سو سال قبل لکھی گئی ہے اور اس جیسے عظیم الشان امر کی بدون الہام کے خبر دینا اہل فہم کے نزدیک ناممکن ہے (دوسری بشارت) فاضل حیدر علی قریشی نے اپنی کتاب "خلاصہ سیف المسلمین" میں جو اُردو زبان میں ہے لکھا ہے کہ پادری اوسکان ارمنی نے صحیفہ یسعیاہ علیہ السلام کا ارمنی زبان میں ۱۶۶۶ء میں ترجمہ کیا جو ۱۷۳۳ء میں طبع ہوا اس میں صحیفۂ یسعیاہ علیہ السلام کے بیالیسویں باب میں یہ فقرہ موجود ہے "اللہ کی تسبیح پڑھو اس آنے والے پیغمبر کی سلطنت کا نشان اس کی پشت پر ہوگا (یعنی مہر نبوت) اور اس کا نام احمد ہوگا" انتہیٰ۔ اور یہ ترجمہ آرمینیوں کے پاس موجود ہے اس میں دیکھ لیا جائے۔

ان کے علاوہ انجیل مقدس کی اور بھی بشارتیں ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ونبوت کا مژدہ وخوشخبری[عہ] ہیں

عہ ملاحظہ فرمائیں بشارۃ النبیین مصنفہ حضرت علامہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز۔ ۱۲۔

www.ahlehaq.org

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ

اے ایمان والو! میں

اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۱۰﴾ تُؤْمِنُوْنَ

بتاؤں تم کو ایک سوداگری کہ بچا وے تم کو ایک دکھ کی مار سے۔ ایمان لاؤ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ

اللہ پر اور اس کے رسول پر، اور لڑو اللہ کی راہ میں اپنے مال سے

وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ يَغْفِرْ

اور جان سے۔ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں، اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔ بخشے وہ

لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

تمہارے گناہ، اور داخل کرے تم کو باغوں میں، جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں،

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

اور ستھرے گھروں میں، بسنے کے باغوں میں۔ یہ ہے بڑی

الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ

مراد ملنی۔ اور ایک اور چیز دے جسکو تم چاہتے ہو مدد اللہ کی طرف سے، اور فتح

قَرِيْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا

شتاب۔ اور خوشی سنا ایمان والوں کو۔ اے ایمان والو! تم ہو

اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ

مددگار اللہ کے، جیسے کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے یاروں کو، کون ہے

اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ

کہ مدد کرے میری اللہ کی راہ میں؟ بولے یار، ہم ہیں مددگار اللہ کے،

www.ahlehaq.org

فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ

پھر ایمان لایا ایک فرقہ بنی اسرائیل میں ، اور منکر ہوا ایک فرقہ۔

فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ ﴿۱۴﴾ ع

پھر زور دیا ہم نے ان کو جو یقین لائے تھے ان کے دشمنوں پر، پھر ہو رہے غالب۔

دعوت اہل ایمان برائے تجارتِ رابحہ و ترغیب برحصولِ فلاح وسعادت دنیا وآخرت

قال اللہ تعالیٰ۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا .... الیٰ .... فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ

(ربط) گزشتہ آیات کا حاصلِ مضمون یہ تھا کہ اللہ رب العزت نے اپنے نبی آخر الزمانؐ کی بعثت سے دنیا کی ہدایت کا ارادہ فرمایا تاکہ انسان حق وہدایت کے ذریعہ دنیا وآخرت کی فلاح وکامیابی حاصل کرسکیں۔ اور اسی بشارت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح بن مریمؑ کو مبعوث فرمایا۔ لیکن ان کی بدنصیب قوم نے ان کی بات کو ٹھکرایا حق سے منہ موڑا اور جو کچھ نبی آخر الزمانؐ کی نشانیاں تھیں ان میں تحریف کی اب ان آیات میں اہلِ ایمان کو خطاب کرکے فرمایا جارہا ہے کہ جس تجارت رابحہ کو اہلِ کتاب نے چھوڑا اور اس سے محروم ہوئے اے ایمان والو! اب تم اس کامیاب تجارت کی طرف رُخ کرلو جس سے دنیا کی عافیت اور آخرت کی نعمتیں حاصل ہوں گی۔ فرمایا۔

اے ایمان والو: کیا میں راہنمائی کروں تم کو ایک ایسی تجارت کی طرف جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچادے وہ تجارت یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو تم اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے بس یہی بہتر ہے تمہارے واسطے اگر تم جان لو اس حقیقت کو اور اس تجارت کی عظمت واہمیت اور نافعیت کو، اس تجارت سے حاصل ہونے والے عظیم تر فوائد یہ ہیں کہ بخش دے گا تمہارا پروردگار تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تم کو ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور نہایت ہی صاف ستھرے پاکیزہ مکانات ہوں گے آباد ہونے کے باغوں میں جن میں اہل ایمان ٹھہریں اور ان ہی میں بسیں گے یہی ہے سب سے بڑی کامیابی اور ایک دوسری چیز بھی وہ پروردگار تمہیں دے گا جس کو تم چاہتے ہو وہ اللہ کی طرف سے مدد اور جلد ہی حاصل ہونے والی فتح۔ اگرچہ اصل کامیابی اور عظیم انعام تو آخرت ہی کی کامیابی ہے جس کے سامنے ہفت اقلیم کی بھی کوئی حقیقت نہیں لیکن ایک اور نعمت بھی اللہ تم کو جلد عطا کرنے والا ہے جس کو اے اہل ایمان! تم طبعًا چاہتے ہو اور وہ تمہیں محبوب ہے وہ ہے نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ۔ اور اے ہمارے پیغمبر اس کی خوشخبری سنادو ایمان والوں کو تاکہ وہ موجودہ تکالیف خندہ پیشانی

www.ahlehaq.org

سے برداشت کرتے رہیں اور اللہ کی راہ میں پورے ایمانی جذبات سے اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کریں یہی جہاد ان کی کامیاب اور نفع بخش تجارت ہے جو دنیا و آخرت میں کام آئے گی اس کے واسطے مسلمانوں کو متحد ہو جانے کی ضرورت ہے لہٰذا اے ایمان والو ہو جاؤ تم اللہ کے مددگار اس کے دین اور پیغمبر کی نصرت و حمایت میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑو تم سمجھو کہ یہ ایک مطالبہ ہے اور تمہارے پیغمبر کی دعوت ہے جس کی طرف تم کو بلایا جا رہا ہے اس پر تمہیں لَبَّیْكَ کہتے ہوئے آگے بڑھنا چاہیئے جیسا کہ عیسیٰ بن مریمؑ نے اپنے حواریوں کو دوستوں اور مددگاروں کو پکارتے ہوئے کہا کون ہے میرا مددگار اللہ کی راہ میں تو ان کے مخلص دوستوں نے کہا ہم ہیں مددگار اللہ کے اس کے دین کی حمایت و نصرت اور اس کے پیغمبر کی اعانت کے لیے۔ اس وعدۂ حمایت و نصرت پر چاہیئے تو یہ تھا سب حواری قائم رہتے لیکن پھر ایسا ہوا ایک گروہ تو بنی اسرائیل کا اس پر قائم رہا اور ایمان و اخلاص سے اس وعدہ کو پورا کرنے لگا اور دوسرے ایک گروہ نے کفر کیا۔ تو ہم نے قوت دی ایمان لانے والوں کو اور عہد پر قائم رہنے والوں کو ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں چنانچہ وہ ایمان لانے والے غالب آئے اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں اور اللہ کا یہی قانون اور دستور ہے کہ وہ اپنے پیغمبر اور اس کے اعوان و انصار اور دین کے مددگاروں کو دین کے دشمنوں میں غالب و کامیاب کرے۔

استاذِ محترم حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رح اپنے فوائد میں فرماتے ہیں۔

"حواریین (یارانِ مسیحؑ) تھوڑے سے تو گنے چنے آدمی تھے جو اپنے حسب و نسب کے لحاظ سے کچھ معزز نہیں سمجھے جاتے تھے انہوں نے حضرت مسیحؑ کو قبول کیا اور ان کی دعوت پر بڑی قربانیاں دے کر دیار و امصار میں پھیلا دیا۔"

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے یاروں نے بڑی محنتیں کیں تب ان کا دین نشر ہوا ہمارے حضرتؐ کے پیچھے ان کے خلفاء نے اس سے زیادہ کیا، والحمد للہ علیٰ ذٰلک اور اتنا کیا کہ تاریخ عالم اس پر حیران ہے۔ ان کی مدد۔ ان کا اخلاص اور اللہ کی راہ میں قربانیاں تاریخ عالم میں اپنی مثال نہیں رکھتیں۔"

جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے صرف چند نام ہی ملتے ہیں اور ان کی قربانیوں یا اخلاص و ہمدردی کا کوئی خاص کارنامہ بھی دنیا نے نہیں دیکھا بلکہ حضرت مسیحؑ کے آسمان پر اٹھا لیے جانے کے بعد ان کے متبعین دو فرقوں میں بٹ گئے ایک ایمان پر قائم رہا اور دوسرے نے انکار کر دیا اور جو ایمان پر قائم رہے وہ بھی آپس میں دست و گریباں ہوتے رہے۔ حضرت مسیحؑ کے مخلص نام لیوا نصاریٰ یہود پر غالب رہے اور نصاریٰ کی عام گمراہی کے بعد بچے کھچے افراد صحیح عقیدہ پر قائم رہ گئے تھے ان کو حق تعالیٰ نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دوسروں پر غلبہ عنایت فرمایا۔ حجت و برہان کے اعتبار سے بھی اور قوت و سلطنت کی حیثیت سے بھی۔ فَلِلّٰهِ الحمد والمنة۔

(تفسیر فوائد عثمانی)

www.ahlehaq.org

حواریّینِ مسیحؑ کے بالمقابل حواریّینِ محمدٌ رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اَنصارُ اللّٰہ کی عظمت و منقبت

حضرت مسیح بن مریمؑ کے حواریوں کا ذکر آیت کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ میں فرمایا گیا لیکن حق تعالیٰ شانہٗ نے جو عظمت و برتری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حواریین یعنی انصار اسلام کو عطا فرمائی اس کے سامنے مسیح علیہ السلام کے حواریوں کی کوئی حقیقت نہیں جس طرح کہ ذرّہ کو آفتاب سے کوئی نسبت نہیں ہوسکتی اور اس تفاوت کو تاریخ نے خود ثابت کر دیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ ازالۃ الخفاء ج ۱ ص ۲۴۷ میں فرماتے ہیں "اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب فرمائے گا سو یہ بات علیٰ وجہ الاکمل والاتم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پائی گئی اس کی تکمیل آپؐ کے بعد خلفائے راشدینؓ کے دورِ مسعود میں ہوئی کہ مسلمانوں نے بڑے بڑے جہاد کیے اور فتوحات حاصل کیں یہی صورت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین کے ساتھ ہوئی کہ انہیں بھی غلبہ بعد میں ہی حاصل ہوا"۔

قتادہؒ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ بفضلہٖ تعالیٰ ایسا ہی یہ واقعہ بھی ہوا۔ مدینہ کے ستر اشخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے اور جمرۂ عقبہ کے نزدیک آپؐ کے دست مبارک پر بیعت کی اور آپکی نصرت و اعانت کا عہد کیا چنانچہ انہوں نے مہاجرین کو ٹھکانہ دیا اور اللہ کے پیغمبر کی جان و مال سے مدد کی جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو غلبہ عطا کیا اور یہ گروہ انصار کے نام سے پکارا گیا۔ دنیا میں ان کے سوا کسی قبیلہ اور گروہ کا نام آسمان سے انصار تجویز ہو کر نہیں اترا سوائے ان حضراتِ انصار کے۔

سیرت کی روایات میں ہے کہ اس بیعت عقبہ کے موقعہ پر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم اللہ کی عبادت کریں اور آپؐ کی اطاعت و نصرت کریں تو ہمیں کیا ملے گا فرمایا دنیا میں فتح و ظفر اور آخرت میں جنت۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے ایسا ہی کر دکھایا اور بے شک اللہ نے ان کو اس کی یہی جزا دی۔

الغرض خاتم الانبیاء والمرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری یہ لوگ تھے اور کل قریش تھے بالخصوص عشرہ مبشرہ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح رضی اللہ عنہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔ حواریین رسول انصار و مہاجرین کے سرخیل مقتدیٰ و پیشوا

www.ahlehaq.org

تھے۔ جن کی مساعی نے ایک تاریخ بن کر اللہ رب العزت کے اس وعدہ غلبۂ اسلام کو پیش کر کے دنیا کو دکھا دیا۔ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ حَمْدًا کثیرًا۔

تاریخِ عالم گواہ ہے کہ

کُفر کی تمام طاغوتی طاقتیں اللہ کا نُور نہ بُجھا سکیں

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ۔

یہ مضمون سورۂ توبہ میں گزر چکا ہے جو یہاں بھی قدرے تغیّر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و رسالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا۔ مسیحیت کا ابطال کرتے ہوئے یہاں یہ ظاہر کیا گیا کہ نصاریٰ نے خصوصًا اور دیگر مذاہب نے عموماً حق تعالیٰ شانہٗ کی ذات وصفات میں جو لغو اور خلافِ عقل عقائد اختیار کیے ہیں اور دین حق کی عداوت پر کمربستہ ہیں ان کی ایسی بیہودہ باتوں سے قہر وغضب خداوندی جوش میں آگیا ہے۔ اور بارگاہ رب العزت سے یہ طے ہو چکا کہ ان فرقوں کو سرنگوں اور درہم برہم کر دیا جائے گا اور اس کی صورت بارگاہ خداوندی اور ملاءِ غیب سے اس طرح تجویز ہوئی ہے کہ ایک رسول کو جو خاتم الانبیاء ہو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا جائے تاکہ وہ دین حق تمام ادیان پر غالب آنے کا ذریعہ بنے اور غلبہ کے معنی یہ ہیں کہ تمام ادیان کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکے اُن کے عقائد باطلہ اور اوہام کی جڑیں کھد جائیں اور ان کے حمایتی درہم برہم ہو جائیں اور کوئی شخص اس دین کی طرف۔ (دلائل کی روشنی میں) دعوت دینے والا باقی نہ رہے اور ان ادیان کو جو دنیاوی اور مادی شوکت وعزت حاصل ہے اس کا خاتمہ ہو جائے۔

آپؐ کی بعثت کے وقت دنیا دو عظیم طاقتوں میں منقسم تھی ایک کسریٰ اور دوسری قیصر اور یہ دونوں بادشاہ دوسرے مذاہب پر غالب تھے اور یہ اپنے اپنے مذہب کے حامی اور عظیم داعی تھے ان کی حکومت و بادشاہت اپنے مذاہب کی ترویج و اشاعت کا باعث بنی ہوئی تھی۔

روم۔ فارس۔ جرمن۔ افریقہ۔ شام۔ مصر اور بعض بلادِ مغرب و حبش قیصر کی موافقت میں نصرانیت پر تھے فارس۔ خراسان۔ توران اور ترکستان وغیرہ کسریٰ کی تبعیت میں مجوسیت کو اختیار کیے ہوئے تھے ان کے علاوہ باقی مذاہب جیسے مذہب یہود۔ ہنود۔ مشرکین اور صابئین کی ان دو مذہبوں کے مقابلہ میں کوئی قوت وشوکت نہ تھی بلکہ ان کے معتقد درہم برہم ہو چکے تھے۔

بارگاہِ خداوندی سے جب مذاہب باطلہ کو مغلوب کرنے اور دین حق کو غالب کرنے کا ارادہ ہوا تو سرزمین حجاز میں ایک نبی پیدا فرمایا۔ کیونکہ سرزمین حجاز نہ تو کسریٰ کے تصرف میں تھی اور نہ ہی قیصر کے تصرف میں۔ اس لیے حق تعالیٰ شانہٗ نے اس سرزمین کو دین حق کی بادشاہت کے لیے منتخب فرمایا تاکہ اس علاقہ سے ظاہر ہونیوالا

www.ahlehaq.org

دین کسی سابق بادشاہت اور مادی طاقت سے مغلوب و مرعوب نہ ہو اور اسی سرزمین سے حق کی بادشاہت ہو کر دنیا کی دو عظیم طاقتوں قیصر و کسریٰ کو نشانہ بنایا جائے اور جب یہ دو سلطنتیں پامال ہو جائیں گی دوسرے باطل مذاہب خود بخود پامال ہو جائیں گے۔

بعثت نبوی کا یہی مقصد تھا۔ اللہ رب العزت نے اس مقصد کی تکمیل کے لیے دین حق کی بنیادیں مضبوط کیں اور جزیرۂ عرب میں سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب نہ رہا قصرِ ہدایت کی بنیادیں مضبوط اور مکمل ہو گئیں اور کچھ عمارت بھی بن گئی کہ اسی حالت میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاء اعلیٰ اور رفیق اعلیٰ سے لحوق و اتصال کی دعوت آپہنچی اور اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ فرماتے ہوئے اپنے رب سے جا ملے تو پھر اس دین حق کے غلبہ کی تکمیل آپ کے جانشینوں کے ہاتھوں پر ہوئی تاکہ جو ارادۂ الٰہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ضمن میں لپٹا ہوا تھا وہ آپ کے خلفاء کے ہاتھوں پر پورا ہو۔ سو الحمد للہ خلفائے راشدینؓ کے ہاتھوں قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں درہم برہم ہوئیں۔ اور عیسائیت و مجوسیت مغلوب ہو کر مقہور ہوئی اور اس طرح دین حق ظاہر و غالب اور روشن ہوا۔ وَلِلّٰہِ الحمد حمدًا کثیرًا۔ تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ الصف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ

اٰیاتُھا ۱۱ | ۶۲ = سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ = ۱۱۰ | فِيْھا رُكُوْعَانِ

سورۂ جمعہ مدنی ہے اور اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں، بادشاہ

الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۱ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي

پاک ذات زبردست حکمت والا۔ وہی ہے جس نے اٹھایا

www.ahlehaq.org

الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ

اَن پڑھوں میں ایک رسول اُن ہی میں کا، پڑھتا ان پاس اس کی آیتیں، اور ان کو سنوارتا،

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ

اور سکھاتا کتاب اور عقلمندی - اور ان سے پہلے تھے وہ

لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۲﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ

صریح بھلاوے میں - اور ایک اوروں کے واسطے انہی میں سے جو ابھی نہیں ملے ان میں.

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳﴾ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

اور وہی ہے زبردست حکمت والا - یہ بڑائی اللہ کی ہے، دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۴﴾ مَثَلُ

جس کو چاہے - اور اللہ کا فضل بڑا ہے - کہاوت

الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ

ان کی جن پر لادی تورات، پھر نہ اٹھائی انہوں نے جیسے کہاوت گدھے کی.

يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

پیٹھ پر لے چلتا ہے کتابیں - بُری کہاوت ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلائیں

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵﴾

اللہ کی باتیں - اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو -

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ

تو کہہ اے یہود ہونے والو! اگر تم دعوے کرتے ہو کہ تم دوست ہو

لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ

اللہ کے سب لوگوں کے سوا، تو مناؤ مرنے کو، اگر تم

www.ahlehaq.org

صٰدِقِيْنَ ۝٦ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ

سچے ہو - اور کبھی نہ مناویں گے مرنا، جس واسطے آگے بھیج چکے ہیں

اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝٧ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ

ان کے ہاتھ - اور اللہ کو خوب معلوم ہیں گنہگار - تو کہہ موت وہ ہے

الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ

جس سے تم بھاگتے ہو، سو وہ تم سے ملنی ہے پھر پھیرے جاؤ گے

اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

اُس چھپا اور کھلا جاننے والے پاس، پھر جتادے گا تم کو

ع ۲ ۱۱ تَعْمَلُوْنَ ۝٨

جو کرتے تھے -

تکمیل بشارت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بہ بعثت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

وتنبیہ بر شقاوت اہل کتاب بوجہ انحراف از ایمان و اتباع نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ تعالیٰ۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ .... الیٰ .... بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

(ربط) گزشتہ سورت میں خاص طور پر حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کی بعثت کا اہم مقصد یہ بیان کیا گیا تھا آنے والے پیغمبر آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و نبوت کی بشارت سُنانا تھا اور بنی اسرائیل کو اس بات پر مامور کرنا تھا کہ جب وہ نبی آخر الزمان مبعوث ہوں تو ان پر وہ لوگ ایمان لائیں تو اب اس سورت میں اللہ کی پاکی اور حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر فرمایا۔ ارشاد ہے۔

پاکی بیان کرتی ہے اللہ کی ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے کہ وہی ہے بادشاہ پاک ذات زبردست حکمتوں والا جس کی پاکی و عظمت اور بادشاہت پر کائنات کی ہر چیز گواہ ہے وہی پروردگار ہے جس نے بھیجا ہے اَن پڑھوں میں ایک رسول انہی میں کا جو سُناتا ہے ان کو اپنے پروردگار کی آیتیں

www.ahlehaq.org

اور ان کو پاک کرتا ہے ہر عیب و گندگی سے اور سکھاتا ہے ان کو کتاب و حکمت اگرچہ یہ اہلِ عرب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

وہ قوم جس میں نہ کوئی علم و ہنر تھا اور نہ ان میں کوئی آسمانی کتاب تھی معمولی لکھنا پڑھنا بھی بہت ہی کم لوگ جانتے تھے جن کی وحشت و جہالت تاریخ میں ضرب المثل تھی۔ بت پرستی عام تھی۔ مخلوق کا اپنے خالق سے کوئی رشتہ اور رابطہ باقی نہ رہا تھا۔ ایسی حالت میں اللہ رب العزت کا ایسی قوم میں اپنا ایک رسول مبعوث فرما دینا جو ان کو اللہ کی آیات سنائے۔ کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔ ایسی دانائی کی باتیں بتلائے۔ جن پر دنیا کے حکماء حیران ہوں وہ علوم و معارف سکھائے کہ دنیا کے ارباب حکمت اور اصحاب معرفت کی اس کے سامنے کوئی حقیقت باقی نہ رہے بلاشبہ پروردگار عالم کا بڑا ہی عظیم انعام ہے اور اس پروردگار نے اس رسول کو بھیجا ہے۔ کچھ اور دوسرے لوگوں کے واسطے بھی انہی میں سے جو ابھی تک ان کے ساتھ ملے نہیں کہ وہ بھی اہلِ عرب کی طرح اُمّی (ان پڑھ) ہیں اس لحاظ سے کہ وہ بھی ان کی طرح مبداء و معاد سے بے خبر ہیں نہ ان کو آسمانی شریعت کا کوئی علم ہے۔ یہ فارس و روم چین اور ہندوستان کی قومیں جو بعد میں امّیین کے دین اور اسلامی برادری میں شامل ہو کر انہی میں سے ہو گئے اور اس وقت جب کہ قرآن نازل ہو رہا تھا اہلِ عرب کے ساتھ یہ ملے نہیں تھے۔ اور نہ فتوحاتِ اسلام کا دائرہ ان تک وسیع ہوا تھا۔

حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ۔ کی تفسیر دریافت کی گئی تو آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے شانہ پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ اگر علم دین ثریا پر بھی پہنچے تو اس کی قوم فارس کا ایک مرد وہاں سے بھی دین لے آئے گا شیخ جلال الدین سیوطیؒ اور ائمہ حدیث و تفسیر نے یہ تسلیم کیا ہے کہ اس پیشین گوئی کے اعلیٰ اور اکمل مصداق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

امام بخاریؒ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری میں تخریج کی ہے فرمایا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی (آپؐ نے جب یہ سورت تلاوت کی اور اس میں یہ پڑھا وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ، تو لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہیں۔ آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا حتیٰ کہ جب تین مرتبہ سوال کیا جا چکا اور اس وقت ہمارے درمیان سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ موجود تھے تو آپؐ نے اپنا دستِ مبارک سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر رکھا اور پھر یہ فرمایا۔ لو کان الایمان عند الثریا لنالہٗ رجال او رجل من ھٰؤلاءِ کہ اگر ایمان ثریا تک بھی پہنچ جائے تو ان کی نسل کے لوگ یا یہ فرمایا ان کی نسل کا کوئی شخص ایمان لا کر وہاں سے بھی لے آئے گا۔ بے شک یہ اللہ کا فضل ہے جس کو وہ چاہے عطا کر دے اور اللہ بڑا ہی عظیم فضل والا ہے۔ اسی نے اپنے رسول آخر الزمانؐ کو یہ بڑائی عطا فرمائی کہ خاتم الانبیاء والمرسلین بنایا اور ان کو ایسی حکمت سے نوازا کہ دنیا کے حکماء ان اسرار و حکم کے سامنے حیران ہیں اور علم و ہدایت کا وہ نور روشن ہوا کہ دنیا سے شرک و گمراہی کی تاریکی دور کر دی اس لیے دنیا کو چاہیئے کہ اس انعام و اکرام کو پہچانے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم و ہدایات سے مستفید ہو علوم و ہدایات سے مستفیض

www.ahlehaq.org

ہونا انسانی کمال ہے۔ اس کے برعکس اگر کسی قوم کے پاس سامان اور ذخیرۂ علم و ہدایت تو موجود ہو لیکن وہ اس سے استفادہ نہ کرے جیسے یہود تو ان کو بس اس طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ مثال ان لوگوں کی جن پر تورات لادی گئی لیکن پھر انہوں نے اس کو نہ اٹھایا تو ایک گدھے کی طرح ہے جو پیٹھ پر کتابوں کا بوجھ لادے ہوئے چل رہا ہو۔ جس کو ظاہر ہے کہ کوئی احساس نہیں کہ اس پر بوجھ کس چیز کا ہے یہ علوم و حکمت کے گرانقدر ذخائر ہیں اور اسفار ہیں یا اینٹ پتھر ہیں۔ بالکل یہود نے یہی صورت کی ان پر تورات کا بوجھ رکھا گیا۔ اس کے ذمے دار بنائے گئے مگر انہوں نے ان علوم و ہدایات کی کوئی پرواہ نہ کی نہ اس کو دل میں کوئی جگہ دی نہ اس کو پڑھا نہ اس پر عمل کیا تو ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ان علوم و ہدایات کے ذخیروں اور آسمانی صحیفوں کا ان پر بوجھ یقیناً ایسا ہی ہے کہ یہ کتابوں کا انبار کسی گدھے پر لدا ہوا ہے۔

نہ محقق بود نہ دانش مند
چار پائے برد کتابے چند

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اپنے فوائد میں فرماتے ہیں۔

"ایک گدھے پر پچاس کتابیں علم و حکمت کی لاد دو۔ اس کو بوجھ میں دبنے کے سوا کوئی فائدہ نہیں وہ تو صرف ہری گھاس کی تلاش میں ہے اس بات سے کچھ سروکار نہیں رکھتا کہ پیٹھ پر لعل و جواہر لدے ہوئے ہیں یا خزف و سنگریزے۔ اگر محض اسی پر فخر کرنے لگے کہ دیکھو میری پیٹھ پر کیسی کیسی عمدہ اور قیمتی کتابیں لدی ہوئی ہیں لہٰذا میں بہت بڑا عالم اور معزز ہوں تو اور زیادہ گدھا پن ہے۔"

اس مثال سے یہود کی اخلاقی اور عملی بیہودگی ظاہر فرمانے کے بعد فرمایا۔

بہت ہی بُری ہے مثال ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی باتوں کو جھٹلایا اور جو بشارتیں و نشانیاں نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی کتب سماویہ میں تھیں ان کا انکار کیا اور تحریفات سے ان تمام حقائق کو مسخ کیا جو اللہ نے ان کو عطا کیئے تھے تو اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہوگا اور اللہ ہدایت نہیں دیتا ہے ایسے ناانصاف ظالم لوگوں کو اس لیے اب یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ ایسے بدبخت راہ حق پر آسکیں گے۔ شقاوت و بدبختی کی یہ انتہا ہے کہ یہودی ایک طرف اللہ اور اس کے احکام کے خلاف کھلم کھلا بغاوت کر رہے ہیں۔ انکار آیات۔ تحریف کتاب۔ اپنے رسول کی نافرمانی ان کا طرز زندگی بنا ہوا ہو۔ اسی کے ساتھ دوسری طرف دعویٰ ہو خدا کی محبت کا اور اس کے محبوب بندے ہونے کا تو اس پر حق تعالیٰ اپنے پیغمبر کو خطاب فرما رہے ہیں۔ کہہ دیجئے اے پیغمبر۔ اے لوگو! جو یہودی ہو گئے ہو اگر تم کو دعوے ہے کہ تم اللہ کے محبوب اور اس کے دوست ہو دوسرے تمام لوگوں کو چھوڑ کر تو تمنا کرو تم موت کی اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔ اس لیے کہ اللہ کی ملاقات کا ذریعہ تو بس یہی ہے کہ انسان دنیا سے گذر جائے تو ایسی صورت میں کہ کسی کو خدا سے محبت ہو وہ یقیناً خدا سے ملاقات کا مشتاق ہوگا اور جب اس شوق کی تکمیل حیات دنیوی کا رشتہ منقطع ہونے کی صورت میں ہے تو لامحالہ یہ بھی محبوب ہوگی لیکن یہ لوگ قطعاً

www.ahlehaq.org

جھوٹے ہیں اور ہرگز کبھی بھی یہ موت کی تمنّا نہیں کریں گے ان اعمال کی وجہ سے جو پہلے کر چکے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور وہ ظالم اپنے ظلم کی سزا سے کبھی نہیں بچ سکتے۔

بلاشبہ جن لوگوں کو اللہ سے محبت تھی انہوں نے موت کی تمنا کر کے دکھائی بلکہ موت کی طرف بڑھے اور جس طرح کسی مرغوب و محبوب شئے کی طرف انسان دوڑتا ہو وہ دوڑے۔ کسی کی زبان سے غیر اختیاری طور پر یہ الفاظ جاری ہوئے واھا انی لاجد ریح الجنّۃ دون اُحُد۔ سبحان اللہ مجھے تو احد پہاڑ کے اس طرف جنّت کی خوشبو آرہی ہے۔

یہ ہستیاں نبی آخرالزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب و رفقاء تھے کسی کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے غدًا نلقی الاحبّۃ محمدًا و حزبہ۔ یا حبّذا الجنۃ و اقترابھا ٭ طیبۃ و بارد شرابھا۔ ان اولیاء اللہ کے یہ کلمات کسی دنیوی سختی اور تکلیف سے گھبرا کر نہیں بلکہ خالص اللہ کی ملاقات اور جنت کے اشتیاق میں تھے اور اسی کے لیے موت کی تمنا تھی۔ ان کی زندگی اور زندگی کے جملہ احوال اس بات کے گواہ تھے کہ موت سے زیادہ ان کو دنیا کی کوئی چیز لذیذ اور مرغوب نہیں خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان انی لوددت انی اقتل فی سبیل اللہ ثم اُحیٰ ثم اقتل اسی جذبہ کا پیکر تھا اس کے بالمقابل ان جھوٹے مدعیوں کے افعال و حرکات پر نظر ڈالنے سے ہر ایک شخص یہ سمجھنے پر مجبور ہو گا کہ ان سے زیادہ کوئی شخص دنیا کی زندگی کا حریص اور موت سے ڈرنے والا نہیں ہے مگر زندگی کی حرص اور موت کے ڈر سے کیا انسان موت سے بچ سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں تو کہہ دیجئے اے یہودیو! بے شک وہ موت جس سے تم بھاگ رہے ہو وہ ضرور تم سے ملاقات کرے گی اور پھر لوٹائے جاؤ گے ایسے رب کی طرف جو ہر چھپے ہوئے اور ظاہر کا جاننے والا ہے پھر وہ تم کو خوب جتلا دے گا وہ کام جو تم کیا کرتے تھے اور اس کا امکان نہ رہے گا کہ تم اس سے انکار یا اس میں حُجّت بازی کر سکو۔

ائمہ مفسرین نے بیان فرمایا ہے کہ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ان یہودیوں کے کاذب ہونے کی واضح دلیل ہے کیونکہ اس اعلان کے بعد اگر ان میں ذرّہ برابر بھی صداقت ہوتی تو ضرور وہ موت کی تمنا کر کے دکھاتے لیکن ایسا نہ ہوا۔

امام احمد بن حنبلؒ نے ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت بیان کی ہے کہ ابن عباسؓ بیان کرتے تھے کہ (مکی زندگی کے زمانہ میں) ابوجہل نے (ایک دفعہ) کہا تھا اگر اب میں محمدؐ کو دیکھوں کہ وہ کعبہ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں تو (العیاذ باللہ) میں ان کی گردن روند ڈالوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ بدبخت ایسا کرتا تو (خدا کی قسم) فرشتے اس کو اچک لیتے اور ٹکڑے کر ڈالتے۔ اور اگر یہود (اس اعلانِ خداوندی کو سنکر) موت کی تمنا کر بیٹھتے تو اسی وقت سب کے سب لقمۂ اجل بن جاتے اور جہنم میں ان کے جو ٹھکانے ہیں وہ دیکھ لیتے اور فرمایا اگر وہ نصاریٰ جن کو مباہلہ کی دعوت دی گئی تھی اگر مباہلہ کے لیے نکل آتے تو ان کے اہل و عیال اور مال و متاع کا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا۔ (رواہ البخاری والترمذی والنسائی۔ بحوالہ تفسیر ابن کثیر ج ۴)

www.ahlehaq.org

حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے نکالے جانے کی حکمت

حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہٗ حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے نکالے جانے کی حکمت بیان کرتے ہوئے اپنے ایک وعظ میں فرماتے ہیں۔ "جمعہ کی فضیلت کے بارہ میں حدیث شریف میں آیا ہے فیہ ولد آدم وفیہ ادخل الجنۃ وفیہ ھبط الی الارض۔ اور اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ ہبوط الی الارض میں کون سی نعمت ہے جو اس کو دلائل فضیلت میں ذکر فرمایا یہ تو بظاہر نہایت درجہ تکلیف ہے تو اس شبہ کا جواب عارفین سے پوچھیئے۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ فرماتے تھے کہ بھائی اگر آدم علیہ السلام جنت سے نہ نکلتے تو ان کی اولاد میں سے کوئی نکلتا کیونکہ جو ممانعت ان کو ہوئی تھی وہی ممانعت ان کی اولاد کو بھی ہوتی اور یہ ظاہر ہے کہ اس ممانعت کے خلاف بہت لوگ کرتے نتیجہ یہ ہوتا کہ نکالے جاتے اور اخراج ایسی حالت میں ہوتا کہ جنت خود آباد ہوتی وہاں اس کے ماں باپ۔ بھائی بیٹے بیوی سبھی ہوتے ان سب سے علیحدہ کر کے اس کو دنیا میں بھیجا جاتا تو جنت میں ایک کہرام مچ جاتا تو وہ جنت مثل دوزخ ہو جاتی۔ اس لیے اللہ میاں نے حضرت آدمؑ کو وہاں سے زمین پر اتارا تاکہ یہ اولاد زمین پر پیدا ہو۔ یہ مصلحت تو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے حق میں ہے کہ جنت میں تکلیف ہونے سے بچا لیا۔ باقی حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں جو حکمت تھی اس کو حاجی صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عارفوں کے لیے بہت بڑی نعمت معرفت ہے اور معرفت کی دو قسمیں ہیں ایک علمی اور ایک عینی۔ معرفت علمی تو یہ ہے کہ صفات کمال اور اس کے آثار کا علم ہو جائے اور معرفت عینی یہ ہے کہ اس صفت کے اثر کا مشاہدہ ہو جائے تو اس وقت آدمؑ کو معرفت علمی تو حاصل تھی لیکن معرفت عینی صرف بعض صفات کی حاصل تھی جیسے کہ منعم کہ اس صفت کا اس وقت مشاہدہ ہو رہا تھا لیکن بعض صفات کا مشاہدہ اس وقت نہ تھا مثلاً "توّاب" کہ اس صفت کی معرفت علمی تو حاصل تھی باقی معرفت عینی حاصل نہ تھی۔ اور معرفت عینی افضل ہے معرفت علمی سے تو جنت سے علیحدہ کر کے خدا تعالیٰ کو حضرت آدمؑ کی تکمیل عرفان مقصود تھی۔ پس یہ اخراج حقیقت میں عقوبت نہ تھی بلکہ تکمیل تھی۔ اور بعض قرائن سے آدم علیہ السلام کو اس کا کچھ پتہ بھی چل گیا تھا۔ چنانچہ ایک حدیث ہے کہ جب آدم علیہ السلام کی ناک میں روح داخل ہوئی تو آپ کو چھینک آئی۔ ارشاد ہوا کہو الحمد للہ اور فرشتوں کو حکم ہوا کہو یرحمک اللہ تو بعض روایات میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام روئے اور کہا دعائے رحمت سے معلوم ہوتا ہے کوئی لغزش ضرور ہوگی اور توبہ کے بعد رحمت ہوگی اور اس کمال معرفت کی صحت سے حضورؐ کو جیسا کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا اتنا بخار چڑھا تھا جتنا دو آدمیوں کو چڑھتا ہے چونکہ جس اسم کا یہ مظہر ہے اس کی معرفت حضورؐ کو علے وجہ الکمال عطا فرمائی تھی۔ (النور ص ۲۳)

www.ahlehaq.org

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ

اے ایمان والو! جب اذان ہو نماز کی

مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا

دن جمعہ کے، تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو

الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹ فَاِذَا

بیچنا۔ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے۔ پھر جب

قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا

تمام ہو چکے نماز، تو پھیل پڑو زمین میں اور ڈھونڈو

مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ

فضل اللہ کا، اور یاد کرو اللہ کو بہت سا، شاید

تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْٓا

تمہارا بھلا ہو۔ اور جب دیکھیں سودا بکتا یا کچھ تماشا، کھنڈ جاویں

اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ

اس کی طرف اور تجھ کو چھوڑ جاویں کھڑا۔ تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے بہتر

اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۱۱ ع ۲ ۳ ۱۲

تماشے سے اور سودے سے۔ اور اللہ بہتر ہے روزی دینے والا۔

ترغیب اہل ایمان برائے اقامۂ جمعہ و تاکید سعی الی ذکر اللہ و ترک بیع و شراء بر اذان

قال اللہ تعالیٰ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ... الی ... وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

www.ahlehaq.org

(ربط) ماقبل آیات میں یہود پر تین طرح زجر و توبیخ کی گئی تھی۔ اوّل جب انہوں نے اپنے علم و فضل پر فخر کیا عرب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم جاہل کہا تو اس کے بالمقابل یہ ثابت کیا گیا کہ خود یہ لوگ گدھے ہیں اور جس علم و فضل پر یہ اترا رہے ہیں اس کا بوجھ ان پر صرف بالکل ایسا ہی ہے جیسے گدھے پر کتابوں کا انبار لدا ہوا ہو۔ جب انہوں نے یہ فخر کیا کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں اس وجہ سے ہم خدا تعالےٰ سے زیادہ قریب ہیں بلکہ اس کے دوست اور محبوب ہیں اور یہ کہ دار آخرت کی ساری نعمتیں بس ہمارے واسطے مخصوص ہیں۔ تو ان کے اس لغو اور خلاف حقیقت دعوے کا رد اس طرح کیا گیا کہ اچھا اگر تم اللہ کے دوست ہو اور آخرت کی نعمتیں بس تمہارے ہی واسطے مخصوص ہیں تو موت کی تمنا کر کے دکھاؤ اگر سچے ہو گے تو بلا جھجک موت کی تمنا کرو گے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ تیسری بات یہ تھی کہ وہ فخر کرتے تھے کہ ہمارے دین میں یوم السبت (ہفتہ کا دن) ہے۔ جس کی تعظیم و حرمت ہم پر واجب ہے اور اس میں بڑی برکات ہیں مسلمانوں کے پاس یہ نعمت نہیں تو اس تفاخر کے مقابلہ میں یوم جمعہ کی فضیلت اور اس کی عظمت و اہمیت کے لیے یہ آیات و احکام نازل فرمائے گئے اور یہ بتایا کہ جمعہ کا دن اہل کتاب کے سنیچر اور اتوار کے دن سے زیادہ عظمت و برکت والا ہے۔ تو ارشاد فرمایا۔ اے ایمان والو! جب اذان دی جائے نماز کے لیے جمعہ کے روز تو دوڑو اللہ کے ذکر کی طرف اور چھوڑ دو خرید و فروخت یہی بہتر ہے تمہارے واسطے اگر تم اس بات کو سمجھو! کیونکہ دنیوی منافع کی آخرت کے اجر و ثواب کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں تو اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور پھر اس کے بعد عملاً اس امر کی ضرورت ہے کہ ادنیٰ کے مقابلہ میں اعلیٰ کو اختیار کرے۔ پھر جب نماز پوری کر لی جائے تو پھیل پڑو زمین میں اپنے کاروبار میں مصروف ہوتے ہوئے اور اس کے واسطے چلو پھرو۔ اور تلاش کرو اللہ کا فضل اور اس کا رزق اور یاد کرو اللہ کو کثرت سے امید ہے تم کامیاب ہو گے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اس کے برعکس اگر دنیا کی محبت اور کاروبار کی منفعت کی امید میں تم اللہ کے ذکر اور جمعہ کے خطبہ و حاضری کو چھوڑو گے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس میں دنیا و آخرت کا خسارا ہے۔ ابتداءً جن افراد سے اس طرح کی چوک اور غلطی ہوئی کہ۔ اور جب انہوں نے دیکھا تجارت کو کہ ایک تجارتی قافلہ غلہ لے کر آیا ہے یا کچھ تماشا تو اس کی طرف دوڑ پڑے اور آپ کو چھوڑ دیا کھڑا ہوا خطبہ کی حالت میں اس وقت میں غلہ کی کمی تھی اور یہ حکم معلوم نہ تھا یا نازل نہیں ہوا تھا کہ خطبہ سننا لازم ہے لوگ نقارہ کی آواز سنکر دوڑ پڑے اور آپ کو خطبہ کی حالت میں کھڑا چھوڑ گئے۔ تو یہ ایک قسم کی چوک اور غلطی تھی تو آپ کہہ دیجئے جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے تماشے سے اور تجارت سے اور اللہ تو بہت ہی بہتر ہے روزی دینے والا۔ جب رزق اسی کے ہاتھ میں ہے تو تلاشِ رزق کے ظاہری اسباب میں اس طرح مشغول ہو جانا کہ خدا سے اور اس کی یاد سے اور اس کی عبادت و بندگی سے انسان غافل ہو جائے کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

روایات میں ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ اسی وقت باہر سے کوئی تجارتی قافلہ آپہنچا اس زمانہ کے دستور کے مطابق بازار کے لوگوں نے نقارہ بجا دیا اس زمانہ میں اتفاق یہ کہ

www.ahlehaq.org

شہر میں غلہ کی کمی تھی اور خطبہ کے احکام بھی معلوم نہ تھے یہ خیال کیا کہ جیسے کسی وعظ و نصیحت کے دوران کسی ضرورت سے اُٹھ کر چلے جانے کی گنجائش ہے اسی طرح اس وقت بھی ہم کو اس کی گنجائش ہوگی بعض اقوال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابتداء میں خطبہ بعد نماز کے ہوتا تھا جیسے کہ عیدین کا خطبہ تو اکثر لوگ مسجد سے باہر نکل گئے اور صرف چند لوگ رہ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ دیتے رہے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بارہ آدمی رہ گئے جن میں خلفائے راشدین تھے اس پر آیت نازل ہوئی جس میں اس امر کی طرف راہنمائی فرمائی گئی کہ انسان اسبابِ رزق میں یا کھیل تماشا میں ایسا منہمک نہ ہو کہ خدا کو بھلا دے اس کو سمجھنا چاہیئے کہ اصل رزق کے خزانے تو اللہ کے قبضے میں ہیں اسی کی رضاء سے سب کچھ ملتا ہے اس لیے قحط یا عارضی مشقت کے خیال سے ایسی غفلت اور غلطی نہ اختیار کرنی چاہیئے اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ بالفرض اگر اس وقت دکانیں بند کرنے اور تجارتی لین دین روک دینے سے کچھ نقصان ہو رہا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ اس کے بالمقابل اللہ کے یہاں کی جو نعمتیں حاصل ہونگی وہ اس عارضی اور قلیل وحقیر منفعت سے بہت زائد اور بڑھ کر ہے۔

اسی چیز کے باعث اللہ رب العزت نے اپنے ان برگزیدہ بندوں کی تعریف فرمائی جن کو تجارتی کاروبار اللہ کی یاد سے کسی بھی مرحلہ پر غافل نہیں بناتے جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ۔

روایات میں ہے کہ ایک دفعہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازار میں گشت لگا رہے تھے کہ مسجد سے اذان کی آواز بلند ہوئی۔ جوں ہی اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی دیکھا کہ دکاندار اور تاجر اپنی دکانوں اور تجارتی دھندوں کو چھوڑ کر مسجد کی طرف جلدی جلدی جانے لگے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک نظر سے دیکھا اور فرمایا سچ ہے اللہ نے ایسے ہی لوگوں کے بارہ میں یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ۔

تخلیق کائنات میں یوم جمعہ کی عظمت وخصوصیت اور امت محمدیہ کی فضیلت

یوم جمعہ قدیم تاریخ قبل از اسلام میں یوم العروبہ کہلاتا تھا۔ اسلام نے اس دن کا نام یوم الجمعہ رکھا۔ یہ لفظ جمع سے مشتق ہے اس دن میں متعدد وجوہ سے جمعیت کا مفہوم پایا جاتا ہے اس کی وجہ تسمیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی نقل کیا گیا فرمایا کہ ان فیہ جمعت طینۃ ابیکم آدم۔ یعنی اس روز تمہارے باپ آدم علیہ السلام کی مٹی روئے زمین کے مختلف طبقوں کی جمع کی گئی یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے۔ کائنات کی تخلیق جو چھ روز میں ہوئی اسی پر مکمل ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے سلمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا یا سلمان ما یوم الجمعۃ کہ اے سلمان یوم جمعہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ ورسولہٗ اعلم آپؐ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ نے تمہارے ماں باپ (آدم وحوّا) کو جمع فرمایا۔ (جبکہ ان کو زمین پر اتار دیا گیا تھا)

www.ahlehaq.org

ایک حدیث میں ہے وَ فیہ خلق اٰدم وفیہ ادخل الجنّۃ وفیہ اخرج منھا و فیہ تقوم الساعۃ۔ وفیہ ساعۃ لا یوافقھا عبد مؤمن یسال اللہ خیرا اِلّا اعطاہُ ایّاہ۔ کہ اسی دِن ان کو جنت سے زمین پر اتارا گیا تاکہ خلافۃ اللہ فی الارض کا عظیم منصب عطا ہو اور اس ارادۂ الٰہیہ کی تکمیل ہو جس کا اظہار ملائکہ کے سامنے فرمایا گیا تھا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اور اسی منصب کی عظمت و منزلت کے ظاہر کرنے کے لیے ملائکہ کو آدمؑ کے لیے سجدہ کا حکم دیا گیا الغرض اس طرح جنت سے زمین پر اترنا بھی ایک بڑی عظمت و منقبت کی تکمیل تھی جو جمعہ کے روز ہوئی اور فرمایا اسی روز قیامت قائم ہوگی اور اس میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں مؤمن بندہ جو کچھ بھی اللہ سے مانگے اللہ اسکو ضرور عطا کرتا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

نحن الآخرون السابقون	کہ ہم لوگ دنیا میں آنے والوں میں آخر ہیں
یوم القیٰمۃ بیدانھم	لیکن قیامت کے روز ہم ہی سابقین ہیں۔ بس
اوتوا الکتٰب من	فرق یہی ہے کہ انکو کتاب ہم سے پہلے دی گئی
قبلنا ثم ھذا یومھم	تو اس سبقت کی وجہ سے یہ نہیں ہوگا وہ قیامت
الذی فرض اللہ علیھم	کے روز بھی ہم سے سابق ہوں قیامت میں سبقت
فاختلفوا فیہ فھدانا	حاصل کرنے والے ہم ہی ہوں گے پھر آپؐ نے فرمایا
اللہ لہٗ فالناس	یہ جمعہ کا دن وہ تھا کہ اللہ نے ان پر بھی فرض کیا تھا
لنا فیہ تبعٌ الیھود	(کہ اس کو خاص عظمت اور عبادت کے لیے مخصوص
غدا والنصاریٰ	کر لو) لیکن وہ اس بارہ میں مختلف رہے (اور
بعد غد۔ عہ	بھٹکتے رہے) تو اب اور لوگ (اہل کتاب میں

سے) ہمارے پیچھے ہیں۔ یہودیوں کا دن کل ہے یعنی سنیچر اور نصاریٰ کا دن آئندہ کل کے بعد یعنی اتوار کہ ان دونوں کو یہود و نصاریٰ نے تعظیم اور خاص عبادت کے لیے مقرر کیا۔

یہود و نصاریٰ کے اختلاف کی مراد یا تو یہ ہے کہ اللہ نے ان کے واسطے بھی یہ دن مقرر کیا تھا لیکن انہوں نے اللہ کے حکم سے اختلاف کرتے ہوئے کسی نے یوم السبت متعین کیا۔ کسی نے یوم الاحد یعنی اتوار۔ یہ اللہ تعالےٰ کی رحمت ہے اس نے ہمیں یہ توفیق بخشی کہ ہم نے اس کے حکم کے مطابق جمعہ مقرر کیا۔

یا بقول بعض شارحین مراد یہ ہے کہ ہفتہ کے سات دنوں میں ایک دن خاص عبادت و تعظیم کے لیے اللہ نے اپنے علم میں رکھا تھا جب اہل کتاب کو حکم ہوا کہ ایک دن متعین کرو تو یہود و نصاریٰ بھٹکتے ہی رہے اور

عہ صحیح بخاری۔ وفی روایۃ لمسلم فاضل اللہ عن الجمعۃ من کان قبلنا۔ الخ۔ ۱۲۔

www.ahlehaq.org

مبارک دن نہ طے کر سکے لیکن اللہ نے امتِ محمدیہؐ کو یہ توفیق دی کہ انہوں نے خود اپنے باطنی تقاضوں اور قلبی داعیہ سے جو دن خاص اجتماع اور عبادت کا تجویز کیا وہ جمعہ کا دن تھا تو ان کا انتخاب اللہ کے ارادہ اور مشیّت کے مطابق ہو گیا اور یہ سب کچھ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سراپا برکت کی بدولت ہوا۔

مصنّف عبدالرزاق میں اسناد صحیح کے ساتھ محمد بن سیرینؒ سے نقل کیا گیا۔ فرمایا (بیعت عقبۂ ثانیہ کے بعد جب مدینہ میں اسلام پھیل چکا تو) انصار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری سے قبل اور جمعہ کے نازل ہونے سے پہلے ایک دفعہ جمع ہو کر مشورہ کیا اس مشورہ میں یہ بات رکھی گئی۔ یہودیوں نے ایک دن خاص اجتماع کا مقرر کیا ہوا ہے وہ اس میں جمع ہو کر اپنی عبادت کرتے ہیں۔ نصاریٰ نے بھی اسی طرح ہفتہ میں ایک دن اپنی عبادت و تعظیم کا مقرر کیا ہوا ہے تو ہمیں بھی چاہیئے کہ ایک دن ہم بھی متعین کر لیں جس میں جمع ہوا کریں۔ اللہ کا ذکر کریں۔ اس کی حمد و ثناء کریں اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں اور نماز پڑھیں تو اس کے واسطے سب نے یوم العروبہ یعنی جمعہ مقرر کیا اور سب انصار جمع ہو کر اسعد بن زرارہؓ کے پاس پہنچے انہوں نے جمعہ کے روز سب انصار کو نماز پڑھائی اس کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں۔ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ الخ۔

ابن خزیمہؒ و دیگر ائمہ محدثین نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے قبل سب سے پہلے جس نے ہمیں جمعہ پڑھایا وہ اسعد بن زرارہؓ ہیں۔

یوم جمعہ کی خصوصیات میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا کہ اس دن آدمؑ کی مٹی جمع کی گئی اور ان کو پیدا کیا گیا پھر یہ فرمانا کہ اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ یوم جمعہ درحقیقت انسان کو اس کا مبداء و معاد یاد دلانے والا دن ہے اس دن اس کو چاہیئے کہ اپنے مبداء پر غور کرے اور پھر یہ کہ قیامت میں پھر مبعوث ہونا ہے اور اس طرح اس کی فکر اور تیاری کا قلب میں تقاضا پیدا کرے اور یہ سمجھے کہ جس طرح اللہ رب العزّت نے روئے زمین کے اجزاء کو ملا کر آدمؑ کو پیدا کیا اسی طرح نفخ صور پر قیامت کے روز تمام انسانوں کو جمع کرے گا ان کے اجزاء بدنیہ خواہ کسی بھی جگہ اور کسی بھی حالت میں ہوں ہر حالت سے ان کو یکجا جمع کرے گا اور جملہ ارواح اپنے ابدان کے ساتھ جمع ہو جائیں گی۔ پھر ہر شخص کے ساتھ اس کے اعمال و افعال جمع ہوں گے غرض اجتماعیت کی یہ تکوینی نوعیت یوم جمعہ کے ساتھ وابستہ کر دی گئی پھر یہ کہ اس دن ایک شہر کے سب مسلمان بھی یک جا جمع ہو کر نماز ادا کر رہے ہیں تو ان جملہ وجوہ سے اجتماعیت اس دن کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہے۔

ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر مسلمان پر اللہ کا یہ حق ہے کہ ہر سات روز میں ایک دن (یوم جمعہ) غسل کرے اپنے بدن اور سر کو خوب دھوئے، جمعہ کی

عہ صحیح مسلم جلد ۱

www.ahlehaq.org

عظمت وفضیلت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جمعہ کی نماز ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

اوس بن اوس الثقفیؓ بیان کرتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے جس شخص نے جمعہ کے روز غسل خوب نظافت وصفائی سے کیا اور صبح جلدی ہی مسجد کے لیے روانہ ہوا اور اوّل وقت ہی پہنچ گیا اور پیدل چلا کسی سواری پر سوار ہو کر نہیں چلا اور امام کے قریب بیٹھا اور اس کا خطبہ توجہ سے سُنا کوئی لغو کام نہیں کیا تو اس شخص کے لیے ہر قدم پر جو اس نے اٹھایا ہے ایک سال کے روزوں اور قیام اللیل کا اجر[ع] ہے۔ اسی طرح دیگر احادیث میں فضائلِ جمعہ متعدد وجوہ سے ذکر فرمائے گئے۔

(کتب احادیث کی مراجعت فرمالی جائے)

اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ کی تفسیر میں زہریؒ سے منقول ہے بیان کرتے ہیں کہ سائب بن یزیدؓ نے فرمایا جمعہ کے روز پہلی اذان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس وقت ہوتی تھی۔ جب امام خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھتا یہی دستور ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے زمانہ میں رہا جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا اور فتوحات کی وجہ سے مسلمانوں کی تعداد بہت زائد ہوگئی تھی تو عثمان غنیؓ نے مقام زوراء پر ایک اذان کا اضافہ فرمایا (جو خطبہ کی اذان سے پہلے ہوتی ہے) تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ حرمتِ بیع کا جو حکم اذانِ جمعہ پر نازل ہوا تھا اب وہ اسی اذان پر ہوگا جو قبل از خطبہ ہوتی ہے اور اس کو حضرتِ عثمانؓ نے اضافہ فرمایا۔ کیونکہ اِذَا نُوْدِیَ کا عموم اور اطلاق چاہتا ہے کہ نفس نداء جمعہ پر حرمتِ بیع کا حکم مرتب ہو۔ حضراتِ صحابہ ابتداء میں خود ہی اس قدر جلد مسجد میں آجاتے تھے کہ اذانِ خطبہ ان کی موجودگی میں ہوتی۔ لیکن جب مسلمانوں کی کثرت ہوگئی اور تجارتی کاروبار کی وسعت ہوگئی تو اندیشہ تھا کہ اذانِ خطبہ سُن کر لوگ گھروں سے نکلیں گے یا دکانیں بند کریں گے تو خطبہ فوت ہوجائے گا جس کا سُننا ضروری ہے اس وجہ سے ایک اذان کا اضافہ کیا گیا تاکہ خطبہ شروع ہونے سے قبل لوگ مسجد میں پہنچ جائیں اور فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ میں لفظ اِلٰی (جو غایت کے معنی پر دلالت کرتا ہے) خود اس مفہوم کی تعیین کر رہا ہے کہ سعی اور جمعہ کی تیاری ذکر اللہ تک پوری ہونی چاہیئے اور وہ ظاہر ہے اس صورت میں ممکن ہے کہ خطبہ سے قبل ایک اذان کے ذریعے لوگوں کو بلایا جائے۔ گویا حضرت عثمان غنیؓ کا اس اذان کا اضافہ کرنا قرآن کریم کے الفاظ سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے پھر یہ کہ وہ خلفائے راشدین میں سے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا حکم اور سنت شریعت کا قانون ہے علاوہ ازیں جملہ صحابہ نے اس عمل کو درست قرار دیا تو صحابہ کا اجماع بھی قانونِ شریعت ہے۔ نص قرآنی سے جس اذانِ جمعہ پر بیع وشراء ترک کرنے

ع ائمہ محدثین نے سنن میں اس روایت کو بیان کیا ہے اور امام ترمذی نے اس کو حدیثِ حسن فرمایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲۔

www.ahlehaq.org

کا حکم ہے یہی اذان ہوگی جو شروع میں اضافہ کی گئی۔ اس بناء پر تمام ائمہ اور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ پہلی اذانِ جمعہ کے بعد ہر قسم کا کاروبار، بیع وشراء حرام ہے اور جس اہمیت وتاکید اور نصیحت کے انداز میں قرآن کریم نے دکانیں بند کر دینے کو اور خرید وفروخت روک دینے کو فرمایا ہے اس کے ہوتے ہوئے یہ ممکن نہیں کہ اذان جمعہ کے بعد کسب معاش میں مشغولی کو حلال رزق شمار کیا جائے اس وجہ سے اس کی حرمت پر امت کا اجماع ہے۔

حافظ ابنِ کثیرؒ دمشقی نے عراک بن مالکؒ سے نقل کیا ہے کہ جب وہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر لوٹتے تو مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہوتے اور یہ کہتے اے اللہ میں نے تیری نداء پر حاضری دے دی اور تیرا فرض ادا کر چکا اور اب میں رزق کی تلاش کے لیے زمین میں چلنا پھرنا چاہتا ہوں جیسے کہ تو نے حکم دیا پس اپنے فضل سے رزق عطا فرما۔ تو خیر الرازقین ہے۔

بعض سلف سے منقول ہے کہ جو شخص جمعہ کے بعد خرید وفروخت کرے گا (یعنی جبکہ جمعہ کے لیے اس نے اپنا کاروبار بند کر دیا تھا) تو اللہ تعالیٰ اس کو ستر گنا نفع عطا فرمائے گا۔

تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ الجمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُوْرَةُ الْمُنَافِقُوْن

یہ سورت بھی دیگر مدنی سورتوں کی طرح اسلام کے بنیادی احکام اور شریعت کے اہم فیصلوں پر مشتمل ہے۔ سورت کے مضامین نفاق کی گندگی اور منافقین کی بدترین خصلتوں کے بیان پر مشتمل ہیں ابتداء میں منافقین کی اخلاقی برائیاں ذکر فرمائی گئیں اور یہ کہ دھوکہ فریب اور جھوٹ ان کی زندگی کا حاصل ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے ذلیل کردار کی مثال دنیا میں نہیں مل سکتی ان کے بیہودہ اقوال اور لغو عقائد وخیالات کا بھی ذکر کیا گیا اور یہ کہ آخرت میں ان منافقوں کے واسطے نہایت شدید عذاب اور دنیا میں ذلت ورسوائی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

سورت کے آخر میں مسلمانوں کو نصیحت کی گئی کہ دنیا کی زیب وزینت میں مشغول ہو کر خدا کی یاد اور اس کی اطاعت سے غافل نہ بنیں اگر ایسا ہوا تو یہ بہت بڑی بدنصیبی ہوگی اس پر سورت ختم فرمائی گئی۔

---

www.ahlehaq.org

اٰیاتُھا ۱۱ ۶۳ = سُوْرَۃُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِیَّۃٌ = ۱۰۴ فِیْھَا رُکُوْعَانِ

سورۂ منافقون مدنی ہے، اور اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ

جب آویں تیرے پاس منافق کہیں ہم قائل ہیں، تو رسول ہے

اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ

اللہ کا۔ اور اللہ جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ

الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً

یہ منافق جھوٹے ہیں۔ رکھی ہیں اپنی قسمیں ڈھال بنا کر،

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾

پھر روکے ہیں اللہ کی راہ سے۔ یہ لوگ بُرے کام ہیں جو کر رہے ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ

یہ اس پر، کہ وہ ایمان لائے پھر منکر ہو گئے، پھر مہر ہو گئی ان کے دل پر، اب

لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ

وہ نہیں بوجھتے۔ اور جب تو دیکھے ان کو، خوش لگیں تجھ کو ان کے ڈیل۔ اور

اِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ

اگر بات کہیں، سُنے تو ان کی بات۔ کیسے ہیں جیسے لکڑی لگادی دیوار سے۔

يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ

جو کوئی چیخے جانیں ہم ہی پر بلا آئی۔ وہی ہیں دشمن، ان سے بچتا رہ۔

www.ahlehaq.org

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝٤ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا

گردن مارے انکی اللہ۔ کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔ اور جب کہیئے ان کو آؤ :

يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ

معاف کروادے تم کو رسول اللہ کا ، مٹکاتے ہیں اپنے سر، اور تو دیکھے کہ

يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝٥ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ

وہ رُکتے ہیں اور غرور کرتے ہیں ۔ برابر ہے ان پر،

اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ

تو معافی چاہے ان کی یا نہ چاہے ۔ ہرگز نہ معاف کریگا ان کو

لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٦ هُمُ الَّذِيْنَ

اللہ مقرر اللہ راہ نہیں دیتا بے حکم لوگوں کو ۔ وہی ہیں جو

يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى

کہتے ہیں مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں رسول اللہ کے ۔ جب تک کہ

يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ

کھنڈ جاویں اور اللہ کے ہیں خزانے آسمانوں کے اور زمین کے ، اور لیکن

الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝٧ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى

منافق نہیں بوجھتے ۔ کہتے ہیں ، البتہ اگر ہم پھر گئے

الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ

مدینہ کو ، تو نکال دے گا جس کا زور ہے بے قدر لوگوں کو ۔ اور زور اللہ کا ہے ،

وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا

اور اس کے رسول کا ، اور ایمان والوں کا ، لیکن منافق نہیں

www.ahlehaq.org

ع ۱ ۸ ۱۳

يَعْلَمُوْنَ ۝٨ ع

سمجھتے

مذمّت نفاق و منافقین و تحقیق بیہودہ خصال منافقین

قال اللہ تعالیٰ۔ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ ..... الیٰ..... وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

(ربط) سورۃ الصف اور سورۃ الجمعہ میں اسلام کی عظمت و غلبہ اور اہل ایمان کے خصوصی احوال کا بیان تھا اور یہ کہ دین کے دشمن خواہ کتنی بھی سازشیں اسلام کے خلاف کریں لیکن اسلام کے غلبہ اور ظہور کو کافروں کی طاقتیں ذرّہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ اب اس سورت میں منافقین کی مذموم خصلتیں ذکر کی جا رہی ہیں کہ وہ اسلام کے لبادہ میں کس طرح اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتے ہیں۔ مقصدِ بیان یہ ہے کہ ان کی یہ کوششیں اسلام کو انشاء اللہ کوئی نقصان نہ پہنچائیں گی۔ ساتھ ہی منافقین کے ذلیل اور گندے کردار کو واضح کر دیا گیا تاکہ مسلمان سمجھ لیں کہ نفاق کی علامات اور خصلتیں کیا ہوتی ہیں اور منافقین کا کردار کیسا ہوتا ہے اور اس طرح یہ حقیقت سمجھی جا سکے کہ ایسی خصلتوں کا حامل شخص منافق ہی ہو سکتا ہے خواہ اپنی زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہو۔ فرمایا۔

اے ہمارے پیغمبر! جب آپ کے پاس منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں گواہی تو نام ہے اس اقرار و اعلان کا جو دل کے اعتقاد کے مطابق ہو اور منافق جب دل سے رسولِ خدا کی رسالت پر ایمان نہیں رکھتا تو اس کا یہ کہنا کہ ہم گواہی دیتے ہیں جھوٹ اور دھوکہ ہوا۔ اس لیے ارشاد ہوا اور اللہ جانتا ہے کہ آپ اس کے سچے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں۔ جب وہ واقع میں آپؐ کی رسالت کے قائل ہی نہیں تو پھر اس طرح کا اظہار محض دھوکہ اور فریب ہے اور اپنی اغراض حاصل کرنے کے لیے اس زبانی اقرار کو بہانہ بنایا ہوا ہے۔ حالانکہ خود بھی ان کو اس امر کا احساس ہے کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ ان منافقین نے تو اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔ جب بھی کوئی گرفت ہو تو قسمیں کھا کر اپنی جان بچا لیں۔ مسلمانوں کے حملوں سے تحفظ حاصل ہو جائے کہ جس طرح دوسرے کافروں اور مشرکوں کے خلاف غزوات و جہاد کی صورت ہوتی ہے یہ ایسے حملوں سے بچے رہیں۔ اسی کے ساتھ پھر یہ بھی مذموم حرکت کہ روکتے ہیں۔ دوسروں کو بھی اللہ کی راہ سے۔ یقیناً بہت ہی بُرا ہے یہ کام جو منافقین کر رہے ہیں کیونکہ ان کی جھوٹی قسموں کا ضرر صرف انہی تک محدود نہیں رہتا بلکہ دوسروں کو دھوکہ لگتا ہے اور اس کے علاوہ بھی دوسرے حربے اور طریقے استعمال کرتے ہیں تاکہ کوئی اسلام کے قریب نہ آئے تو ظاہر ہے اس سے زیادہ بُرا کردار کیا ہو سکتا ہے یہ سب کچھ اس وجہ سے کہ انہوں نے پہلے ایمان کا دعوےٰ کیا پھر کفر کیا تو مہر لگا

www.ahlehaq.org

دی گئی ان کے دلوں پر اس کا نتیجہ ہے کہ وہ اب کچھ نہیں سمجھتے جب دلوں پر مہر لگ گئی تو اندر کے کفر اور گندگی کے نکلنے اور دور ہونے کی توقع نہیں ہوسکتی اور نہ ہی باہر سے اب کوئی ہدایت و نصیحت ان کے دلوں تک سرایت کرسکتی ہے۔ دِل مسخ ہیں کفر و نفاق جھوٹ اور دھوکہ کی گندگیاں اندر بھری ہیں مگر ظاہری حال انہوں نے ایسا بنا رکھا ہے کہ اے مخاطب جب تو ان کو دیکھے تو تجھ کو اچھے لگیں گے ان کے اجسام ڈیل ڈول میں بہت اچھے لگتے ہوں گے، چکنے چپڑے۔ اپنی وضع اور ہیئت ایسی بنائیں گے کہ ظاہری نظر سے دیکھنے والا ان کو بڑا ہی شریف اور بھلا مانس سمجھے اور اگر وہ بات کریں تو ایسی لچھے دار میٹھی باتیں کریں کہ فصاحت و بلاغت اور انکی چرب لسانی کی بناء پر توجہ کے ساتھ تو ان کی بات سُننے لگے۔ اس ظاہری بناؤ سنوار، چکنی چپڑی باتوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ لکڑیاں ہیں۔ جن کو سہارا دے کر کھڑا کر دیا گیا ہے۔ جو دیکھنے میں موٹے تازے شہتیر نظر آتے ہیں لیکن وہ صرف دیکھنے ہی کی حد تک ہیں دیوار کے ساتھ کھڑے ہیں ان کے اندر کچھ نہیں ایسے کھوکھلے ہیں کہ ایک لمحہ بھی وہ سہارا نہ رہے تو گر پڑیں اسی طرح منافقین اپنے نفاق کی گندگیوں اور ایمان و صداقت کے جوہر سے عاری ہونے کے باعث محض سہارے پر کھڑے ہیں۔ نہ ان کی کوئی بنیاد ہے اور نہ ان میں کوئی قوت[عہ] ہے مضبوطی اور قوت تو ایمان و صداقت سے ہوتی ہے تو یہ اپنی کمزوری اور بزدلی میں ایسے ہیں کہ ہر چیخ کو اپنے اوپر ایک بلا سمجھتے ہیں۔ بزدلی اور نامردی کا یہ عالم ہے کہ ذرا بھی کہیں شور و غل سُن لیں تو دِل دھل جائیں اور سمجھنے لگیں کہ اب ہم پر کوئی آفت آئی اور ہمہ وقت اس ڈر سے اِن کے دِل لرزتے رہتے ہیں کہ ہماری منافقانہ حرکتوں اور دغابازیوں کا پردہ چاک نہ ہو اور ایسا تو نہیں ہماری ان حرکتوں کی پاداش میں ہم پر کوئی افتاد پڑ جائے خواہ وہ کتنے ہی کمزور ہوں بہرکیف اے مخاطب یا ہمارے پیغمبر اِن سے بچتے رہو۔ دغابازوں سے احتیاط عقل و فطرت کا تقاضا ہے۔ خدا انہیں غارت کرے کہاں بھٹک رہے ہیں۔

منافقین اگرچہ اپنی بیہودہ خصلتوں اور دلوں کے روگ سے ایمان کی دولت اور اس کی صلاحیت کھو بیٹھے تھے مگر پھر بھی بعض مرتبہ جب ان کی منافقانہ سازشیں کھل جاتیں اور کذب و خیانت کا پردہ فاش ہوجاتا تو کچھ لوگ ان کو سمجھانے کا ارادہ کرتے تو ایسی صورت میں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آجاؤ راہ راست پر اور اپنی گندگیوں سے تائب ہوکر رسول خدا کے پاس معافی کے لیے حاضر ہو جاؤ انسان جب تک دنیا میں زندہ ہے قبولِ حق اور توبہ کا دروازہ اس کے واسطے کھلا ہے تم اگر تائب ہوکر ایمان لاتے ہوئے

عہ شیخ الاسلام حضرت علامہ عثمانیؒ اپنے فوائد میں یہاں ایک لطیف بات فرما گئے۔ فرمایا "خشک اور بیکار لکڑی جو دیوار سے لگا کر کھڑی کر دی جائے محض بے جان اور لایعقل دیکھنے میں کتنی موٹی مگر ایک منٹ بھی بدون سہارے کے کھڑی نہیں رہ سکتی ہاں ضرورت پڑے تو جلانے کے کام آسکتی ہے یہی حال ان لوگوں کا ہے ان کے موٹے فربہ جسم اور تن و توش سب ظاہری خول ہیں اندر سے خالی بے جان محض جہنم کا ایندھن بننے کے لائق" ۱۲۔

www.ahlehaq.org

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاؤ گے تو استغفار کریں گے اور معافی طلب کریں گے تمہارے واسطے اللہ کے رسول تو اپنے سر ہلاتے ہیں تمسخر اور استہزاء کی شکل اختیار کرتے ہوئے گردن ہلا کر اور سر مٹکا کر رہ جاتے ہیں۔ اور حال یہ کہ وہ غرور و تکبر کرتے ہوتے ہیں اور انتہائی بیہودگی کا اظہار کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ کے استغفار کی ضرورت نہیں تو ظاہر ہے کہ جو قوم خدا کی رحمت اور معافی سے اس قدر بے رخی برتے اس کے واسطے یہی ہے کہ اے ہمارے پیغمبر ان پر برابر ہے۔ کہ آپ ان کے واسطے استغفار کریں یا نہ کریں۔ اللہ ہرگز ان کی مغفرت نہیں کرے گا۔ بے شک اللہ تعالےٰ ہدایت نہیں دیتا ہے نافرمان لوگوں کو ایسے نافرمان جن کا حق کی طرف کوئی رخ اور ادنیٰ توجہ ہی نہ ہو بلکہ ہر مرحلہ پر وہ دین کا مذاق ہی اڑاتے ہوں۔

ان باطنی گندگیوں کے علاوہ اخلاقی معیار سے اس قدر ذلیل ہیں کہ دنیا میں اس طبقہ سے زیادہ بداخلاق اور ذلیل کوئی نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ یہ منافقین جو یہ کہتے ہیں مت خرچ کرو ان لوگوں پر جو رسول اللہ کے قریب ہیں یہاں تک کہ وہ آپؐ سے دور اور متفرق ہو جائیں اور آپؐ کا تعلق اور مجلس میں آمد و رفت ترک کر دیں۔ اس وقت تک کسی کی کوئی امداد و اعانت نہ کرو۔ ایسے ذلیل اور بداخلاق منافقوں سے کہہ دینا چاہئے اور اللہ ہی کے لیے ہیں خزانے زمینوں اور آسمانوں کے ولیکن منافقین سمجھتے نہیں ہیں کہ جس مالک کے قبضہ میں ساری کائنات اور آسمان و زمین کے خزائن ہیں کیا وہ مالک اپنے رسول کے پاس رہنے والوں کی مدد نہیں کرے گا۔ اور کیا ان کو رزق نہیں دے گا؟ رزق تو اصل میں اللہ ہی دیتا ہے اگر کوئی صاحب مال و استطاعت شخص کسی کی دو چار مرتبہ کچھ مدد کرے گا تو یہ اس کی بے وقوفی ہوگی کہ وہ اپنے کو رازق سمجھنے لگے اور یہ سوچنے لگے کہ میں فلاں کی مدد نہ کروں گا تو وہ بھوکا مر جائے گا تو یہ ہے وہ بدعقلی اور حماقت جس میں اس قسم کے لوگ مبتلا ہوتے ہیں اسی پر بس نہیں بلکہ کہتے ہیں البتہ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹے اور وہاں پہنچ گئے تو ضرور بالضرور ہم میں سے عزت والا مدینہ سے ذلیل کو نکال دے گا یہ بھی ایک احمقانہ تخیل اور آرزو ہے اور اس شعور و فہم سے بعید ہونے کی دلیل ہے کہ انہیں نہ عزت و ذلت کی حقیقت معلوم ہے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ عزت و ذلت کس کے قبضہ میں ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ عزت و قوت تو اللہ کے لیے ہے اور اس کے رسولؐ کے لیے اور ایمان والوں کے واسطے لیکن منافقین جانتے نہیں ہیں۔ اصل عزت کا سرچشمہ تو اللہ تعالےٰ ہے اور اسی کے تعلق سے یہ عزت پہنچتی ہے اس کے رسول کے پاس اور چونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے احکام و پیغام اس کی مخلوق کو پہنچاتے ہیں تو پھر اس رسول پر ایمان لانے والوں اور اطاعت کرنے والوں کے لیے عزت ہے۔

امام بیہقیؒ نے سنن کبریٰ میں حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت میں بیان کیا ہم لوگ ایک سفر جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ دورانِ سفر ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ مہاجرین میں سے ایک شخص نے ایک انصاری کے لات ماری (اور اس کی وجہ سے اس کو چوٹ آئی) تو انصاری نے بآواز بلند پکارا یا للانصار

www.ahlehaq.org

(اے انصار آجاؤ میری مدد کرو) اس پر مہاجر نے آواز دی یٰللمہاجرین. اے مہاجرو آؤ میری مدد کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آوازیں سنیں تو فرمایا۔ یہ کیسے جاہلیت کے نعرے ہیں ایک روایت میں ہے۔ مَا هٰذَا الدَّعوى المنتنة کہ یہ کیسا بدبودار نعرہ ہے۔

عبداللہ بن ابی ابن سلول رئیس المنافقین کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو کہنے لگا اچھا یہ بات ہوگئی ہے یعنی اس پر خوش ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں ایسی فضا باہمی منافرت اور عصبیت کی پیدا ہوئی اور کہنے لگا ہم مدینہ پہنچ گئے تو ہم میں سے عزت والا مدینہ سے ذلیل کو نکال دے گا۔ اور اس سے ارادہ یہ تھا کہ مدینہ کے انصار اب مہاجرین کو مدینہ سے نکال دیں گے عبداللہ بن ابی کو زیادہ ترغیظ و غضب اس پر بھی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے قبل مدینہ کے لوگ اسی کو اپنا سردار بنانے والے تھے آپؐ کی تشریف آوری سے یہ سارا منصوبہ خاک میں مل گیا۔ جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ میں انصار کی تعداد زیادہ تھی۔ (اگرچہ بعد میں مہاجرین کی تعداد زیادہ ہوگئی) عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کو عبداللہ بن اُبی منافق کی بات سن کر بہت غصہ آیا اور کہنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اُڑادوں۔ آپؐ نے فرمایا چھوڑ دو اس کو (اگر تم نے ایسا کیا تو) لوگ کہیں گے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کراتے ہیں۔ اسی نے یہ بھی کہا لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

زید بن ارقمؓ نے سب سے پہلے جب یہ بات سُنکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تو یہ منافق فوراً آکر قسمیں کھانے لگا کہ میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔ بیان کرتے ہیں تو جب ابن اُبی قسمیں کھانے لگا اور میرے پاس کوئی ثبوت اس بات کا نہ تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات رد فرمائی اور فرمادیا کہ بس ٹھیک ہے جب یہ شخص قسمیں کھا رہا ہے۔ زید بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں مجھے اس پر انتہائی غم اور صدمہ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال مبارک میں یہ تصور پیدا ہوا کہ میں نے غلط بیانی کی ہے میرے چچا نے بھی مجھے ملامت کی تجھے کیا ضرورت تھی تو نے یہ بات جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی۔ بیان کرتے ہیں کہ میں اسی غم اور بے چینی میں تھا کہ حق تعالےٰ نے یہ سورۃ منافقون نازل فرمائی۔ فوراً ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف ایک آدمی بلانے کے لیے بھیجا۔ میں حاضر خدمت ہوا تو آپؐ نے مجھے یہ سورت پڑھ کر سُنائی اور فرمایا اللہ نے تیری تصدیق کردی۔

محمد بن اسحاقؒ امام المغازی نے اس سلسلہ میں یہ بھی روایت کیا ہے کہ اس منافق عبداللہ بن ابی کے بیٹے "عبداللہؓ" جو سچے مسلمان اور صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے نے اپنے باپ کی یہ بیہودہ بات سنی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میرے باپ کی اس بیہودہ بات پر آپ ان کو قتل کردینا چاہتے ہیں اگر آپؐ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اجازت دیجئے میں اس خبیث کا سر قلم کرکے آپؐ کے سامنے لاکر پیش کرتا ہوں اور خدا کی قسم قوم خزرج یہ بھی جانتی ہے کہ اس قوم

www.ahlehaq.org

میں مجھ سے زیادہ اپنے باپ سے اچھا سلوک کرنے والا کوئی نہیں۔ لیکن اس کے باوجود اب میں آپؐ سے یہ اجازت چاہتا ہوں کہ اس کا سر اپنے ہاتھ سے قلم کر کے آپؐ کے سامنے پیش کر دوں۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اس کام کے واسطے میرے علاوہ کسی اور کو مامور فرما دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں! ہم تو اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں گے۔

عکرمہؓ اور ابن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ اس منزل سے روانہ ہوئے مدینہ منورہ کی طرف لوٹتے ہوئے تو عبداللہ بن عبداللہ صحابی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے دروازے (شہر پناہ) پر تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے جب ان کا باپ عبداللہ بن ابی منافق آیا تو (بآواز بلند) فرمایا پیچھے ہٹ۔ خدا کی قسم تو ہی ذلیل ہے اور رسولؐ اللہ عزیز ہیں جب تک وہ اجازت نہ دیں گے تو ہرگز مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ کو اپنے باپ کی اس بیہودہ بات پر اس قدر غصہ تھا کہ جب قافلہ سفر کے لیے روانہ ہونے لگا تو تلوار نکال کر باپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہا جب تک تو اقرار نہ کرے گا کہ میں ذلیل ہوں اور رسول اللہ عزت والے ہیں ہرگز تجھے زندہ نہ چھوڑوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے منافق باپ کی گردن زمین پر رگڑنے لگے اور کہا اقرار کر کہ تو ذلیل ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزیز ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ

اے ایمان والو! نہ غافل کریں تم کو تمہارے مال

وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے۔ اور جو کوئی یہ کام کرے، تو

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۹ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ

وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں آئے۔ اور خرچ کرو کچھ ہمارا دیا،

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْ

اس سے پہلے، کہ پہنچے کسی کو تم میں موت، تب کہے اے رب! کیوں

لَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ

نہ ڈھیل دی مجھ کو ایک تھوڑی مدت، کہ میں خیرات کرتا، اور ہوتا

www.ahlehaq.org

مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ

نیک لوگوں میں - اور ہرگز نہ ڈھیل دے گا اللہ کسی جی کو، جب پہنچا

اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱﴾ ع

اس کا وعدہ - اور اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو -

تنبیہ وتحذیر اہل ایمان از غفلت ذکر اللہ وتاکید انفاق فی سبیل اللہ

قال اللہ تعالیٰ. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ..... الیٰ ..... وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

(ربط) ابتداء سورت سے جملہ آیات منافقین کے کردار اور ان کی مذموم ترین خصلتوں کے بیان پر مشتمل تھیں۔ اب اِن آیات میں ایسے اسباب غفلت سے مسلمانوں کو چوکنا فرمایا گیا جو انسان کو ایمان وتقویٰ کی حقیقت سے دور کر دیں اور غفلت ہی دراصل نفاق کا پیش خیمہ ہے نفاق کی اصل حقیقت جب یہ معلوم ہوگئی کہ دل میں ایمان نہ ہو اور زبان سے ایمان کا دعویٰ اور اعلان ہو تو مال واولاد کے فتنوں میں بھی مبتلا ہونے سے یہی نوعیت قلب کی ہو جاتی ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب الایمان میں ایک باب باندھا ہے۔ جس میں ایمان کے مہلکات اور مضرات میں غفلت۔ نفاق اور اصرار علی المعاصی کو شمار فرمایا۔ اس لیے ارشاد فرمایا جارہا ہے۔

لے ایمان والو! غافل نہ بنا دیں تم کو تمہارے مال اور نہ تمہاری اولاد اللہ کی یاد اور اس کے ذکر سے اور جو شخص بھی تم میں سے ایسا کرے تو یقیناً ایسے لوگ ناکام وذلیل ہوں گے دنیا کی ہر نعمت اور زیب وزینت محض نظر کا فریب ہے اگر اس فریب دنیا میں پھنس کر خدا کو بھلا دیا تو اس سے بڑھ کر اور کیا ذلت وخسارہ ہوسکتا ہے آخرت کا توشہ تو ذکر الٰہی اور اس کی یاد ہے اس کی تیاری میں لگ جانا چاہیئے لہٰذا اے ایمان والو سوچو اور فکر آخرت کرتے ہوئے خرچ کرو اللہ کی راہ میں اس مال سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے

اس سے قبل کہ آجائے تم میں سے کسی کے سامنے موت۔ پھر وہ یہ کہے اے میرے پروردگار کیوں نہ مہلت دے دی تو نے مجھ کو ایک قریب مدت تک کے لیے کہ میں صدقہ کرلوں اور صالحین ونیکو کاروں میں سے ہو جاؤں۔ لیکن ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں کہ موت سامنے آچکی ہو اس قسم کی تمنا وآرزو ہرگز نہیں ہوسکتی اور کبھی بھی اللہ نفس کو مہلت نہیں دے گا جب کہ اس کی موت آچکی ہو کیونکہ خدا کا قانون ہے کہ جس انسان کے لیے موت کا جو وقت طے کر دیا نہ اس کی موت اس وقت سے مقدم ہوسکتی ہے اور نہ مؤخر ہوسکتی ہے۔ اور اے انسانو! خوب جان لو اللہ تو بہت ہی خبر رکھنے والا ہے اُن اعمال کی جو تم کرتے ہو۔ ہر ایک پر آخرت میں اس کے اعمال کے

www.ahlehaq.org

مطابق جزاء وسزا ہو گی۔ اس وجہ سے انسان کو جو بھی موقعہ میسر آئے اس کو ضائع نہ کرے بلکہ اپنی زندگی اور زندگی کے لمحات کو آخرت کی سعادت حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے۔

حافظ ابن کثیرؒ نے عبداللہ بن عباس رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے یہ فرمایا جس کسی کے پاس اتنا مال ہے کہ وہ اس کو بیت اللہ تک پہنچا سکتا ہے یا اتنا مال ہے کہ اس پر زکوٰۃ لازم ہے مگر پھر بھی نہ اس نے حج کیا اور نہ زکوٰۃ ادا کی تو موت کے وقت اس کی یہی حالت ہو گی کہ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ اے پروردگار کیوں نہیں مجھ کو تو اتنی مہلت دے دیتا کہ میں صدقہ کروں اور صالحین میں سے ہو جاؤں۔ ایک شخص حاضرین مجلس میں سے کہنے لگا اے ابن عباسؓ موت کے وقت مہلت کا فر مانگتا ہے تم خدا سے ڈرو کہ اس کو اہل اسلام میں سے ان لوگوں پر محمول کر رہے ہیں جو مالی حقوق اور فرائض ادا نہ کریں۔ عبداللہ بن عباسؓ فرمانے لگے ابھی میں تم کو آیتِ قرآن پڑھ کر سناتا ہوں اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ۔ الخ مطلب یہ تھا کہ یہ آیت اہل ایمان کو خطاب ہے اور اسی میں سے اس فرد کا یہ حال ذکر کیا جا رہا ہے "لَوْ لَآ اَخَّرْتَنِیْٓ"، الخ کہ وہ اس طرح تمنا کرے گا کہ کاش مجھے کچھ وقت مل جائے یا دوبارہ مجھ کو دنیا میں لوٹا دیا جائے۔ غرض حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس جواب سے مخاطب کو بتا دیا سکراتِ موت آنے پر موت کے ٹلنے کی تمنا یا مرنے کے بعد دنیا کی طرف واپسی کی درخواست کافروں ہی کے ساتھ مخصوص نہیں یہ تمنا وہ بدعمل لوگ بھی کریں گے جنہوں نے فرائض دین ادا کرنے میں کوتاہی کی اور اللہ کی نافرمانی کی روش اختیار کی۔

فتنۂ مال اور فتنۂ جاہ انسان کے لیے سعادت سے محرومی کا باعث ہے

سورۂ منافقون کی ان آیات لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ۔ دو عظیم فتنوں کی نشاندہی فرمائی گئی۔ ایک مال و دولت کا اور دوسرا عزت و جاہ کا تو حق تعالیٰ نے یہ فرمادیا کہ اللہ کے پاس آسمانوں اور زمین کے خزانے ہیں تو یہ دونوں چیزیں اگرچہ فی ذاتہٖ بری نہیں لیکن ان کا غلط استعمال مذموم ہے۔ ان کو اگر غلط استعمال کیا گیا تو ہلاکت و بدنصیبی ہے اور اگر صحیح استعمال کیا گیا تو اللہ کا تقرب اور کامیابی ہے۔ چنانچہ اس مال کو دین اور مرکز ہدایت سے لوگوں کو منتشر کرنے کے لیے خرچ کرو گے اور عزت و جاہ کو اس کام کے لیے صرف کرو گے کہ مسلمانوں کو ان کی جگہ سے نکالو تو اس مال اور عزت و وجاہت سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں۔

لہٰذا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ میں اس سے بچنے کی تعلیم دی گئی اور اس کے بالمقابل صحیح مصرف بتایا گیا وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ۔ اسی مقصد کی تکمیل کے لیے شریعت نے حصول مال کے طریقے بیع و شراء کے احکام نازل کر کے متعین کر دیئے۔ عزت و جاہ کو اگر تخریب دین کے بجائے اس غرض

www.ahlehaq.org

سے حاصل کیا جائے کہ اس سے دین کی تعمیر اور مخلوقِ خدا کی راحت رسانی کی سعادت حاصل کی جا سکے تو پھر مذموم نہیں۔

جاہ و منصب اور طلبِ عہدہ اور اس کے واسطے کوشش و درخواست وغیرہ شریعت نے اسی لیے ناجائز قرار دی کہ انسان نفس کی گمراہیوں میں پڑ کر اس کو کبر اور خلق خُدا پر جور و استبداد کا ذریعہ نہ بنا لے ہاں اگر اخلاص نیّت اور صدق قلب سے کسی عہدہ و منصب سے دین کی خدمت اور اعلاء کلمۃ اللہ چاہتا ہے تو جائز ہے۔

جیسے کہ حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام نے عزیز مصر سے فرمایا۔ اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ۔ لیکن ایسی طلب پر اقدام کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس شخص کا حضرت یوسف علیہ السّلام جیسا تقویٰ اور دیانت اور اخلاص ہو کہ حاصل شدہ منصب کو صرف اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں پر استعمال کرے۔

تم بحمداللہ تفسیر سُوْرَۃُ الْمُنٰفِقُوْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ التَّغَابُنِ

سورۃ التغابن بھی مدنی سورت ہے جس کی اٹھارہ آیات اور دو رکوع ہیں۔

اگرچہ یہ سورت مدنی ہے لیکن اس کا موضوع بیان مکّی سورتوں کی طرح توحید والوہیّت کا اثبات اور عقائد اسلام کی تحقیق و تثبیت ہے اکثر صحابہ اور ائمہ سے یہی منقول ہے۔

سورت کی ابتداء میں حق تعالےٰ شانہٗ کی عظمت و جلال اور اس کی تقدیس و تسبیح کا بیان ہے ساتھ ہی انسان کو دو قسموں میں منقسم کر کے بتا دیا گیا کہ تمام دنیا کے انسان ان دو قسموں میں بٹے ہوئے ہیں فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ کہ اللہ کی نظر میں یہ دو قومیں اس طرح تقسیم کر دی گئی ہیں ایک قوم اہلِ ایمان کی ہے خواہ وہ دنیا کے کسی خطہ میں بھی بستے ہوں وہ ایک دوسرے کے بھائی ہیں دوسری قوم کافروں کی ہے جو اہلِ ایمان سے بالکل جُدا ہیں کسی ایک خطہ یا وطن میں بسنے والے مؤمن و کافر ہرگز ایک قوم نہیں ہو سکتے اور نہ ہی برادری کی تقسیم اور امتیاز وطن اور نسل کے لحاظ سے ہے بلکہ عقیدہ اور ایمان کی بنیاد پر دائر ہے اسی وجہ سے شریعت نے مسلم و کافر کے درمیان وراثت کا رشتہ بھی کالعدم کر دیا اور فیصلہ کر دیا گیا لَا یَرِثُ الکافرُ المسلمَ، کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا خواہ وہ باپ بیٹے ہوں۔

www.ahlehaq.org

پھر ان گزشتہ اقوام و امم کی مثالیں پیش کی گئیں جو اپنے رسولوں کی تکذیب کرتی تھیں کہ ان پہ خدا کا کیسا عذاب نازل ہوا۔ اسی کے ساتھ اس سُورۃ میں بعث بعد الموت کو ثابت کیا۔ اللہ کی عبادت و بندگی کا حکم دیا گیا اور اس پر بھی آگاہ کیا گیا کہ انسان کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے برگشتہ کرنے والی کیا کیا چیزیں ہیں اور اختتام سورت پر اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے ایثار و قربانی پر آمادہ کیا گیا۔

اٰیَاتُهَا ۱۸ ۶۴ = سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ = ۱۰۸ فِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ تغابن مدنی ہے، اور اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے، جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ

پاکی بولتا ہے اللہ کی جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں، اسی کا

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱ هُوَ

راج ہے، اور اسی کو تعریف ہے اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے۔ وہی ہے

الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا

جس نے تم کو بنایا پھر کوئی تم میں منکر ہے اور کوئی تم میں ایماندار، اور اللہ جو

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۲ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ

کرتے ہو دیکھتا ہے۔ بنائے آسمان اور زمین تدبیر سے، اور

صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۳ يَعْلَمُ مَا فِي

صورت کھینچی تمہاری، پھر اچھی بنائی تمہاری صورت اور اسی کی طرف پھر جانا ہے۔ جانتا ہے جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ

ہے آسمانوں میں اور زمین میں، اور جانتا ہے جو چھپاتے ہو اور جو کھولتے ہو۔ اور اللہ کو

www.ahlehaq.org

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴﴾ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

معلوم ہے جیوں کی بات ۔ کیا پہنچا نہیں تم کو احوال ان لوگوں کا؟ جو منکر

مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۵﴾

ہو چکے ہیں پہلے۔ پھر چکھی سزا اپنے کام کی اور ان کو دکھ کی مار ہے ۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ

یہ اس پر کہ لاتے تھے ان پاس ان کے رسول نشانیاں ، پھر کہتے کیا آدمی

يَّهْدُوْنَنَا ۫ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ

ہم کو راہ سوجھا دیں گے ؟ پھر منکر ہوئے اور منہ موڑا اور اللہ نے بے پروائی کی ۔ اور اللہ بے پروا ہے

حَمِيْدٌ ﴿۶﴾ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى

سب خوبیوں سراہا۔ دعوے کرتے ہیں منکر ، کہ ہرگز انکو اٹھانا نہیں ۔ تو کہہ کیوں نہیں!

وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى

قسم ہے میرے رب کی، تم کو بیشک اٹھانا ہے، پھر تم کو جتانا ہے جو تم نے کیا ۔ اور یہ اللہ

اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷﴾ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ

پر آسان ہے ۔ سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر، اور اس نور پر جو ہم نے اتارا۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۸﴾

اور اللہ کو تمہارے کام کی خبر ہے ۔

تقسیم اولاد آدم در قسم مؤمن و کافر و انکار وحدت قومیہ بلحاظ وطن

قال اللہ تعالیٰ ۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ .... الیٰ .... وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

(ربط) گزشتہ سورۃ منافقوں میں منافقین کے احوال اور ان کی مذموم خصلتوں کا بیان تھا۔ اس کے ضمن

www.ahlehaq.org

ہیں ابن اُبی منافق کی وہ بات بھی ذِکر کر دی گئی تھی کہ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ جس کے ذریعے اس منافق نے وطنی عصبیّت کو ہوا دینی چاہی تھی اور ایمانی اخوت و وحدت جو انصار و مہاجرین میں قائم ہو چکی تھی اس کو پارہ پارہ کرنا چاہا تھا تو اس سورت میں نہایت واضح طور سے یہ ہدایت کی جا رہی ہے کہ خدا تعالےٰ نے اولادِ آدم اور تمام انسانوں کو صرف دو قسم میں تقسیم کر دیا ہے اور وہ تقسیم وطن اور جغرافیہ کے لحاظ سے نہیں بلکہ عقیدہ کے لحاظ سے ہے ایک قسم برادری اہل ایمان کی ہے وہ ایک دوسرے کے بھائی ہیں خواہ کہیں رہتے ہوں اور کسی بھی خطہ میں بستے ہوں دوسری قسم اور برادری کافروں کی ہے۔ اسی طرح۔ اس لیے اب یہ امتیاز و فرق مسلمانوں کو اپنے دلوں سے نکال دینا چاہیئے کہ کون عرب ہے کون عجم کون ایرانی اور کون رومی و ترکستانی۔ تو فرمایا۔

پاکی بیان کرتی ہیں اللہ ہی کی وہ تمام چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں۔ اسی کی بادشاہی ہے ہر عالم میں اور اسی کے لیے تعریف ہے اور ہر قسم کی حمد و ثناء اور وہی ہر چیز پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے تو جو پروردگار آسمانوں اور زمین کا خالق اور کائنات کی ہر چیز کا مالک ہے اور اسی کی ہر عالم میں بادشاہت ہے بلاشبہ اسی لائق ہے کہ ہر چیز اس کی پاکی بیان کرے اور اسی کی حمد و ثناء میں مشغول رہے۔ وہی ہے پروردگار اے انسانو! جس نے تم کو پیدا کیا پھر کوئی تم میں سے کافر ہے اور کوئی تم میں سے مؤمن ہے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس کو دیکھنے والا ہے۔ لہٰذا ایمان لانے والوں کو ان کے ایمان کی جزاء دے گا اور منکر و کافر کو اس کے کفر و نافرمانی پر عذاب دے گا۔ اصل میں تو ہر انسان کو اپنی عقل سے خالق کائنات کو پہچان کر ایمان لانا چاہیئے تھا جب کہ ربّ العزّت نے اس میں یہ جوہر بھی رکھ دیا ہے جس کو اس کی زبان میں "فطرت" کہا جاتا ہے جیسے کہ ارشاد ہے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا كل مولودٍ يولدُ عَلَى الْفِطْرَةِ الخ اس فطرت اور قبول حق کی صلاحیت کو چاہیئے تھا کہ قائم رکھتا۔ حالاتِ گرد و پیش سے متاثر نہ ہوتا۔ یا اغراض و نفس کی خواہشات سے حق تعالےٰ کی حقانیت پہچان کر اپنے کسبِ اختیار سے گمراہی کا راستہ اختیار نہ کرتا لیکن جب اس گمراہ انسان نے اپنے ارادہ اور اختیار سے حق کو ٹھکرایا تو سزا کا مستحق بنا جو آخرت میں ضرور اس پر واقع ہو کر رہے گی اور مؤمن نے حالات کا مقابلہ کیا نفس و شیطان کے گمراہ کن اسباب کو پامال کر کے حق پر استقامت اختیار کی تو بلاشُبہ اس کا مستحق ہوا کہ آخرت کی نعمتوں اور راحتوں سے نوازا جائے۔ پیدا کیا ہے اس پروردگار نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک کہ ہر ایک مخلوق اپنی حالت سے اس کی صناعی اور کاریگری کی گواہی دے رہی ہے پھر اس کی تدبیر بھی ایسی صحیح کہ آج تک کسی چیز میں کوئی خلل نہیں اور اے انسانو! تمہاری صورت بنائی پھر اچھا بنایا تمہاری صورتوں کو حتیٰ کہ احسنِ تقویم میں انسان کو پیدا کیا کہ تمام جانوروں سے اس کی خلقت اچھی ہے دیکھنے میں بھی خوبصورت اور عقلی اور فکری صلاحیتوں سے نوازا اور اس امتیاز و شرف سے اس کو تمام کائنات پر برتری اور فضیلت عطا کر دی جیسے کہ ارشاد ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ اور اسی کی طرف لوٹنا ہے اس لیے انسان کو اسی کی فکر کرنی چاہیئے۔ جو ایمان اور عمل صالح ہے۔ وہ پروردگار جانتا ہے۔ اے انسانو! وہ تمام جو تم چھپاتے ہو اور وہ بھی جو تم

www.ahlehaq.org

ظاہر کرتے ہو اور ظاہر و پوشیدہ کیا؟ اللہ تو جاننے والا ہے دل والی چیزوں کا کہ انسان کے دل میں کس قسم کے عقائد ہیں۔ کیا خیالات ہیں کیا سوچتا ہے اور کن چیزوں کی طرف میلان و رغبت ہے اور کن چیزوں سے نفرت تو جو ذات دل کی کیفیات اور احوال سے باخبر ہو وہ انسانوں کے اعمال و افعال سے کیسے بے خبر رہ سکتی ہے اور یہی اعتقاد اصلاحِ زندگی اور آخرت کی طرف اس کا رخ کرنے کا معیار ہے۔

اور یہ بات محض اعتقادی اور ذہنی ہی نہیں ہے بلکہ تاریخی حقائق و شواہد اس کے گواہ ہیں کہ خدا تعالےٰ ہر چیز سے باخبر ہے اور ہر عمل کا بدلہ انسان کے سامنے آکر رہتا ہے۔ خیر و شر اور ہدایت و گمراہی کے ثمرات تاریخ عالم سے ثابت ہیں کہ ضرور انسان سے مرتب ہوتے ہیں جو اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اور ہر عمل پر اس کا ثمرہ ضرور مرتب ہوتا ہے تو اے لوگو! کیا تم کو نہیں پہنچیں خبریں ان لوگوں کی جنہوں نے پہلے کفر کیا۔ جیسے قوم عاد و ثمود وغیرہ۔ چنانچہ انہوں نے چکھی سزا اپنے عمل کی اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے۔ جس سے کوئی منکر اور کافر نہیں بچ سکتا۔ یہ سب کچھ اس بناء پر ہے کہ ان پہلی امتوں کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں اور معجزات لے کر آئے جس پر انہوں نے کہا کیا ایک بشر ہم کو ہدایت دے رہا ہے اور اللہ کا راستہ دکھانے اور سمجھانے کے لیے ہمارے پاس آیا ہے تو اللہ کے رسول کے بشر ہونے کی وجہ سے انکار کیا اور منہ موڑ لیا ان کا اعتقاد یہ تھا کہ بشر کی جنس سے کوئی فرد بشر رسول خدا نہیں ہو سکتا اور رسالت و بشریت میں انہوں نے تضاد سمجھا جس سے وہ گمراہی کا شکار بنے اور اللہ ان سے بے نیاز ہوا جب کہ وہ اللہ سے اپنا رُخ موڑ چکے تھے اور اللہ تو ہر حال میں بڑا ہی بے نیاز قابل تعریف[عہ] ہے۔ جس کی کائنات میں مخلوق حمد و ثناء کرتی ہے تو اس کو کیا پرواہ اگر کچھ انسان اپنے اس لغو تخیل کے باعث خدا کے رسول پر ایمان نہ لائیں۔

کافروں نے تو یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ مرنے کے بعد ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے اور رسالت کی طرح بعث بعد الموت کے بھی منکر ہیں اے ہمارے پیغمبر کہہ دو کیوں نہیں ضرور بالضرور تم کو دوبارہ اٹھایا جائیگا۔ پھر تم کو بتایا جائے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ اور یہ سب کچھ اللہ پر نہایت ہی آسان ہے تو اے لوگو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے اتارا ہے وہ قرآن کریم ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا۔ اور اللہ خوب جانتا ہے وہ تمام کام جو تم کرتے ہو۔

عہ حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں (کسی کا) اس آیت سے یہ ثابت کرنا کہ رسول کو بشر کہنے والا کافر ہے انتہائی جہل اور الحاد ہے اس کے برعکس اگر کوئی یہ کہہ دے کہ یہ آیت ان لوگوں کے کفر پر دلالت کر رہی ہے جو رسل بنی آدمؑ کے بشر ہونے کا انکار کریں تو یہ دعویٰ پہلے دعوے سے زیادہ قوی ہوگا، سبحان اللہ تعبیر میں کیسی لطافت اور کس قدر نرمی ہے۔ انّ ھٰذا لعلمٌ ۱۲

www.ahlehaq.org

تو تمہارے ایمان لانے کے بعد جیسے بھی اعمال ہوں گے اسی کے مطابق قیامت کے روز جزا وسزا کا معاملہ ہوگا۔

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ

جس دن تم کو اکٹھا کرے گا جمع ہونیکے دن ،

ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ

وہ دن ہے ہارجیت کا - اور جو کوئی یقین لاوے اللہ پر اور کرے کام

صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

بھلا ، اُتارے اس سے اسکی برائیاں ، اور داخل کرے اس کو باغوں میں جن کے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

نیچے بہتی ندیاں ، رہا کریں ان میں ہمیشہ ، یہی ہے بڑی مراد

الْعَظِيْمُ ۝۹ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ

ملنی - اور جو منکر ہوئے ، اور جھٹلائیں ہماری آیتیں وہ ہیں

ع ۱۰ ۱۵ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۱۰ مَآ

دوزخ والے رہا کریں اس میں - اور بُری جگہ پہنچے - نہیں

اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ

پڑتی کوئی تکلیف بن حکم اللہ کے - اور جو کوئی یقین

بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۱ وَاَطِيْعُوا

لاوے اللہ پر، راہ بتاوے اُسکے دل کو۔ اور اللہ کو ہر چیز معلوم ہے۔ اور حکم مانو

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا

اللہ کا، اور حکم مانو رسول کا - پھر اگر تم منہ موڑو، تو ہمارے رسول کا کام

www.ahlehaq.org

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

..یہی ہے پہنچا دینا کھول کر - اللہ ! اس بن کسی کی بندگی نہیں۔ اور اللہ پر چاہیئے بھروسا کریں

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ

ایمان والے - اے ایمان والو! بعضی تمہاری جوروئیں

وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا

اور اولاد دشمن ہیں تمہارے ، سو ان سے بچتے رہو اور اگر معاف کرو

وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَآ

اور درگذر کرو ، اور بخشو ، تو اللہ ہے بخشنے والا مہربان - تمہارے

اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾

مال اور اولاد یہی ہیں جانچنے کو۔ اور اللہ جو ہے اس کے پاس ہے نیگ بڑا۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا

سو ڈرو اللہ سے جہاں تک سکو ، اور سنو اور مانو ، اور خرچ کرو

خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

اپنے بھلے کو - اور جس کو بچا دیا اپنے جی کے لالچ سے، سو وہ لوگ وہی

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ

مراد کو پہنچے - اگر قرض دو اللہ کو اچھی طرح قرض دینا ، وہ دونا کر کر

لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ

دے تم کو ، اور تم کو بخشے - اور اللہ قدر دان ہے تحمل والا - جاننے والا چھپے

وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ ع

اور کھلے کا ، زبردست حکمت والا -

ع ۲ ۱۶

www.ahlehaq.org

تنبیہ بر فکر آخرت و ترغیب ایمان و عمل صالح
و نصیحت برائے صبر و استقامت و اطاعت خداوندی

قال اللہ تعالےٰ۔ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ..... الیٰ ..... الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

(ربط) گزشتہ آیات میں ان نافرمانوں پر وعید تھی جو اللہ کے پیغمبر پر ایمان لانے کی بجائے نافرمانی و بغاوت کرتے رہے اور اللہ نے اپنے رسول کے ذریعے قیامت اور جزاء و سزا کے امور سے جب آگاہ کیا تو ایسے نافرمان اور گستاخ ان باتوں کا انکار و تمسخر کرنے لگے ان مضامین کے بعد اب ان آیات میں حق تعالےٰ شانہٗ نے قیامت کے احوال بیان فرمائے اور یہ کہ منکرین کا روزِ قیامت کیا حشر ہوگا اور اہل ایمان کیسی کیسی نعمتوں اور اللہ کی عنایتوں سے سرفراز ہوں گے۔ تو ارشاد فرمایا۔

جس روز کہ وہ پروردگار تم کو جمع کرے گا۔ سب انسانوں کے جمع ہونے کا دن میدان حشر میں تو وہ دن ہوگا ہارجیت[عہ] کا۔ کوئی ذلیل و ناکام اور کوئی کامیاب و سربلند پوری زندگی کی ہارجیت کا منظر انسان بس اسی روز دیکھے گا۔ اور جو لوگ اللہ پر ایمان لائیں اور نیکی کے کام کریں تو اللہ ان کی برائیوں کو مٹا دے گا اور ان کو ایسے باغوں اور محلات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں جو ہمیشہ ان باغوں میں رہنے والے ہوں گے یہی سب سے بڑی کامیابی ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری نشانیاں جھٹلائیں تو یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

تو ان حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے انسانوں کو چاہیئے کہ ہارجیت کے اس دن کی فکر کریں اور وہ کام کریں جس پر کامیابی اور جیت ہو۔ اور ان کاموں سے بچیں جس سے ذلت و ناکامی اور ہار ہو۔

فیا رب وفقنا لما تحب وترضیٰ من القول والعمل والنیۃ وثبتنا علیٰ ملۃ الاسلام توفنا مسلمین والحقنا بالصالحین غیر خزایا ولا ندامیٰ ولا مفتونین۔ آمین یا رب العٰلمین۔

عہ یہ ترجمہ لفظ تغابن کا کیا گیا۔ تغابن جو غبن سے مشتق ہے۔ باب تفاعل کی خاصیت سے اسی معنی کو ادا کر رہا ہے۔ کیونکہ ہر ایک کو قیامت میں یہی تمنا ہوگی کہ میں دوسرے سے بازی لے جاؤں اور اس کے مقابلہ میں میری جیت ہو جائے۔ مقاتل بن حیانؒ سے منقول ہے فرمایا اس سے بڑھ کر اور کیا ہارجیت ہوگی کہ ایک گروہ جنت کی طرف چلا جائے اور دوسرے گروہ کو جہنم میں جھونک دیا جائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ یوم التغابن قیامت کا نام ہے اور قیامت کا دن یوم الجمعہ بھی ہے کہ اس روز اولین و آخرین ایک ہی میدان میں جمع ہوں گے (تفسیر ابن کثیر ج ۴) ۱۲

www.ahlehaq.org

ایمان کی حقیقت اس بات کا بھی تقاضا کرتی ہے کہ مؤمن اپنی زندگی کے ہر مرحلہ پر یہ بھی یقین رکھے کہ نہیں پہنچتی ہے کوئی مصیبت مگر اللہ ہی کے حکم سے۔ اور جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے اللہ اس کے قلب کو سیدھا راستہ بتاتا ہے اور اللہ ہر چیز خوب جاننے والا ہے۔ تو جو لوگ تکلیف و راحت اور نرمی و سختی غرض ہر حالت کو اللہ کی ہی طرف سے جانتے ہوئے اسی کے حکم سے فرماں بردار و مطیع رہیں گے۔ خدا تعالےٰ ان کے اعتقاد و عمل ہر حالت کا خوب علم رکھنے والا ہے اور اس پر بدلہ بھی دینے والا ہے۔ اے ایمان والو اسی پر قائم رہو اور اطاعت کرتے رہو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اگر تم روگردانی کرو گے تو ہمیں کوئی نقصان نہ ہوگا اس کا نقصان تو ہر اس شخص پر ہوگا جو روگردانی کرنے والا ہے بس ہمارے رسول پر تو واضح طور سے اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے جب اللہ کے رسول نے اللہ کے احکام پہنچا دیئے تو اس کے بعد عملی ذمہ داری مخاطبین پر عائد رہے گی سو جیسا کچھ بھی عمل کریں گے اس کا ثمرہ سامنے آجائے گا عمل خیر اور سعادت کی راہ سے بھٹکانیوالی باتوں سے انسان کو بے خبر اور بے فکر نہ ہونا چاہیئے اس لیے اے ایمان والو! سُن لو یقیناً تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد میں سے کچھ تمہارے دشمن بھی ہوتے ہیں۔ سو ان سے احتیاط رکھو اگر وہ تم کو راہ راست خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے بھٹکانا چاہیں یا ان کی محبت و دلجوئی میں اللہ کے احکام فراموش کر دو۔ بے شک اس طرح کا طرز اولاد اور بیویوں کا اہلِ ایمان کے واسطے باعثِ اذیت و تکلیف ہے لیکن بجائے اس کے کہ تم ان سے قطع تعلق کر لو یا ان کو کوئی تکلیف پہنچاؤ مناسب یہ ہے کہ درگذر کرو اور اگر تم ان ایذاؤں کو دل سے مٹا دو اور درگذر کرو اور معاف کر دو تو بہتر ہے کیونکہ اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے اس بناء پر اگر اولاد و بیویوں میں سے ایسی کوئی بات پیش آئے جس میں تمہاری حق تلفی ہے تو اس پر بجائے برافروختہ ہونے کے

عہ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ کی تفسیر میں اعمشؒ ابو ظبیانؒ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم علقمہؒ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے جب یہ آیت پڑھی۔ تو ان سے اس کے معنی دریافت کیئے گئے۔ فرمایا اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب کسی شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو یقین کرے کہ یہ تقدیر خداوندی سے ہے۔ اور اس پر راضی ہو صبر و سکون اختیار کرے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہ یقین کرے کہ قضا الٰہی کو کوئی لوٹا نہیں سکتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہدایت قلب کے معنی یہ ہیں کہ اس پر ثواب کی امید رکھے اور بعض ائمہ فرماتے کہ يَهْدِ قَلْبَهٗ ہر نقصان اور مصیبت پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا ہے۔ صحیح بخاری اور مسلم میں روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عجیب حال ہے مؤمن کا جو بھی قضا و قدر سے اس پر پیش آتا ہے اس کو اس چیز میں اجر و ثواب ہی ملتا ہے اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور اس پر صبر کرتا ہے تو اس پر بھی اجر و ثواب ہے اور اگر کوئی راحت و نعمت حاصل ہوتی ہے اور اس پر شکر کرتا ہے تو اس پر بھی اس کو ثواب ملتا ہے غرض مؤمن ہر طرح سے خیر ہی خیر کماتا ہے۔ ۱۲ (تفسیر ابن کثیر۔ صحیحین۔)

www.ahlehaq.org

درگذر اور عفو ہی بہتر ہے مگر پھر بھی یہ بات نہ بھلانا بے شک تمہارے مال اور اولاد تمہارے واسطے ایک آزمائش ہے جس کے ذریعے اللہ اپنے بندوں کو آزماتا ہے تو جو لوگ اس آزمائش میں کامیاب ہوں تو بس اللہ تو ابیسار رحیم و کریم ہے کہ اس کے یہاں بڑا ہی عظیم ثواب ہے۔ خدا کی آزمائش میں کامیابی اور اجرِ عظیم کا استحقاق اسی میں مضمر ہے کہ بس اللہ سے ڈرتے رہو جہاں تک تم سے ہو سکے اور اس کے احکام سنتے رہو اور اطاعت و فرماں برداری کرتے رہو اور بدنی عبادات و حقوق کی تکمیل کے ساتھ کچھ خرچ بھی کرو اللہ کی راہ میں اپنے ہی فائدہ کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ سے روکنے والی خصلت مال کی محبت و لالچ ہے جو انسان کو ایسی سعادت سے محروم کر دینے والی بدترین خصلت ہے اس لیے ہر انسان کو چاہیئے کہ اس مذموم خصلت سے اپنے آپ کو پاک رکھے اور حقیقت یہی ہے جو لوگ اپنے آپ کو نفس کی خواہش اور مال کی محبت سے بچالیں تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے ہرگز کسی کو یہ تصوّر نہ کرنا چاہیئے کہ اس کے مال میں کمی آجائے گی بلکہ یہ تو اللہ کو قرضہ حسنہ دینا ہے اگر تم اللہ کو دو گے اچھی قرض دینا خوش دِلی اور اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے تو اللہ تعالےٰ اس کو بڑھائے گا تمہارے واسطے اور مغفرت کرے گا۔ تمہارے لیے تمہاری ان کوتاہیوں کی جو عبادات اور فرائض کی ادائیگی میں تم سے ہو جاتی ہیں۔ اور اللہ تو بڑا ہی قدردان ہے حلم و درگذر والا کر معمولی چیز کو بھی نظرِ کرم سے قبول فرمالے اور اس قلیل مقدار پر اجرِ عظیم عطا فرما دے کہ ایک نیکی کو دس گنا سے سات سو تک پہنچا دے اور کبھی صدقہ کی ایک کھجور پہاڑ کے برابر بنا دے جیسے کہ حدیث میں ارشاد ہے اگر بندہ حلال اور پاک کمائی سے صدق دل سے ایک کھجور بھی اللہ کی راہ میں صدقہ کرے تو اللہ اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے پھر اس کو نشو و نما فرماتا ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنے بچھڑے کو پالے یہاں تک کہ وہ ایک کھجور پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے کس کی کھجور پہاڑ کے برابر ہو سکتی ہے اور کس کی اس مقام سے کم رہتی ہے یہ سب کچھ اللہ رب العزت کے حوالہ ہے وہی پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے زبردست حکمت والا ظاہری اعمال اور باطنی احوال کی اس کو خبر ہے۔ اس کے مطابق ثمرات اعمال اور جزائیں بندوں کو عطا کی جاتی ہیں اور ہر ایک کو جو کچھ دنیوی اور اخروی جزا دی جاتی ہے وہ اس کی حکمت کے عین مطابق ہوتی ہے لہٰذا اس تصور کی گنجائش نہیں کہ کسی کو کیا بدلہ مِلا اور کسی کو کیا نہیں ملا جس کو جو کچھ عطا ہوتا ہے وہ اس کی حکمت کا عین مقتضیٰ ہوتا ہے۔

دنیاوی زندگی میں مصائب کا راز اور اُن پر صبر کی تلقین

آیت مبارکہ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ کی تفسیر میں حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہٗ نے اپنے ایک وعظ رفع الموانع میں عجیب حقائق اور لطائف بیان فرمائے حضرت

www.ahlehaq.org

والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک یادداشت سے ناچیز نقل کرتے ہوئے حضرات قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"ان آیتوں میں حق تعالےٰ نے موانع طریق کو بیان فرمایا ہے یعنی جو چیزیں خدا کے راستہ سے روکنے والی اور خدا کی یاد سے غافل کرنے والی ہیں ان کی اجمالی فہرست اس رکوع میں بیان فرمائی اور فقط موانع کے بیان پہ اکتفا نہیں فرمایا بلکہ ساتھ ساتھ ان کا علاج بھی مذکور ہے اور قرآن کریم میں یہ خاص بات ہے کہ جہاں امراض کا ذکر ہے وہاں اس کا علاج اور اس کی دوا بھی مذکور ہے موانع کی جزئیات تو بے شمار ہیں لیکن وہ موانع باوجود تعدد اور تکثر جزئیات دو۲ امر کلی میں منحصر ہیں۔

اوّل "ضرّاء" یعنی جو حالت انسان کو ناگوار ہے دوسرے "سرّاء" یعنی جو حالت انسان کو گوارا اور باعث مسرّت ہے لیکن یہ دونوں حالتیں بھی مطلقاً مانع نہیں بلکہ قید افراط کے ساتھ مانع ہیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ کوئی بھی شخص ایسا نہیں جس پر سرّاء یا ضرّاء میں سے کم و بیش ایک نہ ایک حالت کا عروض علیٰ سبیل التعاقب والتناوب نہ رہتا ہو لیکن بعض مرتبہ قلب اپنی اصلی حالت پر رہتا ہے اور بعض مرتبہ جب سراء اور ضراء کی حالت زیادہ ہوتی ہے تو قلب کو اپنی طرف مشغول کر لیتی ہے بس یہی دوسری حالت مانع طریق ہے اس لیے کہ جو شے کم ناگوار ہو یا کم گوارا ہو وہ قلب کو مشغول نہیں کرتی البتہ جو حالت زیادہ گوارا ہو یا زیادہ ناگوار ہو وہ مانع ہوتی ہے۔ جو حالت زیادہ گوارا ہو وہ نعمت ہے اور جو حالت زیادہ ناگوار ہو اس کا نام مصیبت ہے پس قلب کو مشغول کرنے والی دو چیزیں ہوئیں اور ان کی ذات مانع نہیں بلکہ مصیبت اور نعمت کا درجہ مانع ہے جس سے قلب متاثر ہو۔ یہاں سے ایک اشکال دفع ہو گیا وہ یہ کہ جب مصیبت اور نعمت مانع ہیں تو انبیاء اور اولیاء کے حق میں بھی مصائب اور نعم مانع ہونے چاہئیں۔ اس لیے کہ انبیاء اور اولیاء پر مصائب بھی بہت آئے جیسا کہ حدیث میں ہے اشد الناس بلاءً الانبیاء ثم الامثل فالامثل اور اسی طرح حضرات انبیاء پر دنیوی نعمتیں بھی بہت فائض ہوتی ہیں۔ کما قال تعالےٰ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً لہٰذا اگر مصیبت اور نعمت شاغل ہیں تو انبیاء کے لیے بھی شاغل ہوں گی جواب یہ ہے کہ مصیبت اور نعمت کی ذات شاغل نہیں بلکہ ان سے متاثر ہونا مانع ہے اور حضرات انبیاء کو مصائب اور نعم سے ایسا تاثر نہیں ہوتا کہ اُن کو خدا سے غافل کر دے الحاصل دو چیزیں حضرت حق سے مانع ثابت ہوئیں ایک مصیبت اور ایک نعمت۔ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ میں مصیبت کا مانع ہونا اور اس کا علاج مذکور ہے وہ یہ کہ تم اعتقاد رکھو کہ ہر چیز اللہ ہی کے حکم سے آتی ہے وہ مالک علی الاطلاق ہے ہم کو کسی چون وچرا اور اعتراض کا حق نہیں جب یہ اعتقاد قلب میں راسخ ہو جاوے تو مصیبت کی شدت قلب کو ہرگز از جا رفتہ نہ کرے گی آگے ارشاد ہے وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ۔ یعنی جو شخص اللہ کے ساتھ ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو علاج کی ہدایت فرما دیتے ہیں یعنی یہی نسخہ کیمیا اثر استعمال کر کے دیکھو تو کیسا فائدہ ہوتا ہے کما قال تعالیٰ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا آگے ارشاد ہے۔

www.ahlehaq.org

وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ یعنی اللہ ہر شئے کو جانتا ہے۔ پس یہ وہی جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں سعی کرتا ہے اور کون نہیں یہاں تک تو حق تعالےٰ نے خاص مرضِ مصیبت کے مانعِ طریق ہونے کا ایک خاص نسخہ تجویز فرمایا وہ یہ کہ مراقبہ کیا کرو کہ ہر مصیبت اللہ کی ہی طرف سے ہے آگے ایک عام نسخہ کا ذکر ہے۔ جس میں مریض اور تندرست سب شریک ہیں یعنی وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ اور اَطِیۡعُوۡا کا کوئی متعلق ذکر نہیں فرمایا جس سے بقاعدۂ بلاغت عموم مستفاد ہوتا ہے یعنی تمام امور میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور امر کو بجا لاؤ اور معاصی سے پرہیز کرو۔ فَاِنۡ تَوَلَّیۡتُمۡ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ۔ یعنی ہم نے جو تمہارے مرض کا علاج اپنے رسولؐ کی معرفت تجویز کیا ہے اگر کسی نے اس خاص یا عام نسخہ کے استعمال سے اعراض کیا تو یاد رکھو کہ ہمارے رسول کے ذمہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ تم کو دوا اور پرہیز بتلا دیں۔ نسخہ کا استعمال اور پھر شفاء اور صحت طبیب کے ذمہ نہیں طبیب کا یہی بہت بڑا احسان ہے کہ وہ تم کو دوا بتلا دے یہ ان لوگوں کا بیان تھا کہ جنہوں نے ابھی تک نسخہ کا استعمال نہیں کیا۔ آگے اُن لوگوں کا بیان ہے کہ جو نسخہ استعمال کر رہے ہیں۔ اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ وَعَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔ یعنی ان لوگوں کو اپنے علاج پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے بلکہ اللہ پر نظر رکھنی چاہیئے اور نہ علاج کے ثمرات کا منتظر رہنا چاہیئے بعض مرتبہ مجاہدہ اور ریاضت سے عُجب اور ناز پیدا ہو جاتا ہے اس آیت میں اس کے دفعیہ کی طرف اشارہ ہے۔

یہاں تک مصیبت کے متعلق بیان تھا آگے نعمت کے متعلق ارشاد ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجِکُمۡ وَاَوۡلَادِکُمۡ عَدُوًّا لَّکُمۡ فَاحۡذَرُوۡهُمۡ یعنی اے ایمان والو تمہاری بیبیوں اور تمہاری اولاد میں سے کچھ تمہارے دشمن ہیں۔ پس تم ان سے احتیاط رکھو ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو اپنے اندر مشغول کر کے راہِ حق سے ہٹا دیں۔ نعمتیں اگرچہ بہت ہیں۔ لیکن دنیا میں انسان کو اولاد اور ازواج بہت محبوب ہوتی ہیں اس لیئے بالتخصیص اِن کا ذکر فرمایا اور ان کا مانع ہونا دو طریق سے ہے اوّل تو یہ کہ اولاد اور ازواج ایسی فرمائشیں کریں جو خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہو اور یہ مغلوب ہو کر ان کا ارتکاب کرے۔ دوم یہ کہ وہ خود ان کی محبت میں اس قدر مغلوب ہو جائے کہ اللہ کی یاد سے رُک جائے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص کبوتر کے پیچھے بھاگا جاتا تھا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ الشیطان یتبع الشیطانۃ یعنی ایک شیطان ایک شیطان کے پیچھے جا رہا ہے اس کو شیطانہ اس لیے فرمایا کہ اس کے حق میں تو اس نے شیطان ہی کا کام دیا کہ اس کو ذکر اللہ سے غافل کر دیا پس ایسے ہی وہ اولاد اور ازواج اس محبت کے حق میں بلا قصد عدو بن گئے کہ وہ ان کی محبت میں ایسا منہمک ہوا کہ اپنے اصلی کام کو بھول گیا پس اصل مانع انہماک فی المحبت ہوا اور بعض مرتبہ غیر اللہ کی محبّت میں انہماک شرک کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے کما قال تعالےٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَهُمۡ کَحُبِّ اللّٰہِ اور چونکہ ایمان لانا احبّیت کے اقرار کو مستلزم ہے اس لیے آگے ارشاد ہے۔ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ یعنی جو ایمان لے آیا وہ تو رجسٹری شُدہ محب اور عاشق ہے پھر غیر اللہ پر نظر ڈالنا سراسر غیرت ایمانی کے خلاف ہے۔ اور چونکہ

www.ahlehaq.org

مال بھی نعمت کا ایک فرد ہے اس لیے جب مال کے متعلق آئندہ ارشاد فرماتے ہیں اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ اور چونکہ اولاد کا فتنہ زیادہ سخت ہے اس لیے اولاد کو مال کے ساتھ مکرر فرمایا نیز یہ کہ مال کی محبت کا منشاء بھی اکثر اولاد ہی ہوتی ہے اس لیے مال اور اولاد دونوں کو ملا کر ذکر فرمایا اور محبت کے دو درجے ہیں ایک محبت لِاَداء الحقوق یہ مستحسن ہے۔ دوسری محبت لتحصیل الحظوظ اگر حدودِ شرعیہ کے اندر ہو تو پھر ممنوع اور مذموم نہیں اور فتنہ کے معنی یہاں وہ نہیں جس کو عام لوگ فتنہ اور فساد کہتے ہیں۔ بلکہ فتنہ کے معنی امتحان کے ہیں یعنی مال اور اولاد تمہارے لیے امتحان کی چیز ہے یعنی ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ مشغول ہوتے ہو یا ہمارے ساتھ اور جو امتحان میں کامیاب ہوا تو اس کے واسطے اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

یہاں تک موانع کی فہرست مکمل ہوگئی وہ کل تین چیزیں ہوئیں ایک مصیبت اور نعمت کے دو فرد ایک اولاد و ازواج اور ایک مال اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ ان کی مانعیت افراط فی المحبت اور تاثر قلبی کی وجہ سے ہے اور یہ امر اختیاری نہیں تو اس کا جواب ارشاد فرماتے ہیں فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ الآیۃ یعنی جتنا بچنا تمہاری استطاعت اور قدرت میں ہے اس میں کمی نہ کرو۔ یعنی جو حکم تم کو دیا جائے اس کو کوشش ہوش سے سنو اور اس پر عمل کرو اور شریعت نے جو دستور العمل تمہارے لیے تجویز کیا ہے اس کے پابند رہو اور چونکہ مال انسان کو بالطبع محبوب ہے اس لیے تقویٰ کے افراد میں سے انفاق فی سبیل اللہ کو اہتمام شان کے لیے مستقلاً علیحدہ ذکر فرمایا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ یعنی اپنے نفسوں کے لیے مال خرچ کرو اور لِاَنْفُسِكُمْ اس لیے فرمایا کہ اس انفاق کا نفع تمہاری ہی طرف عائد ہوگا اور اللہ تعالےٰ غنی اور بے نیاز ہے۔

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ یعنی جو شخص نفس کی حرص سے بچا لیا جائے یعنی اس کے نفس میں ایسی سماحت پیدا ہو جائے کہ مال کی محبت اور غیر اللہ کا تعلق اس میں باقی نہ رہے تو سمجھ لو کہ ان لوگوں کو فلاح اور کامیابی حاصل ہوگئی اور یُوْقَ بصیغۂ مجہول میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ وقایت یعنی نگہداشت تمہارا کام نہیں بلکہ ہمارا کام ہے۔ بچانے والے ہم ہیں تم اپنے اس مجاہدہ پر ناز نہ کرنا۔ مقصود تک پہنچانا ہمارا کام ہے نفس میں جب تک شح اور حرص باقی نہ رہے مجاہدہ میں لگے رہو ایک لمحہ کے لیے مطمئن نہ ہو اور چونکہ نفس بالطبع حریص واقع ہوا اس لیے کسی چیز کے چھوڑنے پر اس وقت تک راضی نہیں ہوتا جب تک اس کو کسی بڑی چیز کی حرص نہ دلائی جائے۔ اس لیے آئندہ آیت میں اُخروی نعمتوں کی حرص دلاتے ہیں تاکہ دنیا کی حرص چھوڑ دے۔ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ اور دوسرے مقام پر اَضْعَافًا كَثِيْرَةً آیا ہے اور حدیث میں سات سو تک مضاعفت آئی ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مطلق حرص مذموم نہیں بلکہ حرص کی دو قسمیں ہیں۔ غیر اللہ کی حرص تو مذموم ہے اور انعامات خداوندی کی حرص محمود ہے۔ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ۔ اور اللہ تعالےٰ بڑے قدردان ہیں اور بہت حلم والے ہیں اور وہ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ہیں اخلاص اور ریاء اور اپنے عمل پر ناز کو خوب جانتے ہیں اس لیے وہ عزیز یعنی زبردست ہیں۔ یعنی ناز کرنے والوں کا ناز توڑ دیتے ہیں اور بعض مرتبہ ریاء

www.ahlehaq.org

اور عُجب کی سزا میں تاخیر ہوتی ہے وہ حکمت پر بھی مبنی ہوتی ہے۔ اس لیئے کہ وہ حکیم ہے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں اس تاخیر میں بھی حکمت ہے۔

(ملخص از رفع الموانع وعظ نمبر ۲ سلسلہ تبلیغ)

(از افاضاتِ والد محترم قدس اللہ سرہٗ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ

اس سورت میں احکام طلاق اہمیت کے ساتھ ذکر کیئے گئے ہیں اس وجہ سے اسی نام سے اس کو بارگاہِ رسالت سے موسوم فرمایا گیا۔

ابتداء سورت میں یہ ہدایت فرمائی گئی کہ شریعت نے طلاق واقع کرنے کا طریقہ کس طرح متعین فرمایا ہے۔ جس کے ضمن میں نفہاً طلاق بدعی اور طلاق سُنی کی قسموں کا ذکر فرمایا کرتے ہیں جس سے غرض یہ ہے کہ طلاق دینے کی نوعیت ایسی ہو کہ خود اس سے ظاہر ہو جائے کہ مجبوراً اس کے لیے قدم اٹھایا گیا ہے وقتی جوش یا جذبات یا محض مغلوب الغضب ہو کر طلاق نہیں دی گئی ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ ایک طلاق ایک طہر میں دی جائے اور ظاہر ہے کہ اتنی طویل مدت تک جذبات اور غیظ و غضب اگر عارضی ہیں تو شدّت باقی نہیں رہا کرتی جس کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ آجائے گی۔

اسی کے ساتھ احکام عدت اور نفقہ و سُکنیٰ کا بھی بیان ہے۔ طلاق و عدت اور نفقہ و سکنیٰ کے مسائل کے درمیان بار بار اللہ کے تقویٰ کی طرف دعوت دی گئی ہے کبھی ترغیب کے رنگ میں اور کبھی ترہیب کی صورت میں تاکہ کسی طرح بھی ظلم اور حق تلفی کا ارتکاب نہ ہو اور اس پر بھی تنبیہ فرمائی گئی کہ اللہ کی حدود سے کسی صورت میں بھی تجاوز نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ معاشرت کو ہر خرابی سے بچانے کا صرف یہی ایک راستہ ہے۔

www.ahlehaq.org

اٰیاتُھا ۱۲ ۶۵ = سُوْرَۃُ الطَّلَاقِ مَدَنِیَّۃٌ = ۹۹ فِیْھَا رُکُوْعَانِ

سورۂ طلاق مدنی ہے اور اس میں بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّتِھِنَّ

اے نبی! جب تم طلاق دو عورتوں کو، تو ان کو طلاق دو ان کی عدت پر،

وَاَحْصُوا الْعِدَّۃَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْھُنَّ مِنْ

اور گنتے رہو عدت - اور ڈرو اللہ سے، جو رب ہے تمہارا۔ مت نکالو انکو

بُیُوْتِھِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ؕ

ان کے گھروں سے، اور وہ بھی نہ نکلیں، مگر جو کریں صریح بے حیائی۔

وَتِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ ؕ وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ

اور یہ حدیں ہیں باندھیں اللہ کی - اور جو کوئی بڑھے اللہ کی حدوں سے، تو

ظَلَمَ نَفْسَہٗ ؕ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ

اس نے بُرا کیا اپنا۔ اس کو خبر نہیں۔ شاید اللہ نیا نکالے اس پیچھے کچھ

اَمْرًا ① فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَھُنَّ فَاَمْسِکُوْھُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ

کام - پھر جب پہنچیں اپنے وعدہ کو تو رکھ لو ان کو دستور سے، یا

فَارِقُوْھُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْھِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ وَ

چھوڑ دو ان کو دستور سے اور گواہ کرلو دو معتبر اپنے میں کے، اور

اَقِیْمُوا الشَّھَادَۃَ لِلّٰہِ ؕ ذٰلِکُمْ یُوْعَظُ بِہٖ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ

سیدھی کہو گواہی اللہ کے واسطے۔ یہ بات جو ہے اس سے سمجھ جاویگا، جو کوئی یقین

www.ahlehaq.org

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ ②

رکھتا ہوگا اللہ پر، اور پچھلے دن پر - اور جو کوئی ڈرتا رہے اللہ سے، وہ کردے اسکا گذارہ

وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى

اور روزی دے اُسکو جہاں سے اس کو خیال نہ ہو - اور جو کوئی بھروسہ رکھے

اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ

اللہ پر، تو وہ اس کو بس ہے ، اللہ مقرر پورا کر لیتا ہے اپنا کام - اللہ نے رکھا ہے

لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ③

ہر چیز کا اندازہ

احکام طلاق وعدّت نفقہ وسکنیٰ وتاکید تقویٰ وتنبیہ بر تجاوز از حدودِ خداوندی

قال اللہ تعالیٰ۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ ---- الی ---- لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۔

(ربط) گزشتہ چند سورتوں میں عقائد و ایمانیات کا ذکر تھا۔ اللہ رب العزت کی عظمت و پاکی بیان کی گئی اور اس کی ذات وصفات کا مختلف اسلوبوں سے تعارف کرایا گیا جس کے ساتھ کچھ احکام عبادات سے بھی متعلق بیان کیئے گئے تو اب اس سورت میں معاملات و معاشرت کے بعض اہم اصول و احکام ذکر فرمائے جارہے ہیں۔ اور اس میں شُبہ نہیں کہ خاندانی منازعت اور جھگڑے بسا اوقات طلاق کی نوبت تک پہنچ جاتے ہیں اور اس طرح کی خصومت اور جھگڑے انسان کے دین اور ایمان کو تباہ و برباد کر دینے والی چیز ہیں اس بناء پر بالخصوص اس سورۂ مبارکہ میں احکام طلاق و عدت اہمیت سے بیان کیئے گئے تاکہ معاشرہ ان برائیوں سے پاک رہے فرمایا۔

اے ہمارے نبیؐ ! جب تم اور تمہاری امت کے لوگ طلاق دو اپنی عورتوں کو تو طلاق دیا کرو انکو[ع] انکی عدّت پر

ع عدت طلاق کا عنوان دو معنی پر مشتمل ہے ایک طلاق دینے کا وقت۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں)

www.ahlehaq.org

اور اس وقت پر جو طلاق دینے کا وقت متعین کیا گیا ہے اور احاطہ کرو عدت کا۔ اس کی حفاظت کرتے ہوئے اور اس کو مکمل طور پر گنتی میں پورا کرتے ہوئے۔

(بقیہ حاشیہ) یعنی جس وقت اللہ اور اس کے رسول ؐ نے طلاق دینے کی اجازت دی ہے نہ کہ ایسا وقت کہ اس میں طلاق دینے سے منع کیا گیا اور وہ زمانہ حیض ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو ایام حیض میں طلاق دے۔ ایام حیض میں طلاق دینا خلاف سنت اور معصیت ہے (جس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں ہے) ایام طہر میں طلاق دینے کا زمانہ اس وجہ سے متعین کیا گیا کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ واقعۃً طلاق مجبوری ہی کی بناء پر دی گئی یہ نہیں کہ کوئی وقتی جذبہ مثلاً ایام حیض کا ہونا اس میں دخیل و مؤثر ہے۔ یہ تو عدت کا مفہوم ہوا طلاق دینے کے لحاظ سے دوسرا مفہوم عدت کا وہ زمانۂ عدت ہے جس کو سورۂ بقرہ میں بیان فرمایا گیا۔ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ۔ وہ عدت طلاق حضرات حنفیہ کے نزدیک تین حیض ہیں تو اس صورت میں ان تین حیضوں یعنی عدت طلاق کا احصاء (احاطہ و تحفظ) اسی صورت سے ہو سکتا ہے کہ حیض سے پہلے طہر میں طلاق دی جائے تب ہی تو وہ پورا شمار ہو سکتا ہے ورنہ اگر حیض میں طلاق دی گئی تو تین حیض کی تحدید و احصاء ممکن نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ اگر اس حیض کو بھی شمار کیا گیا تو لامحالہ تین مکمل حیض سے کم زمانہ رہ جائے گا اور اگر اس کے علاوہ تین حیض مزید شمار کیے گئے تو یقیناً عدت تین حیض سے زیادہ ہو جائیگی تو اس طرح عدت کی حفاظت صرف اسی صورت سے ہوگی کہ طلاق طہر میں دی جائے۔ اور یہی طلاق سنی ہے تو فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ میں اگر لام کو ظرفیت پر محمول کرو تو ترجمہ یہ ہوگا "طلاق دو ان عورتوں کو طلاق دینے کے وقت" اور اگر لام کو تعلیلیہ یعنی بیانِ وجہ کے معنی پر محمول کرو تو ترجمہ اس طرح کیا جائے گا "طلاق دو ان عورتوں کو (طہر میں) عدت میں احاطہ اور اس کے شمار کی وجہ سے" (تاکہ وہ پورے تین حیض ہو سکیں)

شریعت کے نزدیک طلاق انتہائی مبغوض اور قابل نفرت چیز ہے اس وجہ سے اس پر حدود اور قیود ایسی نازل کی گئیں کہ حتے الامکان اس کی نوبت نہ آسکے۔

احادیث میں ہے کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے اور اپنی ذریت کو دنیا کے گمراہ کرنے کیلیے بھیجتا ہے۔ جب اسکی ذریت دنیا کو مختلف طریقوں سے گمراہ کرکے واپس آتی ہے اور ہر ایک ابلیس اعظم کو اپنی رپورٹ پیش کرتا ہے تو ہر ایک کی کارروائی سُنکر ابلیس کوئی خاص خوشی کا اظہار نہیں کرتا۔ اخیر میں ایک شیطون نکڑا جو اپنے بارہ میں یہ سمجھ کر ایک کنارہ پر تھا کہ میں نے کوئی خاص کام انجام نہیں دیا۔ نہ چوری کرائی نہ قتل و بدکاری جب اس نے اخیر میں یہ کہا کہ میں ایک عورت اور مرد کے درمیان پڑ گیا ان میں لڑائی کرائی حتے کہ طلاق تک نوبت پہنچا دی تو اس سے فارغ ہو کر اب آیا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابلیس اعظم اس شیطان کو فرط مسرت سے اپنے ساتھ چمٹا لے گا اور کہے گا نِعْمَ اَنْتَ کہ تو بہت اچھا ہے یا اگر اس لفظ کو نَعَمْ اَنْتَ پڑھیں تو معنی یہ کہ ہاں بس شیطان تو ہی ہے۔ ۱۲

www.ahlehaq.org

اور اے مسلمانو! ڈرو اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے طلاق دینے میں اور عدّت کے معاملہ میں اس لیے نہ تو حیض میں طلاق دو اور نہ تین طلاقیں بیک وقت دو۔ اللہ سے ڈرتے ہوئے احکام شریعت کی پابندی کرو اور نہ نکالو تم ان مطلقہ عورتوں کو اپنے گھروں سے کہ ان پر زیادتی کرو یا ان کے نان و نفقہ کی تکمیل نہ کرو جس کے باعث وہ گھروں سے نکلنے پر مجبور ہوں اور ظاہر ہے کہ ان کے گھر خاوند ہی کے گھر ہیں اور عدت چونکہ احکام نکاح سے متعلق ایک حکم ہے اسی وجہ سے زمانۂ عدّت میں عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی اور نہیں نکلیں گی یہ عورتیں اپنے گھروں سے مگر یہ کہ وہ ارتکاب کریں گی ایک کھلی بے حیائی کا۔ کیونکہ ایام عدّت میں عورت پر لازم ہے کہ گھر ہی میں رہے لہٰذا اس کا باہر نکلنا خدا کے صریح حکم کی نافرمانی کرنا ہوگا۔ جو ایک کھلی ہوئی بے حیائی ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ سکنیٰ محض حق العبد نہیں کہ جس طرح انسان اپنی مرضی سے اپنے حقوق ساقط کر سکتا ہے قرضہ معاف کر سکتا ہے اسی طرح کوئی عورت اپنی مرضی سے یہ سمجھے کہ میرے واسطے گنجائش ہے کہ میں اپنا یہ حق ساقط کر دوں۔ نہیں بلکہ یہ حق اللہ ہی کا ہے اور اس کو نظر انداز کر دینا بلا شبہ اللہ کی معصیت و نافرمانی بھی[1] ہے اور یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود ہیں جن کی پابندی لازم ہے اور جو شخص اللہ کی باندھی ہوئی حدوں سے آگے بڑھا تو بے شک اس نے اپنے اوپر بڑا ہی ظلم کیا وہ نہیں[2] جانتا جبکہ وہ کسی داعیہ اور تقاضہ کے باعث اللہ کی حدوں سے

---

[1] یہ ترجمہ اور توضیح قاضی ابوبکر جصاص رح کی تحقیق کے مطابق ہے۔ بعض مفسرین اس لفظ فاحشہ کو بدکاری وغیرہ جیسے معنی پر محمول کر کے یہ تاویل کرتے ہیں کہ باعتبار امکان یہ کہا گیا کہ یہ ممکن ہے کہ باہر کی آمد و رفت اگر آزاد ہو اور ادھر یہ کہ خاوند موجود نہیں مطلقہ ہو چکی ہے تو اس امر کا امکان ہے تو یأتین کا ذکر محض امکان و احتمال کی تقدیر پر ہے لیکن اس معنی پر محمول کرنا تکلف سے خالی نہیں اسی وجہ سے پہلے ہی مفہوم کو ترجمہ کے توضیحی کلمات میں متعین کر دیا گیا۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ کا استثناء وَلَا یَخْرُجْنَ کے مضمون سے ہے اور فاحشہ سے عرفی فاحشہ مراد نہیں بلکہ بدزبانی۔ مزاج کی تیزی اور لڑائی جھگڑا مراد ہے جیسا کہ بعض عورتوں کا مزاج ہوتا ہے تو اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے وہ عورتیں گھروں سے باہر نہ نکلیں بلکہ ان کا یہ استحقاق ہوگا اور ان کے لیے یہ ضروری ہوگا کہ وہ اپنے خاوند ہی کے گھر میں عدت گزاریں ہاں البتہ اگر وہ بدکلامی اور بدمزاجی کا ارتکاب کریں اور لڑائی جھگڑا کرنے لگیں تو پھر ان کے واسطے سکنیٰ اور ایام عدت میں رہائش کا مسئلہ زوج کے ذمہ ضروری نہ رہے گا یہ تو اسی صورت میں ہے کہ مطلقہ عورتیں کوئی لڑائی جھگڑا یا بدکلامی اور بداخلاقی کی مرتکب نہ ہوں۔ تو اب اِتیان بِفَاحِشَةٍ کی یہ صورت ہوگی۔ ۱۲۔

[2] لاتدری کو صیغۂ مخاطب پر محمول کرنا مناسب نہیں بلکہ لاتدری کی ضمیر نفس کی طرف راجع ہے اور مراد یہ ہے کہ کوئی بھی ظالم نفس نہیں جانتا ہے کہ اس کے بعد اس کے واسطے کیا صورت ظاہر ہونے والی ہے یہ تو قضاوقدر

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

www.ahlehaq.org

آگے بڑھ رہا ہے۔ شاید اللہ اس کے واسطے اس طلاق دے دینے کے بعد کوئی اور صورت پیدا کر دے اس لیے یہ بات درست نہیں کہ حدودِ خداوندی کی خلاف ورزی کرے بلکہ اس کو چاہیئے کہ احکام شریعت کی اتباع کرے خواہ اس میں کسی بھی قسم کی تکلیف کا وقتی طور پر سامنا کرنا پڑے اور اس کے ساتھ انتظار کرے اللہ کی طرف سے پیدا ہونے والی کسی اور صورت کا پھر جب وہ عورتیں پہنچ جائیں اپنی مُدّت کو ایام عدت پورے ہو جانے کی وجہ سے تو رکھ لو ان کو بھلے طریقہ سے اگر طلاق رجعی ہونے کی صورت میں ان سے رجوع کرنا چاہتے ہو۔ یا ان کو چھوڑ دو بہتر طریقہ سے کہ نہ رہ سکنے میں ستانے کی صورت ہو اور نہ چھوڑنے میں ظلم و تعدی ہو اور گواہ بنا لیا کرو دو عادل شخصوں کو اپنے میں سے تاکہ کسی قسم کی تہمت یا زیادتی کا امکان نہ رہے۔ رجوع کرنا ہو تو اس پر گواہ بنا لو جس کے بعد اس مطلقہ رجعیہ کو رکھنے پر کوئی شخص معترض نہ ہو اور اگر باٹنہ کر دیا تو اس پر بھی گواہ بنا لو تاکہ عورت عدت کے بعد جب دوسرا نکاح کرنا چاہے تو کوئی رکاوٹ نہ پیش آئے۔

اور صحیح قائم رکھو شہادت کو اللہ کے واسطے اس لیے گواہ جب واقعہ کی گواہی دیں تو صداقت اور صفائی سے اصل واقعہ پیش کریں اے مسلمانو! یہ ہے وہ بات جس کے ذریعے نصیحت کی جا رہی ہے ہر اس شخص کو جو اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ پیدا کر دے گا اس کے واسطے

(بقیہ حاشیہ) کا طے کردہ نظام ہے۔ تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر خازن میں "لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا" کی تفسیر میں یہ بیان کیا ای لو وقع فی قلب الزوج مراجعتها بعد الطلقة والطلقتین وھذا یدل علی ان المستحب ان یفرق الطلاق الثلث وَلَا یوقع الثلث دفعة واحدةً حتیٰ اذا ندم امکنه المراجعة یعنی اس کے بعد اللہ کی طرف سے کسی امر کے پیدا ہونے کی توقع کی صورت یہ ہے کہ اللہ اس کے دل میں اپنی مطلقہ بیوی سے رجوع کا خیال ڈال دے جب کہ وہ ایک یا دو طلاق دے چکا ہے اور یہ بات اس چیز پہ دلالت کرتی ہے کہ مستحب یہی ہے کہ تین طلاقیں ایک دفعہ نہ دی جائیں بلکہ ان کو متفرق اوقات میں ایک ایک کر کے دیا جائے۔ تاکہ وقتی جذبات کے دور ہونے پہ اگر وہ نادم ہو تو رجوع کرنا ممکن رہے۔

امام بغویؒ کی اس تفسیر سے اور قرآن کریم کے الفاظ کی صریح دلالت سے یہ ظاہر ہوا کہ تین طلاقیں دینے سے تین واقع ہوتی ہیں۔ اگر تین طلاقیں دینے سے ایک ہی واقع ہوتی تو طلاق رجعی کی طرح اس سے بھی رجوع ہو جاتا اور اس صورت میں بھی ندامت اور پچھتانے کا کوئی مسئلہ نہ پیدا ہوتا بہرکیف تین طلاقوں کے بعد عورت کا قطعی طور پہ شوہر پر حرام ہو جانا ایک اجماعی مسئلہ ہے جس پر کل صحابہ اور ائمہ تابعین کا اتفاق ہے اور یہ کہ جب تک کسی اور سے نکاح کر کے مطلقہ نہ ہو جائے یا ایسی صورت ہو کہ اس مطلقہ ثلثہ نے جس شخص سے نکاح کیا اس کی وفات ہو جائے تو پھر عدت کے بعد پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے جیسا کہ احادیث میں اس کی تصریح ہے اور اس کی تفصیل سورۂ بقرہ میں گزر چکی۔ ۱۲

www.ahlehaq.org

مشکلات و شدائد سے نکلنے کا راستہ اور رزق دے گا اس کو ایسے طریقہ سے کہ اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔ اب اس کے سامنے نہ شدائد و مشکلات باقی رہیں گی بلکہ ہر مشقت و دشواری دور ہوتی چلی جائے گی اور اس کے علاوہ انعامات خداوندی کا یہ مقام ہوگا کہ روزی کے دروازے اس پر کھل جائیں گے اور ایسے راستوں سے اس کو رزق ملے گا کہ اس کو خیال بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اور جو بھی کوئی اللہ پہ بھروسہ کرے بس اللہ اس کو کافی ہے بے شک اللہ اپنے کام کی انتہاء کو پہنچنے والا ہے اس کا کوئی کام ادھورا اور ناقص نہیں رہ سکتا۔ جس کام کا وہ ارادہ کرے گا اس کو پورا ہی کر کے چھوڑے گا۔ اللہ نے ہر کام کے واسطے ایک اندازہ رکھا ہے۔ چنانچہ وہ اسی کے مطابق ہوا کرتا ہے۔ اس کی حکمت و تقدیر نے اگر کسی کام کی تاخیر مقدر کر دی۔ تو وہ اسی تاخیر سے ہوگا اور اگر ناگہاں اور فوری طور پر کسی چیز کو اللہ نے مقدر فرما دیا تو وہ ناگہاں رونما ہو جائے گی۔ یہ اللہ کی مصلحتیں اور حکمتیں ہیں بہر کیف جس طرح اُس نے فیصلہ کیا۔ اسی طرح ہر کام کا ہونا ضروری ہے اس لیے یہ روش ٹھیک نہیں کہ ہم اللہ کے فیصلوں میں تاخیر و تعجیل کا شکوہ کرتے رہیں۔ ایمان و تفویض کا تقاضا ہے کہ اللہ کی تقدیر پر رضا و تسلیم کا مقام حاصل ہو۔

امام بخاریؒ و دیگر ائمہ محدثین نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دے دی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ کو غصہ آیا اور فرمایا اس کو کہو کہ اس طلاق سے رجوع کرے پھر روکے رکھے یہاں تک کہ طہر کا زمانہ آجائے پھر ایام حیض آجائیں اور پھر طہر آئے تو اس وقت اگر وہ ضرورت سمجھے تو طلاق دے طہر کی حالت میں قبل اس کے کہ اس سے قربت کرے آپؐ نے فرمایا یہی تو وہ وقت ہے جس پر اللہ نے حکم فرمایا ہے کہ طلاق دی جائے (اگر طلاق دینا ضروری ہی ہے) ایک سند سے اس روایت کے مضمون میں یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ۔ ابنِ عباسؓ سے بھی یہی منقول ہے فرمایا عدت پر طلاق دینے کا مطلب یہی ہے کہ حالت طہر میں طلاق دی جائے حضرات فقہاء نے اسی آیت سے طلاق بدعی اور طلاق سنی کے احکام مستنبط فرمائے ہیں۔

زمانۂ جاہلیّت میں عورت کی بے بسی اور اسلام و قرآن کا اس کے حقوق کا محافظ ہونا

زمانۂ جاہلیّت میں عورتوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم ڈھائے جاتے تھے ان کو جانوروں سے بھی زیادہ حقیر اور ذلیل بلکہ قیدیوں کی طرح مجبور و بے بس رکھا جاتا تھا بعض لوگ عورت کو سو سو مرتبہ طلاق دے دیتے تھے پھر بھی اس کی مصیبت کا خاتمہ نہ ہوتا تھا اسلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان وحشیانہ مظالم کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکا۔ قرآن کریم نے ان کے حقوق متعین کر دیئے اور احکام نکاح و طلاق و خلع نازل کر کے

www.ahlehaq.org

ان کے حقوق کا پورا پورا تحفظ کیا اور حدود متعین کردی گئیں اور ان کی خلاف ورزی پر وعید وتنبیہ فرمائی گئی۔ جہاں اور حکیمانہ ہدایات ونصیحتیں فرمائیں ان میں ایک جامع راہنما اصول یہ بھی فرما دیا گیا فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ کہ اگر رکھو تو معقول طریقہ سے رکھو اور اگر چھوڑنا ہی ہے تو معقول طریقہ اور حسن اسلوب سے چھوڑو۔ گویا کسی بھی حالت میں ظلم وتعدّی ہرگز نہ ہو خدا پر ایمان اور آخرت کا یقین ہی انسان کو ظلم وعدوان سے بچا سکتا ہے اس لیے فرما دیا کہ یہ زرّین نصیحتیں ان لوگوں کے لیئے کارآمد ہیں جو خوفِ خدا اور آخرت کا یقین رکھتے ہوں۔ پھر ساتھ تقویٰ کے بہترین ثمرات اور برکتوں سے آگاہ فرما دیا۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ کہ اللہ کا ڈر داریں کی سعادت اور خزانوں کی کنجی اور تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے اسی سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ بے قیاس وبے گمان روزی بھی ملتی ہے اور ایک عجیب قلبی سکون نصیب ہوتا ہے۔ جس کے بعد نہ سختی، سختی رہتی ہے اور نہ پریشانی، پریشانی رہتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک آیت معلوم ہے جو سارے عالم (یعنی سارے عالم کی مشکلات) کے لیئے کافی ہے دریافت کیا گیا اے عبداللہ وہ کون سی آیت ہے تو آپ نے یہی تلاوت فرمائی وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔

امام احمد بن حنبلؒ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ وہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپؐ کے پیچھے بیٹھے جا رہے تھے کہ آپؐ نے فرمایا۔

يا غلام إني معلمك	اے بچے میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں (وہ
كلماتٍ۔ احفظ اللّٰه	یہ ہیں) تو اللہ کی (حدود کی) حفاظت کر اللہ تیری
يحفظك احفظ اللّٰه	حفاظت کرے گا۔ اللہ کا لحاظ کر تو اللہ کو (اور
تجدهُ تجاهك وإذا سألت	اسکی رحمتوں اور عنایتوں کو) اپنے سامنے پائے گا
فاسأل اللّٰه واذا استعنت	اور جب تجھے کوئی چیز مانگنی ہو تو اللہ سے مانگ
فاستعن باللّٰه واعلم أن	اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ ہی سے مدد طلب
الأمّة لو اجتمعوا على	کر اور یہ بات خوب سمجھ لے کہ اگر ساری دنیا جمع ہو
ان ينفعوك لم ينفعوك	جائے اس چیز پر کہ تجھے کچھ نفع پہنچائے تو دنیا
الّا بشيءٍ كتبهُ اللّٰه لك۔	کے تمام انسان تجھے نفع نہیں پہنچا سکتے مگر صرف
ولو اجتمعوا على ان	وہی جو اللہ نے تیرے واسطے لکھ دیا ہے اور اگر دنیا
يضرّوك لم يضروك	کے سب لوگ جمع ہو جائیں اس پر کہ تجھے کچھ نقصان
إلّا بشيءٍ۔ قد كتبهُ	پہنچا دیں تو ہرگز کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر وہی
اللّٰه عليك۔ رفعت	جو اللہ نے تجھ پر لکھ دیا ہے (اے لڑکے) تقدیر
الاقلام وجفّت الصُّحف۔	کے قلم (انسانی تقادیر لکھ کر) فارغ ہو گئے اور صحیفے

www.ahlehaq.org

قضاء و قدر کے جو طے کر دیئے گئے ہیں وہ خشک ہو چکے اس لیے جو بھی کچھ ہو گا وہ اللہ کی تقدیر اور اسی کی مشیّت کے مطابق ہو گا۔

وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ

اور جو عورتیں نا اُمید ہوئیں حیض سے

نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ

تمہاری عورتوں میں، اگر تم کو شبہ رہ گیا، تو اُن کی عدت ہے تین مہینے، اور ایسے ہی جن کو

يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ

حیض نہیں آیا۔ اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے ان کی عدت یہ کہ جن لیں پیٹ کا بچہ۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝۴ ذٰلِكَ

اور جو کوئی ڈرتا رہے اللہ سے، کر دے اس کو اس کے کام میں آسانی۔ یہ

اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ

حکم ہے اللہ کا، جو اُتارا تمہاری طرف۔ اور جو کوئی ڈرتا رہے اللہ سے، اُتارے اس سے

سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ۝۵ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ

اس کی برائیاں اور بڑا دے اس کو نیگ۔ گھر دو ان کو رہنے کو، جہاں

سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا

تم آپ رہو اپنے مقدور کے موافق اور ایذاء نہ چاہو ان کی، تا تنگ پکڑو

عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ

ان کو۔ اور اگر رکھتی ہوں پیٹ میں بچہ، تو ان پر خرچ کرو، جب

حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ

تک جنیں پیٹ کا بچہ۔ پھر اگر دودھ پلاویں تمہاری خاطر، تو دو ان کو

www.ahlehaq.org

أُجُورَهُنَّ ۚ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ

اُن کے نیگ - اور سکھاؤ آپس میں نیکی - اور اگر آپس میں ضد کرو ،

فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ﴿٦﴾ لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ

تو دودھ دے رہے گی اُسکی خاطر اور کوئی عورت. چاہیئے خرچ کرے کشائش والا اپنی

سَعَتِهِ ۖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ

کشائش سے - اور جس کو تنگی ملتی ہے اس کی روزی ، تو خرچ کرے جیسا دیا اُس کو

اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ

اللہ نے - اللہ کسی پر ذمہ نہیں رکھتا مگر اتنا جو اس کو دیا - اب کر دے گا

اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿٧﴾ ع

اللہ کچھ سختی کے پیچھے آسانی -

ذکر احکام بعض مطلقات مع بیان حق سکنیٰ و نفقہ و مسئلۂ رضاعت

قال اللہ تعالیٰ۔ وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ ---- الیٰ.... سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا

(ربط) گزشتہ آیات میں طلاق کی عدت اور طلاق واقع کرنے کے بعض احکام بیان فرمائے گئے تھے اور ان امور میں اللہ کے تقویٰ اور حدود شریعت کی پابندی کے لیئے تاکید فرمائی گئی تھی اب ان آیات میں بعض مطلقہ عورتوں کے خصوصی احکام اور ان کے حقوق کا بیان ہے بالخصوص وہ مطلقہ عورتیں جن کو حیض نہ آتا ہو یا وہ حاملہ ہوں ان کی عدت اور متعلقہ احکام اہمیّت کے ساتھ بیان کیئے گئے. فرمایا.

اور جو عورتیں ناامید ہو چکی ہوں حیض سے تمہاری عورتوں میں سے اگر تم کسی قسم کا شبہ کرو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور اسی طرح وہ عورتیں بھی جن کو حیض نہیں آیا۔ خواہ بچپن کی وجہ سے یا کسی اور علّت کے باعث تو ان کی عدت بھی تین ماہ ہے اور وہ عورتیں جو حاملہ ہیں تو ان کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں اور جو بچہ پیٹ میں ہے وہ جن لیں اور جو بھی اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے واسطے اس کے کام میں سہولت پیدا کر دیتا ہے اور وہ خود مشاہدہ کر لیتا ہے کہ کس طرح قدرت کی طرف سے اس کے کاموں میں سہولت پیدا ہوتی ہے.

www.ahlehaq.org

اور کس طرح اس کے مسائل و مشکلات کا حل نکلتا ہے۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف اُتارا ہے اور جو شخص بھی اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کی برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کے اجر و ثواب کو بہت بڑا کرتا ہے۔ اس لیئے ایمان والوں کو چاہیئے کہ زندگی کے ہر مرحلہ پر اللہ کا تقویٰ اختیار کریں انسان کو بیشک اپنے خانگی معاملات اور زندگی کے معاملات میں بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں بہت کچھ تکالیف اور دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو ان سب احوال میں اللہ کا تقویٰ ہی اس کو مصائب سے نکالنے، پریشانیوں کو دور کرنے، مشکلات کو آسان کرنے کا ذریعہ ہے اور پھر اس وصف تقویٰ سے متقی شخص کے لیئے حق تعالےٰ کی طرف سے یہ بھی انعام ہے کہ اس کی جو برائیاں اور کوتاہیاں ہیں ان کو نور تقویٰ دور کر دیتا ہے اور اجر و ثواب بھی خوب ملتا ہے بہر کیف عورتوں کے معاملات بالخصوص وہ عورتیں جو طلاق دے دی گئیں ضروری ہے کہ ان کے حقوق ادا کرنے کے لیے خداوندِ عالم کا تقویٰ اختیار کیا جائے اور ڈرنا چاہیئے کہ کسی طرح بھی ان پر کوئی ظلم و تعدی نہ ہو اسی سلسلہ میں یہ بھی حکم ہے۔ ان مطلقہ اور مُعتَدّہ عورتوں کو گھروں میں رہنے کے ٹھکانا مہیا کرو۔ جہاں تم سکونت اختیار کرتے ہو اپنی قدرت و طاقت کے موافق کہ حق سکنیٰ کی وجہ سے وہ مستحق ہیں کہ تمہارے گھروں میں رہیں اور ظاہر ہے کہ رہائش کی ضروریات میں نفقہ بھی ان کا مہیا کرنا چاہیئے اور تم ان کو مشقت میں مت ڈالو اس طرح کہ تم ان پر تنگی کر دو اور ان کی زندگی ان پر تنگ ہو جائے۔

عام حالات میں تو عدت کا زمانہ تین حیض یا تین ماہ میں پورا ہو جائے گا اور اگر وہ حاملہ ہوں تو پھر یہ نہیں کہ تم وضع حمل کی مدت کا انتظار نہ کرو بسا اوقات اس کے طویل ہو جانے کی وجہ سے بلکہ تم ان پر خرچ کرو یہاں تک کہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں۔ وضع حمل پر مطلقہ عورت کی عدت تو ختم ہو جائے گی اور عدت کے بعد چونکہ احکام زوجیت باقی نہیں رہے تو اولاد کو دودھ پلانا اب عورت کے ذمے باقی نہیں رہا تو ایسی صورت میں اگر وہ عورتیں دودھ پلائیں تو ان کو اس کا بدلہ ادا کرو اور طے کر لو آپس میں اپنے معاملات بھلے طریقہ سے اس طرح کہ نہ تو کوئی جھگڑا ہو اور نہ ہی کوئی کسی کی حق تلفی کرے اور اگر آپس میں تم دشواری محسوس کرو اور کسی چیز پر دونوں متفق نہ ہو سکو تو پھر بہتر ہے کہ کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی دودھ پلائے تاکہ باہمی منازعت اور خصومت کی نوبت نہ آئے۔ بچہ کی تربیت پر بہر کیف خرچ کرنا باپ کے ذمہ ہے تو چاہیئے کہ وسعت والا اپنی وسعت و فراخی کے مطابق خرچ کرے اور جس کسی پر رزق کی تنگی ہو تو خرچ کرے جو کچھ اللہ نے اس کو دیا ہے اللہ کسی کو بھی پابند نہیں بناتا مگر اسی مقدار کا جو اللہ نے اس کو عطا کیا ہے اس سے زائد کا مکلف نہیں بنایا جاتا اور اگر کسی کو تنگی ہو تو اس کو سمجھ لینا چاہیئے۔ عنقریب اللہ پیدا کر دے گا دشواری اور تنگی کے بعد آسانی اور سہولت اس وجہ سے وقتی تنگی سے انسان کو حقوق ادا کرنے میں رکاوٹ نہ کرنی چاہیئے اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیئے وہی رحمت اور فراخی کے دروازے کھولنے والا ہے۔

www.ahlehaq.org

مطلقہ عورتوں کی عدّت کے بعض احکام

سورۂ بقرہ میں آیت: "وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" میں واضح طور پر بیان کیا گیا تھا کہ جن عورتوں کے خاوند انتقال کر جائیں تو ان عورتوں کی عدّت شوہر کی موت کے بعد چار ماہ اور دس دن ہے یہ حکم مطلق تھا اس میں قید نہ تھی کہ وہ کون سی عورتوں کا حکم ہے۔ حاملہ ہوں یا غیر حاملہ تو اس آیت نے یہ واضح کر دیا کہ وہ حکم غیر حاملہ عورتوں کا تھا اور حاملہ عورتوں کا حکم ہر قسم کی عدّت میں یہ ہے کہ وضع حمل تک ان کی عدت باقی رہے گی تو اس صورت میں کسی بھی آیت کو منسوخ قرار دینے کی نوعیت نہیں رہتی بلکہ ہر نوع کا حکم علیحدہ ہر ایک آیت نے بیان کر دیا پھر یہ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے یہ آیت جو سورۂ طلاق میں نازل ہوئی سورۂ بقرہ کی آیت سے بعد میں نازل ہوئی۔ ابتداء میں بعض صحابہ کا خیال تھا کہ عدت وفات کی صورت میں عورت اگر حاملہ ہو تو عدّت کا زمانہ وہ قرار دیا جائے گا جو زائد ہو۔ وضع حمل یا چار ماہ دس دن یعنی اگر وضع حمل خاوند کے انتقال کے بعد جلد ہی ہو جائے تو پھر چار ماہ دس دن کا انتظار کیا جائے گا اور اگر چار ماہ دس دن گذر جائیں اور وضع حمل نہ ہو تو پھر وضع حمل کی عدت کو انتہا قرار دیا جائے جیسا کہ حضرت علی اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا گیا۔

جمہور صحابہ اور ائمہ فقہاء کا مسلک یہی ہے کہ خاوند کے انتقال کے بعد اگر چند لمحے ہی گزرنے پر بچہ جن دے تو پاک ہونے پر اس کی عدت پوری ہو جائے گی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ابوسلمہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور اس وقت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی وہیں بیٹھے تھے اور اس نے کہا کہ اے عبداللہ بن عباسؓ میں ایک عورت کے بارہ میں آپ سے فتویٰ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ایک حاملہ عورت ہے اس نے اپنے شوہر کے انتقال کے چالیس روز بعد بچہ جنا ہے (تو اب وہ عورت کس طرح شمار کرے) ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ دونوں مدتوں میں سے جو طویل مدت ہے وہی عدت ہوتی ہے یعنی اب اس صورت میں چار ماہ دس دن عدت کے گزارنے ہوں گے بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (آیت قرآنیہ ہے جس سے تو یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ بس وضع حمل پر عدت پوری ہو جائے) اس پر ابوہریرہؓ کہنے لگے کہ میں تو اپنے بھتیجے یعنی ابوسلمہؓ کے ساتھ ہوں (اور ان کی موافقت کرتا ہوں) حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اپنا غلام حضرت ام سلمہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے پاس بھیجا تاکہ اس مسئلہ کی ان سے تحقیق کر کے آئے۔ تو اس پر ام المؤمنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک واقعہ پیش آیا تھا کہ سُبیعہ اسلمیہؓ کے شوہر قتل کر دیئے گئے تھے اور وہ اس وقت حاملہ تھیں۔ سبیعہؓ نے اپنے خاوند کی موت کے

www.ahlehaq.org

چالیس دن بعد بچہ جنا جب وہ پاک ہوئیں تو ان کے واسطے پیغام نکاح آیا۔ بعض اقرباء کے اعتراض وانکار پر) انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ معلوم کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نکاح کی اجازت دے دی (امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ و دیگر ائمہ محدثین نے اس قصہ کو اجمال وتفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہٗ بھی اس بات کی تردید فرمایا کرتے تھے کہ ایسی عورت کے لیے اَبعد الاجلین کو عدت قرار دیا جائے گا۔ اور سورۂ طلاق کی اس آیت کو فرمایا کرتے تھے کہ اس کے بعد تو کوئی آیت ہی اس مسئلہ میں نازل نہیں ہوئی حضرت مسروقؒ بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کو معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابعد الاجلین کے قائل ہیں تو بڑی سختی سے ان کا رد فرمایا اور فرمایا میں اس پر ملاعنہ کرنے کو تیار ہوں کہ یہ آیت سورۂ بقرہ کے بعد نازل ہوئی ہے[1] بعض روایات میں یہ بھی وضاحت ہے کہ اُبی بن کعبؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آیت وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ مطلقہ ثلث کے بارہ میں ہے یا اس عورت کے حق میں جس کے خاوند کا انتقال ہو گیا ہو فرمایا یہ دونوں کے بارہ میں ہے یہ روایت اگرچہ سند ضعیف سے مروی ہے لیکن یہی مضمون متعدد سندوں سے مروی ہونے کے باعث اصولِ حدیث کی رُو سے قابل اعتماد اور حجت ہے مگر سبیعہ اسلمیہؓ کی روایت جس کو بخاری ومسلم اور دیگر ائمہ حدیث نے تخریج کیا وہ متفق علیہ ہے اور حجت کے لیے کافی ہے۔

معتدہ عورت کے لیئے نفقہ اور سُکنیٰ

عِدت احکام نکاح اور متعلقات حقوق نکاح سے ہے۔ شریعت کے اس بنیادی ضابطہ کے پیش نظر یہ بات واضح ہے کہ مطلقہ عورت کے لیے عدت کا زمانہ گزارنے کے واسطے مرد کے ذمہ یہ ضروری ہو کہ مکان دے جس کو شریعت کی اصطلاح میں سکنیٰ کہا جاتا ہے اور جب عورت از روئے سخنِ شرع حالتِ عدت میں مکان سے باہر نہیں نکل سکتی تو لامحالہ نفقہ بھی مرد کے ذمہ لازم ہوگا۔ قرآن کریم کے یہ الفاظ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ اسی بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ عورت کے لیئے حتی المقدور یہ انتظام کرنا ضروری ہوگا اور حتی المقدور رہائش کا بندوبست مکان نفقہ اور کپڑوں پر دلالت کر رہا ہے بعض محدثین نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مصحف سے بیان کیا کہ وہ اس موقعہ پر لفظ وَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ بھی پڑھا کرتے تھے (جس کو ان کے تلامیذ نے ان کے مصحف میں بطور حاشیہ یا کلمات بین السطور لکھ بھی دیا تھا)

امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک نفقہ کا حکم عام ہے ہر قسم کی مطلقہ عورتوں کے متعلق ہے جیسا کہ آئسہ، صغیرہ اور حاملہ کی عدت کا مسئلہ کہ اس میں کوئی تخصیص نہیں اسی طرح نفقہ کے حکم میں بھی کوئی تخصیص نہیں۔

---

[1] رواہ ابوداؤد وابن ماجہ من حدیث ابی معاویۃ عن الاعمش۔ ۱۲۔

www.ahlehaq.org

فاطمہ بنت قیسؓ جن کو تین طلاقیں دی گئی تھیں ان کی روایت میں یہ ذکر کیا جانا ان ہی الفاظ و کلمات میں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے نفقہ اور سکنیٰ کا حکم نہیں فرمایا"، نفقہ کے وجوب کی دلیل نہیں بن سکتا۔ فقہاء اور ائمہ محدثین کی تحقیق اور روایات کے تتبع سے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ عورت چونکہ بد زبان تھیں اور جھگڑتی تھیں تو خاوند کے گھر ان کے خاندان کے لوگوں سے ان کا نباہ مشکل ہو رہا تھا اس وجہ سے یہ صورت ہوئی کہ ان کو سکنیٰ نہیں دیا گیا تو مطلب یہ ہوا کہ یہ اپنے مزاج کے لحاظ سے شوہر کے گھر جب نہ رہ سکیں تو ان کو دوسری جگہ منتقل کیا گیا چنانچہ سنن کی روایات میں اس کی تصریح ملتی ہے[1] اور جب سکنیٰ کا مسئلہ نہ رہا تو نفقہ بھی نہ رہا۔ جیسے کہ ناشزہ عورت کے بارہ میں یہی حکم ہے۔ جو عورت نافرمانی کر کے شوہر کے گھر سے نکل جائے تو اس کا نفقہ ساقط ہو جاتا ہے[2]۔ نیز جامع ترمذی و دیگر سنن کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو نفقہ دیا گیا تھا ان کے خاوند نے وکیل کے ذریعے وہ نفقہ بھیجا تھا مگر اس عورت نے زائد کا مطالبہ کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور نہ فرمایا اور یہ فرمایا بس تیرے واسطے اتنا ہی نفقہ کافی ہے "الا ان تکونی حاملاً"، ہاں البتہ اگر تو حاملہ ہوتی اور مدتِ حمل طویل ہوتی تو ایسی صورت میں بے شک تیرا نفقہ زائد کیا جا سکتا تھا تو دراصل اسی مقدار زائد کے انکار کو یہ عورت فاطمہ بنت قیسؓ کہا کرتی تھی کہ اس کے واسطے نفقہ اور سکنیٰ کا فیصلہ نہیں فرمایا مگر فاطمہؓ کے اس بیان اور اس قسم کے اظہار کو حضراتِ صحابہ حتیٰ کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ پسند نہیں فرمایا کرتے تھے حضرت عائشہ فرماتی تھیں کہ مالفاطمۃ لا تتقی اللہ۔ تقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یجعل لھا نفقۃ و لا سکنیٰ کہ کیا ہو گیا فاطمہؓ کو یہ اللہ سے نہیں ڈرتی یہ کہتے ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے نفقہ اور سکنیٰ کا فیصلہ نہیں فرمایا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ

واللہ لا ندع کتاب ربنا و لا سنۃ نبینا لقول امراۃ جھلت او نسیت۔	خدا کی قسم ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتے محض ایک عورت کے قول پر معلوم نہیں اس نے صحیح بات سمجھی یا نہیں یا کوئی چیز بھلا دی۔

جس سے صاف واضح ہوا کہ مطلقہ کے لیے نفقہ اور سکنیٰ فاروق اعظمؓ کے نزدیک کتاب اللہ کا حکم تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی طحاوی میں حضرت عمرؓ سے اس کا سنت رسول اللہ ہونا ثابت ہے اور اسی طرح دار قطنی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں بھی اس کی تصریح ہے۔ حضرات اہل علم مراجعت فرمالیں۔

---

[1] سنن ابوداؤدؒ۔ بیہقیؒ۔
[2] احکام القرآن للجصاصؒ۔

www.ahlehaq.org

طلاقِ ثلٰث باجماعِ اُمّت تین طلاق ہیں

نصِ قرانی نے یہ فیصلہ کر دیا کہ تین طلاق کے بعد حُرمت قطعیہ واقع ہو جاتی ہے۔ اور رجوع کا امکان باقی نہیں رہتا جس کی تفصیل سورۂ بقرہ کی آیت فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ میں گزر چکی۔ خواہ تین طلاقیں متفرقاً اور علیحدہ علیحدہ دی ہوں یا بیک وقت۔ اس اجماعی فیصلہ میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ ظاہریہ اور بعض حنابلہ سے اختلاف نقل کیا گیا۔ مگر خود امام احمد بن حنبلؒ اس کے قائل نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ کا یہی فتویٰ ہے اور امت کے کل فقہاء محدثین و مفسرین اسی کے قائل ہیں۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے بھی اس پر ایک باب باندھا ہے فرمایا۔ بابُ من اجاز الطلاق الثلث بقولِہٖ تعالٰے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ تمام ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ ایک دفعہ ایک ہی زبان سے تین طلاق کہہ دینے سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔ البتہ طاؤسؒ اور بعض ظاہریہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک کلمہ سے تین طلاق دینے سے ایک شمار کی جائے گی۔ اس کے بعد امام قرطبیؒ نے تمام شکوک و اوہام کا جواب دیا (اصل کی مراجعت فرمالی جائے)

روایات سے ثابت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلافت میں تمام صحابہ اور فقہاء کے مشورہ سے یہ فتویٰ دیا گیا کہ جو شخص تین طلاق دے گا اس کو تین ہی شمار کیا جائے گا۔ اور کسی نے اگر اس کی خلاف ورزی کی تو اس کے دُرّے لگائے جائیں گے۔ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ سے بھی یہی فتویٰ نقل کیا گیا ہے۔

محلیٰ ابن حزم۔ زاد المعاد۔ اغاثۃ اللہفان لابن القیم اور سنن بیہقی میں حضرت عمر و عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کا یہ فتویٰ باسانید صحیحہ نقل کیا گیا ہے۔ شیخ ابن ہمامؒ نے خلفائے ثلٰثہ اور عبادلہ سے صراحۃً اسی بات کو نقل کیا کہ بیک وقت بھی تین طلاق دینے سے عورت مغلظہ بائنہ ہو جاتی ہے علامہ زرقانیؒ نے شرح مؤطا میں حافظ ابن عبدالبرؒ قاضی ابو بکر جصاصؒ۔ امام طحاویؒ اور حافظ عسقلانیؒ نے اس اجماعی فتویٰ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ اس کی مخالفت ناقابل التفات اور ناقابل اعتبار ہے۔ عہ

حافظ ابن تیمیہؒ نے اگرچہ اس میں اختلاف کیا مگر ان کے خاص رفیق اور زندگی بھر ساتھ دینے والے امام حافظ ابن رجب حنبلیؒ نے بڑی شدت سے ابن تیمیہؒ کا رد فرمایا۔ سہ

* * *

سہ۔ تفسیر قرطبی ج ۳ ص ۱۲۹۔
عہ۔ فتح الباری ج ۹ ص ۳۱۹۔
سہ۔ ملاحظہ فرمائیں معارف القرآن جلد ۱ ص ۴۳۴ تا ص ۴۴۱

www.ahlehaq.org

مسئلۂ طلاق ثلث میں حدیث عبداللہ بن عبّاسؓ کی تحقیق

اس اجماعی مسئلہ میں اختلاف کرنے والے اس روایت کا سہارا لیتے ہیں جو حضرت عبداللہ بن عباس سے منقول ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور ابوبکرؓ کے زمانہ میں اور عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں دو سال تک تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی تھیں مگر پھر عمر فاروقؓ نے تین طلاقیں جاری کر دیں تو بعض ظاہریہ نے اس سے استدلال کیا کہ اصل تو تین طلاقیں بیک وقت ایک ہی شمار ہوتی ہیں۔ ان کو تین کی حیثیت سے جاری و نافذ کرنا یہ عمر فاروقؓ کا کسی حکمت اور مصلحت کے باعث اپنا عمل اور فیصلہ تھا تو اس سلسلہ میں اولاً تو یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف اور ناقابلِ اعتبار ہے۔

چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ۔ ابنِ عبدالبرؒ۔ قرطبیؒ۔ ابوبکر رازیؒ۔ جصاصؒ و دیگر ائمہ محدثین اس کی تضعیف کرتے ہیں اس حدیث کی سند میں ایک راوی صہیب ابوالصہباء بکری واقع ہے جس کو ابوزرعہؒ نے ثقہ بتایا ہے لیکن امام نسائی اس کو ضعیف فرماتے ہیں۔ بہرکیف راوی متکلم فیہ ہے اسی وجہ سے بخاری نے اس کی روایت نہیں تخریج کی۔ حافظ ماردینیؒ الجوہر النقی ۳۳۷ ج ۳ میں لکھتے ہیں۔

وابوالصہباء ممن روی عنہم مسلم دون البخاری وتکلموا فیہ۔ قال الذہبی فی الکاشف قال النسائی ضعیف فعلی ھذا یحتمل ان البخاری ترک ھذا الحدیث لاجل ابی الصہباء اس کے برعکس امام بخاریؒ نے باب من اجاز الطلاق الثلاث لقول اللہ عزوجل اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔ منعقد کر کے طلاق ثلث کے جواز کو آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ثابت کیا کہ عہد رسالت میں تین طلاقیں لازم اور نافذ تھیں۔

اس کے علاوہ سند اور متن میں اضطراب ہے، فی اسنادٍ عن عبداللہ بن طاؤس عن طاؤس وفی اسناد آخر عن طاؤس عن عبداللہ بن عباس اور متن کا اضطراب یہ ہے کہ کسی روایت کے متن میں یہ ہے کہ خود ابن عباسؓ عام طور پر یہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کے عہد میں اور حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں دو سال تک تین طلاقیں ایک ہی طلاق تھی الخ اور کسی روایت میں ہے کہ ابوالصہباء نے اس ایک طلاق کو غیر مدخولہ کے حق میں سمجھ کر ابن عباسؓ سے سوال کیا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جب آدمی اپنی عورت کو صحبت سے پہلے تین طلاقیں دے دیتا ہے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کے زمانہ اور عمر فاروقؓ کے ابتدائی دور خلافت میں اس کو ایک ہی جانا جاتا تھا۔ ابنِ عباسؓ نے بھی اس کو غیر مدخولہ کے حق میں سمجھ کر یہی فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے جب آدمی اپنی عورت کو صحبت سے پہلے تین طلاقیں دیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکرؓ کے زمانہ میں اور عمر فاروقؓ کے ابتدائی دورِ خلافت میں لوگ اس کو ایک ہی جانا کرتے تھے تو

www.ahlehaq.org

اس حقیقت کے پیش نظر مسئلہ کی نوعیت قطعاً ہی بدل گئی۔

حافظ ابن قیمؒ نے بھی اغاثۃ اللہفان میں اس اضطراب کو تسلیم کیا ہے۔ دیکھو عمدۃ الابحاث ص۷۷۔

مزید برآں یہ حدیث شاذ ہے جیسا کہ بیہقیؒ اور ابوبکر بن عربیؒ سے منقول ہے کیونکہ ابن عباسؓ سے اس کا راوی صرف طاؤسؒ ہے اور طاؤس کے علاوہ ابن عباسؓ کے کبار تلامذہ و اصحاب مثلاً مجاہدؒ سعید بن جبیرؒ اور عطاء بن ابی رباحؒ۔ عمرو بن دینارؒ اور مالک بن الحارثؒ وغیرھم یہ نہیں بیان کرتے۔

ابن عباسؓ کا فتویٰ تمام کتب سنن میں مذکور ہے۔ احمد بن حنبلؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کس بناء پر حدیث ابن عباسؓ رد کرتے ہیں تو احمد بن حنبلؒ نے یہی عذر کیا کہ ابنِ عباسؓ کے تمام شاگرد طاؤس کے خلاف ان سے روایت کرتے ہیں۔

و قال الاثرم سالت ابا عبد اللہ احمد بن حنبل عن حدیث ابن عباس کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر و عمر واحدۃً فبای شیءٍ تدفعہ فقال بروایت الناس عن ابن عباس انہا ثلث. کذا فی المغنی (اعلاء السنن ص۵۲۶ ج۱۱)

قال الجوزجانی ھو حدیث شاذ و قد عنیت بھذا الحدیث فی قدیم الدھر فلم اجد لہ اصلا۔ و قال القاضی اسماعیل فی احکام القرآن طاؤس مع فضلہ و صلاحہ یروی اشیاء منکرۃ فمنھا ھذا الحدیث۔ و قال ابن رجب کان علماء مکۃ ینکرون علی طاؤس ما ینفرد بہ من شواذ الاقاویل۔ (اعلاء السنن ص۵۳۲ ج۱۱)

قاضی ابوبکر جصاصؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔ و بہ قال الماردینی فی الجوھرۃ۔ و ذکر صاحب الاستذکار عن ابن عبد البر ان ھذہ الروایۃ وھم و غلط لم یعرج علیھا احد من العلماء۔

بہرکیف اس تمام تفصیل سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے قابلِ اعتبار اور حجت نہیں اس وجہ سے اجماع امت اور نص کتاب اللہ کے خلاف اس حدیث ابنِ عباسؓ سے تین طلاق کو ایک قرار نہیں دیا جا سکتا ان اقوال و نقول کے بعد اس کے جواب کی کوئی ضرورت تو نہیں رہتی تاہم اگر چاہیں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ حکم غیر مدخولہ کا ہے اس کی تین طلاقیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ابتدائی زمانۂ خلافت میں ایک سمجھی جاتی تھیں۔ چنانچہ صحیح مسلم کی گزشتہ روایت سنن ابی داؤد میں بایں الفاظ مروی ہے (عمدۃ الابحاث ص۱۰)

امام نسائیؒ نے اپنی سنن میں باب الطلاق الثلث المتفرقۃ قبل الدخول بالزوجۃ۔ منعقد کر کے اس حدیث کو صرف غیر مدخولہ عورت کے حق میں شمار کیا ہے۔ بہرکیف اس تفصیل و تحقیق کے بعد اس تاویل کی کوئی ضرورت نہیں رہتی جو بعض علماء سے منقول ہے۔

ابتدائی زمانہ میں کوئی شخص اَنْتِ طالق۔ انت طالق۔ انت طالق کہتا تو اس کی نیت صرف

www.ahlehaq.org

تاکید ہوتی تھی نہ کہ استیناف لیکن لوگ جب کثرت سے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں یہ صیغہ استعمال کرنے لگے اور قرائن کی دلالت سے یہ معلوم ہوگیا کہ لوگ استیناف کا ارادہ رکھتے ہیں تو غالب اور متعارف کو ملحوظ رکھتے ہوئے تین طلاقیں شمار کی گئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ خیر القرون تھا تو لوگ اس تکرار سے تاکید کا ارادہ کرتے تھے اور جو دل میں نیت کرتے تھے وہ صاف صاف زبان سے ظاہر کر دیتے تھے۔ اس وقت تک طبائع میں مکر و فریب اور حیلہ و دجل نہیں تھا لیکن عمر فاروقؓ نے جب یہ دیکھا کہ زمانہ بدل گیا ہے اور لوگوں کے احوال بھی بدل گئے اور لوگ جلد بازی میں تین طلاقیں بیک وقت دینے لگے اور متعارف یہ تھا کہ لوگ نیت تجدید و استیناف کی کرتے ہیں۔ تو اس کے بعد عمر فاروقؓ نے تین کو نافذ فرما دیا اور یہ گنجائش نہ رکھی کہ کسی وقت بھی کوئی شخص ایسا اقدام کرنے کے بعد پھر یہ حیلہ کرنے لگے کہ میں نے تو تین نہیں بلکہ ایک ہی کا تکرار بطور تاکید کیا تھا۔ مگر سند کی تحقیق بالخصوص امام نسائیؒ کی اس وضاحت کے بعد "باب الطلاق الثلاث المتفرقۃ قبل الدخول بالزوجۃ" اس طرح کی کسی تاویل یا جواب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ

اور کتنی بستیاں اچھل چلیں اپنے

عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ

رب کے حکم سے، اور اس کے رسولوں کے، پھر ہم نے حساب میں پکڑا انکو سخت حساب میں،

وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝۸ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَ

اور آفت ڈالی ان پر اَن دیکھی آفت۔ پھر چکھی سزا اپنے کام کی، اور

كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝۹ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا

آخر اس کے کام میں ٹوٹا آیا۔ رکھی ہے اللہ نے ان کے واسطے سخت

شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ قف ط

مار۔ سو ڈرتے رہو اللہ سے، اے عقل والو۔ جن کو یقین ہے۔

عہ اس مسئلہ کی تحقیق و تفصیل حضرت والد محترم مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ کے حصۂ تفسیر میں سورۃ بقرہ کی آیت فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ کی شرح میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

www.ahlehaq.org

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۙ﴿۱۰﴾ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ

اللہ نے اُتاری ہے تم پر سمجھوتی ۔ رسول ہے ، جو پڑھتا ہے تم پاس آیتیں

اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ

اللہ کی کھلی سنانے والی، کہ نکالے ان کو جو یقین لائے ، اور کیئے بھلے کام ،

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا

اندھیروں سے اُجالے میں ۔ اور جو کوئی یقین لاوے اللہ پر، اور کرے کچھ بھلائی،

يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

اس کو داخل کرے باغوں میں، نیچے بہتی جن کے نہریں ، سدا رہیں ان میں

اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ

ہمیشہ ۔ البتہ خوب دی اللہ نے اس کو روزی ۔ اللہ وہ ہے جس نے بنائے

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ

سات آسمان اور زمینیں بھی اتنی ، اُترتا ہے حکم ان

بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ۵ وَّاَنَّ

کے بیچ ، تا تم جانو کہ اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ۔ اور

اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾ ع

اللہ کی خبر میں سمائی ہے ہر چیز کی ۔

تنبیہ و تحذیر بر نافرمانی ربّ العالمین و درس عبرت بہ بیان ہلاکت قریہائے مجرمین

قال اللہ تعالیٰ۔ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ ..... الیٰ ..... بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۔

www.ahlehaq.org

(ربط) گزشتہ آیات میں معاشرت اور معاملات کے احکام ذکر فرمائے جارہے تھے جن میں عدل وانصاف کا حکم تھا اور عدل وانصاف قائم کرنے کی بنیاد خوفِ خدا ہے اس وجہ سے درمیان میں تین بار وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ ذکر فرمایا گیا کہ اللہ کا تقویٰ مشکلات سے نکلنے کا راستہ پیدا کرتا ہے اللہ کے تقویٰ سے دشواریاں آسانیوں سے بدل جاتی ہیں۔ اور اللہ کے تقویٰ سے انسان اپنی برائیوں سے پاک ہوکر مستحق اجرِ عظیم ہوتا ہے تو اب ان آیات میں اللہ کی نافرمانی پر وعید اور تنبیہ فرمائی جارہی ہے۔ اور یہ کہ تاریخ عالم اس بات کی گواہ ہے کہ مجرمین پر خدا کا کس طرح عذاب نازل ہوا اور یہ کہ اللہ رب العزت کا یہ عظیم انعام و کرم ہے کہ اس نے اپنا رسول بھیجا تاکہ لوگ کفر کی ظلمتوں سے بچ کر ایمان و ہدایت کا نور حاصل کریں۔ ارشاد فرمایا۔

اور کتنی ہی بستیاں ہیں جنہوں نے اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں کی اطاعت سے سرکشی کی اور بغاوت کا طریقہ اختیار کیا تو ہم نے ان کو حساب میں پکڑ لیا بڑا ہی سخت حساب لیا اور عذاب میں ڈال دیا ان کو نہایت ہی ناگوار اور ناقابل برداشت عذاب میں پھر چکھ لیا ان بستیوں نے اپنے عمل کی سزا کو اور انجام کار ان کے عمل کا خسارہ ہی تھا دنیا میں تو تباہ و برباد کیے ہی گئے مزید برآں اللہ نے تیار کر رکھا ہے ان کے واسطے سخت عذاب ظاہر ہے کہ ایسے دردناک عذاب کے واقعات سُن کر ہی عقل والوں کو ایسی برائیوں بداعمالیوں اور خدا کی نافرمانی سے باز آجانا چاہیئے کہ کہیں اس طرح کی کوئی بے اعتدالی کر کے خدا کی پکڑ میں نہ آجائیں۔

لہٰذا ڈرتے رہو اللہ سے اے عقل والو جو کہ اللہ پر ایمان لائے۔ کیونکہ عقل انسانی اللہ کی معرفت کا باعث ہے اور اس کی قدرت خالقیت و وحدانیت پر ایمان لانے پر آمادہ کرتی ہے اس وجہ سے عقل والے کا کام ہی یہ ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لائے۔ بے شک اللہ نے اے لوگو اتارا ہے تمہاری طرف ایک نصیحت کا پیغام یعنی وہ رسول جو تم پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے جو کھول دینے والی ہیں حق اور باطل کو۔ تاکہ وہ نکال لے ایمان والوں اور نیکی کے کام کرنے والوں کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف۔ کہ کفر اور جہالت کی ظلمتوں سے بچ کر وہ نورِ ہدایت قبول کرلیتا ہے اور یقیناً جو شخص بھی اپنی عقلی و فکری صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اللہ کی ہدایت کو قبول کرتا ہے اور اس کے رسول کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے وہ جزاء اور اکرام کا مستحق ہے اس بناء پر خداوند عالم نے یہ قانون طے کر دیا ہے اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک کام کرے تو اللہ اس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے محلات کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جو ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے یقیناً خوب ہی روزی اللہ نے ایسے شخص کے واسطے عطا کی ہے کہ جنت کے رزق سے بڑھ کر اور کون سا رزق ہوگا تو یہ رزق بھی بہترین ہے اور اعمال کا بدلہ بھی بہترین اور اعمالِ صالحہ کی توفیق بھی ایک بہترین رزق تھا جو اللہ نے ایسے لوگوں کو دنیا میں عطا فرمایا۔ وہ اللہ ہی ہے کیسی عظیم قدرت والا جس نے سات آسمان پیدا کیے اور زمین سے بھی اسی طرح سات زمینیں پیدا کیں اور تخلیق کائنات عالم ملکوت السمٰوٰت اور زمین اور ان کے درمیان کی ہر مخلوق کا ایسا عجیب اور محکم نظام مقرر فرمایا کہ دنیا کے عقلاء اور حکماء حیران ہیں پھر نظام تکوینی جیسا کہ محکم منظم اور مرتب ہے اسی طرح اس کا تشریعی نظام بھی نہایت محکم ہے۔ چنانچہ اترتا ہے اس کا حکم ان کے اندر خواہ وہ آسمان ہوں یا زمین۔

www.ahlehaq.org

آسمان پر رہنے والے فرشتے ہوں شمس و قمر ہوں یا زمین پر بسنے والے انسان سب کے واسطے تکوینی احکام اور تشریعی ہدایات ہیں تاکہ اے لوگو! تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس نے اپنے علم کے لحاظ سے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے اس کے علم اور قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں اور جب کوئی بھی چیز اس کے علم اور قدرت سے باہر نہیں تو یقیناً وہ ایمان اور عمل صالح والوں کو جزاء و انعام سے نوازے گا اور مجرمین و نافرمانوں کو عذاب اور سزا دے گا اور اس کے حساب کی گرفت سے کوئی نہیں بچ سکتا اور چنانچہ اس قہر و عذاب سے بہت سی بستیاں تباہ کر دی گئیں۔ جیسے عاد و ثمود کی بستیاں تو ان بستیوں کی ہلاکت کے تاریخی واقعات سے موجودہ دور کے انسانوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

سات آسمانوں اور سات زمینوں کے متعلق عبداللہ بن عباسؓ کی روایت اور اس کی تحقیق

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ الخ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح سات آسمان پیدا کیئے اسی طرح اس نے سات زمینیں بھی پیدا کی ہیں گو کہ اکثر مواقع میں خَلَقَ السَّمٰوٰتِ کے ساتھ خَلْقِ ارض میں واحد کا صیغہ استعمال کیا گیا جس سے متبادر یہی ہے کہ آسمان سات ہیں اور زمین ایک ہی طبقہ ہے لیکن اس آیت میں یہ تصریح واقع ہوئی کہ جس طرح سات آسمان ہیں زمینیں بھی سات ہیں جیسا کہ جامع ترمذی اور بعض سنن کی روایات میں ہے تو یہ ممکن ہے کہ یہ سات زمینیں آسمانوں کی طرح تہہ بر تہہ نہ ہوں بلکہ احتمال ہے کہ باعتبار بعض حالات کے ہوں اور بعض حالات میں ممکن ہے کہ وہ اس کرۂ ارضی سے اوپر ہوں جیسا کہ مریخ وغیرہ جن کی نسبت آج کل یورپ کے حکماء کا خیال ہے کہ اس میں پہاڑ اور دریا اور آبادیاں ہیں تو اس طرح سات زمینوں کا عدد پورا ہو سکتا ہے باقی یہ مسئلہ نہ تو اصولِ دین سے ہے کہ اس کو پوری طرح سمجھے اور اس کی تحقیق کے بغیر ایمان ہی کامل نہ ہو تو ضروری نہیں کہ ہم اس کی ایسی ہی تحقیق اور تشریح کے پابند ہوں جیسا کہ اسلام کے دیگر بنیادی اصولوں کے اجمالاً اس طرح کا تصور جس کی طرف اشارہ کیا گیا وَ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ کا مفہوم، سمجھنے کے لیے کافی ہے رہی وہ روایت جو عبداللہ بن عباسؓ سے موقوفاً منقول ہے جس میں یہ ہے کہ یہ سات زمینیں ہیں جس میں سے ہر زمین میں آدم ہیں تمہارے آدمؑ کی طرح اور نوح ہیں حضرت نوحؑ کی طرح اور ابراہیم ہیں ابراہیمؑ کی طرح اور عیسےٰ کی طرح عیسیٰؑ ہیں تو محدثین کے اصول سے یہ روایت شاذ ہے قابل اعتبار اور صحیح نہیں شمار کی گئی اس بنا پر اس کی تحقیق و تدقیق میں پڑنے کے بجائے بہتر یہی ہے کہ خدا کے علم کے حوالہ کر دیا جائے ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی شخص حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے بیان کردہ اثر کے پیش نظر کچھ شکوک و اوہام میں لوگوں کو مبتلا کرنے کی کوشش کرے یا یہ کوشش کرے کہ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

www.ahlehaq.org

نبوت کے ساتھ العیاذ باللہ کسی اور نبوت کا بھی امکان ہے اس وجہ سے مناسب ہے کہ اس کی قدرے تحقیق کر دی جائے تاکہ اس قسم کے اوھام باطلہ کا کوئی امکان نہ رہے۔

امام بیہقیؒ نے ابن عباسؓ کی اس روایت کے راویوں کے معتبر ہونے کے باعث اسناد کو قابل اعتبار تو کہا مگر محدثین و اصولیین کے ایک مسلمہ قانون کے پیش نظر کہ یہ حدیث دیگر احادیث معروفہ کے خلاف ہے اس وجہ سے شاذ اور معلول ہے اور احادیث شاذہ کو محدثین نے حجت نہیں سمجھا اس موقعہ پر حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نادر تحقیق قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں یہ تحقیق الحمدللہ ایمان و استقامت کی ضامن و کفیل ہے فرماتے ہیں۔

"اسلام کی دعوت اس زمین کے سوا دیگر طبقات ارض میں کتاب و سنت سے کہیں ثابت نہیں، اگر ہوتی تو ضرور اس بارہ میں کوئی نص وارد ہوتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس کو بیان فرماتے اس بناء پر علماء نے اس اثر کو باوجود صحیح الاسناد ہونے کے شاذ بتلایا ہے اور اگر صحیح مانا بھی جائے تو اس کی مختلف تاویلیں کی جاسکتی ہیں"

تاویل اوّل ممکن ہے مراد یہ ہو کہ زمین کے ہر طبقہ میں ایک ہادی ہے جو اس طبقہ کے نبی کے ہم نام ہو پس ان طبقات تحتانیہ میں آدمؑ اور نوحؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور محمد رسول اللہؐ کے ہم نام ہادی ہوتے ہیں جو حقیقت میں انبیاء نہ تھے بلکہ محض ہادی تھے اور اس طبقہ کے انبیاء کے ہم نام تھے اور کسی اعتبار سے اس طبقہ کے انبیاء و رسل کے مشابہ تھے جیسا کہ حدیث میں ہے۔" علماءُ امتی کانبیاءِ بنی اسرائیل"، اور مشابہت سے مماثلت اور مساوات لازم نہیں آتی اس لیے کہ کلام عرب میں کاف تشبیہ کے لیے آتا ہے اور تشبیہ کے لیے یہ لازم نہیں کہ مشبہ، مشبّہ بہ کے مماثل اور برابر ہو۔ لہٰذا اس سے یہ بات ثابت کرنا کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی کوئی نظیر اور ہمسر ہے کسی طرح صحیح نہیں نیز حق تعالیٰ شانہٗ کے اس قول "اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ"، سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت اولادِ آدم کے ساتھ مخصوص ہے اور جمہور علماء کا بھی یہی قول ہے کہ جنات میں سے رسول نہیں آئے۔ تحتانی طبقات کے باشندے اسی طبقہ زمین کے پیغمبروں کے تابع رہے ہیں۔

(دیکھو کشاف اصطلاحات الفنون ص ۲۶۱ / ج ۱)

تاویلِ دوم یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کی مراد یہ ہو کہ جس طرح اس طبقۂ زمین میں نبوت کا سلسلہ جاری رہا اسی طرح زمین کے تحتانی طبقات میں بھی ہدایت کے لیے نبوت و بعثت کا سلسلہ جاری رہا۔ اور چونکہ بدلائل عقلیہ و نقلیہ سلسلہ کا غیر متناہی ہونا باطل ہے اس لیے ضروری ہوا کہ ہر طبقہ میں ایک مبداء سلسلہ ہوگا جو ہمارے آدمؑ کے مشابہ ہوگا اور ایک آخر سلسلہ ہو جو ہمارے خاتم النبیینؐ کے مشابہ ہوگا پس بناءً علیہ طبقات تحتانیہ کے اواخر انبیاء پر خواتم کا اطلاق درست ہوگا مگر اس کی خاتمیت اس طبقہ کے ساتھ مخصوص ہوگی عام نہ ہوگی بلکہ اضافی ہوگی اور ہمارے خاتم الانبیاء کی خاتمیت عام اور تام اور مطلق اور دائم ہوگی کیونکہ آپ کی دعوت اور بعثت عام ہے کوئی فرد بشر اس سے مستثنیٰ نہیں لہٰذا مطابق عقائد اہل سنت

www.ahlehaq.org

یہ اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کی نبوت ورسالت عام ہے اور قیامت تک تمام جن وانس پر آپؐ کی شریعت کی پیروی فرض اور لازم ہے پس اگر بالفرض والتقدیر آپ کے زمانہ میں کسی طبقۂ زمین میں کوئی نبی ہوا بھی تو آپؐ ہی کے شریعت کا متبع ہوگا اور وہ صرف اپنے ہی طبقہ کا خاتم ہوگا۔ اور اس کی خاتمیت اضافی ہوگی۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت عام اور تام اور دائم ہے۔ حضور پُر نورؐ جس طبقۂ زمین پر مبعوث ہوئے اس طبقۂ زمین پر جو نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ مسیلمہ کذاب کی طرح بلاشبہ دجال اور کذاب ہوگا۔ مسیلمہ کذاب خواہ یمن کا ہو یا پنجاب کا سب کا ایک ہی حکم ہے۔

اور طبقات تحتانیہ کے خواتم میں عقلاً تین احتمال ہیں اور یہ کہ وہ خواتم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ نبوت کے بعد ہوں یہ احتمال قطعاً باطل ہے اس لیے کہ حدیث لا نبی بعدی اس بارہ میں نصِ صریح ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ وہ دوسرے خواتم آپؐ سے مقدم ہوں اور تیسرا احتمال یہ ہے کہ وہ آپؐ کے ہمعصر ہوں۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ وہ ضرور بالضرور شریعت محمدیہ کے متبع ہوں گے اور ان کی خاتمیت اضافی ہوگی اور ہمارے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اور دعوت عام اور تام ہوگی بہرحال خاتمیت حقیقی ہو یا اضافی ظہور خاتم کے بعد ہر طبقۂ زمین میں نبوت کا دعویٰ کفر اور دجل ہوگا اور ہر طبقہ کا مدعی نبوت کذاب اور دجال اور مسیلمہ اور اسود عنسی کی طرح واجب القتل ہوگا۔ اور علیٰ ہذا جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور دعوت کو اسی طبقۂ زمین کے ساتھ مخصوص سمجھتا ہو اور ہر طبقہ کے خاتم کو صاحب شرع جدید سمجھتا ہو وہ بلاشبہ کافر اور دجال ہے۔

تاویلِ سوم یہ بھی کہا جا سکتا ہے جیسا کہ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ کا یہ قول عالمِ مثال پر محمول ہے کہ ہر طبقۂ زمین میں اس طبقۂ زمین کے صُورِ مثالیہ اور اشباہ اور امثال موجود ہیں جیسا کہ ابنِ عباسؓ کی ایک روایت اس معنی کی تائید کرتی ہے۔ وہ یہ کہ ابن عباسؓ سے ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ان زمینوں میں مجھ جیسا ابن عباسؓ بھی ہے اور ہر زمین میں اور ہر آسمان میں ایک خانہ کعبہ موجود ہے اس طرح زمین وآسمان میں ایک خانہ کعبہ موجود ہے اس طرح زمین وآسمان میں چودہ خانے کعبے موجود ہیں۔ حضراتِ اہلِ کشف کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے اور عالمِ مثال یعنی رؤیت مثالیہ پر محمول ہے اور فتوحات مکیہ میں اس قسم کی چیزیں بکثرت موجود ہیں۔ واللہ سبحانہٗ وتعالےٰ اعلم۔

جدید فلاسفہ کا نظریہ

قرآن اور حدیث سے یہ ثابت ہے کہ سات آسمان ہیں اور سات زمینیں ہیں۔ فلاسفۂ عصر آسمان کے وجود کے تو سرے سے قائل ہی نہیں اور زمین کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ صرف ایک زمین ہے اور باقی چھ زمینوں کے قائل نہیں۔ فلاسفۂ عصر کہتے ہیں کہ فضا میں جو نیلگوں رنگ نظر آتا ہے یہ فضاء کا یا ایتھر کا رنگ ہے اس لیے کہ بڑی بڑی نزدیک کُن خوردبینوں سے سوائے کواکب کے فضاء میں کوئی اور جسم نظر نہیں آتا۔

www.ahlehaq.org

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی چیز کا نظر نہ آنا نہ ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے بُعدِ مسافت کی وجہ سے آسمان نظر نہ آتا ہو اس لیے یہ انکار قابلِ التفات نہیں نیز فلاسفۂ عصر کا مذہب، یہ ہے کہ اس فضا اور خلا کی کوئی انتہاء نہیں اور ظاہر ہے کہ خوردبین کی رسائی غیر محدود نہیں۔ پس ممکن ہے کہ آسمان اس غیر محدود فضا اور غیر متناہی خلا کے اندر اتنے دور فاصلہ پر واقع ہو کہ بُعدِ مسافت کی وجہ سے دوربین کی رسائی نہ ہوسکتی ہو اور یہ نیلگوں رنگ جو ہم کو نظر آتا ہے وہ آسمان دنیا کا پلستر ہو۔ دیکھنے والے کو اصل عمارت تو نظر نہیں آتی بلکہ اس کا پلستر دکھائی دیتا ہے اور علیٰ ہذا فلاسفۂ عصر کا سات زمینوں کے وجود کا انکار بھی بالکل بے دلیل ہے جس طرح ایک زمین موجود ہوسکتی ہے اسی طرح سات زمینیں بھی موجود ہوسکتی ہیں۔ سات زمینوں کا وجود عقلاً محال اور ممتنع نہیں اور چونکہ مخبرِ صادق نے ہم کو ان کے وجود کی خبر دی ہے لہٰذا اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور فلاسفۂ عصر کی بیدلیل باتوں سے قرآن وحدیث اور اللہ ورسول کی باتوں میں شکوک واوہام پیدا کرنا زیب نہیں دیتا اس تحقیق عمیق سے اہلِ علم کے قلوب کو یقیناً طمانیت وسکون نصیب ہوگا اور دینِ اسلام کے کسی عقیدہ پر کسی طرح کا بھی شبہ پیدا نہ ہوسکے گا۔ وَلِلّٰہِ الحمد والمنۃ

تم بحمداللہ تعالےٰ وبتوفیق اللہ تعالیٰ تفسیر سورۃ الطلاق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ التحریم

اس سورت کا مضمون اپنی عظمت واہمیت کے لحاظ سے اس بات کی راہنمائی کر رہا ہے کہ مسلمان کو اپنی گھریلو زندگی کس اعتدال واحتیاط کے ساتھ گزارنی چاہیئے اور اس میں اہلِ بیت کے حقوق وجذبات کی رعایت کے ساتھ احکام خداوندی کی اطاعت کو بھی پوری طرح برقرار رکھا جائے اور اس امر کا لحاظ رکھنا چاہیئے، کہ ازواج میں سے کسی کی دلجوئی کی خاطر کسی دوسرے کی حق تلفی کا ادنیٰ شائبہ بھی نہ پایا جاتا ہو۔

ابتداءِ سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مباح چیز یعنی شہد اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اس کا ذکر ہے پھر ایسے جذبات جو اس امر کا داعی بنے ان کا بھی بیان ہے ساتھ ہی اس پر بھی تنبیہ ہے کہ گھریلو زندگی کے لوازم میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی راز ہو تو اس کو راز ہی رکھا جائے اور یہ بھی کہ اگر ازواج کسی قسم کی بے اعتدالی اختیار کریں تو یہ بھی نوبت آسکتی ہے کہ ان کو طلاق دے دی جائے اس ضمن میں یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ اگر عورتیں اپنی مزاجی کیفیات سے کسی قسم کی بدعنوانی یا زیادتی اختیار کریں گی تو پھر ان صالح اور نیک اطوار خاوندوں کے ساتھ اللہ کی مدد شامل حال رہے گی۔ اختتام سورت پر یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ بسا اوقات یہ بھی ممکن ہے کہ ایک مرد صالح کی زوجیت میں کوئی شقی اور

www.ahlehaq.org

بدنصیب عورت آجائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے صالح اور پاکباز خاتون کا شوہر عاصی و نافرمان ہو تو ایسے احوال میں عقل و فطرت کا تقاضا ہے کہ ہدایت اور حق پر پختگی کے ساتھ قائم رہے۔

اٰیَاتُهَا ۱۲ ۶۶ = سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ = ۱۰۷ فِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ تحریم مدنی ہے اور اس میں بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے، جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ

اے نبی! تو کیوں حرام کرے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر؟ چاہتا ہے

مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱ قَدْ فَرَضَ

رضامندی اپنی عورتوں کی۔ اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان۔ ٹھہرا دیا ہے

اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ

اللہ نے تم کو کھول ڈالنا اپنی قسموں کا۔ اور اللہ صاحب ہے تمہارا اور وہی ہے سب

الْحَكِيْمُ ۝۲ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا

جاننا حکمت والا۔ اور جب چھپا کر کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے ایک بات،

فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ

پھر جب اس نے خبر کر دی اُسکی، اور اللہ نے جتا دیا نبی کو یہ، جتائی نبی نے اُس میں سے

وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ

کچھ، اور ٹلا دی کچھ۔ پھر جب وہ جتایا عورت کو بولی تجھ کو

اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۳ اِنْ تَتُوْبَآ

کس نے بتایا یہ؟ کہا مجھ کو بتایا اس خبر والے واقف نے۔ اگر تم دونوں توبہ کرتیاں

www.ahlehaq.org

إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۚ وَإِنْ تَظٰهَرَا

ہو ، تو جھک پڑے ہیں دل تمہارے ۔ اور اگر تم دونوں چڑھائی

عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ

کروگیاں اس پر، تو اللہ ہے اس کا رفیق اور جبرئیل اور نیک

الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ﴿۴﴾ عَسٰى

ایمان والے ۔ اور فرشتے اس پیچھے مدد گار ۔ ابھی

رَبُّهٗٓ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُّبْدِلَهٗٓ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ

اگر نبی چھوڑ دے تم سب کو، اس کا رب بدلہ میں دے اسکو عورتیں تم سے بہتر

مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ

حکم بردار ، یقین رکھتیاں ، نماز میں کھڑی ، توبہ کرتیاں ، بندگی بجا لاتیاں ، روزہ دار

ثَيِّبٰتٍ وَّأَبْكَارًا ﴿۵﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا أَنْفُسَكُمْ وَ

بیاہیاں اور کواریاں ۔ اے ایمان والو ! بچاؤ اپنی جان کو اور

أَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ

اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کی چھپٹیاں ہیں آدمی اور پتھر ، اس پر مقرر ہیں فرشتے

غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ

تند خو زبردست ، بے حکمی نہیں کرتے اللہ کی جو بات ان کو فرمائی ، اور وہی کرتے

مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۶﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ

ہیں جو حکم ہو ۔ اے منکر ہونے والو ! مت بہانے بناؤ آج کے دن ۔

إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷﴾ ع ۱ ۷ ۱۹

وہی بدلہ پاؤ گے جو کرتے تھے ۔

www.ahlehaq.org

تعلیم صبر واستقامت وعدل وانصاف در حقوق وامور معاشرت

قال اللہ تعالیٰ۔ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ ..... الیٰ .... اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

(ربط) گزشتہ سورت میں طلاق و عدّت کے بعض اہم احکام کا بیان تھا اب اس سورت میں بعض ایسے جذبات طبعیہ کا بیان ہے جن کے باعث خانگی زندگی کا اعتدال وتوازن ختم ہوسکتا ہے اور اس سے تفریق وجدائی کی بھی نوبت آسکتی ہے۔ اور ایک خاص واقعہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کی طرف سے پیش آیا تھا تو اس کی مناسبت سے بعض خصوصی احکام وہدایات بھی بیان فرمائی جارہی ہیں۔

صحیحین و دیگر کتب حدیث میں اس سورت کا شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر حضرت زینب بنت جحش کے پاس ٹھیر جایا کرتے تھے (جبکہ آپؐ کا معمول تھا کہ عصر کے بعد تمام ازواج کے حجروں میں تشریف لے جاتے تاکہ اُن کے احوال کا علم ہو۔ اور ازواج مطہرات کے لیے آپؐ کی زیارت وتشریف آوری موجب برکت وراحت ہو) اس وقت حضرت زینبؓ کے پاس شہد آیا ہوا تھا تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا تو دو چار روز اس کے نوش فرمانے میں دیر لگی اور حضرت عائشہؓ وحفصہؓ کے یہاں پہنچنے میں تاخیر پر ان کو بے چینی ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد اور میٹھی چیز پسند تھی تو یہ بات ظاہر ہونے پر حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ نے باہمی مشورہ سے یہ طے کیا کہ ہم میں سے جس کسی کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو ہم یہ کہیں کہ یارسول اللہ آپؐ کے منہ سے تو مغافیر (ایک قسم کے گوند کو کہا جاتا ہے) کی بدبو آرہی ہے تاکہ آپؐ اس چیز کو ترک کردیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا بیان کرتی ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے کہا میں تو آپؐ کے منہ سے مغافیر کی بدبو محسوس کررہی ہوں آپؐ نے مغافیر کھایا ہے۔ اس کے بعد آپؐ حفصہؓ کے یہاں گئے تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا۔ آپؐ نے فرمایا نہیں میں نے تو شہد پیا ہے۔ اس پر آپؐ نے طبعی ناگواری کے ساتھ فرمایا خُدا کی قسم میں اب شہد نہیں پیوں گا تو اس طرح آپؐ نے اپنی قسم کے ذریعے ایک حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرلیا۔ اس کے متعلق یہ سورت نازل ہوئی اور اس سلسلہ میں جو بعض باتیں پیش آئیں ان کی طرف بھی اشارہ فرمایا گیا یہی شانِ نزول صحیح ہے اگرچہ مفسرین نے ایک دوسرا واقعہ بھی ذکر کیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔

اے ہمارے پیغمبر کیوں حرام کرتے ہو وہ چیز جو اللہ نے آپ کے واسطے حلال کی ہے اگرچہ مصلحتاً کسی حلال چیز سے عملاً پرہیز کرنا کوئی ممنوع فعل نہیں جب کہ عقیدۃً انسان حلال چیز کو حلال ہی سمجھتا رہے مگر پھر بھی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رفیع کے مناسب نہ تھی تو فرمایا چاہتے ہیں آپ اپنی بعض ازواج کی خوشنودی۔ خوش خلقی اور ازواج کی خوشنودی بے شک اچھی چیز ہے۔ لیکن جس حد تک اس کی ضرورت نہ ہو یا کسی کی خوشنودی دوسری کے لیے دل شکنی اور رنج کا ذریعہ بنے یہ آپ کے مقام عالی کے مناسب نہیں تو اس پر درگذر ہے۔

www.ahlehaq.org

اور اللہ غفور رحیم ہے وہ اس قسم کی غیر مناسب یا خلاف اولیٰ باتوں کو درگذر فرماتا ہے اور اپنی رحمت و مہربانی سے نوازتا ہے بے شک اللہ نے مقرر کر دیا ہے تمہارے واسطے تمہاری قسموں کا حلال کرنا کہ کسی حلال چیز سے رُکے رہنے کے بجائے قسم کا کفّارہ دے کر اس حلال کو اختیار کرو نہ یہ کہ عملاً اس سے اس طرح پرہیز کرتے رہو جیسا کہ حرام چیز سے پرہیز کیا جاتا ہے اور اللہ ہی تمہارا مولیٰ ہے وہی سب کچھ جاننے والا صاحب حکمت ہے چنانچہ ایسا ہی مقدر ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محض اس وجہ سے کہ دیگر ازواج کے لیے کسی قسم کی رنجیدگی کا باعث نہ ہو قسم کھالی کہ میں اب آئندہ شہد نہ پیوں گا اور جب چھپا کر کہی پیغمبر نے ایک بات اپنی ازواج میں سے کسی ایک کو اور ان سے یہ بھی کہہ دیا کہ کسی اور سے مت بتانا تاکہ کسی کو رنج نہ پہنچے لیکن پھر جب اس نے خبر کر دی اس بات کی ازواج میں کسی اور کو بھی چنانچہ حضرت عائشہؓ نے یہ بات حفصہؓ کو بتا دی کہ دیکھو حضورؐ نے شہد اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اور اب آپؐ زینبؓ کے ہاں زیادہ دیر نہ کر سکیں گے اور اللہ نے اس پر اپنے پیغمبر کو مطلع کر دیا تو اللہ کے پیغمبر نے کچھ بات بتلا دی اور کچھ سے اعراض کیا اس مصلحت سے کہ اس بیوی کو کسی قسم کا رنج یا بد گمانی نہ ہو تو جب پیغمبر نے یہ بات ظاہر کی اس بیوی سے تو اس نے پوچھا کس نے خبر دی ہے آپ کو اس بات کی کہ میں نے یہ راز کسی کو بتایا ہے۔ جواب دیا۔ بتا دیا مجھ کو اس بڑے علم رکھنے والے خبردار نے کہ جس پروردگار کے علم میں ہر چھوٹی بڑی چیز ہے۔ اللہ رب العزّت جب کسی بات کو ظاہر کرنا چاہے تو اُسے کوئی نہیں چھپا سکتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن معاشرت اور وسعتِ اخلاق کے بارہ میں چاہا کہ یہ شہد پینے کے معاملہ کو بھی ترک کر دوں تاکہ وہ ازواج جو حضورؐ کے غایت تعلق کی وجہ سے آپؐ کی تشریف آوری اور زیارت کے لیے بے چین رہتیں اور اگر ذرا چند لمحوں کی بھی دیر ہوئی تو وہ دیر انکو دو بھر گذری ادھر یہ بھی چاہا کہ جو بیوی اس تعلق اور جذبہ سے آپؐ کی ایک مرغوب چیز (شہد) سے تواضع کرتی تھیں ان کو اس کا علم نہ ہو کیونکہ ان کو معلوم ہونے سے یقیناً رنج پہنچے گا اس وجہ سے یہ صورت کی کہ شہد حرام کر لیا اور اس کی قسم کھانے کے بارہ میں یہ بھی تاکید کر دی کہ کسی کو خبر نہ کی جائے لیکن عائشہؓ بہر کیف عورت تھیں اور عورت کے مزاج میں ضعف ہوتا ہے تو اس کو چھپا نہ سکیں اور حفصہؓ کو خبر کر دی ظاہر ہے کہ اس صورتِ حال کے پیش آنے پر ان دونوں کا قصور ظاہر ہوا تو حق تعالےٰ نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اگر تم دونوں اللہ کی طرف تائب ہو جاؤ تو اچھا ہے کیونکہ تمہارے دل جھک پڑے تھے ان میں میلان اور ٹیڑھا پن آ گیا تھا اور جادۂ اعتدال سے جھک کر ایک طرف مائل ہو چکے تھے اور اے عائشہؓ اور حفصہؓ اگر تم دونوں پیغمبر خدا پر کوئی غلبہ حاصل کرنے کا ارادہ کرو گی تو پھر سمجھ لو کہ اللہ بھی ان کا مولیٰ ہو گا اور جبریل بھی اور صالحین مؤمنین بھی یہ سب خدا کے پیغمبر کی مدد کے لیے ہوں گے اور یہ ہی نہیں بلکہ فرشتے بھی اس کے بعد مددگار ہوں گے۔ تو خدا اس طرح اپنے پیغمبر کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔

اور ایسی صورت میں کہ خدا اس کے فرشتے جبریل امینؑ اور صالحین مؤمنین مددگار ہوں تو کوئی تدبیر اور

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.ahlehaq.org

حیلہ کارگر نہیں ہوسکتا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو پیغمبر کی تکلیف اور رنج سے ڈرنا چاہیئے خدا اپنے پیغمبر کو ہر قسم کی ذہنی الجھن سے پاک اور محفوظ فرمانے پر بڑا ہی قادر ہے اس وجہ سے اے ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن لو بہت قریب ہے یہ بات کہ اگر یہ نبی تم کو طلاق دے دیں تو پھر ان کا رب ان کو دوسری بیویاں دے دے تمہارے بجائے جو تم سے بہتر ہوں فرمانبردار ہوں ایمان ویقین رکھنے والیاں خدا کی مطیع توبہ کرنے والی عبادت گزار روزہ دار ہوں بیوہ ہوں اور دوشیزہ لہٰذا کسی کو یہ دھوکہ نہ لگے اور نہ ہی یہ تصور پیدا ہو کہ ہم سے بہتر پیغمبر کو اور کوئی نہیں مل سکتا۔ پیغمبر کے لیئے اللہ جس کی بھی زوجیت مقرر فرما دے گا وہ اعلیٰ سے اعلیٰ ہوگی اور اس میں ایمان ویقین اور باطنی کمالات وخوبیوں کے ساتھ جسمانی محاسن بھی پیغمبر کا رب ان میں جمع کر دیگا۔

انسان کی زندگی میں ایسے گھریلو واقعات اور ناگوار خاطر امور پیش آ ہی جایا کرتے ہیں اس وجہ سے اے ایمان والو تمہیں خاص تاکید کے ساتھ یہ ہدایت ہے کہ بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی ایسی آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ اس کے عذاب اور گرفت سے نہ کوئی بچ سکتا ہے اور نہ نکل سکتا ہے جس پر فرشتے سخت مزاج نہایت مضبوط نگران ہیں جو نافرمانی نہیں کرتے اللہ کے حکم کی جو بھی اللہ ان کو حکم دے اور وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم ہوتا ہے تو جس جہنم پر ایسے فرشتے نگران ہوں گے کہ ان کو مجرموں پر نہ ترس آئے گا اور نہ وہ نرم دل ہوں گے یقیناً اس کے عذاب سے کوئی مجرم نہیں بچ سکتا اور انسان کو چاہیئے کہ اپنی ذمہ داری کے ساتھ افرادِ خانہ اور اہل وعیال کی بھی اصلاح کی فکر میں لگا رہے اور یہ سب کام انسان دنیا کی زندگی ہی میں کر سکتا ہے یہ زندگی دارالعمل ہے اور روز آخرت دارالعمل نہیں رہے گا۔ بلکہ وہ روز جزاء ہوگا جیسا کہ حضورؐ کا ارشاد مبارک ہے۔ یاایّھا الناس انکم الیوم فی دارالعمل ولاحساب وانتم غدًا فی دارالجزاء ولا عمل ،، کہ اے لوگو! تم آج دارالعمل میں ہو جہاں حساب وکتاب نہیں مگر کل آنے والے دن اس جگہ ہوگے۔ جہاں حساب ہی حساب ہوگا نہ کہ عمل تو ایسے ہیبت ناک دن اعلان ہوگا اے کافرو! مت عذر پیش کرو آج کے دن اب تو بس تمہیں بدلہ دیا جائے گا ان اعمال کا جو تم کرتے تھے تو جب روزِ قیامت جہنم سامنے ہوگی اور اس کا دہکتا ہوا عذاب نظر آرہا ہوگا اور مجرموں پر یہ تنبیہ ہوگی کہ اب عذر اور بہانوں کی گنجائش نہیں تو بلاشبہ ایسے دن سے پہلے انسان اپنی اور اپنے گھر والوں کی اصلاح کر لے تو بہتر ہے اور بعض دفعہ معمولی جھگڑے بھی بڑی مصیبت کا سبب بن جاتے ہیں تو اس وجہ سے گھریلو منازعات اور باہمی رنجش کی باتوں سے بڑا ہی محتاط رہنا چاہیئے اور ان سب باتوں کے لیے بنیادی چیز اپنے طبعی جذبات کو قابو میں رکھنا ہے ساتھ حلم اور درگذر بھی چاہیئے جیسا کہ بیان کردہ واقعہ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) عہ بعض مفسرین نے صالح المؤمنین کی تفسیر میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا نام بیان کیا ہے اور ان ناموں کا ذکر کرنا حضرت عائشہ وحضرت حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے پیش نظر نہایت ہی لطیف اور مناسب ہے۔ ۱۲۔

www.ahlehaq.org

مبارکہ سے معلوم ہوا۔

خطاب خاص برائے ازواجِ مُطہرات

اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰہِ ۔ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے فرمایا کہ میں ایک عرصہ دراز تک اس فکر میں رہا اور یہ چاہتا تھا کہ عمر فاروقؓ سے یہ معلوم کروں کہ یہ دو کون ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے جن کو یہ خطاب فرمایا گیا ہے کہ اگر تم دونوں اللہ کی طرف تائب ہو جاؤ تو بہتر ہے کیونکہ تمہارے دلوں میں ٹیڑھاپن پیدا ہو گیا ہے"۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ جب عمر فاروقؓ حج کے لیئے تشریف لے جا رہے تھے میں بھی ان کے ہمراہ حج کے لیے روانہ ہوا۔ (اور ہمت نہ ہوتی تھی کہ دریافت کروں) ایک دن جب وہ کسی منزل پر ٹھیرے ہوئے تھے اور ایک جانب کسی ضرورت کو گئے اور جب واپس فارغ ہو کر آئے اور میں وضو کرانے لگا۔ تو عرض کیا اے امیر المؤمنین یہ دو عورتیں کون ہیں جن کے بارہ میں قرآن کریم نے فرمایا ہے "اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰہِ۔ فرماتے ہیں میں نے یہ لفظ منہ سے نکالا ہی تھا کہ فرمایا تعجب کی بات ہے اے بھتیجے (کہ تم کو اب تک اس کا علم نہیں) یہ تو عائشہؓ اور حفصہؓ ہیں۔ یہ کہہ کر پھر تفصیل سے یہ قصہ سنانا شروع کر دیا کہ ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب تھے جب مدینہ منورہ آئے تو یہاں کے لوگوں کو پایا کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں۔ تو ہماری عورتیں بھی مدینہ آ کر ان کی باتیں سیکھنے اور اختیار کرنے لگیں۔ اور فرمایا میرا مکان عوالی مدینہ میں دارِ امیہ بن زید میں تھا ایک روز میں اپنی اہلیہ پر کچھ ناراض ہوا اور غصہ میں کچھ کہا تو ناگہاں میں دیکھتا ہوں کہ وہ مجھے الٹ کر جواب دے رہی ہے مجھے بڑی حیرت ہوئی اور میں نے اس کو کہا کہ اچھا تو مجھے جواب دے رہی ہے اس پر وہ کہنے لگی اے عمرؓ تمہیں اس بارہ میں کیوں تعجب ہو رہا ہے کہ میں تمہیں جواب دے رہی ہوں خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تو رسول خدا سے مراجعت کر رہی ہیں یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض ہو کر صبح سے شام تک علیحدہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ سُن کر میں فوراً حفصہؓ کے پاس پہنچا اور کہا کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کرتی ہو۔ انہوں نے کہا ہاں اس قسم کی بات ہے۔ میں نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے ناراض صبح و شام تم سے علیحدہ رہتے ہیں۔ جواب دیا جی ہاں! ایسا ہی ہے میں نے کہا یقیناً تم میں سے وہ ہلاک و تباہ ہوئی جس نے ایسا کیا۔ کیا تم اس بات سے مطمئن ہو کہ خدا ناراض نہ ہو گا تم سے اپنے رسولؐ کے غصہ اور ناراضگی کی وجہ سے۔

تو پوری تفصیل سے قصہ نقل کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی اور گفتگو کا واقعہ بیان کیا۔ اہل علم صحیح بخاری و مسلم کی مراجعت فرمائیں۔

روایات میں ہے کہ مسروقؒ نے شعبیؒ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ازواجِ مطہرات نے جب نفقہ کی زیادتی کا مطالبہ کیا تو ایک ماہ کے لیے ایلاء فرمالیا تھا اس پر آپؐ کو کفارہ کا حکم ہوا اور

www.ahlehaq.org

آپؐ نے اپنی قسم کا کفّارہ ادا فرمایا۔

وہ ایک واقعہ ازواجِ مطہراتؓ کی طرف سے نفقہ کی زیادتی کی فرمائش پر تھا وہ ایک قَسم تھی۔ ازواجِ مطہرات سے ایک ماہ تک ملاقات نہ کرنے کی اسی کے ساتھ یہ دوسرا واقعہ تھا جس میں شہد نہ پینے کے لیے قسم تھی مطالبۂ نفقہ پر آیت تخییر سورۂ احزاب کی نازل ہوئی۔ اور شہد کی حرمت پر یہ سورۂ تحریم نازل ہوئی۔

(تفصیل کیلئے کتب سیرت و تفسیر کی مراجعت فرمائی جائے)

انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہُ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہُ نے بیان کیا کہ جس وقت ازواجِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک معاملہ میں جب باہم جمع ہوگئیں حمیّت و غیرت کے جذبہ میں آکر تو میں نے ان سے کہا عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ تو (کچھ ہی دیر بعد) یہی الفاظ قرآن کریم میں نازل ہوگئے تو یہ آیت بھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی موافقات میں سے ہے جس طرح آیت وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى اور آیت حجاب ان کی موافقات میں سے ہے۔ سبحان اللہ کیا مقام ہے کہ قرآن کریم کی آیات لوح محفوظ سے اترنے سے پہلے ہی فاروق اعظمؓ کے قلب و دماغ میں القاء کی جارہی ہیں اور ان کی زبان قبل از نزول ہی ان کا تلفظ کر رہی ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ
اے ایمان والو ! توبہ کرو اللہ کی طرف، صاف دل کی توبہ۔
عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ
شاید تمہارا رب اُتارے تم سے تمہاری برائیاں ، اور داخل کرے تم کو
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ
باغوں میں، جن کے نیچے بہتی نہریں جس دن اللہ ذلیل نہ کرے گا
النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ
نبی کو ، اور جو یقین لائے ہیں اس کے ساتھ۔ ان کی روشنی دوڑتی ہے
اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا
ان کے آگے ، اور اُن کے داہنے ، کہتے ہیں اے رب ہمارے پوری کردے ہم کو

www.ahlehaq.org

وَاغْفِرْ لَنَا ۚ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٨﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ

ہماری روشنی، اور معاف کر ہم کو۔ تو ہر چیز کر سکتا ہے ۔ اے نبی

جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمْ

لڑائی کر منکروں سے اور دغابازوں سے اور سختی کر ان پر ۔ اور ان کا گھر

جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٩﴾

دوزخ ہے ۔ اور بُری جگہ پہنچے ۔

حکم توبہ و انابت اِلی اللہ باخلاص قلب و عدۂ معافی خطایا و بشارت حصول نعمتہائے جنّت

قال اللہ تعالٰی۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا .... الٰی .... وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

(ربط) گزشتہ آیات میں انسانی زندگی کے لیے ایسی ہدایات تھیں کہ ان پر عمل کرنے سے انسان اس قسم کی برائیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے جو مزاجی عدم اعتدال یا گھریلو منازعات کی وجہ سے پیش آتی ہیں اب ان آیات میں اللہ کی طرف رجوع اور توبہ کا حکم ہے کہ مسلمان کو چاہیئے کہ اپنی کوتاہی پر نادم و شرمندہ ہو کر خدا کی طرف رجوع کرے اور توبہ و استغفار صدق دل سے کرے اسی سے اس کی نجات و کامیابی ہے۔ ارشاد فرمایا۔

اے ایمان والو رجوع کرو اللہ کی طرف سچے دِل سے توبہ کرتے ہوئے اپنے کیے پر نادم و شرمندہ ہوتے ہوئے اور اخلاصِ دل سے یہ وعدہ کرتے ہوئے کہ پھر آئندہ ایسی غلطی نہ کروں گا اور اس عقیدہ کے ساتھ کہ اللہ بڑا ہی غفور رحیم ہے اور وہ قادرِ مطلق ہے گناہ پر گرفت فرما سکتا ہے اور چاہے تو معاف بھی فرمانے والا ہے۔ امید ہے کہ تمہارا پروردگار تمہاری برائیاں مٹا دے گا اپنے فضل و کرم سے اور داخل کرے گا تم کو ایسے باغوں میں جن کے محلات کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں ہر قسم کی راحت اور ہر نوع کی نعمت موجود ہو گی۔ جس دن کہ اللہ شرمندہ نہیں کرے گا اپنے پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو اس پیغمبر کے ساتھ ایمان لائے بلکہ بڑے ہی اعزاز و اکرام بلند سے بلند تر مناصب اور مقام عطا فرمائے گا۔ ان اہل ایمان کا نور دوڑتا ہو گا ان کے آگے اور ان کی داہنی جانبوں میں کہتے ہوں گے۔ غایت فرحت و سرور سے اور اللہ کے انعامات کا شکر ادا کرتے ہوئے۔

www.ahlehaq.org

اے ہمارے پروردگار پوری کردے ہمارے واسطے ہماری روشنی اور معاف کردے ہماری وہ تمام کوتاہیاں اور غلطیاں جو ہم نے تیرا حق ادا کرنے میں کیں بے شک تو ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔

جہاں ایک طرف ان گزشتہ واقعات میں صبر وحلم اور عفو و درگذر کی تعلیم دی گئی اسی کے ساتھ یہ بھی فرمایا جارہا ہے کہ کافروں اور منافقوں کے ساتھ ضرورت ہے کہ سختی اور قوت کا استعمال کیا جائے ان کا مجرمانہ کردار اسی کا متقاضی ہے کہ سزا اور سرکوبی کا عمل ان کے ساتھ کیا جائے۔ برخلاف گھریلو زندگی کے کہ اس میں نرمی اخلاق اور صبر وحلم ہی زیب دیتا ہے تو فرمایا اے نبیؐ جہاد کیجئے کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کیجئے۔ اور وہ اس قابل ہی نہیں کہ ان پر نرمی کی جائے کیونکہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور یہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے تو جو لوگ اللہ کے اور اس کے رسول کے دشمن ہیں اور مجرم ہیں۔ خدا نے ان کے واسطے شدت وسختی اور عذاب جہنم طے کردیا ہے تو ظاہر ہے کہ ان کے ساتھ نرمی برتنے کا کوئی مطلب نہیں وہ بلاشبہ اسی کے مستحق ہیں کہ ان پر سختی کی جائے اور جہاد کے ذریعے سرکوبی ہو۔ کیونکہ ان کے کفر ونافرمانی سے عالم کا امن تباہ ہوگا اور ایسے مفسدوں اور فتنہ انگیزوں کی سرکوبی ہی عالم کے لیئے امن وعافیت کا موجب ہے تو پیغمبرؐ خدا کی ایسے مجرموں کے ساتھ یہ سختی بھی دنیا میں بسنے والے انسانوں کے واسطے رحمت ومہربانی ہوگی۔

توبۃ نصوحًا کی تفسیر

حافظ ابن جریرؒ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سُنا فرمارہے تھے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا کہ توبۂ نصوح یہ ہے کہ انسان گناہ کرلے تو اس سے تائب ہو اور اس طرح کہ پھر وہ گناہ دوبارہ نہ کرے۔ سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ اس عزم اور ارادہ کے ساتھ توبہ کرے کہ پھر یہ گناہ نہیں کرے گا اس طرح کبار تابعین وائمہ سے منقول ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عزم اور پختہ ارادہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب انسان کو کیئے ہوئے گناہ پر ندامت ہو اسی وجہ سے بعض روایات میں ہے۔ اَلتَّوْبَۃُ۔ اَلنَّدَمُ کہ توبہ ندامت کا نام ہے۔

حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے توبۂ نصوح یہ ہے کہ تم گناہ سے توبہ کے بعد گناہ سے اتنی ہی نفرت کرنے لگو جس قدر تم کو اس سے پہلے اس گناہ کی رغبت تھی اور جب اس گناہ کا خیال آئے اس سے بارگاہِ خداوندی میں استغفار کرو۔ احادیث صحیحہ میں ہے توبہ انسان کے گناہوں کو اس طرح مٹاتی ہے جس طرح کہ اسلام اس سے قبل کے گناہوں اور خطاؤں کو مٹاتا ہے۔ احادیث میں سیدالاستغفار کے کلمات اسی حقیقت کو واضح کررہے ہیں۔ بندہ حق تعالےٰ کی ربوبیت کا اقرار واعتراف کرتے ہوئے ایک طرف اس کے انعامات کا تصوّر کرے دوسری طرف اپنی خطاؤں اور تقصیرات کو دیکھے یقیناً اس پر ایک ندامت وشرمندگی کی کیفیت قلب میں پیدا ہوگی۔ اس ندامت کے ساتھ اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنا اور آئندہ کے لیے اپنے رب سے

www.ahlehaq.org

عہد کرنا کہ پھر آئندہ ——— میں حتی الامکان اس طرح کی غلطی نہ کروں گا اور اس پر خدا سے مدد مانگے اور اپنی ہمت و کوشش اسی پر صرف کرے تو انشاءاللہ یہ توبۂ نصوح ہوگی اور امید ہے اس پر وہی ثمرات مرتب ہوں گے جن کا وعدہ حق تعالےٰ شانہٗ نے فرمایا. وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔

میدانِ حشر میں اہل ایمان کا نور

نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ:۔ یہ اہلِ ایمان کے نور کا بیان ہے جو قیامت کے روز پُل صراط پر بھی ہوگا ان کے آگے اور ان کے دائیں جانب یہ نور دراصل اسی نور کا ثمرہ ہوگا۔ جو روزِ عہدِ الستِ اولادِ آدم جب حضرت آدمؑ کی پشت سے نکالی گئی تو ان پر اللہ نے اپنا نور ڈالا جس کسی کو وہاں وہ نور پہنچ گیا دنیا میں اس کو نورِ ہدایت حاصل ہوا۔ اسی نور کو ان الفاظ میں تعبیر فرمایا گیا۔ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔ اور یہی وہ حقیقت ہے جس کو فرمایا گیا۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ۔ یہی نور مؤمن کی قبر میں ہوگا اور پھر یہی نور میدانِ حشر میں اس کے ساتھ ہوگا جس کو اس آیتِ مبارکہ میں بیان فرمایا گیا گویا بدءِ تخلیق سے لے کر عالم حشر تک نورِ ہدایت کا سلسلہ اس طرح مربوط ہے۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہٗ بیان فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

انا اوّل من یؤذن لہٗ	کہ قیامت کے روز میں ہی سب سے
بالسجود یوم القیٰمۃ و	پہلا وہ شخص ہوں گا جس کو سجدہ کی اجازت دی
اوّل من یوذن لہ برفع	جائیگی اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جس کو سجدہ
راسہ فانظر بین یدي	سے سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی تو پھر میں
فاعرف امتی بین الامم	دیکھوں گا اپنے سامنے تو اپنی امت کو پہچانوں گا
وانظر عن یمینی فاعرف	دوسری تمام امتوں کے درمیان۔ پھر دائیں طرف
امتی بین الامم۔ وانظر	دیکھوں گا تو بھی تمام امتوں کے درمیان اپنی
عن شمالی فاعرف امتی	امت کو پہچان لوں گا پھر اپنے بائیں جانب
من بین الامم فقال رجل	دیکھوں گا تب بھی اپنی امت کو دوسری تمام
یارسول اللہ کیف تعرف	امتوں کے درمیان پہچان لوں گا تو ایک شخص
امتک من بین الامم۔	نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ کس طرح تمام
قال غُرٌّ محجلون من	امتوں کے درمیان پہچانیں گے آپؐ نے فرمایا

www.ahlehaq.org

اٰثَارِ الوضوء و لا یکون احد من الامم کذٰلك غیرھم واعرفھم یوتون کتبھم بایمانھم۔ واعرفھم سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود واعرفھم بنورھم یسعٰی بین ایدیھم۔

میری اُمّت کے لوگ روشن پیشانیوں اور سفید قدم والے ہوں گے وضو کے آثار سے۔ اس قسم کی شان کسی بھی قوم کی نہ ہوگی تمام امتوں میں سے۔ اور میں ان کو اس طرح بھی پہچانوں گا کہ ان کے دائیں ہاتھ میں ان کے نامہ ہائے اعمال دیئے جائیں گے* اور میں ان کو اس طرح بھی پہچانوں گا کہ ان کا نور ان کے آگے آگے ہوگا۔

اللّٰھم اجعلنا منھم بفضلك و کرمك یا اکرم الاکرمین وارزقنا شفاعۃ حبیبك ونبیك سید الانبیاء والمرسلین سیّدنا ومولٰینا محمدٍ والہٖ واصحابہٖ اجمعین.

* اور اسطرح بھی پہچانوں گا کہ انکی پیشانیوں پر سجدوں کے نشان ہونگے

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ

اللہ نے بتائی ایک کہاوت منکروں کے واسطے، عورت نوح کی اور عورت

لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ

لوط کی۔ گھر میں تھیں دونوں دو نیک بندوں کے ہمارے بندوں میں سے،

فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا

پھر ان سے چوری کی، پھر وہ کام نہ آئے انکو اللہ کے ہاتھ سے کچھ، اور حکم ہوا کہ جاؤ

النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا

دوزخ میں ساتھ جانے والوں کے۔ اور اللہ نے بتائی ایک کہاوت ایمان والوں کو

امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا

عورت فرعون کی، جب بولی اے رب! بنا میرے واسطے اپنے پاس ایک گھر

فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَ

بہشت میں، اور بچا نکال مجھ کو فرعون سے، اور اسکے کام سے، اور

www.ahlehaq.org

نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ

بچا نکال مجھ کو ظالم لوگوں سے ۔ اور مریم بیٹی

عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ

عمران کی، جس نے روکی اپنی شہوت کی جگہ، پھر ہم نے پھونک دی ایک

رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ

اپنی طرف کی جان، اور سچ جانی اپنے رب کی باتیں اور اس کی کتابیں اور تھی

مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾ ع ۲ ۵ ۲۰

بندگی کرنے والوں میں ۔

نمونۂ ایمان وکفر وہدایت وشقاوت برائے خواتین عالم

قال اللہ تعالیٰ۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا ..... الیٰ ..... وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ

(ربط) گزشتہ آیات میں توبہ کا حکم اور قلب کی تطہیر و پاکی کا بیان تھا اور یہ کہ اللہ رب العزت اپنے پیغمبر اور ان کے ساتھ ہو جانے والوں کو قیامت کے روز ذلت اور شرمندگی سے بچائے گا۔ اب ان آیات میں یہ ظاہر فرمایا جا رہا ہے کہ پیغمبر خدا کے ساتھ وہ نسبت جو آخرت میں کام آتی ہے وہ اس کے ساتھ ایمانی رشتہ ہے۔ اسی رشتہ پر نجاتِ آخرت کا ثمرہ مرتب ہوتا ہے اگر اللہ کے پیغمبر پر ایمان نہ ہو تو کوئی بھی قرابت اور رشتہ کام نہیں آتا۔ اس مضمون کو ثابت کرنے کے لیئے ایک طرف حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویوں کا ذکر ہے دوسری طرف امراءۃ فرعون اور ساتھ ہی حضرت مریمؑ کا بھی ذکر ہے اصل تقابل تو امرأۃ نوح ولوط کے ساتھ فرعون کی بیوی کا تھا لیکن ایمانی معرفت اور استقامت وتقویٰ کے وصف میں شریک ہونے کے باعث مریم بنت عمران کا ایمانی شرف اور فضل وکمال بھی بیان کر دیا اور ان دونوں کو بحیثیت نمونۂ ایمان وہدایت ہونے کے پیش کیا گیا۔ اور ان دونوں نمونوں کو بیان کر کے اسی حقیقت پر آگاہ کرنا ہے فرمایا۔

مقرر کر دیا ہے اللہ نے مثال اور نمونہ کافروں کے لیے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کو جو زوجیت میں تھیں دو بندوں کی ہمارے نیک بندوں میں سے بجائے اس کے کہ وہ دونوں اللہ کے ان نیک بندوں اور صالح بندوں اور پیغمبروں پر ایمان لاتیں۔ انہوں نے ان دونوں سے خیانت کی تو یہ دونوں ان عورتوں کو اللہ کے

www.ahlehaq.org

عذاب سے بچانے کے لیے کچھ کام نہ آئے اور کہہ دیا گیا ان کو داخل ہو جاؤ تم آگ میں انہی لوگوں کے ساتھ جو جہنم میں داخل ہونے والے ہیں حالانکہ یہ دونوں بیویاں تھیں مگر چونکہ ایمان کے رشتہ اور تعلق سے محروم تھیں تو یہ نسبی[1] رشتہ اور علاقہ کچھ کام نہ آیا اور اس نفاق کی بدولت عام کفار کے ساتھ جہنم میں دھکیل دی گئیں۔

اور اس کے بالمقابل ایک نمونہ ایمان والی عورتوں کا ہے جس کو اللہ نے مثال بنا دیا ہے ایمان والوں کے واسطے فرعون کی بیوی[2] کو۔ جب کہ اس نے اپنے پروردگار سے التجا کرتے ہوئے کہا اے میرے پروردگار بنا دے میرے واسطے ایک گھر اپنے پاس بہشت میں اور نجات دیدے مجھ کو فرعون سے اور اس کے عمل کفر سے اور نجات دے مجھے ظالم قوم سے جس وقت کہ فرعون کو ان کے ایمان کا علم ہوا تو سخت ترین عذاب دینا شروع کیا چاروں ہاتھوں پاؤں میں میخیں ٹھونک کر ایذائیں دیں اس حالت کرب میں کمال استقامت پر ایمان پر قائم رہتے ہوئے اپنے رب سے آخرت کی نعمتیں مانگتی رہیں۔ اور مثال بنا دیا ہے اللہ نے مریم عمران کی بیٹی کو جس نے پاک رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو بغیر اس کے کہ کوئی بشر اُس کو چھوئے۔ پھر ہم نے فرشتہ کے ذریعے پھونکا اس میں اپنی روح میں سے ایک روح کو اور سچائی تسلیم کی اس نے اپنے رب کے کلمات کی اور اس کی کتابوں کی اور وہ تھی عبادت گزار بندیوں میں سے تو اس طرح یہ دو عورتیں دنیا میں ایماندار عورتوں کے واسطے نمونہ ہیں۔ ان کے ایمان و تقویٰ کو دنیا کے سامنے مثال بنا کر پیش کیا جا سکتا ہے اور دنیا کی عورتوں کو دعوت دی جا سکتی ہے کہ تم مریم بنت عمران اور آسیہ امرأۃ فرعون جیسا ایمان و تقویٰ اور پختگی اختیار کرو اور یہ بھی ظاہر ہے کہ فرعون کی بیوی اگرچہ ظاہری رشتہ میں اس کی بیوی تھی لیکن جب وہ ایمان لے آئی تو اب اس کا کوئی تعلق فرعون سے نہ رہا اور فرعون

---

[1] مقصد یہ کہ پیغمبروں کے ساتھ یہ رشتہ بھی ایمان کے بغیر بیکار رہا۔ حضرت شاہ صاحبؒ اپنے فوائد میں فرماتے ہیں یعنی "اپنا ایمان درست کرو نہ خاوند بچا سکے نہ جورو یہ قانون سب کو سنا دیا" بہرحال حضرت نوح[3] اور لوط[4] کی بیویوں کو جو منافق تھیں جہنم میں دھکیل دیا گیا ان کے برعکس فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم پکی ایماندار عورت اور ولی کامل تھی اور اس کا شوہر فرعون تھا مگر ایمان کی بدولت جنت کی بشارت دنیا ہی میں انکو مل گئی۔ ۱۲

[2] روایات سے یہ ثابت ہے کہ فرعون کی یہ بیوی وہ تھی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی جب کہ ان کو دریا میں بہتے ہوئے تابوت سے نکالا گیا۔ جس کی تفصیل سورۂ قصص میں گذر چکی۔ فرعون کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ ایمان لے آئیں تو طرح طرح سے ستانا شروع کیا۔ ایسی ایذائیں دیں کہ انسان تصور بھی نہیں کر سکتا مثلاً چومیخا کر دینا۔ آخر فرعون نے ان کو قتل کر ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کامل الایمان ہونے کی شہادت دی۔

نیز حضرت مریمؑ کا واقعہ تفصیل کے ساتھ سورۂ آل عمران اور سورۂ مریم میں گزر چکا انکی عفت و پاکدامنی اور ایمان و تقویٰ پر مشتمل آیات کی تفسیر گزر چکی ہے ۱۲

www.ahlehaq.org

کے کفر و سرکشی کے آثار و نتائج سے اس پر کوئی ثمرہ عذاب کا تو کیا مرتب ہوتا اس کو بحالتِ زندگی ہی جنت کی بشارت دی گئی۔ اور جنت کا وہ محل دکھا دیا گیا جو اس کے واسطے اللہ نے مخصوص فرمایا تھا تاکہ اس محل کو اور آخرت کی راحتوں کو دیکھ کر سب سختیاں آسان ہو جائیں۔

آسیہؑ امرأۃ فرعون کے ایمان کا واقعہ

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں فرعون کی بیوی کے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ابوالعالیہؒ کی ایک روایت بیان کی ہے بیان کیا کہ اس کا ایمان لانا اس کے محل کی ایک نگران یا خازن کی عورت کی وجہ سے ہوا کہ وہ ایک روز بیٹھی فرعون کی ایک بیٹی کے سر میں کنگھا کر رہی کہ ہاتھ سے کنگھا گر گیا تو وہ بولی تَعِسَ مَنْ کَفَرَ بِاللہ یعنی ہلاک ہو وہ جو اللہ کا کفر کرے۔ فرعون کی بیٹی یہ سُنکر بولی اور کیا کوئی رب ہے، میرے باپ کے علاوہ؟ اس نے جواب دیا۔ ہاں۔ وہ میرا رب ہے، اور تیرے باپ کا بھی رب ہے اور کائنات کی ہر چیز کا رب ہے، اور میں تو صرف اسی کی عبادت کرتی ہوں اس پر فرعون کی بیٹی نے اس باندی کے منہ پر چپت مارا اور اپنے باپ فرعون کو اس کی خبر کی۔ فرعون نے اس کو بلایا اور کہا کیا تو میرے سوا کسی کی عبادت کرتی ہے جواب دیا ہاں! میں عبادت کرتی ہوں اپنے رب کی اور تیرے بھی رب کی اور ہر چیز کے رب کی اور میں تو صرف اسی کی عبادت کروں گی فرعون نے اس کو طرح طرح کے عذاب دینے شروع کیئے حتیٰ کہ اس کے ہاتھ پاؤں میں میخیں ٹھونکیں اس پر سانپ بھی چھوڑے غرض طرح طرح سے ستایا اسی طرح ایذاؤں کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ فرعون نے ایک روز آکر اس کو دھمکی دی اور کہا کیا تو باز نہیں آئے گی۔ اس نے جواب دیا۔ رَبِّیْ وَرَبُّکَ وَرَبُّ کُلِّ شَیْءٍ اَللّٰہُ (کہ میرا رب اور تیرا رب اور ہر چیز کا رب صرف اللہ ہی ہے) فرعون نے کہا میں تیرا بچہ تیرے مُنہ میں ذبح کروں گا اگر تو باز نہ آئی۔ اس پر باندی نے جواب دیا فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ کہ کر گزر جو کچھ بھی تو کر سکتا ہے۔ فرعون نے اس کا بیٹا اس کے منہ میں ذبح کر ڈالا حتیٰ کہ خود خازن کی بیوی کو بھی شہید کر دیا۔

اسی طرح فرعون کی بیوی ایمان لے آئی اور فرعون جس قدر ستاتا۔ ایذائیں پہنچاتا اُن کے ایمان میں اور اضافہ ہوتا اس حالت میں جب کہ فرعون کی ایذائیں حد سے بڑھ چکی تھیں تو آسیہؑ کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوئے رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِہٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت فرعون ان کے ہاتھ اور پاؤں میں میخیں پیوست کر رہا تھا اللہ رب العزت نے آسیہؑ کا وہ محل جو جنّت میں ان کے واسطے تھا وہ ظاہر کر دیا جس کو دیکھتے ہی فرطِ مسرت سے ہنسنے لگیں اس پر کمبخت فرعون کہنے لگا! دیکھو یہ کیسی دیوانی عورت ہے۔ میں اس کو عذاب دے رہا ہوں اور یہ ہنس رہی ہے ابوالعالیہؒ بیان کرتے ہیں اللہ نے ان کی روح اس طرح قبض کی کہ وہ جنت میں تھیں۔ رضی اللہ عنہا۔

www.ahlehaq.org

مُرَّۃ الہمدانیؒ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہُ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

كَمُلَ من الرجال كثيرٌ ولم يكمل من النساء الّا اٰسية امرأةُ فرعون ومريم ابنة عمران و خديجة بنت خويلد۔

کہ مردوں میں سے تو بہت سے لوگ باکمال ہوئے لیکن عورتوں میں کمال اور ایمانی عظمت حاصل کرنے والی صرف آسیہ فرعون کی بیوی اور مریم بنتِ عمران اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

وَلِلّٰہِ الحمد والمنۃ تدتم تفسیر سورۃ التحریم

الحمدللہ اٹھائیسواں پارہ مکمل ہوا

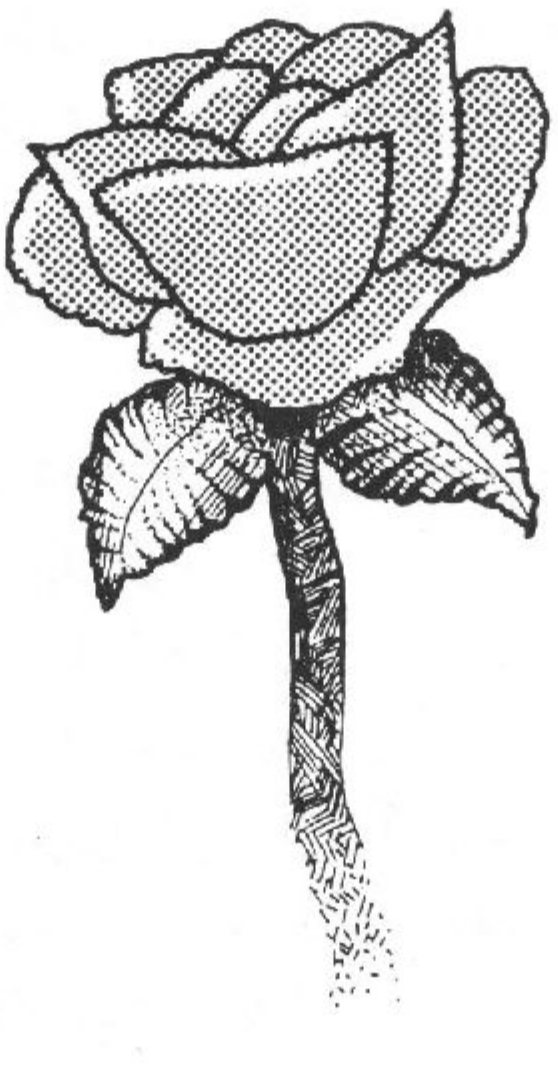

www.ahlehaq.org

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْمُلْكِ

احادیث سے اس سورت کے متعدد نام ثابت ہیں سورۂ تبارک۔ مانعہ۔ دافعہ۔ واقیہ اور منجیہ تبارک تو اس وجہ سے کہ اسکی ابتداء اسی لفظ سے ہوتی۔ مانعہ۔ دافعہ اور منجیہ اس وجہ سے کہ یہ عذاب آخرت کو دفع کرنے والی ہے اور اس سے نجات کا ذریعہ ہے دنیا میں گمراہی سے اور آخرت میں عذابِ آخرت سے بچانے والی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کریم میں یہ تیس آیات ہیں کہ انہوں نے اپنے تلاوت کرنے والے کی شفاعت کی اور اس وجہ سے وہ بخشا گیا فرمایا وہ تیس آیات تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ہے [1]۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے لاعلمی میں کسی قبر پر خیمہ لگالیا اس نے سنا کہ کسی شخص نے سورۃ تبارک الذی کی تلاوت شروع کی یہاں تک کہ ختم سورت تک اس نے پڑھ ڈالا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ بتایا آپؐ نے فرمایا کہ یہ سورت مانعہ ہے منجیہ ہے اپنے پڑھنے والوں کو عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے [2]۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے نہ تھے یہاں تک کہ الٓمٓ تنزیل سجدہ اور سورۂ تبارک الذی اول سے لے کر آخر تک پڑھ کر ختم نہ فرمالیتے [3]۔

---

[1] ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد ونسائی۔

[2] جامع ترمذی۔

[3] لیث بن سعدؒ طاؤسؒ سے نقل کرتے ہیں کہ سورۂ الٓمٓ تنزیل اور سورۂ تبارک الملک قرآنِ کریم کی ہر سورت سے ستر درجہ بڑھ کر ہیں۔

عکرمہؒ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ قول نقل کیا کرتے تھے کہ — نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ یہ سورت میری امت کے ہر شخص کے سینہ میں محفوظ ہو (وقال ھذا حدیث غریب) اور عکرمہؒ نے یہ بھی بیان کیا کہ عبداللہ بن عباسؓ نے ایک شخص سے کہا کہ کیا میں تجھے ایک حدیث کا ایسا تحفہ نہ دیدوں جس سے تو خوش ہوجاتے اس نے کہا بے شک آپ نے فرمایا تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ پڑھا کر اور اپنے گھر والوں اور سب بچوں کو سکھا اور اپنے پڑوسیوں کو بھی اسلیئے کہ یہ سورت منجیہ (نجات دلانے والی) ہے یہ سورت تو قیامت کے روز خدا کے یہاں اپنے پڑھنے والے کیلیئے جھگڑے گی اور اسکو عذاب نار سے نجات دلائے گی (تفسیر ابن کثیر ج ۴)

www.ahlehaq.org

یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اس پر سب کا اتفاق ہے ابنِ عباسؓ فرماتے تھے کہ یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اسکے بعد سورۂ حاقّہ اور معارج نازل ہوئیں اگرچہ حسن بصریؒ سے اسکا مدنی ہونا منقول ہے لیکن اسکے سوا کسی سے یہ منقول نہیں ہے نیز طرز کلام اور انداز مضامین سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مکی ہے اسی وجہ سے قرطبیؒ نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ سورت رحمانیات میں سے ہے کیونکہ لفظ رحمان نہایت ہی عظمت کے ساتھ اوّل و آخر سورت میں استعمال کیا گیا دیگر وہ سورتیں جن میں لفظ ربّ استعمال کیا گیا انکو ربّانیات کہا گیا۔

مضامین قرآن کریم از اول تا آخر حق تعالیٰ شانہٗ کی خالقیت و قدرت اور توحید اثباتِ حشر و نشر اور مسئلۂ رسالت پر مشتمل ہیں بالخصوص مکی سورتوں میں اصلاح عقائد کے اصول بڑی تفصیل سے بیان کئے گئے جب کہ مدنی سورتوں میں معاملات اور اصلاح معاشرت سے متعلق مسائل کو زیادہ وضاحت سے ذکر فرمایا گیا تو اس سورت میں بھی پہلے حق تعالیٰ شانہٗ کی عظمت و خالقیت کو بیان فرمایا گیا اور یہ کہ اسی کے قبضۂ قدرت میں تمام کائنات کا نظام ہے وہی موت و حیات کا مالک ہے پھر تخلیق سماوات اور اسکو ستاروں سے مزین کرنے کا بیان ہے اسی کے ساتھ اثبات رسالت کے بھی مضامین ہیں پھر ان مجرمین کی سرکوبی کا ذکر ہے جو اللہ کی اطاعت و فرماں برداری سے سرتابی کرتے ہیں۔ عظمت و قدرتِ خداوندی کے دلائل بیان کرتے ہوئے اختتام سورت پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو ٹھکرانے والے مجرمین کو عذاب خداوندی کی وعید سنائی گئی اور یہ کہ خدا کے عذاب کو کوئی ٹلانے والا نہیں اختتام سورت پر وعید کا انداز اس قدر ہیبت ناک ہے کہ اس پر غور کرنے والے کا دِل لرز جائے۔

∴ ∴ ∴

اٰیاتُھا ۳۰ = ۶۷ = سُوْرَۃُ الْمُلْکِ مَکِّیَّۃٌ = ۷۷ فِیْھَا رُکُوْعَانِ

سورۂ مُلک مکّی ہے اور اسکی تیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۙ﴿۱﴾

بڑی برکت ہے اسکی، جس کے ہاتھ ہے راج اور وہ سب چیز کر سکتا ہے

www.ahlehaq.org

نِ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ

جس نے بنایا مرنا اور جینا ، کہ تم کو جانچے ، کون تم میں اچھا کرتا ہے

عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ

کام اور وہ زبردست ہے بخشنے والا جس نے بنائے سات آسمان

طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ

تہہ بر تہہ کیا دیکھتا ہے رحمٰن کے بنانے میں کچھ فرق ؟ پھر دُہرا کر

الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ

نگاہ کر کہیں دیکھتا ہے دڑاڑ پھر دہرا کر نگاہ کر دو دو بار

یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ زَیَّنَّا

الٹی آوے تیرے پاس تیری نگاہ رد ہو کر تھک کر ؛ اور ہم نے رونق

السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ وَ

دی ورلے آسمان کو چراغوں سے اور ان سے رکھی پھینک مار شیطانوں کی اور

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ ﴿۵﴾

رکھی ہے ان کو مار دہکتی آگ کی

شانِ عظمت و قدرتِ خداوندی مع بیانِ جزائے اہلِ سعادت و تنبیہ و تہدید بر اہلِ شقاوت

قال اللہ تعالیٰ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ..... اِلٰی ..... عَذَابَ السَّعِیْرِ

(ربط) سورۂ تحریم کا اختتام اس امر پر تھا کہ دین کی حفاظت کے لیئے جہاد مع الکفار ضروری ہے اور ایمان و تقویٰ ہی انسان کی سعادت و کامیابی کی رُوح ہے تو اب اس مناسبت سے سورۂ تبارک الذی کی

www.ahlehaq.org

ابتداء حق تعالیٰ شانہٗ کی عظمت وقدرت کے بیان سے ہو رہی ہے اور یہ کہ اہلِ ایمان اور اہل سعادت کو کیسی کیسی نعمتوں سے نوازا جائے گا اور منکرین واشقیاء کیسے ہولناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اور یہ بھی اشارۃً ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اگر ایک گھر کا سرپرست اپنے اہل خانہ کی کسی بے اعتدالی سے اس قسم کی اذیت محسوس کر سکتا ہے اور قلب پر گرانی واقع ہوتی ہے تو کائنات کے رب کو اپنی مخلوق کی بے راہ روی اور خلاف ورزی سے کس قدر اذیت ہوتی ہو گی اس بنیاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر صاحب فہم انسان سعادت وشقاوت کا راز اور اس کا انجام بخوبی سمجھ سکتا ہے ارشاد فرمایا بڑی ہی عظمت وبرکت والا ہے وہ پروردگار جسکے ہاتھ میں ہے سلطنت وحکمرانی تمام کائنات کی اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے نہ اسکے ملک سے کوئی نکل سکتا ہے اور نہ قدرت وگرفت سے بچ سکتا ہے اور نہ کوئی چیز اسکے علم سے دور ہو سکتی ہے وہی پروردگار ہے جس نے موت وحیات کو پیدا کیا تاکہ تمکو آزماتے کہ تم میں سے کون ہے بہتر اپنے عمل کے لحاظ سے موت وحیات کا یہ تمام سلسلہ اسی لیئے ہے کہ انسان کی پہلی زندگی میں پتہ چل جائے کہ کس کے عمل اچھے ہیں اور کس کے برے اور پہلی زندگی کے اس امتحان کا نتیجہ دوسری زندگی میں مکمل طور پر دکھلا دیا جائے حیات نہ ہوتی تو اچھے برے کا علم نہ ہوتا اور موت نہ ہوتی تو نیکی اور بدی کا نتیجہ ظاہر نہ ہوتا اور وہی بڑی عزت والا بخشش کرنے والا ہے کہ وہ اپنی عزت وغلبہ کی وجہ سے قادر ہے کہ بندوں پر جزاء وسزا جاری کرے اور وہ اسی کے ساتھ بڑی مغفرت بھی فرمانے والا ہے کہ بہت سے برے کاموں کی مغفرت بھی فرماتا رہتا ہے جس پروردگار نے سات آسمان پیدا کیے تہ بر تہ[۵] بتا اے مخاطب کیا دیکھتا ہے تو رحمٰن کے بنانے میں کوئی فرق کہ ایک چیز اچھی بن گئی اور دوسری چیز کی تخلیق وتکوین میں کچھ کمی رہ گئی نہیں بلکہ جو بھی کچھ اس رحمٰن نے بنایا وہ اسکی عظیم شانِ خلاقی کا پیکر اور ثبوت ہے اگر ایک مرتبہ کے دیکھنے سے یہ خیال کرتا ہے کہ یہ سرسری نظر سے دیکھا تھا تو کچھ عیب نظر نہیں آیا تو پھر دوبارہ نگاہ کو لوٹا۔ اور خوب غور کر پھر بتا کہ کیا نظر آتی ہے تجھ کو کوئی دراڑ اور پھٹن ان آسمانوں میں اگر اس پر بھی ایمان ویقین کی کیفیت قلب ودماغ میں نہ رچے تو پھر دو دو بار لوٹا نگاہ کو کسی نہ کسی طرح اللہ کی مخلوق اور اس کے بناتے ہوئے ان آسمانوں میں اور ان میں جو کواکب وسیارات ہیں ان میں کوئی عیب نظر آجاتے تو اس تلاش وتجسس کی بار بار نگاہ کو کچھ بھی کمی نظر نہ آسکے گی اور نتیجہ یہ ہو گا کہ یہ نگاہ واپس لوٹے گی تیری طرف اس حال میں کہ وہ ذلیل ہو گی

---

[۵] جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے کہ ایک آسمان سے اوپر بفاصلہ دراز دوسرا آسمان ہے پھر اس سے اوپر اسی طرح اس سے اوپر اور آسمان یہاں تک کہ آپؐ نے سات آسمان بیان فرمائے حدیثِ معراج میں ساتوں آسمان کا ذکر ہے اور اس تفصیل کے ساتھ کہ پہلے آسمان میں آدم علیہ السلام کو پایا چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو۔

www.ahlehaq.org

اور تھکی ہوتی ہوگی ؎ دنیا کے مفکرین وفلاسفہ اور محققین ایک بار نہیں کئی کئی سرتبہ مدتوں بھی غور کرتے رہیں۔ دیکھتے رہیں لیکن اللہ کی پیدا کی ہوئی مخلوق آسمانوں، چاند، سورج اور ستاروں میں باوجود مرور مدت طویلہ کوئی بھی رخنہ اور کمی نہیں پائیں گے اور بے شک ہم نے مزیّن کر دیا ہے آسمان دنیا کو اور نزدیک والے آسمان کو جو انسانوں کی نظروں کے سامنے ہے روشن چراغوں سے کہ نظر آنے والے ستاروں کی جگمگاہٹ کیسی حسین اور شاندار معلوم ہوتی ہے یہ قدرتی چراغ ہیں اور انکو بنایا ہے ہم نے پھینک مارنے کا ذریعہ شیاطین کے واسطے کہ بسا اوقات کوئی ستارہ ٹوٹ کر کسی شیطان کو جلا کر خاک کر دیتا ہے جیسے کہ فرمایا اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ اور ہم نے تیار کر رکھا ہے انکے واسطے دہکتی ہوئی آگ کا عذاب۔ اسلیئے مجرمین کو عذابِ خداوندی سے بے فکر نہ ہونا چاہیئے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کے عذاب سے نہ شیاطین بچ سکتے ہیں اور نہ وہ لوگ جنکو شیاطین گمراہ کرتے ہیں۔

توحید ذات وصفات خداوندی ایمان کی اساس ہے

اس سورۂ مبارکہ میں حق تعالےٰ شانہٗ کی عظمت وکبریائی اسکی قدرت وخالقیت کے ضمن میں اس کی وحدانیت والوہیت کو ثابت کیا گیا اور یہ کہ وہ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے اور اسکی قدرت قدرتِ کاملہ ہے وہی ہر چیز کا خالق ہے اسی کی بادشاہت وحکمرانی ساری کائنات میں چل رہی ہے قرآن کریم اور جملہ کتب سماویہ نے اسی مضمون کو بڑی ہی اہمیت کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور یہی تمام انبیاء علیہم السلام کی اپنی قوموں کو دعوت رہی ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اسی کے ساتھ آخرت کا مسئلہ بھی بیان کر دیا گیا اور یہ کہ جزاء وسزا کا مرحلہ ہر انسان کو بلاشبہ پیش آنا ہے قرآن حکیم نے یہ مضامین از اول تا آخر بیان کیئے لیکن یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ ہر مرتبہ ایک نئے اسلوب سے ان مضامین کو بیان کیا جاتا ہے واضح مثالوں، عام محاورات اور مسلّمہ واقعات کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے تاکہ ہر شخص اپنے مذاق کے موافق ان حقائق کو ذہن نشین کر سکے جو مقصود بیان ہے اس موقعہ پر عالم موجودات ومحسوسات کا تذکرہ کرتے ہوئے "وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

؎ حضرت والد محترم قدس اللہ سرہٗ کے ایک قصیدہ کا شعر اسی آیت کا ترجمہ ہے فرمایا ؎

لقد سافرت فیك العقول فما
ربحت الا العنا والتحسرا

کہ اے پروردگار تیرے بارہ میں انسانی عقول نے بہت ہی سفر کیا لیکن کچھ حاصل نہ ہوا سوائے تکان وعاجزی اور حسرت کے ۱۲۔

www.ahlehaq.org

فرما کر یہ ظاہر کر دیا کہ جو عالم انسانوں کے ادراک واحساس میں ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسے بے شمار عالم پیدا فرما سکتا ہے۔

لفظ شَیْءٌ کی بحث شروع میں گزر چکی۔ از روئے لغت ہر اس چیز کو شَیْءٌ کہا جائے گا جس کے وجود کا ارادہ کیا جائے گا لہٰذا اس سے حق تعالیٰ کی ذات اور اسکی صفات خارج رہیں گی اسی طرح اس کا اطلاق محالات پر نہیں ہو سکتا اسلیئے کہ ان میں مقدور ہونے کی صلاحیت نہیں لہٰذا جملہ ممکنات شَیْءٌ کا مصداق ہیں اور اس لحاظ سے یہ سوال ہی نہیں ہو سکتا کہ کیا ذات خداوندی اسکی صفات اور محالات بھی تحت القدرت آسکتے ہیں تو واجب و ممتنع دونوں شَیْءٌ کا مصداق ہونے سے خارج ہیں۔

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ یعنی اس نے موت جو عالم عدم اور حیٰوۃ جو عالم موجود ہے کو پیدا کیا گویا اس صفت کو ذکر کر کے تبارک الذی کی دلیل بیان فرما دی پہلی دلیل تو یہ تھی کہ اسکے ہاتھ میں تمام کائنات کی بادشاہت ہے اسی کا حکم اور تصرف کائنات پر جاری ہے دوسری دلیل ہر شَیْءٌ پر کمالِ قدرت کو بیان کر کے پیش کر دی گئی تیسری دلیل اسکی عظمت و کبریائی کی "خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ" سے ظاہر فرمائی گئی اس میں عالم آخرت کی نعمتوں کی طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے جیسا کہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ موت سے مراد دنیا کی موت اور حیات سے مراد حشر کی حیات ہے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ پہلے جملہ میں دنیا کی بادشاہت کا بیان تھا اب اس جملہ میں آخرت کی بادشاہت بھی بیان فرما دی تو جو ذات دونوں جہان کا بادشاہ ہو اس سے بڑھ کر برکت اور عظمت والی ذات کون ہو سکتی ہے لہٰذا ہر حالت میں انسان کو اللہ کی طرف ملتجی ہونا چاہیئے اس تفسیر کی رو سے خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ میں لفظ موت کو مقدم کرنے کی حکمت ظاہر ہوئی کہ موت دنیوی حیاتِ اخروی سے مقدم ہے یا یوں کہہ لیجیئے کہ برکاتِ الٰہیہ میں سے یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ نے انسان کو اپنی صفات کا مظہر بنا کر علم و ادراک سے مزین بنایا خلافت الٰہیہ کا شرف اسکو بخشا اور اس عظمت و برکت کی تکمیل اس طرح مقدر کی گئی کہ عالم باقی کیلیئے وہ نیک کام کرے اور بُرے کاموں سے پرہیز کرے اس وجہ سے ضروری تھا کہ نیک کاموں پر آمادہ کرنے والی باتیں اور بُرے کاموں سے بچانے والی چیزیں نازل کی جائیں اور اسی کے لیے موت و زندگی بنائی اور اگر حیات سے دنیوی حیات مراد لی جائے تو پھر موت کی تقدیم اس غرض سے ہو سکتی ہے کہ اس کی فکر اور تیاری سے انسان غافل نہ ہو اور اس کی طرف پوری توجہ رکھے نیز اس وجہ سے بھی کہ حیات عارضی اور چند روزہ ہے اور موت ذاتی ہے تو انسان کو چاہیئے کہ چند روزہ زندگی کو ہیچ سمجھے تو اس وجہ سے بھی موت کو حیات پر مقدم ہی کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ ذاتی کو امر عارضی پر تقدم ہوتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ موت سے وہ حالت مراد لی جائے جو قبل از وجود ہے وہ حالت نطفہ ہے یہی وہ چیز ہے جو سورۂ بقرہ کی آیت میں فرمائی گئی وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ۔ تو حالت موت کے بعد عطاء حیات کا ذکر کیا اور پھر اس حیات کے بعد موت کا اور

www.ahlehaq.org

پھر موت کے بعد حیات کا جو ظاہر ہے کہ آخری حیات حشر کی حیات ہے نیز اسلیئے بھی یہاں موت کو مقدم اور حیات کو موخر فرمایا گیا یہاں مقصد کلام "لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا" ہے اور اس آزمائش کا ثمرہ اور نتیجہ موت کے بعد اسی حیات میں ظاہر ہوگا جو حشر کی حیات ہے۔

آسمانوں کے وجود پر قرآن کریم اور الہامی کتابوں کا فیصلہ اور حکماء یونان و فلاسفہ کے خیالات

متعدد آیاتِ قرآنیہ اور تمام آسمانی کتابوں سے آسمانوں کا وجود ثابت ہے اور یہ ستارے جو آسمان کی زینت بنائے گئے ان ہی کو مصابیح فرمایا گیا اور جو کام اللہ رب العزت ان سے لیتا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ جنات و شیاطین پر انکو پھینک کر انہیں جلایا جاتا ہے جیسے کہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں گزر چکا۔ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ۔ تو اس آیت میں ستاروں سے متعلق دو باتوں کا ذکر کیا گیا کہ آسمانوں کی زینت اور جو جنات و شیاطین ملاءِ اعلیٰ کی طرف کان لگائیں انکے واسطے شہاب ثاقب اور جلا کر خاک کر دینے والے تیسری بات جو ستاروں سے متعلق ہے وہ آیۃ مبارکہ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ میں فرما دی گئی۔

یہاں آیت جَعَلْنٰهَا کی ضمیر جنس مصابیح کی طرف راجع ہے نہ کہ عین مصابیح کی طرف حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں یہ اس لیے کہ شیاطین پر یہ ستارے نہیں پھینکے جاتے جو آسمان پر ہیں تو اصل یہ ہے کہ لفظ مصابیح یا کوکب و نجوم ان ستاروں پر بھی بولا جاتا ہے جو آسمان پر ہیں اور ان ادخنہ اور شعاعوں کو بھی کہا جاتا ہے جو ستاروں کے ساتھ ہیں یہی ادخنہ اور شعاعیں ٹوٹتی ہیں اور ان ہی کو پھینکا جاتا ہے زمین سے جو دخانی مادے اُٹھ کر فضا میں اوپر چڑھ جاتے ہیں تو کُرۂ نار کے قریب پہنچ کر ان میں آگ لگ جاتی ہے اور وہ ایسے ہی معلوم ہوتے ہیں جیسے کہ جلتا ہوا کوئی شعلہ پھینکا جا رہا ہے یہ ادخنہ ستاروں ہی کی طرح ہو جاتے ہیں اس وجہ سے انکو بھی کواکب و نجوم کی جنس سے شمار کیا گیا مگر بہرکیف یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے جس مادۃ دخانی کو اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ سے اس طرح چلنے اور بکھرنے کا حکم دے گا وہی ایسا ہوگا ورنہ نہیں یعنی ان کا یہ ٹوٹنا اور بکھرنا خود انکا کوئی طبعی تقاضا نہیں اور چونکہ یہ بھی ستاروں کی ایک قسم ہو گئے اس وجہ سے پھٹنے کے بعد زمین پر نہیں گرتے حالانکہ ان کا میل طبعی زمین کی طرف ہونا چاہیئے تھا بلکہ ایک جانب سے دوسری جانب اس طرح بکھر جاتے

www.ahlehaq.org

ہیں جیسا کسی نے پھینک مارا اس قسم کے مشاہدوں سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے جو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمائی فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ اور فرمایا وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ الغرض قرآن کریم میں جگہ جگہ آسمانوں کے بنانے کا ذکر ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ اسی طرح فرمایا اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ کہ ہم نے پہلے آسمان کو ستاروں سے زینت دی اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ کیا نہیں دیکھا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو کس طرح بنایا ہم نے اسکو اور کیسی زینت دی اور ان میں کوئی درز بھی نہیں اَلَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ : اس نے سات آسمانوں کو اوپر تلے بنایا اے دیکھنے والے تجھ کو خدا کی پیدائش میں کچھ تفاوت نہ معلوم ہوگا دوبارہ نظر آسمانوں کی طرف پھرا تیری نگاہ تھک کر خیرہ ہو کر رہ جائے گی وغیرہا من الآیات پس اس سے وہی اخیر معنے مراد ہیں کہ جسکو ہماری زبان میں آسمان کہتے ہیں اور ہر زبان میں اسکا نام ہے اور جسکو تمام عرب و عجم ہند و روم اہل یورپ قدیم زمانہ سے اب تک ایسا ہی سمجھتے ہیں کہ خدا نے آسمانوں کو بنایا ہے ہم انکو دیکھتے ہیں ان میں کوئی شگاف نہیں کہ جو خدا کی صنعت میں قصور ثابت کرے اور یہ ستارے آسمان پر لگے ہوتے ہیں اگر کسی پڑھے ہوتے سے پوچھیے گا تو وہ بھی یہی کہے گا اور ان پڑھ بلکہ جنگل کے رہنے والے وحشیوں سے دریافت فرمائیے گا تو وہ بھی یونہی کہیں گے جس سے معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ بھی منجملہ ان مسائل کے ہے جس کا علم انسان کی فطرت اور جبلت میں یکساں رکھا گیا ہے اور اسی فطری علم پر خدائے تعالیٰ اپنے کلام میں انسان کو مخاطب کر کے اپنے عجائبات قدرت کی طرف متوجہ کرتا ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام بھی اسی نہج پر کلام کرتے چلے آتے ہیں چنانچہ تورات اول کے پہلے باب میں یہ لکھا ہے "ابتداء میں خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا"، پھر اسی کتاب کے باب ۷ میں طوفان نوح کے بیان میں یہ جملہ بھی ہے جب نوح کی عمر چھ سو برس کی ہوئی دوسرے مہینے کی سترہویں تاریخ کو اسی دن بڑے سمندر کی سب سوتیں پھوٹ کر نکلیں اور آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں اور ۸ باب میں یہ جملہ ہے اور آسمان کی کھڑکیاں بند ہو گئیں اور آسمان سے مینہ تھم گیا انجیل متی کے باب ۳ میں ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے اصطباغ یعنی دریا میں غوطہ لگا کر باہر آئے تو انکے لیئے آسمان کھل گیا اور مکاشفات یوحنا کے باب ۴ اور دیگر ابواب سے صاف آسمان پر ستاروں کا ہونا اور انکے دروازے کھلنا اور وہاں سے آواز آنا وغیرہ وہ باتیں مذکور ہیں کہ جو قرآن و حدیث کے مطابق ہیں اسی طرح ہنود کے وید اور پارسیوں کے دساتیر سے بھی آسمانوں کی بابت اس طرح کے مضامین مفہوم ہوتے ہیں الغرض ہزارہا برس سے الہامی اور غیر الہامی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام اور دیگر لوگوں کا اس امر میں اتفاق ہے

www.ahlehaq.org

لیکن یونان کے فلسفیوں نے جس طرح اور چیزوں کی حقیقت اور ماہیت دریافت کرنے میں عقل کے گھوڑے دوڑائے اور جو باتیں انکو اپنے قیاس اور تخمین یا تجربہ اور آلاتِ رصد وغیرہا سے دریافت ہوئیں تو انکو قلمبند کیا اور اس کا نام حکمت رکھا جسکی شاخیں ہیئت اور طبیعیات اور الٰہیات وغیرہا علوم ہیں کہ جن پر بہت سے کوتاہ بینوں کو ناز ہے مگر آسمانوں کی تحقیق میں انکے دو فریق ہو گئے ایک گروہ کے پیشوا کا نام ہے "فیثا غورس"، وہ کہتے ہیں آسمانوں کا وجود نہیں یہ ستارے بذات خود قائم ہیں کسی میں جڑے ہوتے نہیں پھر خود اس فریق کے بھی دو قول ہیں بعض کہتے ہیں ستارے اور ثوابت متحرک نہیں صرف زمین حرکت کرتی ہے اسکی وجہ سے یہ چیزیں حرکت کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں جس طرح کہ ریل گاڑی میں درخت اور پتھر حرکت کرتے معلوم ہوتے ہیں دوسرا گروہ کہتا ہے کہ زمین بھی متحرک ہے اور ستارے بھی۔ آفتاب کو مدار ٹھہرا کر اسکے گرد حرکت کرتے ہیں ہاں چھوٹے چھوٹے ستارے کہ جن کو ثوابت کہتے ہیں وہ حرکت نہیں کرتے انکی حرکت زمین کی حرکت سے معلوم ہوتی ہے اور جس طرح ستارے آفتاب کے ایک فاصلہ معین پر حرکت دَوْری کرتے ہیں اسی طرح زمین بھی اپنے بعد معین پر اسکے اردگرد پھرتی ہے اور ستارے صرف یہ زحلؔ، مشتریؔ، مریخؔ عطارد، زہرہؔ، شمسؔ، قمرؔ ہی نہیں انکے سوا اور بھی رَصد سے ثابت ہوتے ہیں یہ مذہب فیثا غورس ایک مدت تک تو حکماء کے نزدیک اسکے دیگر اقوال کی طرح مردود اور بیقدر رہا مگر اس صدی میں اس نے یورپ میں بڑا رواج پایا اور یورپ کے بڑے بڑے محقق اسی کے مقلد ہو کر ان ہی باتوں کو الہامی اور لوح محفوظ کی باتیں سمجھنے لگے بلکہ اپنی تحقیقات سے اس پر اور کچھ بڑھایا اور چاند اور سیاروں میں پہاڑ اور دیگر اجرام عنصری بلکہ حیوانات کے وجود کے بھی بعض لوگ قائل ہو گئے۔

دوسرے گروہ کے سردفتر حکیم بطلیموس ہیں وہ کہتے ہیں کہ زمین گول کُرَوی ہے کسی قدر یعنی تخمیناً چوتھائی حصہ اس کا ناہمواری کی وجہ سے اوپر اٹھا ہوا ہے باقی اس کے گرد پانی لپٹا ہوا ہے جس کو سمندر کہتے ہیں پانی کے اردگرد کُرۂ ہوا لپٹا ہوا ہے اس کے اوپر آگ کوسوں تک ہر طرف سے لپٹی ہوتی ہے یہ چار کُرے عناصر کے ہوتے اب یہ جس قدر زمین پانی سے اوپر اٹھی ہوئی ہے اس پر سب لوگ بستے ہیں ان چاروں کروں کے چوطرف پہلا آسمان ہے جسکو فلک القمر بھی کہتے ہیں یعنی اس آسمان میں چاند ہے جیسا کہ نیلے جسم پر ایک سفید گول نشان ہو جاتا ہے اسکے اوپر فلک العطارد ہے اسکے اوپر فلک زہرہ اسکے اوپر فلک شمس ہے یعنی چوتھا آسمان جہاں آفتاب ہے اسکے اوپر فلک مریخ کہ جہاں مریخ ستارہ ہے اسکے اوپر فلک مشتری کہ جہاں مشتری ستارہ ہے اس کے اوپر فلک زحل کہ جہاں زحل ستارہ ہے اسکے اوپر فلک الثوابت کہ جہاں یہ سینکڑوں ان گنت ستارے ہیں کہ جو از خود حرکت کرتے معلوم نہیں ہوتے یعنی ایک جگہ ہمیشہ ثابت رہتے ہیں چونکہ نیچے کے آسمان بلکہ کل آسمان نہایت شفاف اور صاف ہیں وہ اوپر کے ستارے سب

www.ahlehaq.org

نظر آتے ہیں اسکے اوپر فلک الافلاک ہے کہ جسکو فلکِ اطلس کہتے ہیں یعنی سادہ اس پر کوئی تارہ نہیں وہ دن رات میں مشرق سے مغرب کی طرف ایک جگہ چرخہ کی طرح پھر کر دورہ تمام کرتا ہے اور اسکی وجہ سے سب آسمان اور تارے دورہ تمام کرتے ہیں کہ جس سے رات اور دن پیدا ہوتے ہیں یعنی جہاں سامنے آفتاب آگیا وہاں دن ہوگیا اور جہاں سامنے سے بالکل ہٹ گیا وہاں رات ہوگئی اور تمام ستارے ازخود بھی ایک حرکت مغرب سے مشرق کی طرف کرکے دورہ تمام کرتے ہیں چاند تو مہینہ بھر میں اس دورہ کو تمام کرلیتا ہے دراصل گھٹتا بڑھتا نہیں بلکہ جس قدر وہ آفتاب کے مقابلہ میں آتا ہے اور اسی قدر اس پر روشنی پڑتی ہے اتنا ہی ہم کو دکھائی دیتا ہے ورنہ وہ گول بڑا بھاری جسم ہے زمین سے کہیں زائد ہے اور آفتاب اپنے دورہ کو دائرہ منطقۃ البروج پر برس میں تمام کرتا ہے اسی لیے مختلف فصلیں سردی اور گرمی کی پیدا ہوتی ہیں یہ کل تیرہ[۱۳] کرے ہوتے جن میں نو آسمان ہیں سات تو یہ کہ جن کو شرع نے سبع سمٰوٰت کہا ہے اور دو وہ کہ جن کو عرش و کرسی کہا ہے کرسی۔ فلک الثوابت عرش۔ فلک الافلاک ہے اس صورت[۵] پر اور آسمانوں کا کوئی رنگ نہیں کیونکہ اگر رنگ ہوتا تو اوپر کی چیزیں دکھائی نہ دیتیں اور یہ جو نیلگوں

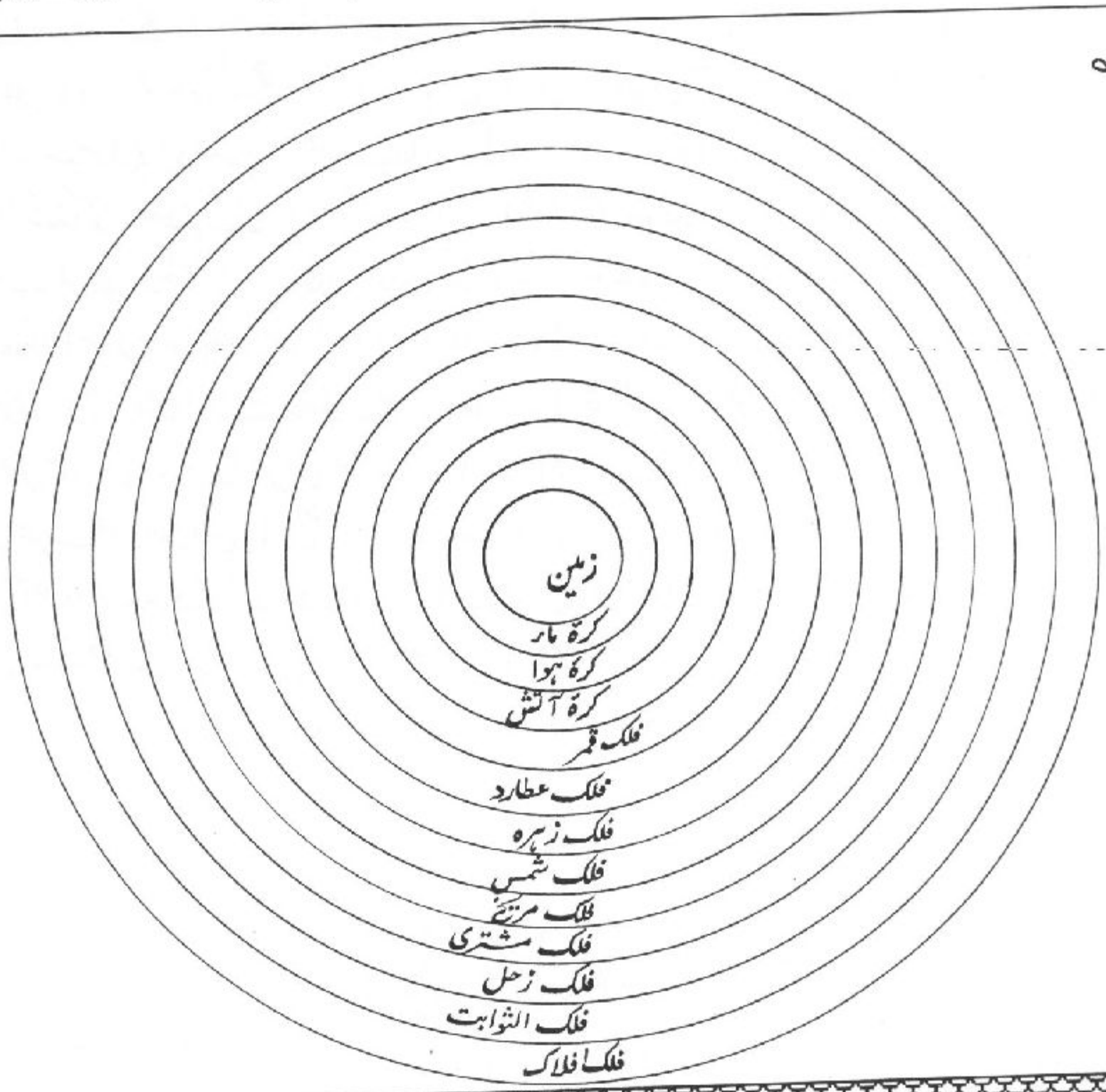

www.ahlehaq.org

معلوم ہوتا ہے یہ آسمان کی شفافی اور غبارات کی تیرگی سے پیدا ہوا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب سفیدی اور سیاہی ملتی ہیں تو نیلی رنگت پیدا ہوجاتی ہے یا یوں کہو کہ اجزاء شفاف میں اجزائے غباری جو کہ سیاہ ہیں انکے ملنے سے یہ نیلگونی پیدا ہوگئی یا یہ کہ ہوا کے اجزاء شفاف میں جب انکو دیکھتے ہیں تو نظر میں ایک تیرگی پیدا ہوتی ہے ان دونوں کے ملنے سے نیلگونی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ سمندر کا پانی نیلا دکھائی دیتا ہے اسکے علاوہ اور بہت سے مسائل اس حکیم اور اسکی جماعت کے ہیں اور چونکہ یہ مسائل کسی قدر الہامی کتابوں کے موافق ہیں اس لیئے اس حکمت کا جس طرح حکماء یونان میں رواج ہوا اسی طرح جب حکمت یونانیہ عربی میں ترجمہ ہو کر آئی تو اہل اسلام نے بھی اسکو پسند کیا چنانچہ اب تک شرح چغمینی اور تذکرہ وغیرہما اسی حکمت کی کتابیں درس میں داخل ہیں بلکہ ایشیائی ملکوں میں ہندو اور ایرانی وغیرہما سب لوگ اور قدیم عیسائی اور یہودی بھی انہی مسائل کے معتقد ہیں لیکن نہ اسلام کو اس ہیئت سے کچھ بحث ہے نہ اس سے اگر یہ غلط ہوا تو اسلام کی صداقت میں کیا نقصان آتا ہے؟ اور جو وہ سراسر غلط ہو تو کیا نقصان ہے البتہ آسمانوں کی بابت علی سبیل فکر آیات قدرت جو کچھ قرآن یا دیگر کُتب الہامیہ میں مذکور ہے اسکے تمام بنی آدم قائل ہیں وہ علم فطری ہے جب بطلیموس اور فیثا غورس نہ تھے جب بھی لوگ ان باتوں کو مانتے تھے بہرکیف الہامی کتابوں بالخصوص قرآن مجید سے یہ ثابت ہے کہ آسمان کوئی مجسم چیز ہے کہ جو قیامت کو پھٹ جاوے گی عام ہے کہ وہ کوئی جسم اور کسی قسم کا ہو قال اللہ تعالیٰ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وقال تعالیٰ فَاِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتْ ـــــ وقال تعالیٰ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ۔ وَقَالَ تعالیٰ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ الآیۃ اگر آسمان فضا یا بُعد موہوم کا نام ہوتا جیسا کہ بعض مقلدینِ یورپ کا قول ہے تو وہ ایک عدمی چیز ہوتا اس کا پھٹنا اور اسکے چھلکوں یعنی طبقات کا اکھڑنا اور اسکو پیدا کرنا اور بنانا جس طرح کہ زمین اور اسکی چیزیں بنائیں یا اس کی کھڑکیاں کھلنا جسکا کہ تورات میں ذکر ہے اسکو سقف محفوظ کہنا چہ معنی دارد البتہ حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ وغیرہ اکابر سے جو کچھ آسمان کے باہمی فاصلہ کی نسبت مروی ہے اور یہ کہ فلاں آسمان چاندی کا اور فلاں زبرجد کا اور فلاں اس کا اگر بسند صحیح ثابت ہے تو تشبیہ اور مجاز پر محمول ہے نہ حقیقت پر پھر اس پر اعتراض محض بیجا ہے۔

(کذا فی تفسیر الحقانی ج ۲ للعلامہ ابو محمد عبدالحق الحقانی الدہلویؒ)

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ

اور جو منکر ہوتے اپنے رب سے

www.ahlehaq.org

عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝٦ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا

انکو ہے مار دوزخ کی اور بُری جگہ پہنچے جب اس میں ڈالے جاویں سنیں

لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝٧ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ

اس کا دھاڑنا، اور وہ اچھلتی ہے ابھی لگتا ہے کہ پھٹ پڑے جوش سے جس بار

اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝٨ قَالُوْا

پڑا اس میں ایک دل، پوچھا اُن سے اسکے داروغوں نے کیا نہ پہنچا تمکو کوئی ڈر سنانے والا وہ بولے

بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ

کیوں نہیں ہم پاس پہنچا تھا ڈر سنانے والا پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا کوئی نہیں اُتاری اللہ نے

شَيْءٍ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝٩ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ

کچھ چیز تم پڑے ہو بڑے بہکاوے میں اور بولے، اگر ہم ہوتے سنتے

اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝١٠ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ

یا بوجھتے نہ ہوتے دوزخ والوں میں سو قائل ہوتے اپنے گناہ کے

فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝١١

اب دفع ہوں دوزخ والے

عقوبت وتنبیہ برانکارِ توحیدِ ربّ العالمین

قال اللہ تعالیٰ۔ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ... الی ..... فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ

(ربط) گذشتہ آیات میں خداوند کریم کی عظمت وکبریائی کا بیان تھا اور اسکی قدرت وخالقیت دلائل وشواہد سے ظاہر فرمائی گئی تو اب ان آیات میں ان لوگوں پر وعید ہے جو اسکی الوہیت سے انکار کرتے ہیں اور اسکی وحدانیت پر ایمان نہیں لاتے فرمایا

اور جن لوگوں نے کفر کیا اپنے رب کا انکے واسطے عذاب جہنم ہے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے

www.ahlehaq.org

جس کی شدّت و ہیبت اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ جب بھی یہ لوگ اس میں ڈالیں جائیں گے سنیں گے اس کے دھاڑنے کی آواز جو نہایت ہی ہولناک ہو گی اور وہ جہنم سمندر کی طوفانی موجوں کی طرح تھپیڑے مارتی ہوئی ہو گی قریب ہو گا کہ وہ جہنم اپنی لپٹوں اور بھاپ کی شدت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پھٹ پڑے اسکے جوش اور شدتِ اشتعال کو دیکھ کر ایسا محسوس ہو گا کہ اب پھٹ پڑے گی جب بھی اس میں کسی گروہ کو ڈالا جائے گا تو اسکے داروغہ پوچھیں گے ان سے کہ کیا تمہارے پاس نہیں آیا تھا کوئی عذابِ خداوندی سے ڈرانے والا کہ تم کو اس عذابِ جہنم سے ڈراتا اور تم اب اس مصیبت میں مبتلا نہ ہوتے کہیں گے کیوں نہیں بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا مگر ہم نے اسکو جھٹلایا اور کہا کہ اللہ نے کوئی چیز نازل نہیں کی اور بجائے اسکے کہ انکی تصدیق کرتے ان پر ایمان لاتے ہم تو اپنی بدبختی سے یہ کہنے لگے تم تو بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو اور وہ جہنمی یہ بھی کہیں گے نہایت ہی حسرت اور ملال کے ساتھ اے کاش اگر ہم سنتے ہوتے یا سمجھتے ہوتے اللہ کے پیغمبر کی باتوں اور انکی نصیحتوں کو تو ہم نہ ہوتے جہنمیوں میں سے مگر نہ تو ہم نے کبھی کان لگا کر انکی بات سُنی اور نہ عقل سے سوچا نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہم جہنم کے عذاب میں مبتلا ہو گئے تو اس طرح وہ اعتراف کریں گے اپنے جرم کا۔ لیکن اس وقت حسرت و افسوس اور اعتراف گناہ سے کچھ فائدہ نہ ہو گا اس لیے اعلان، ہو گا بس دھکے دو جہنم والوں کو اس طرح ملائکہ انکو دھکیل کر اور گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیں گے سورۃ زمر میں ان مضامین کی تفصیل گزر چکی۔

اہل جہنم کے ساتھ اس طرح کی گفتگو صرف ان پر حجت قائم کرنے کے لیئے ہو گی اور یہ بات ظاہر کرنے کے لیے کہ خداوند عالم کسی کو بغیر جرم کے عذاب نہیں دیتا اور جرم ایسا کہ خود مجرم بھی اس کا اعتراف کرلیں ابو البختری الطائیؒ بعض صحابہ سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لن یھلک الناس حتی یُعذروا	ہرگز لوگ ہلاک نہیں ہوں گے جب تک
من انفسھم وفی حدیثٍ آخر لا	انکی طرف سے ان کا عذر ختم نہ کر دیا جائے گا
یدخل النّارَ اَحَدٌ الا وھُوَ یعلم	اور ایک روایت میں ہے ہرگز کوئی شخص
ان النار اولیٰ بہ من الجنۃ ؎	جہنم میں داخل نہ ہو گا مگر اس طرح کہ وہ

جان لے گا کہ واقعی جہنم ہی اس کے واسطے درست ہے۔

تَکَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ کے الفاظ جہنم کا منظر سمندر کی موجوں کی شکل میں پیش کر رہے ہیں کہ جس طرح دیکھنے والا سمندر میں پانی کی موجیں اور تھپیڑے دیکھتا ہے بس یہی جہنم میں آگ کے تھپیڑوں کا ہو گا۔

؎ تفسیر ابن کثیر ج ۴۔

www.ahlehaq.org

اِنْ اَنْتُمْ الخ۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ کلمہ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ کَبِیْرٍ۔ جہنم کے داروغہ اور فرشتوں کا ہوگا جو اہل جہنم کو توبیخ اور دھمکی کے طور پر کہتے ہوں گے۔

فَکَذَّبْنَا کی تفسیر وہی ہے جو سورۂ یٰسین میں آیت یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ کی گزر چکی اور تکذیب کو صرف رسول ہی کی تکذیب تک محدود رکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس میں ان ہادیان امت کی تکذیب بھی شامل ہے جو امت کو جزاء وسزا کی باتیں سنائیں اللہ اور اسکے رسول کا پیغام پہنچائیں لیکن انکی بات ماننے کی بجائے کفر و نافرمانیوں پر قائم رہنا بدکاریوں کفر و شرک جیسے کاموں میں مبتلا رہنا عملاً تکذیب ہے اسی طرح قرآن کریم کے بیان کردہ حقائق اور زمانہ کے انقلابات سے عبرت حاصل نہ کرنا بھی تکذیب ہے عالم جاودانی سے غفلت و لاپرواہی اور عالم محسوس یعنی دنیا کی لذتوں اور نفس کی خواہشات پر مفتون ہو جانا رُوح کے تقاضوں کو فراموش کر دینا غرض یہ سب شعبے تکذیب ہی کے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ایسے افراد زبان سے تو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں اور ان کا عمل اسکی تردید و تکذیب کرتا ہے گویا ان لوگوں کی عملی زندگی بنی اسرائیل اور یہود کی طرز زندگی کا پیکر ہوتی ہے سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا کہ سن لیا ہے ہم نے مگر ہم نافرمانی ہی کریں گے۔

قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ میں موت کے مناظر بھی دیکھنا ہے کہ مرنے والوں کو مرتے ہوتے دیکھ کر بھی ہمیں آخرت کی فکر نہ ہوتی تھی اور اسی طرح دنیا میں منہمک رہتے تھے۔

* * *

إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

جو لوگ ڈرتے ہیں اپنے رب سے

بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١٢﴾ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ

بن دیکھے انکو معافی ہے اور نیگ بڑا اور تم چھپی کہو اپنی بات یا

اجْهَرُوا بِهِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿١٣﴾ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ

کھول کر وہ جانتا ہے جیوں کے بھید بھلا وہ نہ جانے جس

خَلَقَ ۗ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٤﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ

نے بنایا؟ اور وہی ہے بھید جانتا خبردار وہی ہے جس نے کیا تمہارے آگے زمین

ع ۱ ۱ ۱۲

www.ahlehaq.org

ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ

کو پست اب پھرو اس کے کندھوں پر اور کھاؤ کچھ روزی دی اسکی اور اسی کی

النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ

طرف جی اُٹھنا ہے کیا نڈر ہوتے اس سے جو آسمان میں ہے؟ کہ دھنسا دے تم کو

الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ

زمین میں ، پھر دیکھو وہ لرزتی ہے یا نڈر ہوتے ہو اس سے جو آسمان میں ہے کہ

يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدْ

چھوڑ دے تم پر پتھراؤ باد کا سو اب جانو گے، کیسا ہے میرا ڈر کا اور جھٹلا

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا

چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے، پھر کیسا ہوا میرا بگاڑ ؟ اور کیا نہیں دیکھے

اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۛ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا

اڑتے جانور اپنے اوپر پر کھولے اور جھپکتے ان کو کوئی نہیں تھام رہا رحمٰن

الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ

کے سوا اسکی نگاہ میں ہے ہر چیز بھلا وہ کون ہے ؟ جو

جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا

فوج ہے تمہاری مدد کرے گی تمہاری رحمٰن کے سوا منکر پڑے ہیں نرے

فِيْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ

بہکاوے میں بھلا وہ کون ہے ؟ جو روزی دے گا تم کو اگر وہ رکھ چھوڑے اپنی روزی

بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ

کوئی نہیں ! پڑا رہے ہیں شرارت اور بدکنے پر، بھلا ایک جو چلے اوندھا اپنے منہ پر

www.ahlehaq.org

اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾

وہ سیدھی راہ پاوے یا وہ جو چلے سیدھا ایک سیدھی راہ پر

بیان انعام براہل تقویٰ واحاطۂ علم خداوندی باحوال فریقین

قال اللّٰہُ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ ..... اِلٰی .... صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ .

(ربط) گذشتہ آیات میں منکرین ومجرمین پر عذابِ خداوندی کا بیان تھا اور یہ کہ روزِ قیامت جب کفار۔ عذاب خداوندی کا مشاہدہ کریں گے تو ان پر کس طرح حسرت وملال ہوگا اب ان آیات میں اہل ایمان وتقویٰ اور رب العالمین سے خشیت رکھنے والوں کی جزاء اور انعام کا بیان ہے ارشاد فرمایا۔

بے شک جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں غیب کی حالت میں انکے واسطے مغفرت ہے اور اجرِ عظیم ہے کہ جنہوں نے دنیا میں رہتے ہوئے جب کہ وہ عالم آخرت سے دور تھے جنت وجہنم بھی نظروں سے اوجھل تھی پھر بھی ایمان وتقویٰ اختیار کیا بلاشبہ وہ انعامات اور اعزازات کے مستحق ہیں یہی خشیت بحالت غیب" کام آنے والی چیز ہے ورنہ خدا کی بارگاہ میں حاضری پر اور جنت وجہنم کا جب انسان مشاہدہ کرنے لگے تو ہر ایک ہی ڈرے گا اور عذابِ جہنم سے کانپے گا لیکن ظاہر ہے کہ اس وقت کا ڈر اور خشیت کسی صورت میں بھی کام نہ آئے گی اس وقت یہ فرمان خداوندی جاری ہوگا اور اے لوگو! تم خواہ بات چھپاؤ یا اسکو پکار کر رکھو اور ظاہر کرو خداوندِ عالم کی بارگاہ میں کوئی فرق نہیں وہ تو دلوں والی بات کو جاننے والا ہے اور سوچنا چاہیئے کیا وہ پروردگار نہیں جانے گا جس نے پیدا کیا وہ تو بہت ہی لطیف باریک بین اور مخلوقات کے احوال سے پورا باخبر ہے اس لیے کہ وہ مخلوقات کا خالق ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ خالق کو اپنی مخلوق کا علم نہ ہو دلی خیالات بھی مخلوق ہیں گو وہ دل میں چھپے ہوتے ہیں مگر وہ تو چونکہ لطیف ہے اور لطافت دلیل ہے علم وانکشاف کی لہٰذا وہ دل کے خیالات سے بھی باخبر ہے حکماء نے متعدد دلائل سے ثابت کیا ہے اور یہ بات غور کرنے پر سمجھ میں بھی آتی ہے کہ جسمانیت ایک حجاب ہے بہت سی چیزوں کے علم وادراک سے یہی جسمانیت وکثافت مانع بنتی ہے اسی لیے ملائکہ چونکہ اجسام نوریہ اور لطیف ہیں اور ان میں روحانیت ولطافت ہے انکے بعد جنات جو مخلوق ناری ہیں اور نار میں بھی لطافت ہے گو نور سے کم ہو اس وجہ سے ملائکہ اور جن ان چیزوں کا ادراک کر لیتے ہیں جو ہمارے علم اور حواس سے بعید ہوتی ہیں اسی پر خواب کو بھی محمول کر لیا جاتے کہ اس میں انسان بسا اوقات وہ چیزیں دیکھ لیتا ہے جو بیداری میں نہیں دیکھ سکتا اسی بناء پر حضرات متکلمین نے بحالت خواب جنت وجہنم کو دیکھنا اور دیدار خداوندی کو تسلیم کیا ہے کیونکہ

www.ahlehaq.org

بحالت خواب جسمانی حجابات کمزور ہو جاتے ہیں اور مدرکات حسیہ کے بجائے قلب کے مدرکات کام کرنے لگتے ہیں تو جب نفس خواب میں انسان کو ان باتوں کا انکشاف ہو جاتا ہے جن کا بحالت بیداری مشاہدہ نہیں کر سکتا تو ظاہر ہے کہ قیامت کے روز جب عالم مادیت سے بالکل ہی منقطع ہو چکا ہوگا اور مادی حجابات مرتفع ہو چکے ہوں گے نہ معلوم وہ کیا کچھ دیکھے گا جس کا دنیا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا تو انسان جب تک دنیا میں ہے گویا وہ عالم غیب میں ہے اور احوال آخرت سے اسکے حواس بے خبر ہیں تو اس عالم میں خدا سے خوف وخشیت ایمان ہے ورنہ آخرت میں تو سب کچھ نظر آنے لگے گا اور ہر ایک ہی خدا کی عظمت وکبریائی سے کانپتا ہوگا۔

وہی پروردگار ہے جس نے تمہارے واسطے زمین کو مسخر بنا دیا کہ اس پر جس طرح چاہو تصرف کرو چلو پھرو مکانات کارخانے تعمیر کرو یا نرم بنا دیا جس پر تم بیٹھ سکتے ہو اسکو کھود سکتے ہو ایسا سخت سنگ خارا نہیں کہ انسان سے نہ بیٹھا جاتے نہ اس پر چلا جاتے اور نہ کھودا جا سکے پھر عجیب قدرت ہے کہ اس نرمی کے باوجود ناخن سے کرید لو اس قدر مضبوط اور قوی کہ بڑے سے بڑے وزن سے نہ دبے اور نہ پھٹے تو چلو اے لوگو! تم اسکے کاندھوں یعنی راستوں[۱] میں اور کھاؤ خدا کے رزق سے جو اس نے زمین سے پیدا کیا اور یہ رزق اور جملہ نعمتوں کو کھا پی کر خدا کا شکر بھی ادا کرو اور یہ یاد رکھو کہ اسی کی طرف دوبارہ زندہ ہو کر لوٹنا اور جمع ہونا ہے میدان حشر میں خدا کی پیدا کی ہوئی روزی اور نعمتوں سے مغرور نہ ہو اور ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ بس یہی دنیا کی زندگی ہے مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا نہیں ہے تم اس حشر ونشر اور بعث بعد الموت کو زمین سے اگنے والی کھیتیوں کو دیکھ کر سمجھ سکتے ہو کہ کس طرح یہ تخم اور بیج زمین میں دبانے کے بعد پھر زمین سے ابھر رہے ہیں جب کہ یہ مٹی میں مل کر خاک بن گئے تھے اور پھر کچھ عرصہ بعد اسی شکل وصورت میں رونما ہو رہے ہیں جیسے کہ پہلے تھی تو حشر اور بعث بعد الموت کا یہ نمونہ دنیا کی نظروں کے سامنے ہے جس طرح کہ انسان کو حشر ونشر اور آخرت سے بے خوف نہ ہونا چاہیئے اسی طرح اس بات سے بھی بے فکر نہ ہونا چاہیئے کہ انسان کی بداعمالیوں اور نافرمانیوں پر کسی وقت بھی عذاب نازل ہو سکتا ہے تو اسکے لیئے فرمایا۔

کیا تم نڈر ہو گئے ہو اس ذات سے کہ جو آسمان میں ہے اس چیز سے کہ تمہیں زمین میں دھنسا

---

[۱] "مناکب" کا ترجمہ راستوں سے کیا چلنے کی مناسبت سے مقصود تو یہ ہے کہ زمین کو اللہ نے انسانوں کے لیئے مسخر کر دیا ہے صاحب کشاف کہتے ہیں یہ ایک تمثیل اور محاورہ ہے جو مسخر کیئے جانے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے قتادہؒ ضحاکؒ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ زمین کے کاندھے پہاڑ اور ٹیلے ہیں انکی بلندی کی وجہ سے انکو مناکب الارض کہا جاتا ہے ۱۲

www.ahlehaq.org

دے جب کہ وہ زلزلہ سے لرزنے لگے تو وہی زمین جو تمہارے واسطے مسخر تھی تم اس سے منافع حاصل کرتے تھے اسی سے تمکو رزق ملتا تھا وہی زمین تمہارے واسطے عذاب وقہر بن جاتے گی اور تم اس میں دھنسادیئے جاؤ گے پھر کیا تم بے خوف ہوگئے ہو اس سے جو آسمان میں ہے اس بات سے کہ وہ ایک سخت آندھی تم پر چھوڑ دے جو پتھر برسانے والی ہو غرض اس طرح زمین و آسمان سے عذاب خداوندی واقع ہوگا۔ پھر تو تم جان لوگے کہ کیسا ہے میرا ڈرانا اور دنیا کی نعمتوں اور نفس کی لذتوں نے تمکو فکر آخرت اور خوفِ خدا سے جو دور کر دیا ہے یہ سب ختم ہو جائے گا اور چاہو گے کہ اس وقت ایمان لے آؤ لیکن ظاہر ہے عذابِ خداوندی نازل ہونے پر ایمان لانا معتبر نہیں انسان کو اس امر سے کسی بھی وقت غافل نہ ہونا چاہیئے کہ خدا اور اسکے رسول کی بات جھٹلانے کا کیسا انجام ہوتا ہے چنانچہ ظاہر ہے اور بہت سی قوموں نے ان سے پہلے جھٹلایا اللہ کی باتوں کو تو پھر کیسا ہوا میرا انکار کرنا اور اس پر کیسا ہولناک عذاب نازل ہوا جیسے کہ قوم عاد و ثمود کی تاریخ اہل عرب کے سامنے موجود ہے خداوند عالم کی شان کبریائی اور اسکی قدرت آسمان و زمین میں ظاہر ہونے کے ساتھ فضا میں اڑتے ہوتے پرندے بھی اسکی قدرت وعظمت کی گواہی دے رہے ہیں تو کیا انہوں نے نہیں دیکھا پرندوں کو کہ ان کے اوپر کس طرح پر کھولے ہوتے ہیں اور پر جھپکتے بھی ہیں کوئی نہیں ہے انکو روکے ہوتے بجز رحمٰن کے وہی پروردگار رحمٰن و رحیم اپنی قدرت سے انکو فضا میں معلق روکے ہوئے ہے پرندوں کی یہ حالت خداوندِ عالم کی کبریائی کی بڑی ہی عظیم دلیل ہے۔

بے شک وہ پروردگار جس نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے[۱] بھلا وہ کون ہے جو لشکر مددگار ہو کر آجائے تمہارے واسطے رحمٰن کے سوا مدد کرے اور کسی بھی عذاب و مصیبت سے تم کو بچالے ہرگز ایسا ممکن نہیں کافر تو بس دھوکہ ہی میں پڑے ہوتے ہیں انکو یہ دھوکہ لگا ہوا ہے کہ اگر کوئی عذاب نازل ہوا جس سے ڈرایا جارہا ہے تو انکے یہ معبود عذاب سے بچالیں گے یہ انکا کھلا ہوا دھوکہ ہے سوچنا چاہیئے۔ بھلا وہ کون ہے جو تم کو روزی دے اگر وہ پروردگار اپنا رزق روک

---

[۱] استاذ محترم حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فوائد قرآن میں فرماتے ہیں۔ شاید پرندوں کی مثال بیان کرنے سے یہاں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہو کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے عذاب بھیجنے پر قادر ہے اور کفار اپنے کفر و شرارت سے اس کے مستحق بھی ہیں لیکن جس طرح رحمٰن کی رحمت نے پرندوں کو ہوا میں روک رکھا ہے عذاب بھی اس کی رحمت سے رُکا ہوا ہے" کوئی بعید نہیں اسی لطیف اشارہ کے باعث اس موقع پر اللہ کی صفت رحمٰن ذکر فرمائی گئی ہو حالانکہ یہ امر قدرت سے متعلق ہے تو ظاہر کا تقاضا ہو سکتا تھا کہ صفت قدرت وعظمت کا ذکر ہوتا۔

www.ahlehaq.org

لے. دنیا کی طاقت مل کر بھی ایک دانہ زمین سے پیدا نہیں کر سکتی یہ سب باتیں ہر صاحب فہم انسان بڑی سہولت سے سمجھ سکتا ہے لیکن یہ لوگ نہیں سمجھتے بلکہ یہ تو اور زیادہ مضبوطی سے چمٹے رہے اپنی سرکشی پر اور خدا کی اطاعت سے بدکنے پر یقیناً اس گمراہی اور سرکشی کا انجام ہلاکت و تباہی کے سوا کیا ہو سکتا ہے بھلا کیا وہ شخص جو چل رہا ہو اوندھا مُنہ اپنے سر کے بل راہ راست پر ہے یا وہ شخص جو چل رہا ہے ٹھیک ایک ایسے راستہ پر جو نہایت ہی سیدھا ہے ظاہر ہے کہ صراط مستقیم پر سیدھا چلنے والا انسان ہی کامیاب ہے اور حق پر ہے اور جو اوندھے مُنہ سر کے بل گھسٹ رہا ہو وہ کیونکر فلاح و سعادت کی منزل تک پہنچ سکتا ہے اسی سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ جو شخص قانون الٰہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ مبارکہ کی پیروی کرے گا وہی منزل مقصود کو پہنچے گا اور وہی مؤمن صالح ہے اور جو شخص ہوائے نفس میں پھنس کر اللہ اور اس کے رسول سے باغی ہو جائے وہ ٹھوکریں کھاتا رہے گا اور ایک خاردار راستہ پر چلتے ہوئے ایسے عمیق اور گہرے گڑھے میں گرے گا کہ اس سے نکلنے کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی۔

قُلْ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَ

تو کہہ وہی ہے جس نے تم کو نکال کھڑا کیا اور بنا دیئے تمکو کان اور آنکھیں اور

الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ

دل تم تھوڑا حق مانتے ہو تو کہہ وہی ہے جس نے کھنڈایا تمکو

فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا

زمین میں اور اسی کی طرف اکٹھے کیئے جاؤ گے اور کہتے ہیں کب ہے یہ

الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ

وعدہ اگر تم سچے ہو تو کہہ خبر تو ہے اللہ ہی

اللّٰهِ ۫ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ

پاس اور میں تو یہی ڈر سنانے والا ہوں کھول کر پھر جب دیکھیں گے وہ پاس آ لگا

وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَقِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ

بُرے بن جاویں گے منہ منکروں کے اور کہے گا یہی ہے جس کو تم

www.ahlehaq.org

تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِىَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِىَ

مانگتے تھے تو کہہ، بھلا دیکھو تو! اگر کھپا دے مجھ کو اللہ اور میرے ساتھ والوں

اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ

کو یا ہم پر مہر کرے پھر کون ہے جو بچاوے منکروں کو دکھ کی مار سے تو کہہ

هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ

وہی رحمٰن ہے ہم نے اسکو مانا اور اسی پر بھروسہ کیا سو اب جان لوگے کون

هُوَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ

پڑا ہے صریح بہکاوے میں تو کہہ بھلا دیکھو تو! اگر ہو رہے صبح کو پانی تمہارا

غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ ع

خشک پھر کون ہے جو لاوے تمکو پانی نتھرا؟

دلائل قدرت رب العلمین وتنبیہ وتہدید بر مجرمین ومنکرین

قال اللہ تعالیٰ۔ قُلْ هُوَ الَّذِىْٓ اَنْشَاَكُمْ ..... اِلٰى ..... فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ

(ربط) گزشتہ آیات میں اہل ایمان وتقویٰ پر انعامات خداوندی کا بیان تھا اور یہ کہ مؤمنین مطیعین اور کفار ومجرمین ہر دو فریق کا خداوند عالم کو پورا پورا علم ہے انکا کوئی قول وعمل اللہ سے مخفی نہیں کوئی بھی اس کے احاطۂ علم وقدرت سے باہر نہیں ہو سکتا تو اب ان آیات میں مزید دلائل قدرت بیان کیئے جا رہے ہیں اور یہ کہ جب خداوند تعالیٰ نے انسان کو عقل وشعور عطا کیا آنکھیں دیکھنے کے لیئے دیں اور کان سننے کے واسطے تو پھر یہ بات فطرت سے بعید ہے کہ انسان نہ عقل وفکر سے کام لے نہ آنکھوں سے دلائل قدرت کا مشاہدہ کرے اور نہ کانوں سے حق وہدایت کی بات سُنے۔ ارشاد فرمایا۔

کہہ دیجیئے وہی ہے خداوند عالم وحدہٗ لاشریک کہ جس نے تمکو پیدا کیا اور اسکی خالقیت کی بے شمار دلیلیں خود انسانی وجود میں ودیعت رکھی ہوئی ہیں اور تمہارے واسطے کان بنائے اور آنکھیں تاکہ آنکھوں سے دیکھو اور کانوں سے رشد وہدایت کی باتوں کو سنو اور دل تاکہ عقل وفطرت کے تقاضے دلوں

www.ahlehaq.org

میں سمانے والی باتوں کو قبول کرو لیکن اے انسانو! افسوس کہ تم میں سے بہت سوں نے ان چیزوں سے کام نہ لیا تو بہت ہی کم ہو کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو اگر اس پر بھی یہ منکرین توجہ نہیں کرتے اور قبول حق کی طرف مائل نہیں ہوتے پھر کہہ دیجیئے کہ وہی تو ہے جس نے زمین میں بکھیرا اور اپنی قدرت سے کس طرح تم کو زمین کے مختلف خطوں اور علاقوں میں آباد کیا اور کس طرح اسباب معیشت اور سامان راحت پیدا کیا اور یہ سب چیزیں اپنے تغیر و انقلاب اور وجود و فنا اور بقاء و زوال سے اس امر کا واضح ثبوت ہیں کہ تم سب اسی کی طرف اٹھائے جاؤ گے۔ ان حقائق و دلائل اور مشاہدات کا تقاضا تو یہ تھا کہ یہ لوگ خُدا پر ایمان لاتے مگر ذرہ برابر بھی ان پر اثر نہیں اور بلکہ یہ کہتے ہیں یہ وعدۂ قیامت کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو کب ہم زندہ ہوں گے اور کب قیامت آئے گی تو آپؐ کہہ دیں اس کا علم تو بس اللہ ہی کے پاس ہے اور میں تو صرف ڈرانے ہی والا ہوں کھلم کھلا خدا کے عذاب سے اور روز قیامت کے واقع ہونے سے یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس کو کوئی بھی ٹلانے والا نہیں چنانچہ جب وہ لوگ دیکھیں گے اسکو قریب کہ عذاب خداوندی سامنے ہے قیامت برپا ہو رہی ہے تو بگڑ جائیں گے کافروں کے چہرے شدت غم اور بدحواسی کی وجہ سے اور کہا جائے گا یہی تو ہے وہ جس کو تم طلب کرتے تھے اور اللہ کے پیغمبر اور اہل ایمان سے کہا کرتے تھے کہ اچھا اگر کافروں پر خدا کا عذاب آنے والا ہے تو لے آؤ کہاں ہے وہ عذاب تو اس طرح یہ منکر اس عذاب کو دیکھ لیں گے جس کا وہ بطور استہزار مطالبہ اور جلدی کرتے تھے اور جوں ہی وہ عذاب قریب آئے گا بڑے بڑے سرکشوں کے مُنہ بگڑ جائیں گے اور چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں گی۔

خداوند عالم کے عذاب کو کون ٹلا سکتا ہے اسکے قہر و جلال کا تو یہ عالم ہے کہ اے ہمارے پیغمبر انکو کہہ دیجیئے بھلا دیکھو تو اور مجھے یہ بتاؤ اگر بالفرض خدا مجھے ہلاک کرے اور انکو جو میرے ساتھ ہیں یا ہم پر رحم کرے جیسا کہ وہ ہر چیز پر قادر مطلق ہے تو پھر وہ کون ہے جو منکروں کو دردناک عذاب سے بچا لے؟ یقیناً کسی میں جرأت نہیں کہ خدا کی کسی بھی بات کو ٹلا سکے اس لیئے اس کا وہ عذاب جو کافروں اور منکروں پر واقع ہونے والا ہے اس کو کوئی دفع نہیں کر سکتا اور اسکی وہ عنایات و رحمتیں جو اسکے رسولؐ پر اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھیوں پر ہونے والی ہیں انکو کوئی نہیں روک سکتا اس شان عظمت و کبریائی کا ادراک و مشاہدہ کرنے والوں کو کہہ دیجیئے کہ وہی رحمٰن ہے جس پر ہم ایمان لائے اور اسی پر ہم نے بھروسہ کیا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس پر بھروسہ ہی ہدایت و کامیابی ہے اور اے کافرو! تم ان دونوں سے محروم ہو نہ ایمان ہے نہ توکل اس وجہ سے بس عنقریب تم جان لوگے کہ کون ہے وہ جو کھلی گمراہی میں پڑا ہوا ہے ہم یا تم؟ آخر اے منکرو! کہاں تک تم خدا کی قدرت و خالقیت کا انکار کرتے رہو گے تو کہہ دو بھلا بتاؤ اگر تمہارا یہ پانی خشک ہو جائے تو کون لائے گا تمہارے پاس چشموں سے بہتا ہوا صاف ستھرا پانی۔ وہ پانی جس پر ہر جاندار کی زندگی اور ہر چیز کا بقاء موقوف ہے چشموں کنوؤں اور نہروں سے خشک ہو جائے تو یہ موتی کی طرح صاف ستھرے قطرے لے آنے کی کسی میں قدرت

www.ahlehaq.org

نہیں ۔

تمّ بحمد اللہ سورۃ الملک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُوْرَةُ الْقَلَم

اس سورت کا اصل موضوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا اثبات ہے اور منکرین وکفّار کے شبہات واعتراضات کا رد اور جواب ہے سورت کی ابتداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نبوت اور اسکی عظمت و رفعت سے کی گئی اور جو لغو قسم کی باتیں کفار مکّہ کہا کرتے تھے انکا رد ہے ساتھ ہی ایسی لغو اور بے ہودہ باتیں کرنے والوں کی مذمت کا بیان ہے اور ان کی وہ بے ہودہ اور ذلیل خصلتیں ذکر کی گئیں جن میں وہ مبتلا تھے اور یہ کہ ایسے منکرین کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیسا عذاب ہے اور کس قسم کی ذلت و رسوائی انکے مقدر میں لکھی ہوئی ہے پھر اس موضوع کو واضح اور ثابت کرنے کیلئے ان باغ والوں کا قصہ بیان کیا گیا جو اللہ کی نافرمانی کے باعث ان تمام نعمتوں سے محروم ہوگئے جو انکو حاصل تھیں اور قدرت خداوندی نے انکے جرم کا کیسا انتقام لیا تو یہ سب کچھ عبرت کا سامان ہے اہل مکہ اور وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان نہیں لاتے اور نافرمانی و سرکشی انہوں نے اپنا شیوہ بنالیا ہے انکو ایسے عبرتناک واقعات سے عبرت حاصل کرنی

---

۵ شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اپنے فوائد میں فرماتے ہیں یہیں سے یہ بھی سمجھ لو کہ جب ہدایت کے سب چشمے خشک ہو چکے اس وقت ہدایت و معرفت کا خشک نہ ہونے والا چشمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی (بعثت کی) صورت میں جاری کر دینا بھی اسی رحمان مطلق کا کام ہو سکتا ہے جس نے اپنے فضل و انعام سے تمام جانداروں کی ظاہری و باطنی زندگی کے سامان پیدا کیئے۔
اگر بفرض محال یہ چشمہ خشک ہو جاتے جیسا کہ اشقیاء کی تمنا ہے تو کون ہے جو مخلوق کے لیئے ایسا پاک وصاف نتھرا پانی مہیا کر سکے" حضرات مفسرین نے بیان کیا کہ اس آیت کو بعض متکبرین نے سُنا تو بڑی ہی گستاخی سے کہا "ہم زمین سے کھود کر نکال لیں گے" اسی وقت خدا نے انکی آنکھوں کی رطوبت اور پانی جذب کر لیا اور غیب سے ندا سُنائی دی اے گستاخ تو زمین کی تہوں سے پانی کیا نکال کر لائے گا تو اپنی آنکھ ہی کا پانی لے آ العیاذ باللہ شان خداوندی میں گستاخی سے اللہ رب العزت محفوظ رکھے۔ آمین یارب العالمین

www.ahlehaq.org

چاہیئے ساتھ ہی قیامت اور احوالِ قیامت کا بھی ذکر آگیا اور یہ کہ روزِ قیامت نہایت ہی شدید دن ہو گا مجرمین اللہ کے سامنے جب پیش ہوں گے تو انکی ذلت و بدحالی کی کوئی حد نہ ہو گی اختتام سورت پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کفارِ قریش کی اذیتوں پر صبر و تحمل کی تلقین فرمائی گئی۔

⁂ ⁂ ⁂

اٰیاتُھا ۵۲ = ۶۸ = سُوْرَۃُ الْقَلَمِ مَکِّیَّۃٌ = ۲ فِیْھَا رُکُوْعَانِ

سورۂ قلم مکی ہے اور اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّكَ

قسم ہے قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہیں تو نہیں اپنے رب کے فضل سے

بِمَجْنُوْنٍ ۚ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ﴿۳﴾ وَاِنَّكَ

دیوانہ اور تجھ کو نیگ ہے بے انتہا اور تو پیدا ہوا

لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ وَیُبْصِرُوْنَ ۙ﴿۵﴾ بِاَیِّیْكُمُ

ہے بڑے خلق پر سو اب تو بھی دیکھ لے گا اور وہ بھی دیکھ لینگے کون ہے کہ

الْمَفْتُوْنُ ﴿۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ

بچل رہا ہے تیرا رب وہی بہتر جانے جو بہکا اسکی راہ سے

وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ ﴿۷﴾ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۸﴾ وَدُّوْا

اور وہی بہتر جانتا ہے راہ پانے والوں کو سو تو کہا نہ مان جھٹلانے والوں کا وہ چاہتے ہیں

لَوْ تُدْھِنُ فَیُدْھِنُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّھِیْنٍ ۙ﴿۱۰﴾

کسی طرح تو ڈھیلا ہو تو وہ بھی ڈھیلے ہوں اور کہا نہ مان کسی قسم کھانے والے کا بے قدر

www.ahlehaq.org

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّ

طعنے دیتا، چغلی لیتے پھرتا ، بھلے کام سے روکتا، حد سے بڑھتا، گنہگار ، اجڈ

بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ ﴿۱۳﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۴﴾ اِذَا

اس سب کے پیچھے بدنام ، اس سے کہ رکھتا ہے مال اور بیٹے جب

تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهٗ

سناتے اسکو ہماری باتیں کہے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی اب داغ دینگے ہم

عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾

اسکو سونڈ پر

بیان عظمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتلقین صبر واستقامت

قال اللہ تعالیٰ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ .... اِلٰى .... سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ

(ربط) گزشتہ سورت میں خداوند عالم کی خالقیت کے دلائل ذکر کیے گئے اور یہ کہ اس کی قدرت کائنات کو محیط ہے اسکے احاطۂ علم وقدرت سے کوئی مجرم نہیں نکل سکتا تو اب اس سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت کو ثابت فرمایا گیا اور یہ کہ آپؐ کی شان میں گستاخی کرنے والے مجرمین خدا کے عذاب سے ہرگز نہیں بچ سکتے اور جو کچھ وہ آپؐ پر اعتراض کرتے ہیں وہ سب لغو اور بے ہودہ باتیں ہیں کوئی صحیح العقل انسان ایسی بے ہودہ باتیں تصور بھی نہیں کرسکتا ارشاد فرمایا۔

نٓ۔ خدا تعالیٰ ہی اسکی مراد بخوبی جانتا ہے قسم ہے قلم کی اور قسم ہے اُنکی جو لکھتے ہیں آپ نہیں

عہ یہی مسلک اہل حق اور محققین کا ہے اگرچہ بعض عارفین اس حرف نون کو ناصر یا ننصر کا مخفف قرار دیکر یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ یہ تسلی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ہم آپ کے مددگار ہیں یا ہم آپؐ کی مدد کریں گے بعض مفسرین نے اور بھی معانی بیان کیے ہیں واللہ اعلم۔ ۱۲

www.ahlehaq.org

ہیں اپنے رب کے فضل سے دیوانہ بلکہ دنیا کے انسانوں میں سب سے زیادہ علم و حکمت اور عقل و دانائی کے مالک ہیں جس توحید اور مکارم اخلاق کی دنیا کو تعلیم دی وہ اس کا واضح ثبوت ہے کہ دنیا کے سارے حکماء اور فلاسفہ کو حکمت و دانائی آپؐ کے چشمِ فیض سے ملی ہے آپ کی حکمت و دانائی اہل مکہ کے نزدیک کوئی عجب چیز نہیں قریش اور انکے علاوہ اطراف و اکناف عرب میں اس کا چرچا تھا یہ بات تو کیسے ممکن ہے کہ آپ دیوانہ ہوں بلکہ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ کے واسطے تو ایسا اجر عظیم ہے کہ جو کبھی بھی منقطع ہونے والا نہیں کیونکہ آپؐ کی ذات سے دنیا میں توحید و مکارم اخلاق رواج پائیں گے خدا پرستی جب مشرق و مغرب میں پھیلے گی تو بلاشبہ اس سب کا اجر و ثواب آپ ہی کو ملتا رہے گا اور بے شک آپ تو بڑے ہی اچھے اور بلند پایہ خلق پر ہیں[۵] ایسے اخلاق حمیدہ اور پسندیدہ اخلاق کہ دنیا میں ان اخلاق و اعمال نے مسلمانوں کو عزت و حکومت اور سربلندی عطا کی۔

تو عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ کون تم میں سے وہ ہے جو بھٹک رہا ہے اور کون وہ ہے جو پیکر

---

۵ خلق خاء اور لام کے ضمہ کے ساتھ عادت کو کہا جاتا ہے اچھی عادت کو خلق حسن اور بری عادت کو خلق سوء یعنی بداخلاقی سے تعبیر کریں گے تو خلق حسن یا خلق عظیم انسان میں اس طبعی ملکہ کو کہا جاتا ہے جس کے باعث انسان پسندیدہ کام سہولت سے کر سکتا ہے بہرکیف عملی اور اخلاقی ہیئتِ عملیہ کو خلق کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے مثلاً حیاء، کرم، سخاوت، شجاعت، ہمدردی و اعانت، وصلہ رحمی، صبر و حلم۔ اور ہر بری بات اور بے ہودہ خصلت سے پرہیز اور نفرت کرنا تو اس طرح کا وصف انسان کی فطرت میں رچا ہوا ہو کہ یہ تمام باتیں بے تکلف اس سے واقع ہوتی رہیں تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان جملہ اخلاق حسنہ اور پسندیدہ خصلتوں سے نہ صرف یہ کہ متصف ہیں بلکہ دنیا نے ان باتوں کو صرف آپؐ سے ہی سیکھا۔

ابوالدرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ آپؐ کا خلق کیا تھا جواب دیا آپؐ کا خلق قرآن کریم تھا ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ سے زیادہ دنیا میں کوئی خوش خلق نہ تھا جب بھی کسی نے کام کے لیئے بلایا آپ نے اس کا کام کر دیا عمر بھر آپ نے کسی کو گالی نہ دی نہ برا بھلا کہا انس بن مالکؓ فرمایا کرتے تھے میں نے دس برس آپ کی خدمت کی اس طویل مدت میں آپؐ نے کبھی مجھے کسی کام کے نہ کرنے پر یہ نہیں فرمایا "کہ کیوں نہیں کیا" اور اگر کوئی کام غلط کر لیا تو یہ نہیں فرمایا کہ "یہ کیوں کیا" ۱۲۔

www.ahlehaq.org

علم وحکمت اور عقل وفراست ہے کون عاقبت اندیش ہے اور کس کی عقل ماری گئی ہے جس کی وجہ سے وہ پاگلوں جیسی باتیں اور حرکتیں کرتا ہے بلاشبہ آئندہ کی تاریخ اسکا فیصلہ کر دے گی بے شک آپ کا رب ہی خوب جانتا ہے اسکو کہ جو بھٹکا ہوا ہے اسکے راستہ سے اور وہی خوب جانتا ہے ان کو بھی جو راہ راست پر ہیں اس کا علم ہر عمل اور ہر عامل کو محیط ہے اس وجہ سے ہدایت اور نیکی پر چلنے والوں کا انجام فلاح وکامیابی اور عزت وغلبہ ہوگا اور گمراہوں کا انجام ہلاکت وتباہی ہے کفار ومشرکین تو اسی کوشش میں لگے رہیں گے کہ آپؐ دعوت وتبلیغ کے معاملہ میں انکی کچھ رعایت کریں اور کفر وگمراہی اور معبودانِ باطلہ کے رد میں سخت رویہ کو ترک کردیں۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے یہی ہو سکتا ہے کہ حق وباطل اور توحید وشرک میں امتیاز ہی ختم ہو جائے گا اس لیے آپ کو تاکید ہے ہرگز ان جھٹلانے والوں کی بات نہ مانیئے وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ آپ نرمی اختیار کرلیں تو پھر وہ بھی آپ کے ساتھ نرمی برتیں ہرگز آپؐ ایسا نہ کریں۔ انکو نرمی اور خوش خلقی کی طمع میں احقاق حق اور تردید باطل میں کسی طرح کی نرمی اور کمزوری مقامِ رسالت کے ساتھ زیب نہیں دیتی ایمان وحق پرستی کا تقاضا یہی ہے کہ حق کی آواز بلا جھجک کے بلند کی جائے دشمن خواہ سختی اختیار کریں یا برا بھلا کہیں اہل باطل کی خوشنودی کی طرف مائل ہونا کسی بھی حق پرست کے لیے قابل برداشت بات نہیں ہے اور آپ ہرگز بات نہ مانیں کسی ایسے شخص کی جو خوب قسمیں کھانے والا حقیر وذلیل انسان ہو۔ طعن وتشنیع کرنے والا ہو چغل خوری کرتا پھرتا ہو ہر بھلے کام سے لوگوں کو روکتا ہو حد سے زیادہ سرکش بڑا ہی گناہگار ہو نہایت ہی بدخو وبے ہودہ ان سب باتوں کے بعد بدنام[۴] رسوائے زمانہ بھی ہو یہ (اس شخص کا غرور وتکبر اور سرکشی اور ہر خیر سے لوگوں کو روکنا) اس وجہ سے تھا کہ وہ بہت مالدار اور بیٹوں والا تھا وہ اپنی سرکشی اور غرور میں اس حد تک پہونچا کہ جب اس کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کی جائیں تو کہے یہ تو پہلے گزرے ہوئے لوگوں کی کہانیاں ہیں اس مغرور ومتکبر کو اس بات کا احساس تک نہ رہا کہ دنیا میں کسی شخص کا دولت مند یا صاحب اولاد ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ اسکی بات حق ہے اور وہی کامیاب بھی ہے اصل عزت وکامیابی تو انسان کے اخلاق وعادات اور کردار کی خوبی اور شرافت وخوش اسلوبی پر موقوف ہے تو ظاہر ہے کہ ایسے اہلِ فریب انسان کی باتوں کی طرف نہ کوئی التفات کرنا چاہیئے اور نہ ہی اس سے متاثر ہونا چاہیئے۔

---

۴ "رسوائے زمانہ" اور "بدنام" لفظ "زنیم" کا ترجمہ ہے جس کو حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے ترجمہ میں اختیار فرمایا بعض حضرات سلف اور اہلِ لغت نے زنیم کے معنی ولد الزنا اور "حرام زادے" کے کیئے ہیں اور جس کافر کے بارہ میں یہ آیات نازل ہوئیں وہ اہل مکہ میں اسی حیثیت کے ساتھ معروف تھا اور وہ ولید بن مغیرہ تھا۔ ۱۲

www.ahlehaq.org

ایسے نالائق اور بدبخت انسان کے لیے تو ہم نے یہ طے کر لیا ہے اور ہم داغ دیں گے اسکی سونڈ پر اسکی وہ ناک جو سونڈ کی طرح ہے نہایت ہی بے ڈول اور چوڑی بڑی بھدی نظر آتی ہے یہ شخص قریش کا ایک سردار ولید بن مغیرہ تھا جس میں یہ تمام اوصاف بتمام وکمال موجود تھے اور ناک پر داغ میں ذلت ورسوائی کا داغ تھا جو اس پر لگ کر رہا علاوہ ازیں حسی طور پر بھی دنیا میں یہ داغ لگ کر رہا جسکی صورت یہ ہوئی کہ بدر کی لڑائی میں ایک انصاری کی تلوار کا اسکی ناک پر چرکا لگا اور اس سے وہ زخمی ہوتی مکہ مکرمہ آکر اسکی مرہم پٹی کی مگر یہ زخم کسی طرح اچھا نہ ہوا بلکہ ایک نمایاں داغ پڑ گیا اور اس زخم کی سختی اور تلخی سے نجات نہ پا سکا حتیٰ کہ اسی حالت میں جہنم رسید ہو گیا۔

ناک ہی انسان کے غرور وتکبر کا نشان ہے عرف میں ناک عزت وآبرو کو کہتے ہیں اور ذلت ورسوائی کو محاورات میں ناک کٹ جانا کہتے ہیں ــــ تو اس لحاظ سے غرور وخود بینی کے نشان پر داغ لگایا جانا تکبر اور سرتابی کی مناسب سزا ہوئی اس میں ایک لطیف رمز اور اشارہ یہ بھی ہے اللہ کے گھر کی بے حرمتی کرنے والے ہاتھیوں کے لشکر کا انجام قریش مکہ نے دیکھ بھی لیا تھا اب یہ ہاتھی جیسی ناک والا بھی اپنی ذلت وہلاکت کا انجام دیکھ لے گا۔

قلم اور تحریر قلم تاریخ عالم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وحقانیت کا ثبوت اعظم

دنیا میں علوم کے نقل اور اشاعت کا ذریعہ قلم ہے۔ اور قلم کے ذریعہ علم ومعرفت کے خزانے ایک قرن سے دوسرے قرن اور ایک قلب سے دوسرے قلب تک منتقل کیئے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آغاز وحی پر جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اِقْرَأْ کا خطاب ہوا اور آپؐ نے فرمایا ماانا بقارئ کہ میں تو ایسا نہیں ہوں کہ پڑھا ہوا ہوں تو قراءت اور علم وحکمت کے حصول کے اس واسطہ اور ذریعہ کا اس طرح ذکر فرمایا گیا۔ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ۔ کہ قلم کے ذریعے انسان تک وہ علوم پہنچتے ہیں جن کو وہ پہلے نہیں جانتا ہوتا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ قلم سے تقدیر الٰہی کا قلم مراد ہو جیسے کہ عبداللہؓ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا اللہ رب العزت نے سب سے اوّل قلم پیدا فرمایا اور پھر اسکو فرمایا دو اُکتب،، یعنی لکھ اے قلم۔ قلم نے کہا اے پروردگار کیا لکھوں جواب ملا لکھ لے ہر وہ چیز جو موجود ہے اور وہ بھی جو قیامت تک ہونے والا ہے بہرکیف قلم کی عظمت ظاہر ہے اور اسی عظمت کے پیش نظر قلم اور قلم سے لکھے جانے والے علوم ومعارف کی قسم کھائی گئی چونکہ قسم اور جوابِ قسم

www.ahlehaq.org

ہیں ایک خاص ربط اور مناسبت ہوتی ہے تو مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ یعنی اس اعلان "کہ آپؐ اپنے پروردگار کے فضل وانعام کی وجہ سے مجنون یا دیوانہ نہیں ہیں" کے ثابت کرنے کے لیئے قلم اور قلم سے تحریر کیئے جانے والے علوم کی قسم کھائی کیونکہ علوم اور حکمتیں لکھی جاتی ہیں اور ایسی حکمتیں کہ دنیا کے حکماء ان پر حیران ہوں ان اسرار و حِکَم سے لوگوں کو فہم و شعور کا ایک حصّہ ملے تو بلاشبہ اس قسم پر یہ مضمون مرتب کرنا اور کفار مکہ کے اس بے ہودہ ولغو اعتراض کا جواب نہایت ہی لطیف ہوا جیسے کہ کسی تاریکی اور ظلمت کے الزام کو رد کرنے کے لیئے سورج اور سورج کی تابناک شعاعوں کی قسم کھائی جاتے اسی وجہ سے اس اعتراض کے بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خُلقِ عظیم کا ذکر فرمایا جو دنیا کی تمام حکمتوں اور دانائی کے رموز کے لیئے ایک جامع اساس ہے کہ کہاں ان بے ہودہ لوگوں کا یہ کہنا کہ آپؐ مجنون ہیں اور کہاں آپؐ کا یہ مقام کہ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کہ جملہ کمالات عقلیہ وعملیہ کا سرچشمہ ہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ بیان فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے انسانوں میں سب سے زیادہ بہترین اخلاق والے تھے (فرمایا) اور میں نے کبھی کوئی ریشم و دیباج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کفِ مبارک (ہتھیلی) سے زائد نرم ولطیف نہیں چھُوا اور کبھی کوئی مشک وعنبر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک سے زائد خوشبودار نہیں پایا[1] ایک روایت میں براء بن عازب رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے فرمایا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم احسن الناسِ وجُھًا واحسن الناس خُلُقًا تھے یعنی جس طرح آپ ظاہر جسم چہرے کے لحاظ سے پیکر حسن وجمال تھے باطنی اخلاق کے لحاظ سے حسن خلق کا پیکرِ اعظم تھے انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ کی حدیث میں ریشم اور مشک وعنبر کا ذکر اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے آپ کے اخلاق کی نرمی ولطافت کے سامنے ریشم کی نرمی ہیچ تھی اور آپؐ کے اخلاق مبارکہ کی مہک اور خوشبو کے سامنے ہر عطر اور مشک وعنبر شرماتے تھے۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ عثمانیؒ اپنے فوائد قرآن کریم میں فرماتے ہیں" دنیا میں بہت دیوانے ہوتے ہیں اور کتنے عظیم الشان مصلحین گزرے ہیں ابتداءً قوم نے دیوانہ کہہ کر پکارا ہے مگر قلم نے تاریخی معلومات کا جو ذخیرہ بطونِ اوراق میں جمع کیا ہے وہ ببانگ دہل شہادت دیتا ہے کہ واقعی دیوانوں اور ان دیوانہ کہلانے والوں کے حالات میں کس قدر زمین وآسمان کا تفاوت ہے آج آپؐ کو (العیاذ باللہ) مجنون کے لقب سے یاد کرنا بالکل وہی رنگ رکھتا ہے جس رنگ میں دنیا کے جلیل القدر اور اولو العزم مصلحین کو ہر زمانہ کے شریروں اور بے عقلوں نے یاد کیا لیکن جس طرح تاریخ نے ان مصلحین کے اعلیٰ کارناموں پر بقاء ودوام کی مُہر ثبت کر دی اور ان مجنون کہنے والوں کا

---

[1] صحیح بخاری جلد ۲۔

www.ahlehaq.org

نام ونشان باقی نہ چھوڑا قریب ہے کہ قلم اور اسکے ذریعہ لکھی ہوئی تحریریں آپؐ کے ذکر خیر اور آپ کے بے مثال کارناموں اور علوم ومعارف کو ہمیشہ کے لیے روشن رکھیں گے اور آپ کو دیوانہ بتلانے والوں کا وجود صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جاتے گا ایک وقت آئے گا جب ساری دنیا آپ کی حکمت ودانائی کی داد دے گی اور آپ کے کامل ترین انسان ہونے کو بطور ایک اجتماعی عقیدہ کے تسلیم کرلے گی۔

بھلا خداوندِ قدوس جسکی فضیلت وبرتری کو ازل الآزال میں اپنے قلم نور سے لوح محفوظ کی تختی پر نقش کرچکا کسی کی طاقت ہے کہ محض مجنون ومفتون کی پھبتیاں کس کر اس کے ایک شوشہ کو مٹا سکے جو ایسا خیال رکھتا ہو وہ پرلے درجے کا مجنون یا جاہل ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان علم وحکمت اور محاسن اخلاق کا سرچشمہ ہونے کے بیان کے لیے عنوان لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ،، لفظ علیٰ کے ساتھ اختیار فرمایا گیا عربی زبان میں لفظ علیٰ استعلاء اور غلبہ کے بیان کے لیے استعمال کیا جاتا ہے تو اشارہ فرمایا گیا کہ آپؐ صرف یہی نہیں کہ صاحب خلق عظیم ہوں بلکہ آپؐ تو ان اخلاقِ حمیدہ پر حاوی اور غالب ہیں اور عظیم کے لفظ نے اور بھی وسعت پیدا کردی۔

اہل مکہ یا ولید بن مغیرہ جیسے بدبختوں کی اس بے ہودہ بات کہ "آپؐ مجنون ہیں" رد کرنے کے لیے یہاں حق تعالیٰ شانہٗ نے تین باتیں ذکر فرمائیں یا یہ کہ تین طرح اسکی تردید کی ایک تو یہ فرمایا مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ جس میں اشارہ ہوا کہ جس ہستی پر خدا کی نعمت بے پایاں ہو وہ کیسے دیوانہ ومجنون ہوسکتا ہے دوسری بات یہ فرمائی وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا یعنی دیوانگی تو درکنار آپ کا مقام عظمت تو یہ ہے کہ آپ کا اجر وثواب کبھی منقطع ہی نہیں ہوسکتا کیونکہ آپ کے علوم ومعارف اور ہدایات سے تو دنیا قیامت تک مستفید ہوتی رہے گی تو جو ہستی اس مقام ومرتبہ کی ہو کہ اسکی ہدایات وعلوم سے دنیا قیامت تک مستفید ہو اور اس طرح اس کا اجر کبھی بھی منقطع نہ ہوسکتا ہو تو بھلا کیا کوئی عقل والا انسان ایسے کو مجنون ودیوانہ کہہ سکتا ہے پھر تیسری بات یہ فرمائی کہ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ تو خلق عظیم سے متصف ہونا تو کمالِ عقل ودانائی ہے تو پھر کون وہ پاگل ہے جو ایسی ہستی کو مجنون ودیوانہ کہہ رہا ہے یا یہ کہہ لیجئے کہ کفار مکہ کے بے ہودہ اور نہایت ہی بھونڈی بات کی تردید مسلسل اور پے در پے تین دلیلوں اور اس کے برعکس تین عظیم کمالات (جو علم وحکمت اور عقل ودانائی کا پیکر ہیں) کے بیان سے کی گئی۔

فائدہ حضرات مفسرین اگرچہ ان آیات کو ولید بن مغیرہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں لیکن قرآن کریم کے مضامین خواہ وہ کسی بھی جزوی واقعہ یا شخصی مسئلہ کے لیے نازل ہوں

لہ فوائدِ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ۔

www.ahlehaq.org

مگر ان کا مفہوم ایک قانونِ کلی اور عمومی مفہوم کے درجہ میں ہوتا ہے کہ جو بھی ان احوال سے متصف ہو یہ آیات اسی پر منطبق ہیں۔

إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ ۚ إِذْ

ہم نے ان لوگوں کو جانچا ہے جیسے جانچا اس باغ والوں کو جب

أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ﴿١٧﴾ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ

سب نے قسم کھائی کہ اسکا میوہ توڑینگے صبح کو اور انشاء اللہ نہ کہا پھر پھیرا کر گیا

عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿١٩﴾ فَأَصْبَحَتْ

اس پر کوئی پھیرنے والا تیرے رب کی طرف سے اور وہ سوتے رہے پھر صبح تک ہو رہا

كَالصَّرِيمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ﴿٢١﴾ أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ

جیسے ٹوٹ چکا پھر آپس میں پکارے صبح ہوتے کہ سویرے چلو اپنے کھیت پر

إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ ﴿٢٢﴾ فَانطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ﴿٢٣﴾ أَن

اگر تم کو توڑنا ہے پھر چلے اور آپس میں کہتے تھے چپکے چپکے کہ

لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ﴿٢٤﴾ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ

اندر نہ آنے پاوے اس میں آج تمہارے پاس کوئی محتاج اور سویرے چلے پکے

قَادِرِينَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ

زور پر پھر جب اسکو دیکھا بولے ہم راہ بھولے نہیں! ہماری

مَحْرُومُونَ ﴿٢٧﴾ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ﴿٢٨﴾

قسمت نہ ہوئی بولا ان میں بیچ کا میں نے تم کو نہ کہا تھا کیوں نہیں پاکی بولتے اللہ کی

قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٢٩﴾ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

بولے پاک ذات ہے ہمارے رب کی ہم ہی تقصیروار تھے پھر منہ کر کر ایک دوسرے کی

www.ahlehaq.org

عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾

طرف لگے اولاہنا دینے بولے اے خرابی ہماری! ہم تھے حد سے بڑھنے والے

عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾

شاید ہمارا رب بدل دے ہم کو اس سے بہتر ہم اپنے رب سے آرزو رکھتے ہیں

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا

یوں آتی ہے آفت اور آخرت کی آفت سو سب سے بڑی اگر ان کو

يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ ع ۲

سمجھ ہوتی

عبرتناک انجام غرور و تکبّر بر دولت دنیا و محرومی از سعادت آخرت

قال اللہ تعالیٰ۔ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ... الیٰ ... لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

(ربط) گزشتہ آیات میں اہل مکہ کے ان مغرور و متکبر انسانوں کا ذکر تھا جنہوں نے محض اپنے مال و دولت اور اولاد و خاندان کے نشہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی انکار و کفر کے مرتکب ہوتے تو اب ان آیات میں ایک باغ والوں کا قصہ بیان کر کے بتایا جا رہا ہے کہ انسان کو دنیا کے مال و منال پر بھروسہ کر کے مغرور و متکبر نہ ہونا چاہیئے دنیا کی حقیقت بس اتنی ہی ہے اور غرور کا انجام ایسا ہی ہے جیسے کہ اس باغ کی تباہی اور باغ والوں کی بربادی سے ظاہر ہو رہا ہے یہ باغ والے چند بھائی تھے جنہوں نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد یہ ارادہ کیا کہ اس باغ کی آمدنی اور پیداوار کو صدقہ خیرات کر کے ضائع نہیں کرنا چاہیئے اور باپ کی یہ روش کہ وہ غریبوں اور یتیموں کو خوب صدقہ کرتا تھا ہم باقی نہیں رکھیں گے تو یہ باغ کس طرح قہر خداوندی سے جل کر خاک ہو گیا اور یہ لوگ حسرت و افسوس ہی کرتے رہ گئے تو ارشاد فرمایا۔

بے شک ہم نے انکو آزمایا ہے۔ جیسا کہ آزمایا تھا ہم نے باغ والوں کو جب کہ انہوں نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد مال کی محبت میں صدقہ خیرات اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کیا اور اسکی یہ عادت کہ باغ کا پھل توڑنے پر غریبوں پر پہلے صدقہ کرتا ان لوگوں کو ناگوار گزری

www.ahlehaq.org

اور اس وجہ سے یہ طے کیا اور سب نے قسمیں کھائیں کہ ہم ضرور بالضرور اس باغ کا پھل توڑیں گے صبح ہوتے وقت اور انشاء اللہ نہیں کہہ رہے تھے حالانکہ انہیں چاہیئے تھا کہ یہ کہتے "اگر اللہ نے چاہا" کیونکہ خدا کے ارادہ کے بغیر انسان کوئی کام نہیں کر سکتا تو گھوم گئی اس باغ پر ایک گھوم جانے والی چیز آپ کے رب کی طرف سے جو آگ کے شعلے برسانے والی ہوا تھی اور وہ سوتے ہوتے تھے تو وہ باغ صبح تک ایک چُورا کی ہوئی کھیتی کی طرح ہو گیا رات کے بگولوں نے باغ اور کھیت سب صاف کر ڈالا پھر ایک دوسرے کو پکارنے لگے جب کہ وہ صبح کے وقت اٹھے تاکہ علی الصباح جیسا کہ طے کیا تھا کہ اندھیرے اندھیرے باغ میں جاکر پھل توڑ لیں اور اس وقت تک فقیروں اور مسکینوں کے آنے کی نوبت نہ آنے کہ سویرے ہی چلے چلو اپنے کھیت پر اگر تم کھیتی کاٹنا چاہتے ہو اور پھل توڑنا چاہتے ہو چنانچہ یہ لوگ روانہ ہوتے اور حال یہ کہ ڈر رہے تھے اور آپس میں ایک دوسرے سے آہستہ آہستہ کہہ رہے تھے ایسا نہ ہو کہ آج کوئی مسکین تم پر داخل ہو جاتے اور تدبیر یہ ہونی چاہیئے کہ ہرگز کوئی مسکین آ ہی نہ سکے اور یہ باتیں آہستہ کر رہے تھے کہ کہیں کوئی مسکین سن ہی نہ لے اور صبح ہی صبح چلے لپکتے ہوئے اس یقین کے ساتھ اب سب کچھ اپنے قبضہ میں کر لینے والے ہوں گے اور قادر ہوں گے اس پر کہ سارا پھل اور کھیتی اپنے قبضہ میں لے لیں اور کسی مسکین کو باغ کے قریب بھی نہ آنے دیں لیکن جب وہاں پہنچے اور اس باغ کو دیکھا تو یہ سوچ کر کہ ہمارا باغ تو نہایت ہی سرسبز و شاداب تھا یہ تو ہمارا باغ نہیں ہو سکتا ہم راستہ بھٹک کر کسی اور جگہ آ گئے ہیں تو کہنے لگے ہم تو راستہ بھٹک گئے ہیں مگر کچھ قرائن اور محل وقوع اسی طرح دوسری نشانیوں کو دیکھ کر یہ یقین کر لیا کہ نہیں یہ تو ہمارا ہی باغ ہے جو جل کر خاک ہو گیا تو بولے نہیں بلکہ ہماری تو قسمت ہی پھوٹ گئی اور ہم اپنی بدنصیبی کی وجہ سے محروم ہو گئے ہیں ان میں سے درمیانہ[۱] اور معتدل درجہ کا بھائی بولا کیا میں نے نہیں کہا تھا تم سے کیوں نہیں تم اللہ کی پاکی بیان کرتے اور اسکی حمد و ثناء اور تسبیح زبان و عمل سے کیوں نہیں ادا کرتے یعنی میں تمکو پہلے ہی کہتا تھا کہ اپنے رب سے غافل نہ ہو اسکا شکر ادا کرتے رہو اور اسکے ساتھ اپنی زندگی کا رابطہ اسکی نعمتوں کا حق ادا کرتے ہوتے باقی رکھو لیکن افسوس کہ تم نے میری بات نہ مانی اس پر وہ شرمندہ ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہوتے اور کہنے لگے پاکی ہے ہمارے پروردگار کی بے شک ہم بڑے ہی

---

[۱] یہ لفظ بڑھا کر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ بھائی صرف باعتبار عمر ہی کے درمیانہ نہ تھا اور نہ اس معنی کو قطعی سمجھنا چاہیئے بلکہ بہت ممکن ہے کہ اسکو اوسط اسکے اعتدال اور میانہ روی کے باعث کہا گیا ہو ابن عباسؓ مجاہدؒ اور سعید بن جبیرؒ سے یہی منقول ہے۔

اور درمیانہ درجہ اس وجہ سے کہ نہ تو یہ ان بھائیوں کی طرح مسکینوں پر صدقہ و خیرات سے بچ رہا تھا اور نہ ہی اس میں اس قدر ہمت و قدرت تھی کہ اپنے بھائیوں کی غلط روش کا مقابلہ کرتا اس لیئے یہ درمیانہ درجہ کا ہوا۔

www.ahlehaq.org

ظالم ہیں پھر ایک دوسرے کی طرف رُخ کر کے ملامت کرنے لگے اور کہتے تھے ہائے ہماری بربادی! بے شک ہم تو بہت ہی سرکشی اور تعدی کرنے والے ہو گئے کہ اسکی کوئی حد ہی نہ رہی ہم نے اپنے آپ کو بھی فراموش کیا اور خُدا کے احکامات کو بھی نہیں پہچانا اب ہم ندامت و شرمندگی کے ساتھ تائب ہوتے اور اپنے خدا ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں امید ہے کہ ہمارا رب ہمیں اس باغ کے بدلے اس سے بہتر کوئی نعمت عطا کر دے بس ہم تو اپنے رب کی طرف رغبت و آرزو قائم کر چکے ہیں وہی ہماری آرزوؤں کا ماوٰی و ملجا اور اسی کی طرف ہماری آس ہے اے سننے والو! سُن لو بس اسی طرح ہے خدا کا عذاب جب آتا ہے تو دنیا میں بھی انسان کو تباہ و برباد کر ڈالتا ہے اور یقیناً عذاب آخرت تو اس سے بھی بڑھ کر ہے جس کا دنیا میں کوئی شخص تصور بھی نہیں کر سکتا کاش کہ یہ نافرمان لوگ اس حقیقت کو جان لیں کہ یہ دنیا کے عذاب کا ایک چھوٹا سا نمونہ تھا جسکو کوئی طاقت اور تدبیر ٹلا نہ سکی تو عذاب آخرت کو کون ٹلا سکتا ہے جسکی ہیبت و عظمت سے آسمان و زمین کانپتے ہیں۔

غرور و تکبّر سے سرسبز و شاداب باغ کی تباہی

حافظ ابن کثیرؒ قرطبیؒ اور علامہ آلوسیؒ نے بیان کیا ہے کہ یہ باغ والے جن کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے اہلِ یمن میں سے تھے سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں کہ صنعاء میں یمن سے تقریباً چھ میل دُوری کی مسافت پر ایک قصبہ خروان تھا یہاں کے باشندے اصل میں حبشہ کے تھے وہاں ایک شخص نہایت ہی کریم النفس اور سخی تھا جس کا یہ باغ تھا مذہباً یہ اہل کتاب تھا نہایت ہی خُدا ترس۔ اس شخص نے اپنے باغ اور کھیت کی آمدنی سے غربا و مساکین یتیموں اور بیواؤں کے حصّے اور وظیفے مقرر کر رکھے تھے یہ زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا تھا اس شخص کے انتقال کے بعد اسکے بیٹوں نے ان تمام باتوں کو قطعاً ترک کر ڈالا ان کے دل میں نفس اور شیطان نے یہ ڈالا کہ ہم تو عیال دار ہیں اخراجات اور مصارف ہی پورے نہیں ہوتے ہم نے اگر باپ کی طرح غربا و مساکین کو دینا شروع کر دیا تو ہم کہاں سے کھائیں گے اور جب فصل کٹنے یا پھلوں کے توڑنے کا وقت آیا تو ان سب نے باہم مشورہ کیا اور یہ طے کیا کہ پھلوں کو توڑنے کے لیئے ہم صبح سے پہلے اندھیرے پہنچ جائیں اور ان مسکینوں کے آنے سے پہلے جو باپ کے زمانہ میں پھل توڑنے کے وقت آتے تھے سارے پھل گھر لے آئیں تاکہ انکو کچھ دینا نہ پڑے ان میں سے ایک بھائی تو جس کو قرآن کریم نے قَالَ اَوْسَطُهُمْ فرمایا ہے انکو سمجھاتا رہا اور منع کرنے لگا کہ ایسا نہ کرو بلکہ مساکین پر خرچ کرنے اور اللہ کی راہ میں صدقہ سے تو اور برکت ہوتی ہے اسکی مزید رحمتیں اور عنایات واقع ہوتی ہیں مگر اس کی کسی نے نہ سُنی اور نہ مانی اور جس طرح طے کیا تھا صبح سے پہلے اندھیرے وقت باغ کی طرف چلے وہاں جاکر دیکھا تو خدا کے قہر و عذاب نے اسکو جلا کر خاک کر ڈالا تھا جس پر حسرت و ملال سے ہاتھ مَلتے رہ گئے اس

www.ahlehaq.org

حسرت وملال کی کیفیت کو قرآن کریم نے تفصیل سے بیان کیا۔

یہ قصہ چونکہ اہل عرب میں مشہور ہو چکا تھا حتیٰ کہ عوام وخواص میں قرناً بعد قرنٍ اسکو بیان کیا جاتا تھا اس وجہ سے قرآن کریم نے کفار مکہ کی عبرت وتنبیہ کیلئے ذکر فرمایا اور یہ کہ انسان کو دنیا کے مال ودولت پر ہرگز غرور نہ کرنا چاہیئے۔

امام بیہقیؒ نے جعفر بن محمدؒ کی سند سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کیا کہ آپؐ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص رات میں اپنی کھیتی کاٹے یا باغ کے پھل توڑے بظاہر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اسی قصہ کے پیش نظر ہے کیونکہ مجرمین کی مشابہت سے بھی انسان کو بچنا چاہیئے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک بیان کرتے ہیں فرمایا اِیَّاکُمْ والمعاصِیْ ان العبد لیذنب ذنبا فیحرم بہ رزقا قد کان ھیئ لہ۔ یعنی اے لوگو! تم معاصی اور گناہوں سے بچو بے شک بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ ایک بندہ کوئی گناہ کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس رزق سے محروم ہو جاتا ہے جو اسکو اللہ رب العزت کی طرف سے عطا کیا گیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُوْنَ حق تعالیٰ شانہٗ اپنی نعمتوں کا حق اور شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ناشکری کی نحوست سے بچائے۔

رَبِّ اوزعنا ان نشکر نعمتک التی انعمت علینا وان نعمل صالحا ترضاہُ وَاَدْخِلْنَا بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ اٰمین یا رب العٰلمین

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٣٤﴾

البتہ ڈر والوں کو اپنے رب کے پاس باغ ہیں نعمت کے

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ﴿٣٥﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ

کیا ہم کریں گے حکمبرداروں کو برابر گنہگاروں کے ؟ کیا ہوا تمکو کیسی بات

تَحْكُمُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ

ٹھہراتے ہو ؟ کیا تم پاس کوئی کتاب ہے جسمیں پڑھ لیتے ہو اس میں ملتا ہے

لَمَا تَخَيَّرُونَ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ

تمکو جو پسند کرو کیا تم نے ہم سے کوئی قسمیں لی ہیں پوری قیامت کے دن

www.ahlehaq.org

الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ

تک پہنچتی کہ تم کو ملے گا جو ٹھہراؤ گے ۞ پوچھ ان سے کون سا ان میں

زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا

اسکا ذمہ لیتا ہے کیا انکے کوئی شریک ہیں؟ تو چاہیئے لے آویں اپنے شریک اگر وہ

صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ

سچے ہیں جس دن کھولی جاوے پنڈلی اور بلائے جاویں سجدہ کو

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ

پھر نہ کر سکیں ۔ نویں ہیں انکی آنکھیں چڑھی آتی ہے ان پر ذلت

وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

اور پہلے انکو بلاتے تھے سجدہ کو اور وہ چنگے تھے

فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ

اب چھوڑ دے مجھ کو اور جھٹلانے والوں کو اس بات کے کہ ہم سیڑھی سیڑھی اتاریں گے

حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ

انکو جہاں سے یہ نہ جانیں گے اور انکو ڈھیل دیتا ہوں بیشک میرا داؤ پکا ہے کیا

تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ

تو مانگتا ہے ان سے کچھ نیگ سو ان پر چٹی بوجھ پڑتی ہے کیا اُن کے پاس

الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ

خبر ہے غیب کی سو وہ لکھ لاتے ہیں اب تو ٹھہرا رہ دیکھ اپنے رب کے حکم کی اور مت ہو

كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ

جیسے مچھلی والا جب پکارا اور وہ غصہ میں بھرا تھا اگر نہ سنبھالتا اس کو

www.ahlehaq.org

نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰهُ

احسان تیرے رب کا تو پھینکا گیا ہی تھا چٹیل میدان میں الزام کھا کر پھر نوازا اسکو

رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اسکے رب نے پھر کردیا اسکو نیکوں میں اور منکر تو لگے ہی ہیں کہ ڈگادیں

لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ

تجھ کو اپنی نگاہوں سے جب سنتے ہیں سمجھوتی اور کہتے ہیں وہ

لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۲﴾ ع ۱ الربع

باؤلا ہے اور یہ تو یہی سمجھوتی ہے سارے جہان والوں کو

ع ۱۹ ۲ ۴

بشارت اہل ایمان وتقویٰ بنعماء جنّت
وتذلیل وتوہین کفار ومشرکین در روز آخرت

قال اللہ تعالیٰ۔ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ..... اِلٰى .... اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ

(ربط) گذشتہ آیات میں ان منکرین ومکذبین کا ذکر تھا جو دولت کے نشہ میں مست ہوکر اللہ کی نافرمانی پر کمربستہ ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وتذلیل کی تو انکی نافرمانی اور غرور کا انجام ہلاکت ایک تاریخی واقعہ کی شکل میں بیان فرمایا گیا اب ان آیات میں اہل تقویٰ وایمان کا اعزاز واکرام اور جنت میں حق تعالیٰ شانہٗ ان کو کیسی کیسی نعمتوں سے نوازے گا بیان فرمایا جارہا ہے پھر اسی کے ساتھ تنبیہ کے طور پر مجرمین ومنکرین کا قیامت کے روز کیسا بُرا انجام ہوگا ذکر فرمایا گیا اور اس ذلت وخواری کا منظر پیش کیا گیا جس میں وہ مبتلا ہوں گے۔

فرمایا بے شک تقویٰ والوں کے لیئے انکے پروردگار کے یہاں باغات ہوں گے نعمتوں کے یہ دنیا والے کیا اپنے باغ وبہار پر غرور وتکبر کرتے ہیں متقیوں کو آخرت میں جو باغات اور نعمتیں دی جائیں گی وہ تو کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نہ ہی کسی کے قلب ودماغ میں اس کا تصور گزرا ظاہر ہے کہ ان نعمتوں سے یہ کفار ومجرمین محروم ہوں گے اور کیوں نہ ہوں تو کیا ہم فرماں برداروں

www.ahlehaq.org

کو مجرمین کے برابر کردیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں اور یہی بات عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے مطابق ہے اور یہ کہ مسلم و فرماں بردار اور مجرم و نافرمان برابر ہوں عقل و فطرت کے خلاف ہے اگر اے کافرو! تم اس قسم کا فیصلہ کرتے ہو تو بڑے ہی افسوس کی بات ہے کیا ہو گیا تمکو تم یہ کیسے فیصلے کرتے ہو کیا تمہارے پاس اس دعوے پر کوئی لکھی ہوئی چیز ہے جس کو تم بطور دلیل سُنا سکو اور پڑھتے ہو یا ایسی کوئی قابل اعتبار کتاب ہے کہ جسکو بطور سند پیش کیا جا سکے کیا اس میں کوئی ایسی چیز ہے یقینی کہ تم اسکو اپنے واسطے پسند کر لو کہ تمہیں وہی ملے گا جو چاہو اور تمہاری من مانی خواہشات پوری ہوں اچھا تو کیا تمہارے واسطے ہم پر قسمیں ہیں اور تم نے ہم سے قسموں کے ساتھ کوئی عہد و پیمان لے رکھے ہیں جو قیامت تک پہنچنے والے ہوں اور ان قسموں کی وجہ سے ہم قیامت کے روز مجبور ہوں کہ وہ چیزیں تمکو دیں اور مطیعین و فرمانبرداروں کی طرح تم مجرمین کو بھی اپنے انعامات سے نوازیں اور اسکی رو سے تم کو وہی کچھ ملے جو تم فیصلہ کرو اور جسطرح تم دنیا میں عیش و عشرت میں ہو قیامت تک اسی حال میں رہو گے جو شخص اس قسم کا دعوی کرے اے ہمارے پیغمبر! آپؐ ان سے پوچھئے کون ہے ان میں سے ایسا جو اسکا ذمہ دار بنے ذرا ہم دیکھیں تو سہی وہ کون ہے اور کیسا ذمہ لیتا ہے ان لوگوں کے پاس دلیل تو کیا ہوتی نہ عقلی اور نہ نقلی محض جھوٹے معبودوں پر بھروسہ کر رکھا ہے! تو ان کے واسطے کچھ شریک ہیں تو پھر انکو چاہیئے کہ وہ اپنے شرکاء لیکر آئیں اگر وہ اپنی بات میں سچے ہیں ظاہر ہے جو معبود خود عاجز ہیں اور انکا وجود ہی انکے عابدوں کی عنایت پر قائم ہے تو وہ کیا خاک اپنے عابدوں کی مدد کریں گے قیامت کے روز فریب کا یہ پردہ چاک ہو جاتے گا اور مشرکین اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ زندگی بھر جن معبودوں کی پرستش کی وہ بیکار اور عاجز محض ہیں اس دن کی عظمت و ہیبت سے تو لوگوں کے ہوش و حواس اڑے ہوں گے۔

یہ دن وہ ہوگا جب کہ کشف ساق فرمایا جائے گا اور اس طرح اللہ رب العزت اپنی ایک خاص تجلی ظاہر فرماتا ہوگا اور انکو سجدہ کی طرف بلایا جائے گا تو یہ طاقت نہ رکھیں گے کہ سجدہ کر سکیں ہزار کوشش کریں گے کہ جھکیں اور تجلی الٰہی کے ظہور پر اسکے سامنے سربسجود ہو جائیں لیکن انکی کمریں ایک تختہ کی طرح ہونگی اور کسی طرح بھی سجدہ نہ کر سکیں گے اس حالت میں انکی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی ذلت و خواری انکو ڈھانکے ہوتے ہو گی حالانکہ ان کو سجدہ کی طرف بلایا جاتا رہا جب کہ وہ صحیح و سالم تھے دنیا کی زندگی میں اور قدرت رکھتے تھے کہ سجدہ کر لیں لیکن عناد و بغاوت میں اس طرح بدمست رہے کہ کبھی خدا کو سجدہ نہ کیا اب روز قیامت جب کہ انکی پشت لکڑی کا تختہ ہو گی اور دل سے چاہیں گے کوشش کریں گے کہ سجدہ کر لیں مگر کر نہ سکیں گے یہی ایک بات عبرت و ہدایت کے لیئے کافی ہے کہ وہ پیغمبر خدا پر ایمان لے آتیں لیکن اس پر اگر وہ بدنصیب ایمان نہیں لاتے تو پھر اے ہمارے پیغمبر چھوڑ دو مجھ کو اور اسکو جو اس بات کو جھٹلا رہا ہے میں خود ایسے بدبختوں سے نمٹ لوں گا اور انکی نافرمانی کی سزا پوری طرح انکو مل کر رہے گی ابھی تو ہم انکو مہلت دے رہے ہیں اس طرح کہ ان کو

www.ahlehaq.org

معلوم ہی نہیں کہ محض حکمت خداوندی سے انکو ڈھیل دی جارہی ہے اور میں انکو مہلت دے رہا ہوں اور یہ مہلت اس وجہ سے نہیں کہ ابھی انکو عذاب دینے کا سامان میرے پاس فراہم نہیں بلکہ یہ محض ایک حکمت ہے اور یہ قانونِ حکمت خداوندعالم نے پہلی قوموں میں جاری رکھا مگر جب بھی میں مجرموں کو پکڑوں گا اس سے کوئی مجرم بچ نہیں سکے گا بے شک میری پکڑ بڑی ہی سخت ہے یہ تمام باتیں ایک صحیح الفطرت انسان کے سمجھنے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے واسطے کافی ہیں مگر پھر بھی ان لوگوں کا ایمان نہ لانا قابلِ حیرت اور باعث افسوس ہے تو کیا آپ ان سے کوئی معاوضہ مانگ رہے ہیں کہ وہ اس تاوان سے بوجھ محسوس کر رہے ہیں اور اس وجہ سے ایمان لانے کے واسطے تیار نہیں ہوتے نہیں ہرگز نہیں جیسا کہ ظاہر ہے تو پھر کیا انکے پاس غیب کی خبر ہے کہ وہ اسکو لکھتے ہیں اور وحی الٰہی کی طرح اس کو محفوظ کر کے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ انہیں ایمان لانے کی ضرورت نہیں اور اللہ کے پیغمبر پر نازل ہونے والی اس وحی اور کلام الٰہی سے مستفید اور بے نیاز ہیں آخر اس ہٹ دھرمی اور انکار کا کوئی تو سبب اور وجہ ہونی چاہیئے لیکن ظاہر ہے کہ اس قسم کی وجوہ میں سے کوئی وجہ بھی ممکن نہیں (ایسی حالت میں اللہ کے پیغمبر پر بے چینی اور گھبراہٹ کا واقع ہونا امر طبعی تھا تو فرمایا جارہا ہے) تو بس آپ تو صبر کیجیئے اپنے رب کے فیصلے کے وقت کا اور استقلال و ہمت سے صبر کرتے ہوئے انتظار کیجیئے کہ ایسے مجرموں کے واسطے خدا کا کیا فیصلہ نافذ ہوتا ہے اور نہ ہو جایئے مچھلی والے کی طرح بے چینی اور گھبراہٹ میں یا عجلت و جلد بازی میں یعنی حضرت یونس ؑ ذوالنون کی طرح جب کہ وہ اپنی قوم کی مسلسل نافرمانی پر غم و غصہ کی حالت میں برداشت نہ کرتے ہوئے نکل کھڑے ہوتے اور قوم کے حق میں عذاب کی دعا بلکہ پیش گوئی بھی کر بیٹھے تو قدرت خداوندی سے ایک مچھلی نے انکو نگل لیا تھا جب کہ اُس نے اپنے رب کو پکارا "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ" کہتے ہوتے درآنحالیکہ وہ گھٹے ہوتے تھے غم و غصہ اور پریشانیوں کے۔ ایک غم و غصہ تو قوم کی نافرمانی اور انکی سرکشی اور ایمان نہ لانے کا ایک ایسے مجرموں سے عذاب ٹل جانے کا پھر بغیر خداوندِ عالم کی صریح اجازت اور وحی شہر چھوڑ دینے کا ان سب باتوں کے علاوہ مچھلی کے پیٹ میں محبوس ہو جانے کا تو مجموعی طور پر یہ کتنے غم اور کس قدر انواع و اقسام کی گھٹن تنگی اور ظلمتیں تھیں لیکن خداوندِ عالم کس قدر کریم اور مہربان ہے کہ ان سب بے چینیوں اور گھبراہٹوں سے نجات دی یہ بلاشبہ اللہ کا عظیم انعام تھا تو اگر انکے رب کی طرف سے یہ نعمت و مہربانی انکو نہ سنبھالتی تو وہ پھینکے ہوتے ہوتے ایک چٹیل میدان میں اس طرح کہ بہت ہی بدحال ہوتے یہ اللہ کا کس قدر انعام عظیم ہے کہ قبول توبہ کے بعد اپنی گراں قدر نعمتوں سے نوازا ورنہ تو مچھلی کے پیٹ سے نکل کر بڑی ہی بُری حالت میں ایک چٹیل میدان میں پڑے ہوتے ہوتے نہ کوئی کرامت ہوتی اور نہ کوئی فضل و کمال باقی رہتا لیکن ان کے رب نے انکو پھر نوازا اور انکو پھر بنا دیا نیک اور برگزیدہ

www.ahlehaq.org

لوگوں میں سے اور اس ابتلاء یا آزمائش یا ان مشقتوں کو برداشت کرنے کی وجہ سے انکے مراتب و درجات مزید بلند کر دیتے[۱] تو اسی طرح آپؐ بھی صبر و برداشت کریں اور اپنے رب کے فیصلہ کا انتظار کریں اسکے فیصلہ سے قبل کوئی بے چینی اور گھبراہٹ مقام نبوت کی عظمت و بلندی سے گری ہوئی چیز ہے رہا منکرین و معاندین کا انکار و مقابلہ اور دشمنی تو ظاہر ہے کہ اس کا سلسلہ تو کبھی منقطع نہیں ہو سکتا اور ان کافروں کے غیظ و غضب کا یہ عالم ہے کہ قریب تھا کہ یہ کافر آپ کو پھسلا دیں اپنی نگاہوں سے جب کہ انہوں نے قرآن اور ذکر الٰہی کو سنا اور کہتے ہیں کہ یہ تو مجنون ہیں حالانکہ یہ قرآن تو ایک پیغام نصیحت ہی ہے تمام جہانوں کے لیئے جس کی ایک ایک آیت حکمتوں اور خوبیوں سے لبریز ہے بھلا ایسے کلام کو پیش کرنے والا دیوانہ ہو سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں یقیناً وہی سب سے بڑا پاگل اور دیوانہ ہے جو ایسا کہتا ہے [۲] ۔

---

[۱] اس واقعہ کی تفصیل مختلف اور متعدد موقعوں پر گزر چکی اور واقعہ کے اجزاء کچھ نہ کچھ تفصیل کے ساتھ حضرات قارئین کے سامنے آچکے۔
غالباً یہی وہ اجتباء اور کرامت کا مقام ہے جسکے پیش نظر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لاتقولوا انا خیر من یونس بن متی کہ مت کہا کرو کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں ۱۲

[۲] لغت عربیہ میں "زلق" کے معنی پھسلا دینے کے ہیں
اکثر مفسرین نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ مشرکین مکہ اور منکرین کو قرآن کریم سے اس قدر عداوت تھی کہ سن کر غیظ و غضب سے مشتعل ہو جاتے اور زہر آلود نگاہوں سے گھور گھور کر دیکھتے اور یہ امر طبعی ہے کہ ایسی غضب آلود نگاہوں کو دیکھ کر انسان متأثر یا خوف زدہ ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں امر رسالت کی تبلیغ اور احکام خداوندی کے اظہار و بیان میں قدم ڈگمگا جانا طبع بشری کے آثار میں سے ہو سکتا ہے تو اسکو فرمایا جا رہا ہے کہ قریب تھا کہ یہ کافر آپ کو ڈگمگا دیں اور پھسلا دیں تو اس پر فرمایا گیا کہ ایسی صورت میں آپ استقامت کے ساتھ اپنی جگہ پر جمے رہیئے اور تنگ دل ہو کر کسی معاملہ میں عجلت و جلد بازی نہ کیجیئے۔
بعض روایات مفسرین سے یہ بھی مفہوم ہوا جیسا کہ بیان کیا گیا کفار مکہ نے بعض لوگوں کو جو نظر لگانے میں مشہور تھے اس پر آمادہ کیا تھا کہ وہ آپؐ کو نظر لگائیں چنانچہ ان میں سے ایک آیا جس وقت کہ آپؐ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے اور پوری قوت و ہمت سے نظر لگانے کی کوشش کی آپؐ نے فوراً لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا اور وہ ناکام و ذلیل ہو کر واپس ہو گیا۔
شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فوائد میں فرماتے ہیں نظر لگنے یا لگانے کے مسئلہ پر بحث کا یہ موقعہ نہیں اور آج کل جب کہ مسمریزم ایک باقاعدہ فن بن چکا ہے تو اس میں مزید رد و کد کرنا بیکار سا معلوم ہوتا ہے۔

www.ahlehaq.org

کشف ساق اور تجلی خداوندی کے ظہور کا مفہوم

صحیح بخاری اور مسلم کی روایات میں ہے حق تعالیٰ میدان قیامت میں اپنی ساق (پنڈلی) ظاہر فرمائے گا اور اس وقت تمام لوگوں کو دعوت دی جائے گی کہ پروردگار کے سامنے سر بسجود ہو جاؤ تو اس وقت صرف وہی سجدہ کر سکیں گے جو دنیا میں ایمان لا کر اللہ کو سجدہ کیا کرتے تھے لیکن کافر اور منافق کہ انکی پشت لکڑی کے تختہ کی طرح کر دی جائے گی اور وہ چاہیں گے کہ سجدہ کریں لیکن نہ کر سکیں گے (بعض حدیث میں صرف منافق کا لفظ آیا ہے اور بعض سندوں سے کافر اور منافق دونوں منقول ہیں) یہ سب کچھ اسلئے ہوگا کہ میدان حشر میں اہل ایمان و اخلاص کا ایمان و اخلاص ظاہر ہو جائے اور منافق و ریا کار کا ریا کھل کر تمام انسانوں کے سامنے آجائے۔

لفظ ساق عربی میں پنڈلی کو کہا جاتا ہے اس مقام پر "کشفِ ساق" کا مفہوم اور اسکی حقیقت کیا ہے یہ حقیقت پر محمول ہے یا مجاز اور کنایہ ہے یہ عنوان اور صفت بھی صفات متشابہات میں سے ہے بعض لوگ جن کو فرقہ مشبہہ کہا جاتا ہے وہ حق تعالیٰ کے واسطے جسم جیسے احوال کو ثابت مانتے ہیں وہ اسکو حقیقت پر محمول کرتے ہیں مگر جمہور ائمہ متکلمین اشاعرہ اور ماتریدیہ اس پر متفق ہیں کہ اللہ رب العزت ہر اس چیز اور حالت و صفت سے منزّہ اور پاک ہے جو مخلوق اور اجسام کی صفات میں سے ہو تو اسکو بھی اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى، اور ایسی ہی دیگر صفات کو ظاہر پر محمول کرنے کے بجائے استعارہ پر محمول کرتے ہیں اور پھر اس میں متقدمین ظاہر پر ایمان و یقین کے ساتھ تشبیہ و تمثیل سے پرہیز کرتے ہیں یہ کہتے ہوئے کما هُوَ یلیق بشانہ کہ جس طرح اسکی شانِ کبریاء کے لائق و مناسب ہو اسی طرح لفظ ید (ہاتھ) وجہ (چہرہ) کا مفہوم مانتے ہیں اور بعض ائمہ ان شُئُون و احوال کی تاویل کر لیا کرتے ہیں جیسا کہ بیان کیا جا چکا کہ استواء کا مفہوم غلبہ اور حکومت ہے تو یہاں بھی اسی طرح بلا کیف و تشبیہ ایمان و یقین کے ساتھ یہ معنی بیان کیے گئے کہ کشف ساق اللہ رب العزت کی ایک خاص تجلی کا ظہور ہے جس کو دیکھ کر تمام مؤمنین سر بسجود ہو جائیں گے۔

عکرمہؒ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کشف ساق قیامت کے روز کا کرب اور وہ شدت و بے چینی ہے جو ہر ایک پر طاری ہوگی ابن جریرؒ کشف ساق کے معنی امرِ عظیم اور ہیبت ناک حالت بیان کرتے تھے بعض دیگر روایات میں ابن عباسؓ ہی سے دوسرے معنی یہ منقول ہیں جس وقت حقائق کھل جائیں گے اور ہر ایک انسان کا عمل روشن و ظاہر ہوگا۔

حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ نے ابو بردہ بن ابی موسیٰؓ مرفوعاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

سمہ تفسیر ابن کثیر ج ۴ تفسیر قرطبی۔

www.ahlehaq.org

کیا ہے قال یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ یعنی عن نور عظیم

بعض روایات میں ہے کہ کسی نے حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ سے اسکے معنی دریافت کیئے تو آپ نے شدت اور کرب کی تفسیر کی اور فرمایا جب تم کو کسی لفظ قرآنی کے معنی واضح نہ ہو سکیں تو شعراء عرب کے اشعار اور اہل عرب کے محاورات کو دیکھ لیا کرو اور یہ ایک شعر پڑھا۔

سنّ لنا قومك ضرب الاعناقِ وقامتِ الحربُ بنا علیٰ ساق

اسی طرح مجاہدؒ نے بھی اس معنی کے ثبوت کے لیے ابو عبید اور جریر کے چند اشعار پڑھے ابن قتیبہؒ کہتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ جب انسان کسی کام پر ہمت باندھ کر محنت صرف کرنا چاہتا ہے تو پائنچے چڑھاتا ہے اور پنڈلی کھول دیتا ہے اسی وجہ سے شدت کے موقع پر کہا جاتا ہے۔ فلان کشف عن ساقه [۳]۔

ائمہ متکلمین اور حضرات مفسرین کے کلام سے جو چیز ذہن میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ ذاتِ واحد ہے وہ تو صرف ایک ہی ذات ہے جس میں تعدد اور کثرت کا امکان ہی نہیں اس کا ادراک ممکن نہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ کہ نگاہیں اسکا ادراک نہیں کر سکتیں ذاتِ خداوندی کے ساتھ صفاتِ خداوندی ہیں جو صفاتِ کمال ہیں وہ صفاتِ کمال منفرد اور تنہا نہیں ہوتیں۔ بلکہ عالم میں انکا ظہور ایک دوسرے کے ساتھ مقرون اور مجتمع ہونے کی صورت میں ہوتا ہے مثلاً صفت علم قدرت کے بغیر اور قدرت بغیر علم کے اور یہ دونوں بغیر حیات کے ظاہر نہیں ہو سکتیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ صفات تابع ذات ہیں ذات کے بغیر کسی صفت کا استقلال نہیں۔

ان دو چیزوں کے بعد جہات کمال کا درجہ ہے جنکو حقائق الٰہیہ بھی کہا جاتا ہے وہ بَیْنَ بَیْنَ ہیں نہ صفات کی طرح تابع ذات اور محض غیر مستقل اور نہ ذات کی طرح محض مستقل، تو جہاتِ کمال کو اس عالم میں انسان کے اعضاء کے ساتھ مشابہت اور ایک خاص نسبت ہے کیونکہ انسان کے اعضاء اسکے ہاتھ پاؤں منہ پنڈلی وغیرہ نہ تو اسکے صفات کی طرح غیر مستقل محض ہیں اور نہ ذات انسان کی طرح مستقل محض بلکہ انسان کے کمالات کے مظہر ہیں کہ انسانی کمالات ان مظاہر سے ظہور پذیر ہوتے ہیں چنانچہ شریعت نے کمالات الٰہیہ کو ظاہر و بیان کرنے کے لیے ان مظاہر کو متعدد نصوص میں ظاہر فرمایا آیاتِ قرآنیہ اور احادیث میں وہ مظاہر وجہ، عین، ید، یمین اصابع، حقو، ساق، قدم کے الفاظ سے بیان کیئے گئے ہیں تو درحقیقت ان کلمات میں بطور استعارہ حقائق و کمالات الٰہیہ کو بیان کیا جا رہا ہے باقی یہ سمجھ لینا کہ اللہ کے لیے چہرہ ہے اسکی آنکھ ہے اسکے واسطے انگلیاں، کمر، پنڈلی۔ اور قدم ہے غلطی ہے اور محض کم عقلی ہے جس کا ارتکاب

---

[۳] قرطبی۔ روح المعانی۔

www.ahlehaq.org

مشبہہ اور ظاہریہ نے کیا اور انکا انکار کر دینا یا ایسی تاویل کرنا جو انکار ہی کے درجہ میں ہو جیسا کہ معتزلہ اور فلاسفہ نے کیا محض غلطی ہے اہل سنّت اور علماء متکلمین نے افراط و تفریط سے بعید رہتے ہوئے ان حقائق و شئون کو تسلیم بھی کیا اور ساتھ ساتھ یہ بھی متعین کر دیا کہ ذاتِ خداوندی مخلوق کے احوال و اوصاف سے منزّہ اور پاک ہے چنانچہ کہا گیا کہ خداوندِ عالم سمیع ہے لیکن وہ ہماری قوت سامعہ کی طرح کسی آلہ کے ذریعہ سمیع نہیں وہ بصیر ہے لیکن وہ ہماری طرح بصیر ہونے میں آنکھ اور آنکھ کی پُتلی اور شعاع بصریہ کا محتاج نہیں تو جس قدر بھی نصوص قرآن و حدیث میں ایسے عنوانات سے وارد ہوتیں اہل حق اور علماء متکلمین نے انکا یہی مفہوم اختیار کیا الغرض محشر میں اللہ رب العزت کی ایک خاص قسم کی تجلّی ظاہر ہوگی جس کی حقیقت کے ادراک سے انسانی افکار و عقول عاجز ہیں جسکو کشف ساق سے تعبیر کیا گیا اور اس وقت ہر ایک کو سجدہ کے لئے پکارا جائے گا تو جو بندہ دنیاوی حیات میں ایمان و اخلاص سے سجدہ کرتا تھا اسکو وہاں سجدہ نصیب ہو جائے گا اور جو دنیا میں نفاق و ریاء کے ساتھ سجدہ کرتا تھا اس کو ممکن نہ ہوگا کہ وہ سجدہ کر سکے خواہ ہزار کوشش کرلے کیونکہ دنیا میں تو ظاہر و باطن کا اختلاف ہو سکتا ہے مگر آخرت میں یہ ممکن نہیں وہاں تو جو حقیقت ہوگی وہی ظاہر ہو سکے گی ؎

تم بحمد اللہ العزیز تفسیر سورۃ القلم

؎ مقتبس من تحقیقات الائمۃ المفسرین والمتکلمین من الاشاعرۃ والماتریدیۃ وکذا یفہم من کلام امام الحرمینؒ وعبد الکریمؒ شہرستانی ۔ ۱۲۔

www.ahlehaq.org

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ

اس سورت کا مضمون بھی مکی سورتوں کے مضامین کی طرح عقیدۂ توحید اور تحقیق ایمان پر مشتمل ہے جس میں بالخصوص قیامت اور قیامت کے ہولناک احوال کا ذکر ہے اور مجرم و نافرمان قوموں جیسے عاد و ثمود اور قوم لوط و فرعون کی ہلاکت و تباہی کا ذکر ہے اور ان سب مضامین کو قرآنِ حکیم نے اپنی صداقت و حقانیت کی اساس کی نوعیت سے پیش کیا اور یہ واضح فرمایا کہ اہل سعادت و شقاوت کا انجام کیا ہوتا ہے ساتھ ہی ان لغو اور بے ہودہ الزامات و اعتراضات کو بھی رد کیا گیا جو کفار مکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لگاتے تھے۔

سورت کی ابتداء قیامت کے ہولناک منظر کے بیان سے کی گئی اور یہ کہ خداوند عالم کس طرح اہل کفر پر اپنا قہر و عذاب مسلط فرماتا ہے نفخ صور اور اس پر جو حالت ہوگی اس کا بیان ہے اور یہ کہ جس وقت قیامت برپا ہوگی تو زمین شق ہو جائے گی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔

اخیر میں قرآنِ کریم کی صداقت و حقانیت پر برہان قائم کر کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و امانت کو واضح فرمایا اور اس کا انکار کرنے والے پر وعید و تنبیہ فرمائی گئی۔

اٰیاتُھا ۵۲ = ۶۹ = سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّيَّةٌ = ۷۸ فِيْھَا رُكُوْعَانِ

سورۂ حاقہ مکی ہے اور اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے، جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

اَلْحَآقَّةُ ۝۱ مَا الْحَآقَّةُ ۝۲ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝۳

وہ ثابت ہو چکی۔ کیا ہے وہ ثابت ہو چکی؟ اور تو نے کیا بوجھا کیا ہے؟ وہ ثابت ہو چکی

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝۴ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا

جھٹلایا ثمود اور عاد نے اس کھڑکے والی کو سو وہ جو ثمود تھے سو کھپائے گئے

www.ahlehaq.org

بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ

اوچھال سے اور وہ جو عاد تھے سو کھپائے گئے ٹھنڈی سناٹے کی باؤ سے ہاتھوں

عَاتِيَةٍ ﴿۶﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ

سے نکلی جاتی تعین کی ان پر سات رات اور آٹھ دن

حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ

جڑ کاٹنے والے پھر تو دیکھے لوگ اُن میں پچھڑ گئے جیسے وہ ڈھنڈ ہیں کھجور کے

خَاوِيَةٍ ﴿۷﴾ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ﴿۸﴾ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَ

کھوکھرے پھر تو دیکھتا ہے کوئی ان کا بچ رہا ؟ اور آیا فرعون اور

مَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ﴿۹﴾ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ

جو اس سے پہلے تھے اور اُلٹی بستیاں تقصیر کرتے پھر حکم نہ مانا اپنے رب کے رسول

فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ﴿۱۰﴾ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ

کا پھر پکڑی ان کو پکڑ دم چڑھنی ہم نے جس وقت پانی اُبلا لادیا تم کو

فِي الْجَارِيَةِ ﴿۱۱﴾ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾

بہتی ناؤ میں تا رکھیں اسکو تمہاری یادگاری کو اور سنتے (سنبھالے) اسکو کان سننے (سنبھالنے) والا

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ

پھر جب پھونکیئے نرسنگے میں ایک پھونک اور اُٹھائیے زمین اور

الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ

پہاڑ پھر پٹکے جاویں ایک چوٹ پھر اس دن ہو پڑے ہو

الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾

پڑنے والی اور پھٹ جاوے آسمان پھر وہ اس دن بکس (بودا ہو) رہا ہے

www.ahlehaq.org

وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآىِٕهَا ؕ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ

اور فرشتے ہیں اس کے کناروں پر اور اٹھا رہے ہیں تخت تیرے رب کا اپنے اوپر

يَوْمَىِٕذٍ ثَمٰنِيَةٌ ؕ ﴿۱۷﴾ يَوْمَىِٕذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ

اس دن آٹھ شخص اس دن سامنے جاؤ گے چھپ نہ رہے گا تم میں کوئی

خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ

چھپنے والا سو جس کو ملا اس کا لکھا داہنے ہاتھ میں وہ کہتا ہے لیجیو!

اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۚ ﴿۱۹﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۚ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ

پڑھو میرا لکھا میں نے خیال رکھا کہ مجھ کو ملنا ہے میرا حساب سو وہ

فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۙ ﴿۲۱﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا

ہے گذران میں من مانتی اونچے باغ میں جسکے میوے جھک

دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ

رہے ہیں کھاؤ اور پیو رچ سے بدلہ اس کا جو آگے بھیجا تم نے پہلے

الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ

دنوں میں اور جس کو ملا اس کا لکھا بائیں ہاتھ میں وہ کہتا ہے کسی طرح

لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۚ ﴿۲۵﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۚ ﴿۲۶﴾ يٰلَيْتَهَا

مجھ کو نہ ملتا میرا لکھا اور مجھ کو خبر نہ ہوتی کیا ہے حساب میرا کسی طرح

كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۚ ﴿۲۷﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۚ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ

وہی موت نبٹر جاتی ! کچھ کام نہ آیا مجھ کو مال میرا کھپ گئی

عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۚ ﴿۲۹﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ

مجھ سے حکومت میری اس کو پکڑو پھر طوق ڈالو پھر آگ کے ڈھیر میں

www.ahlehaq.org

صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا

اسکو پیٹھاؤ (پہنچا دو) پھر ایک زنجیر میں جس کا ماپ ستر گز ہے اس کو

فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۳﴾ وَ

پرو دو وہ تھا یقین نہ لاتا اللہ پر جو سب سے بڑا اور

لَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ

تاکید نہ کرتا فقیر کے کھانے پر سو کوئی نہیں اس کا آج

هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ لَّا يَاْكُلُهٗ

یہاں دوستدار اور نہ کچھ کھانا مگر زخموں کا دھوون کوئی نہ کھاوے

اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ﴿۳۷﴾ ع ۱ ۲ ۵

اس کو مگر وہی گنہگار

ذکر احوال قیامت و بیان انجام مکذبین و منکرین

قال اللہ تعالیٰ۔ اَلْحَآقَّةُ مَا الْحَآقَّةُ ..... اِلٰی ..... اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ

(ربط) گذشتہ سورت کا موضوعِ بیان آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی عظمت و حقانیت کو ثابت کرتے ہوئے غرور و تکبر اور نافرمانی کا عبرت ناک انجام تاریخی واقعات کی روشنی میں بیان فرمایا گیا تھا اب اس سورت میں قیامت کے احوال اور میدان حشر کی بے چینی تفصیل سے بیان کی جا رہی ہے اور ساتھ ہی یہ کہ جن قوموں نے اللہ کے رسولوں کا انکار کیا اور نافرمانی کی وہ کس طرح ہلاک و تباہ ہوتے۔

ارشاد فرمایا وہ چمٹ جانے والی چیز کیا ہے وہ چمٹ جانے والی چیز اور اے مخاطب تو نے کیا سوچا کیا ہے وہ مسلط ہو جانے والی؟ کسی کی سوچ اور فکر نہیں اندازہ کر سکتی کہ وہ مسلط ہو جانے والی چیز یعنی قیامت کی گھڑی جس کا وقوع علم الٰہی ازلی سے طے ہو چکا اس قدر ہیبت ناک اور عظیم ہے اور وہ بے شک واقع ہو کر رہنے والی ہے اور جب واقع ہو گی تو کوئی اس کو ٹلا نہیں سکتا اس وقت حق و باطل بالکل جدا جدا نظر آئیں گے اور ہر اشتباہ اور شک و شبہ دور ہو جائے گا اور ہر حق ایسا ثابت و راسخ ہو جائے گا کہ اس میں خصومت

www.ahlehaq.org

وجھگڑا کرنے والے مقہور و مغلوب ہو جاتیں گے ۵۵۔

ظاہر ہے کہ ایسی برحق اور ثابت حقیقت کو ماننا چاہیئے اس سے انکار اور اس میں کسی قسم کا بھی شک و شبہ نہ کرنا چاہیئے اور اس بات کو فراموش نہ کرنا چاہیئے اس انکار و تکذیب کا انجام کوئی اچھا نہیں چنانچہ جھٹلایا ثمود اور عاد نے اس کھڑکھڑانے اور کوٹ ڈالنے والی چیز کا تو پھر اے سننے والو! سنو اس کا انجام کیا ہوا بہرحال ثمود تو ہلاک کر دیئے گئے ایک اچھال کر رکھ دینے والی ہلاکت سے اور وہ جو عاد کے لوگ تھے سو وہ ہلاک کیئے گئے ایک تیز و تند آندھی سے جو ہاتھوں سے نکل جانے والی تھی جو اس قدر شدید اور سخت تیز و تند تھی کہ کسی مخلوق کا اس پر قابو نہ تھا حتیٰ کہ جو فرشتے ہوا کے نظام پر مسلط تھے اور ہواؤں کو قابو میں رکھنے پر مامور تھے گویا انکے ہاتھوں سے بھی نکلی جا رہی تھی۔ جس کو مقرر اور مسلط کر دیا تھا ان پر سات راتوں اور آٹھ دن تک لگاتار جس پر تباہی اور بربادی کا یہ عالم تھا کہ اے مخاطب اگر تو اس منظر کو دیکھے تو دیکھے گا قوم کو اس حال میں پچھڑے پڑے ہیں گویا وہ کھجور کے کھوکھلے تنے ہیں جو اکھاڑ کر پھینک دیئے گئے جب کہ یہ قوم اپنی توانائی اور ڈیل ڈول میں تنومند ہونے کی وجہ بڑے ہی غرور اور نخوت سے کہا کرتے تھے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً۔ کہ ہم سے زیادہ کون ہے طاقت ور جو اپنی تمام قوتوں کے باوجود اس طرح ہلاک کر دیئے گئے کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا تو اے مخاطب بتا؟ کیا تو دیکھ رہا ہے ان میں سے کوئی بچا ہوا نشان۔

اور فرعون آیا اور اس سے پہلے والے بھی اور وہ الٹی ہوئی بستیوں والے بھی خطا و نافرمانی کے ساتھ پھر انہوں نے جب اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی تو پکڑ لیا انکو ان کے رب نے بڑی ہی سخت پکڑ سے جس نے انکو ریزہ ریزہ کر ڈالا اور دنیا کی کوئی طاقت اور انکے پہاڑوں کے تراشے ہوئے محفوظ قلعے بھی انکو خدا کی گرفت سے نہ بچا سکے یعنی عاد و ثمود کے بعد فرعون نے خوب سرکشی کی اور بڑھ چڑھ کر باتیں کرتا رہا تو وہ اور اسی طرح قومِ شعیب اور قومِ لوط تباہ کر دی گئی اور قوم لوط کی بستیاں الٹ دی گئیں کیونکہ ان سب قوموں نے اپنے اپنے پیغمبروں کی نافرمانی کی تھی اور خدا کے ساتھ مقابلہ کیا تو سب ہی کو خدا نے اپنی سخت پکڑ سے پکڑا اور ہلاک کر ڈالا اور قومِ نوح کو بھی ایسے طوفان سے تباہ کر ڈالا کہ ظاہر اسباب میں کسی کے بھی بچ جانے کا امکان نہ تھا حتیٰ کہ وہ نافرمان بیٹا جو یہ کہنے لگا کہ سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ۔ کہ میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر پناہ لے لوں گا مجھے سفینہ نوحؑ میں پناہ لینے کی ضرورت نہیں وہ بھی ہلاک ہوا اور کسی کو بھی اس طوفان نے باقی نہ چھوڑا خواہ وہ پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر چڑھ گیا ہو۔ تو بے شک ہم نے ایسے طوفان کے وقت جب کہ پانی ابل رہا تھا کہ زمین کے چشمے پھوٹ پڑے تھے اور آسمان

۵۵ ان الفاظ میں لفظ اَلحاقہ کے لغوی معانی کے تنوع اور کثرت کے پیشِ نظر وہ متعدد معانی ظاہر کر دیئے گئے ہیں جو اس مقام پر مفہوم ہو سکتے ہیں ۱۲۔

www.ahlehaq.org

کے دروازے کھلے ہوئے تھے تو اے باقی رہنے والے انسانو! ہم نے ایک چلنے والی کشتی میں تمکو سوار کر لیا جو ان طوفانی تھپیڑوں میں تمہیں لیئے جارہی تھی تاکہ بنا دیں ہم اسکو تمہارے واسطے یادگار اور عبرت کا نمونہ اور محفوظ رکھیں اسکو وہ کان جو واقعات کو سُننے اور محفوظ رکھنے والے ہیں تو یہ واقعہ خداوند عالم کی قدرت اور حکمت کا کیسا عظیم نمونہ ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو اس طوفان سے بچالیا اور نافرمان قوم کو غرق کر ڈالا تاکہ رہتی دنیا تک یہ عبرت ناک نمونہ قائم رہے اور لوگ اس واقعہ سے خدا کے احسان وکرم کو بھی سمجھیں اور نافرمان و مجرموں کے واسطے اسکے قہر و عذاب کو بھی جان لیں تو دنیا میں پیش آنے والے یہ واقعات اور ہلاکت و تباہی کے نمونے ہر انسان کو اس پر متوجہ کرتے ہیں کہ وہ قیامت کی شدت اور اس پر عالم کی تباہی و ہلاکت کا بھی تصور کرے اور اس پر ایمان بھی لاتے چنانچہ جب صور پھونکا جاتے گا ایک بار پھونکا جانا اور اٹھا لی جاتے گی زمین اور پہاڑ پھر کوٹ دیا جاتے گا انکو ایک ہی دفعہ اور زمین باوجود اپنی قوت و مضبوطی اور پہاڑ باوجود اپنی عظمت و پختگی کے ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے تو بس اسی دن واقع ہو جاتے گی وہ واقع ہونے والی گھڑی جو روز قیامت ہے اور پھٹ جاتے گا آسمان پھر وہ اس دن بکھر رہا ہو گا نہایت ہی ہلکی بکھرنے والی چیز کی طرح اور روئی کے گالوں کی طرح اڑتا ہو گا۔ اور جس وقت کہ آسمان درمیان سے پھٹنا شروع ہو گا تو فرشتے ہوں گے اسکے کناروں پر اور اٹھاتے ہوتے ہوں گے۔ اے مخاطب تیرے رب کا عرش اس دن اپنے اوپر آٹھ فرشتے۔ عرش عظیم کی یہ عظمت و شان ہو گی جسکو ایسے آٹھ فرشتے اٹھاتے ہوں گے جو پہاڑوں کو اٹھائے رکھتے ہیں ہواؤں کو قابو کرتے ہیں سمندروں اور سمندر کے طوفانی تھپیڑوں کو روکتے ہیں وہ آٹھ فرشتے عرش الٰہی اٹھاتے ہوتے ہوں گے تو ایسے دن اے انسانو! تم پیش کیئے جاؤ گے اپنے رب کے سامنے حال یہ ہو گا کہ کوئی چھپی چیز چھپی نہ رہے گی اس پروردگار علیم و خبیر سے پھر ایسی صورت میں رب العالمین اپنے عرش پر جلوہ افروز ہو گا اور میدانِ حشر میں اولین و آخرین جمع ہوں گے اور اس علیم و خبیر اور قادرِ مطلق کی عدالت میں پیشی ہو رہی ہو گی اور میزانِ عدل و انصاف قائم کرنے والے رب کی عدالت میں لوگوں کے نامۂ اعمال پیش ہو رہے ہوں گے تو جس کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیدیا جاتے گا جو اسکی کامیابی اور نجات کی علامت ہو گی تو وہ فرط مسرت اور کمال خوشی سے کہتا ہو گا اے لوگو! آجاؤ میرا نامۂ اعمال یعنی نتیجہ کا میابی پڑھ لو میرے رب نے مجھ پر کیسا عظیم انعام و احسان فرما دیا میں تو پہلے ہی سے گمان کرتا تھا کہ میں اپنے حساب کے وقت پر پہنچنے والا ہوں اور میرے اعمال کا حساب ہو گا اور خدا کی رحمت پر مجھے بھروسہ تھا کہ وہ مجھے اپنے فضل وکرم سے نوازے گا مجھے حیات جاودانی اور ابدی نعمتیں ملیں گی اور جب مجھے یہ خیال تھا تو میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہا اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ میں خدا کا یہ انعام واکرام دیکھ رہا ہوں اور اسی کے فضل وکرم سے میرا حساب پاک و صاف ہے تو وہ نہایت ہی خوشی اور عیش و عشرت والی زندگی میں ہو گا اور من مانی ہر نعمت و راحت اسکو ملتی ہو گی نہایت

www.ahlehaq.org

بلند و عظیم المرتبہ باغ میں ہوگا جس کے خوشے اور میوے اس پر جھکے ہوتے ہوں گے اس حالت میں اہلِ جنت کو کہا جا رہا ہوگا کھاؤ پیو خوب رَچ کر جتنا چاہو بڑی خوشگواری کے ساتھ ان اعمال صالحہ کی وجہ سے جو تم کرتے تھے گزرے ہوتے دنوں اور دنیوی زندگی میں تم نے اللہ کی خوشنودی کے لیئے نفس کی خواہشات کو روکا بھوک و پیاس کی تکلیف برداشت کی صبر و قناعت کو اختیار کیا تو یہ اسی کا بدلہ ہے کہ بے روک ٹوک اللہ نے تم پر یہ ساری نعمتیں پھیلا دی ہیں۔

یہ تو حال ہے ان لوگوں کا جن کو دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ملے گا اور جن کو نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ بڑی حسرت اور پشیمانی کے عالم میں کہے گا کیا ہی اچھا ہوتا کہ مجھ کو میرا نوشتۂ اعمال ہی نہ ملتا اور میں نہ ہی جانتا کہ میرا حساب کیا ہے اے کاش وہی موت میرا کام تمام کر دینے والی ہوتی اور میرا نام و نشان ہی مٹ جاتا اور یہ عذاب و ہلاکت کی نوبت دیکھنی نہ پڑتی افسوس میرا مال بھی میرے کچھ کام نہ آیا جس پر مجھے بڑا ہی بھروسہ اور گھمنڈ تھا اور میں سمجھتا تھا کہ خواہ کوئی بھی مصیبت سامنے آئے میں اپنی دولت کے ذریعہ اس سے بچ جاؤں گا مجھے اپنی قوت پر زعم تھا افسوس کہ میری قوت و حکومت بھی برباد ہوئی اب نہ میری دولت کام آرہی ہے اور نہ قوت و حکومت اور نہ حجت بازی جو دنیا میں کیا کرتا تھا اسی پشیمانی اور حسرت کے عالم میں ہوگا کہ ہر ایسے مجرم کے لیے فرمانِ خداوندی جاری ہوگا پکڑو اسکو پھر طوق ڈال دو اس کی گردن میں پھر گھسیٹو اسکو آگ میں جو جہنم میں دہک رہی ہو پھر ایک زنجیر میں کہ جس کا طول ستّر گز ہے[1] یا ستر ہاتھ ہو اسکو جکڑ دو تاکہ جلنے کی حالت میں ذرا بھی حرکت نہ کر سکے کیونکہ آگ میں جلنے والا انسان کبھی اِدھر اُدھر حرکت کر کے آگ کی سوزش سے بچنے یا اسکو کم کرنے کی کوشش کیا کرتا ہے تو اسکی بھی کوئی گنجائش نہ رہے یہ سب کچھ اس لیئے ہوگا کہ یہ شخص دنیا میں رہتے ہوئے ایمان نہیں رکھتا تھا خدائے برتر پر جب نہ خدا پر ایمان و یقین تھا تو خدا کے احکامات سے بھی نافرمانی کرتا تھا نہ خدا تعالیٰ کے حق ادا کرتا تھا اور نہ ہی بندوں کے حقوق پہچانتا تھا چنانچہ نہ ترغیب دیتا تھا محتاج و مسکین کے کھانے پر خود تو کیا کھلاتا اور مدد کرتا زبان سے بھی کسی دوسرے کو اس پر آمادہ کرنے اور ترغیب دلانے کی توفیق نہ ہوتی تھی سو ایسے نافرمان کے لیے آج یہاں نہ کوئی دوست ہے اور نہ اسکے واسطے کوئی چیز کھانے کی ہے بجز زخموں کے دھوون کے اور ان میں سے بہتے ہوئے راد پیپ کے جس کو کوئی نہیں کھا سکتا بجز ان خطا کاروں اور مجرموں کے اور وہ بھی بھوک اور پیاس کی شدت میں مجبور ہو کر یا اس دھوکہ میں کہ شاید یہ بھی کوئی کھانے اور پینے کی چیز ہے

اعاذنا اللّٰہُ ربنا من سائرِ انواع العذاب فی الدنیا والآخرۃ

---

[1] گز سے عالم آخرت کا گز یا ہاتھ مراد ہے جس کی حد اور مقدار کا اندازہ عالم دنیا میں نہیں کیا جا سکتا واللہ اعلم بالصواب ۱۲۔

www.ahlehaq.org

فرشتوں کا عرش الٰہی اٹھانا

اس آیت مبارکہ میں عرش الٰہی کو اٹھانے والے آٹھ فرشتوں کا بیان ہے

تفسیر قرطبی اور تفسیر البحر المحیط میں حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ یہ فرشتوں کی آٹھ صفیں ہوں گی جن کی تعداد اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں بعض روایات میں حاملینِ عرش کے بیان میں چار کا عدد آیا ہے۔ تفسیر مظہری میں بیان کیا کہ روز محشر سے قبل حاملینِ عرش چار فرشتے ہوں گے مگر نفخ صور اور محشر کے وقت اسکی عظمت کی وجہ سے ان پہلے حاملین کو مزید چار حاملین کے ذریعہ قوی کر دیا جائے گا تاکہ عرش الٰہی کو سنبھال سکیں۔ بظاہر اس وجہ سے اس وقت حق تعالیٰ شانہٗ کے جلال و ہیبت سے عرش الٰہی زیادہ وزنی اور اسکا اٹھانا گراں ہوگا۔

اس آیت مبارکہ جس میں عرش الٰہی کے اٹھانے کا ذکر ہے اسی طرح ایسے مضمون کی دیگر آیات کی فلاسفہ، معتزلہ اور صوفیہ حقیقت پر محمول کرنے کے بجائے تاویل کرتے ہیں چنانچہ معتزلہ کہتے ہیں کہ عرش و کرسی کے معنی بطور مجاز و استعارہ تسلط اور غلبہ کے ہیں اور خداوندِ عالم کی شان حاکمیت کو بیان کرنا ہے اور فرشتوں کے اٹھانے سے مراد انکے ذریعہ اسکا ظہور ہے قاضی بیضاویؒ جیسا کہ بعض مواقع پر فلاسفہ اور معتزلہ کی رائے اور خیال سے متاثر ہوتے ہیں یہاں بھی انہوں نے کچھ اسی طرح فرمایا کہ یہ تمثیل ہے کیونکہ خدا تعالیٰ تو نہ جسم ہے اور نہ اجسام و حوادث کی صفات و احوال میں سے کسی چیز سے متصف ہو سکتا ہے اور نہ وہ مخلوق کی طرح کسی مکان اور جہت میں سمانے والا ہے کہ کسی تخت پر بیٹھا ہو اور اس تخت کو حقیقی طور پر کوئی اٹھاتے ہوتے ہو یہ چیزیں تو مخلوق اور حادث کی صفات میں سے ہیں اس بنا پر محض تمثیل کے طور پر اسکے غلبہ اور شان حکمرانی اور عدل و انصاف اور مخلوقات کے فیصلوں کے نفاذ کو اس تعبیر سے بیان فرمایا گیا۔

اسی طرح حضرات صوفیاء بھی تاویل کا طریقہ اختیار کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ عرش مجید حق تعالیٰ شانہٗ کی صورت جہانداری اور بادشاہت ہے اور قیامت میں یہ بصورت عرش یعنی تخت شاہی ظاہر ہو گی اور اسکی جہانداری اور شان حاکمیت دنیا میں چار صفات کے ساتھ قائم ہے کہ موجودات کا کوئی ذرہ بھی اس سے خالی نہیں اور وہ سب کو محیط ہے وہ چار صفات یہ ہیں اوّل علم، دوم قدرت سوم ارادہ چہارم حکمت آخرت میں یہ چار صفات مزید چار صفات کے ساتھ جمع ہو کر آٹھ ہو جائیں گی تاکہ دنیا و آخرت دونوں جہانوں کی جہانداری اور حاکمیت میں امتیاز ہو جاتے وہ چار صفات جو آخرت میں زائد ہوں گی ان میں اوّل انکشاف تام کہ اس عالم میں کوئی چیز بھی مخفی۔ مبہم۔ پوشیدہ اور ملتبس نہ رہے گی بلکہ ہر چیز کی اصل حقیقت ظاہر ہو جائے گی تاکہ کسی قسم کا دھوکہ شبہ اور مغالطہ باقی

www.ahlehaq.org

نہ رہے اسی وجہ سے اس عالم میں جاہل و عالم اور کافر و مؤمن سب پر حقائق خفیہ برابر ظاہر ہو جائیں گے ہر ایک کو ہر بات کی حقیقت کا انکشاف ہو جائے گا اور معرفت تامہ حاصل ہو جائے گی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے یَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا کس قدر سننے اور دیکھنے والے ہوں گے جس دن کہ وہ ہمارے سامنے آئیں گے اور فرمانِ خداوندی فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ۔ اے انسان آج ہم نے تیری آنکھ کا پردہ ہٹا دیا ہے تو آج کے دن تیری نگاہ بڑی ہی تیز ہے الغرض پہلی صفت انکشاف تام کی ہوگی دوسری صفت کمالِ بلوغ کہ ہر چیز مرتبۂ نقصان سے اپنے حدِّ کمال کو پہنچ جائے گی۔ استعداد و قابلیت علم و فہم احساس و شعور حتیٰ کہ جو لوگ دنیا میں بے فوقوف و کم عقل ہوں گے وہ نہایت ہی فہیم و ذکی اور کاملُ العقل ہوں گے اور جو لوگ ضعیف و ناقص حتیٰ کہ لنگڑے لولے ہوں گے وہ توانا و تندرست اور صحیح و سالم اٹھیں گے یہی حال قوائے باطنیہ کا بھی ہوگا یہی وجہ ہے کہ دارِ آخرت میں ہر چیز کے لیے خلود و بقاء ہوگا۔ کیونکہ فناء وصفِ ایمان ہے اسکو اس عالم میں وصف کمال سے بدل کر دوام اور خلود عطا کر دیا جائے گا جیسے کہ آیت مبارکہ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔

تیسری صفت تقدیس کہ کسی شے میں کسی قسم کی کدورت و ملاوٹ باقی نہ رہے گی ہر چیز خالص ہوگی اگر نعمت و راحت ہے تو اس میں نقمت و کلفت کی قطعاً آمیزش نہ ہوگی اور عذاب و کلفت ہے تو اس میں ادنیٰ سکون و آرام یا خفت کا امکان نہ ہوگا کیونکہ عالم دنیا میں تو حقائق پر مجاز کے پردے اور چھلکے چڑھے ہوتے ہو سکتے ہیں جو آخرت میں سب کے سب اتر کر اصل حقائق واضح اور نمایاں ہوں گے اور غلاف و چھلکوں سے اصل جوہر و مغز نکل کر صاف نظر آتا ہوگا۔

چوتھی صفت عدل اور ابقاء حق کہ پورا پورا انصاف ہوگا اور ہر ایک کو عدل و انصاف کے پیمانے سے تول کر اس کا حق ادا ہوتا ہوگا خواہ نیکی ہو یا بدی خیر ہو یا شر ایمان ہو یا کفر عمل صالح ہو یا معصیت غرض ہر چیز کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔

تو حق تعالیٰ کی شان حاکمیت اور جہانداری کی ان صفات کے ساتھ جو پہلے سے تھیں یہ مزید چار صفات مل جائیں گی تو ظاہر ہے کہ عرشِ الٰہی کی عظمت اور اس کا ثقل بھی زائد ہو جائے گا تو جو عرش جہانداری دنیا میں چار فرشتوں پر تھا وہ آخرت میں آٹھ فرشتوں پر ہو جائے گا اس طرح چار صفاتِ الٰہیہ کے ساتھ آخرت میں مزید چار صفات کا ظہور آٹھ فرشتوں کا عرش الٰہی کو اٹھانا ہوا۔

بہر کیف صوفیاء اور فلاسفہ نے اس طرح کی تاویلات بیان کی ہیں مگر اکثر ائمہ متکلمین اور اہل سنت کا موقف اس قسم کی آیات میں یہی ہے کہ حقیقت پر محمول کرتے ہوئے اور اس کی کیفیات اور جملہ احوال کو خداوندِ عالم کے علم کے حوالہ کر دینا۔ جیسے کہ امام مالکؒ نے فرمایا الاستواء معلوم والکیف

www.ahlehaq.org

مجهول والايمان به لازم والسوال عنه بدعةٌ کہ خدا کا عرش پر مستوی ہونا معلوم ہے جیسے کہ نص قرآنی نے بتا دیا مگر کیفیت مجہول اور غیر معلوم ہے اور اس پر ایمان لانا لازم ہے اور سوال و تحقیق کہ کیسے اور کس طرح عرش پر متمکن ہے بدعت ہے کیونکہ نہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور نہ ہی صحابہ نے کبھی اسکی تحقیق کی گویا انکا یہی رنگ رہا جو حق تعالیٰ نے اس طرح کے متشابہات میں فرمایا وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا۔

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغباں　　بلبل چہ گفت صبا چہ کرد و گل چہ شنید

وَاللّٰہ اعلم بالصواب ولا یعلم تاویلہٗ اِلَّا اللّٰہ وَاٰمَنَّا بِمَا اٰمَرَنَا اللّٰہ فیارب اکتبنا مع الشٰہدین اٰمین یارب العٰلمین ھذا ما فھمت من تفسیر الکبیر والبحر المحیط وتفسیر العلاّمہ الوسی وتفسیر العزیزی وتفسیر الحقانی والکلمات التی سمعتھا من شیخی واستاذی شیخ الاسلام العلامہ شبیر احمد عثمانی وَما ضبطت وحفظت من کلمات حضرت الوالد الشیخ محمد ادریس الکاندھلوی متعنا اللّٰہ تعالیٰ من فیوضھم وبرکاتھم. اٰمین یارب العالمین ۔

⁂　⁂　⁂

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا

سو قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جو دیکھتے ہو　اور جو چیزیں

تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ

نہیں دیکھتے　یہ کہا ہے ایک پیغام لانے والے سردار کا　اور نہیں یہ کہا کسی

شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا

شاعر کا　تم تھوڑا یقین کرتے ہو　اور نہ کہا پریوں والے کا　تم تھوڑا

مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ

دھیان کرتے ہو　یہ اُتارا ہے جہان کے رب کا　اور اگر بنا لاتا

عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾

ہم پر کوئی　بات　تو ہم پکڑتے اس کا　داہنا　ہاتھ

www.ahlehaq.org

ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ

پھر کاٹ ڈالتے اس کی ناڑ پھر تم میں کوئی نہیں اس سے

حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ

روکنے والا اور یہ سمجھوتی ہے ڈر والوں کو اور ہم کو معلوم ہے

اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾

کہ تم میں بعضے جھٹلاتے ہیں اور وہ جو ہے پچھتاوا ہے منکروں پر

وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾ ع ۲ ۱۵ ۶

اور وہ جو ہے قابل یقین کرنے کے ہے ؛ اب بول پاکی اپنے رب کے نام کی جو سب سے بڑا

بیان عظمت کلام الٰہی وحقّانیت وصداقت قرآن کریم

قال اللّٰہ تعالیٰ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ..... اِلیٰ ..... فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ

(ربط) گذشتہ آیات میں اہل سعادت وشقاوت اور انکے احوال کا ذکر تھا اور بالخصوص مجرمین کی سزا اور قیامت کی شدت اور عرشِ الٰہی سے تمام فیصلوں کے نفاذ کا بیان تھا تو ممکن تھا کہ کوئی ملحد اور منکر ان باتوں کو سن کر یہ کہنے لگے کہ یہ تو شاعرانہ مبالغہ آرائی یا کاہنوں کی باتیں ہیں تو اسکے ازالہ اور رد کے لیے اب ان آیات میں قرآنی عظمت کا بیان ہے اور یہ کہ جو کچھ وحی الٰہی سے کہا گیا وہ رسولِ کریمؐ کا قول اور اللہ کا پیغام ہے اس میں ذرہ برابر مبالغہ یا استعارہ و مجاز کا احتمال نہیں اس پر ایمان لانا چاہیئے اور اسکی صداقت و حقانیت پر یقین کرنا چاہیئے تو ارشاد فرمایا۔

سو میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جنکو تم دیکھتے ہو اور ان چیزوں کی جن کو تم نہیں دیکھتے کہ بیشک یہ پیغام وقول ہے اس رسول عظیم کا جو بڑی ہی کرامت وعظمت والا ہے اور یہ کوئی شاعر کی بات نہیں ہے کہ تم جنت وجہنم کے احوال کو شاعرانہ مبالغہ آرائی سمجھنے لگو یا کاہنوں والی اٹکل وتخمین کی باتیں گمان کرنے لگو بلکہ یہ تو اللہ کا پیغام ہے جو اسکے رسولِ کریمؐ نے اسکے بندوں کو پہنچایا، چاہیئے کہ اس پر ایمان لایا جاتے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ بہت ہی کم ہے کہ تم یقین کرو اور ایمان لاؤ اور نہ ہی یہ کاہن کی بات ہے مگر بہت ہی کم ہے کہ اے لوگو! تم غور وفکر کرو اور نصیحت قبول کرو بلکہ یہ سب

www.ahlehaq.org

کچھ اُتارا ہوا کلام ہے رب العالمین کی طرف سے خدا کا پیغمبر صرف اللہ کی وحی اور اس کا پیغام ہی لوگوں تک پہنچایا کرتا ہے یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی بھی اللہ کا پیغمبر اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ کر سُنا دے بالفرض اگر وہ رسول ہم پر کوئی بات گھڑ کر لے آتا ایسی من گھڑت باتوں میں سے تو ہم پکڑ لیتے اسکو دائیں ہاتھ سے اور اسکو اپنی سخت گرفت میں لے لیتے کیونکہ انسان بالعموم کسی گرفت اور پکڑنے کے وقت مدافعت کے لیے زور دائیں ہاتھ سے زائد لگایا کرتا ہے تو جب ہم دائیں ہاتھ سے اسکو پکڑ لیں گے تو اسکے بعد وہ کیا طاقت آزمائی کرے گا ہم سے بچنے کے لیئے پھر ہم کاٹ ڈالتے اسکی رگِ گردن[۱] پھر کوئی بھی نہیں ہو سکتا اس چیز سے اسکو بچانے والوں میں سے کیونکہ احکم الحاکمین پر جھوٹ بات لگانا کوئی معمولی جرم نہیں بلاشبہ ایسا مجرم اس پروردگار کی گرفت اور اسکی سزا سے کسی حال میں بھی نہیں بچ سکتا اور بے شک یہ باتیں نصیحت ہیں تقویٰ والوں کے واسطے کہ جس کسی میں ادنیٰ درجہ بھی خوف خدا ہو گا وہ ان باتوں سے عبرت اور نصیحت حاصل کرے گا اور چونکہ دنیا میں تقویٰ والے بہت کم ہوتے ہیں اسلیئے ہم بے شک جانتے ہیں کہ تم میں سے بہت سے وہ ہیں جو جھٹلانے والے ہیں ہماری یہ باتیں مگر یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ مکذبین و منکرین خدا کے عذاب اور گرفت سے بچ جائیں گے نہیں ہرگز نہیں بلکہ بے شک یہ تو حسرت ہے کافروں پر اور افسوس کا مقام ہے کہ منکر و کافر ان باتوں کا انکار کر کے خدا کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں اور اپنی عاقبت تباہ و برباد کر رہے ہیں اور بے شک یہ جو کہا جا رہا ہے قطعی اور یقینی امر ہے جس پر ایمان و یقین ہر اہل عقل و فکر کو لازم ہے اے ہمارے پیغمبر اگر کوئی ان حقائق کو نہیں مانتا اور ان پر ایمان و یقین نہیں رکھتا تو آپؐ غمگین نہ ہوں بلکہ بس ایسی صورت میں پاکی بیان کرتے رہیئے اپنے رب عظیم کے نام کی اسکی تحمید و تسبیح ہی سے سارے غم بھی دور ہوں گے اور قلب و دماغ کو سکون و تقویت بھی نصیب ہو گی جیسا کہ ارشاد ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ. تو اس طرح آپؐ کو تسلی دی گئی اور سکون قلب کیلیئے علاج بھی بیان فرما دیا۔

روایت میں ہے کہ آپؐ نے اس آیت کے نازل ہونے پر فرمایا اجعلوھا فی رکوعکم کہ اس کو اپنے رکوع میں مقرر کر لو اور جب آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى نازل ہوئی تو آپؐ نے فرمایا اجعلوھا فی سجودکم اس وجہ سے رکوع میں تسبیح سبحان ربی العظیم مقرر ہوئی اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ. میرے استاذ محترم شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس اللہ سرہٗ اپنے

۱؎ یہ وتین کا ترجمہ کیا گیا۔ اصل تو یہ رگ انسان کے قلب سے نکلتی ہے جس سے سارے جسم میں رُوح پھیلتی ہے اور یہی رگ حیوان یا انسان کے حلقوم اور گردن تک پہنچتی ہے اس وجہ سے گردن کی رگ ترجمہ کیا گیا ۱۲۔

www.ahlehaq.org

فوائد میں تحریر فرماتے ہیں "دو عالم میں دو قسم کی چیزیں ہیں ایک جن کو آدمی اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے دوسری وہ جو آنکھوں سے نظر نہیں آتی عقل وغیرہ سے انکے تسلیم کرنے پر مجبور ہے مثلاً ہم کتنا ہی آنکھیں پھاڑ کر زمین کو دیکھیں وہ چلتی ہوئی نظر نہیں آئے گی۔ لیکن جب حکماء اپنے دلائل و براہین پیش کریں گے تو ہم عاجز ہو کر اپنی آنکھ کی غلطی تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے اور اپنی عقل یا دوسرے عقلاء کی عقل کے ذریعہ سے جو اسکی ان غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کر لیتے ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کی عقل بھی غلطیوں اور کوتاہیوں سے محفوظ نہیں۔ آخر اسکی غلطیوں کی اصلاح اور کوتاہیوں کی تلافی کس سے ہو؟ بس تمام عالم میں ایک وحی الٰہی کی قوت ہے جو خود غلطی سے محفوظ اور معصوم رہتے ہوئے تمام عقلی قوتوں کی اصلاح و تکمیل کر سکتی ہے جس طرح کہ حواس جہاں پہنچ کر عاجز ہو جاتے ہیں وہاں عقل کام کرتی ہے ایسے ہی جس میدان میں عقلِ مجرد کام نہیں دیتی یا ٹھوکریں کھاتی ہے اس جگہ وحی الٰہی اسکی دستگیری کر کے ان بلند حقائق سے روشناس کراتی ہے شاید اسی لیئے یہاں مَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ کی قسم کھائی۔

یعنی جو حقائق جنت و دوزخ کے پہلے بیان ہوتے اگر دائرۂ محسوسات سے بلند ہونے کی وجہ سے تمہاری سمجھ میں نہ آئیں تو اشیاء میں مبصرات و غیر مبصرات یا بالفاظ دیگر محسوسات و غیر محسوسات کی تقسیم سے سمجھ لو کہ یہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے جو بذریعہ وحی الٰہی دائرۂ حس و عقل سے بالاتر حقائق کی خبر دیتا ہے جبکہ ہم بہت سی غیر محسوس بلکہ مخالف حس چیزوں کو اپنی یا دوسروں کی تقلید سے مان لیتے ہیں تو بعض بہت اونچی چیزوں کو رسولِ کریمؐ کے کہنے سے ماننے میں کیا اشکال ہے"۔

الغرض عالم کائنات میں مرئی و غیر مرئی یعنی مبصرات و غیر مبصرات پر اجمالی نظر اور ابتدائی غور و فکر اس بات کی گواہی دے گا کہ رسولِ کریمؐ کی بتائی ہوئی ہر بات حق ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے منکرین و مکذبین کا ایسی باتوں میں تردد یا ان پر تمسخر خود انکی بے عقلی کی دلیل ہے

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ۔ کی تفسیر میں حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "یعنی اگر جھوٹ بناتا اللہ پر تو اوّل اس کا دشمن اللہ ہوتا اور ہاتھ پکڑتا یہ دستور ہے گردن مارنے کا جلاد اسکا داہنا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھتا ہے تاکہ حرکت نہ کر سکے۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ تَقَوَّلَ کی ضمیر رسول کی طرف لوٹتی ہے یعنی اگر رسول بالفرض کوئی حرف اللہ کی طرف منسوب کر دے یا اسکے کلام میں اپنی طرف سے ملا دے جو اللہ نے نہ کہا ہو تو اسی وقت اس پر یہ معاملہ عذاب کا کیا جاتے (العیاذ باللہ) کیونکہ اس کی تصدیق اور سچائی آیات بینات اور دلائل و براہین کے ذریعہ سے ظاہر کی جا چکی ہے اب اس قسم کی بات پر فوراً عذاب اور سزا نہ کی جاتے تو وحی الٰہی سے امن اُٹھ جاتے گا اور ایسا التباس و اشتباہ پڑ جاتے گا جس کی اصلاح ناممکن ہو جاتے گی جو حکمت تشریع کے منافی ہے بخلاف اُس شخص کے جس کا رسول ہونا آیات و براہین سے ثابت نہیں ہوا بلکہ کھلے ہوتے قرائن و دلائل علانیہ اسکی رسالت کی نفی کر چکے ہیں تو اس کی بات

www.ahlehaq.org

بھی بے ہودہ وخرافات ہے کوئی عاقل اسکو درخور اعتنا نہ سمجھے گا اور نہ دین الٰہی میں بحمد اللہ کوئی التباس و اشتباہ واقع ہوگا ہاں ایسے شخص کی معجزات وغیرہ سے تصدیق ہونا محال ہے ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو جھوٹا ثابت کرنے اور رسوا کرنے کے لیے ایسے امور بروئے کار لاتے جو اسکے دعوائے رسالت کے مخالف ہوں اور اسکو جھوٹا ثابت کردیں / اسکی مثال یوں سمجھو کہ جس طرح بادشاہ ایک شخص کو کسی منصب پر مامور کرے اور سند فرمان دیکر کسی طرف روانہ کرے اب اگر اس شخص سے اس خدمت میں کوئی خیانت ہوتی یا بادشاہ پر جھوٹ باندھنا اس سے ثابت ہوا تو اسی وقت بلا توقف اس کا تدارک کرتے ہیں لیکن اگر سڑک کوٹنے والا مزدور یا جھاڑو دینے والا بھنگی بکتا پھرے کہ گورنمنٹ کا میرے لیئے یہ فرمان ہے یا میرے ذریعہ سے یہ احکام دیئے گئے ہیں تو کون اسکی بات پر کان دھرتا ہے اور کون اس کے دعوؤں سے تعرض کرتا ہے (سبحان اللہ یہ الہامی کلمات پوری طرح مرزا غلام احمد کذاب پر منطبق ہوتے) بہرحال آیت ھذا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر استدلال نہیں کیا گیا بلکہ یہ بتلایا گیا ہے کہ قرآن کریم خالص اللہ کا کلام ہے جس میں ایک حرف یا ایک شوشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی طرف سے شامل نہیں کرسکتے اور نہ باوجود پیغمبر ہونے کے آپ کی یہ شان ہے کہ کوئی بات اللہ کی طرف منسوب کردیں جو اللہ نے نہ کہی ہو۔

تورات سفر استثناء کے اٹھارہویں باب میں بیسواں فقرہ یہ ہے۔

"لیکن وہ نبی ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے"۔

خلاصہ یہ کہ جو نبی ہوگا اس سے یہ ممکن نہیں کہ ایسا کرے یہ بات تقریباً وہی ہے جو سورۃ بقرہ میں فرمائی گئی وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۔ الحمد للہ کہ اس تحقیق وتشریح سے مرزا غلام احمد کی طرف سے ایک عظیم دھوکہ میں ڈالنے والے بے ہودہ استدلال کا رد ہوگیا وَلِلّٰهِ الحمد والمنة

تم تفسیر سورۃ الحاقۃ وللہ الحمد والشکر

سہ فوائد عثمانی رح سورۃ الحاقۃ-۱۲

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ المعارج

(ربط) گزشتہ سورت کی طرح اس میں بھی خصوصیت سے قیامت اور قیامت کے احوال شدیدہ کا بیان ہے اور یہ کہ آخرت کی سعادت و شقاوت کا اصل مدار و معیار کیا ہے اور وہاں کی راحتیں اور کلفتیں کس امر پر مرتب ہوتی ہیں اسی کے ساتھ مؤمنین و مجرمین کے احوال اور انکے درمیان تقابل بھی بیان فرمایا تاکہ ایک نظر میں نور و ظلمت اور حرارت و برودت کی طرح مؤمن و کافر کا فرق واضح ہو جائے بالخصوص اس سورت میں جو چیز زائد اہمیت اور توجہ کے ساتھ ذکر کی گئی وہ کفار مکہ کی مخالفت اور انکے تمسخر و استہزاء کا رد ہے جو وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور کلام رب العالمین کے ساتھ کرتے تھے

سورت کی ابتداء کفار مکہ کی سرکشی اور لغو قسم کے سوالات کے ذکر سے فرمائی گئی اور یہ کہ وہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے انحراف و روگردانی کرتے تھے اس پر ان کے انجام ہلاکت کا بھی بیان ہے۔

اخیر میں مجرمین و کفار قیامت کے روز کیسی شدت و بے چینی میں مبتلا ہوں گے اسکو بھی بیان فرمایا گیا اور اہل ایمان پر انعامات اور انکی راحتوں کو اسکے بالمقابل پیش کر دیا گیا ساتھ ہی انسانی فطرت کی کمزوری کا بھی ذکر ہے تاکہ انسان اس عیب اور کمزوری کے مہلک نتائج سے اپنی زندگی کو محفوظ رکھ سکے۔

∴ ∴ ∴

آیاتہا ۴۴ = ۷۰ = سورۃ المعارج مکیۃ = ۷۹ فیہا رکوعان

سورۃ معارج مکی ہے اور اس میں چوالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾

مانگا ایک مانگنے والے نے، عذاب پڑنے والا منکر کے واسطے کوئی نہیں اسکو ہٹانے والا

www.ahlehaq.org

مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝٣ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ

اللہ کی طرف کا، جو چڑھتے درجوں کا صاحب چڑھیں گے اسکی طرف فرشتے اور روح اس

فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝٤ فَاصْبِرْ

دن میں جس کا لنباؤ پچاس ہزار برس ہے سو تو صبر کر

صَبْرًا جَمِيْلًا ۝٥ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝٦ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۝٧

بھلی طرح کا صبر کرنا وہ دیکھتے ہیں اسکو دور اور ہم دیکھتے ہیں اسکو نزدیک

يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝٨ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝٩ وَ

جس دن ہوگا آسمان جیسے تانبا پگھلا اور ہوں گے پہاڑ جیسے اون رنگی اور

لَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝١٠ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ

نہ پوچھے دوستدار دوستدار کو سب نظر آجاویں گے انکو مناوے گا گناہگار کسی طرح چھڑواتی

مِنْ عَذَابِ يَوْمِىِٕذٍۢ بِبَنِيْهِ ۝١١ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝١٢ وَ

میں دے اس دن کی مار سے اپنے بیٹے اور ساتھ والی اور بھائی اور

فَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۝١٣ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ

اپنا گھرانا جس میں رہتا تھا اور جتنے زمین پر ہیں سارے پھر

يُنْجِيْهِ ۝١٤ كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ۝١٥ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝١٦ تَدْعُوْا مَنْ

آپ کو بچاوے کوئی نہیں وہ تپتی آگ ہے کھینچ لینے والی کلیجہ :: پکارتی ہے اسکو

اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝١٧ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۝١٨ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ

جسنے پیٹھ دی اور پھر گیا اور اکٹھا کیا اور سینتا (سنبھالا) بے شک آدمی بنا ہے جی

هَلُوْعًا ۝١٩ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝٢٠ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ

کا کچا جب لگے اسکو برائی تو گھبرا اور جب لگے اسکو بھلائی

www.ahlehaq.org

مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ

توان دیوا (نہ دینے والا) مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر

دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ

قائم ہیں اور جن کے مال میں حصہ ٹھہر رہا مانگتے کا

وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾

اور ہارے کا اور جو یقین کرتے ہیں انصاف کے دن کو

وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ

اور جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک

عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ

انکے رب کے عذاب سے نڈر نہ ہوا جاوے اور جو اپنی شہوت کی جگہ

حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

تھامتے ہیں مگر اپنی جوروؤں سے یا اپنے ہاتھ کے مال سے

فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ

سو ان پر نہیں اولاہنا پھر جو کوئی ڈھونڈے اسکے سوا سو وہی ہیں

هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ

حد سے بڑھتے اور جو اپنی دھڑ دھریں (امانتیں) اور اپنا قول

رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ

نباہتے ہیں اور جو اپنی گواہی پر سیدھے ہیں اور جو اپنی

هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ

نماز سے خبردار ہیں وہ ہیں باغوں میں

www.ahlehaq.org

مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع

عزت سے

مجازات عناد و سرکشی کفار و شدت کرب و اضطراب در روز قیامت

قال اللّٰہ تعالیٰ سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ..... اِلیٰ ..... فِیْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ

(ربط) گذشتہ سورت کا مضمون اہل جہنم کے احوال پر مشتمل تھا اور یہ کہ مجرموں کو کس ذلت کے ساتھ خدا کے عذاب اور قہر کی گرفت میں لیا جائے گا اب اس سورت میں ایسے مجرمین کی معاندانہ روش بیان کرکے اس پر مذمت اور سزا کا ذکر فرمایا جارہا ہے اور یہ کہ روز قیامت ایسے سرکشوں کی بے بسی کا کیا عالم ہوگا جو دنیا میں غرور و نخوت کا پیکر بنے ہوتے تھے ارشاد فرمایا۔

مانگا ہے ایک مانگنے والے نے ایسا عذاب جو واقع ہونے والا ہے کافروں کے واسطے جس کو کوئی ٹلانے والا نہیں وہ عذاب ہر حال میں منکروں پر واقع ہو کر رہے گا مانگا ہے[۱] یہ عذاب اس اللہ سے جو بڑے اونچے درجوں والا ہے جس کی عظمت و برتری اور درجات کی بلندی کا یہ عالم ہے چڑھیں گے اسکی طرف فرشتے اور روح اس دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے کہ فرشتے اور مؤمنین کی روحیں تمام آسمانوں کو درجہ بدرجہ طے کرتے ہوئے اسکی بارگاہِ قرب تک چڑھتی ہیں یا اس کے بندے اسکے احکام کی پیروی کرتے ہوئے جان و دل سے کوشش کر کے اچھی خصلتوں سے آراستہ ہو کر قرب و وصول کے مدارج روحانیہ طے کرتے ہیں اور ترقی کر کے اسکی حضوری سے مشرف ہوتے ہیں اور وہ درجات مسافت کے قرب اور بُعد میں مختلف اور متفاوت ہوتے ہیں بعض ایسے کہ ایک پلک جھپکنے میں ایک منزل سے ترقی کے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیتے ہیں جیسے کلمۂ اسلام کا اقرار کر لینا کہ ایک ہی لمحہ میں کفر کی ذلیل ترین منزل سے ایمان کے اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیتا ہے۔ بعضے ایک ساعت میں جیسے نماز بعضے پورے ایک دن میں۔ جیسے روزہ بعضے پورے ایک مہینہ میں جیسے پورے ماہِ رمضان کے انوار و برکات سے اعلیٰ ترین درجات حاصل کر لینا بعضے ایک سال میں۔ جیسے زکوٰۃ اور حج بیت اللہ و علیٰ ھذا القیاس

---

[۱] یہ الفاظ اس تحقیق کے پیش نظر اضافہ کیے گئے جو بعض ائمہ مفسرین آیت کے اعراب میں فرماتے ہیں کہ مِنَ اللّٰہِ ذِی الْمَعَارِجِ میں یہ بھی احتمال ہے کہ جملہ مستانفہ ماقبل سے منقطع ہو اور بجائے دافع سے متعلق کرنے کے ایک عامل مقدر کے متعلق اسکو کہا جائے وہ لفظ سائل ہے یعنی سائل مِنَ اللّٰہِ ذِی الْمَعَارِجِ۔

www.ahlehaq.org

اور اسی طرح فرشتوں اور رُوحوں کا عروج ہے اور خود اس خداوند قدوس کی تربیت اور اتار چڑھاؤ بھی بے شمار درجے رکھتا ہے[۵۰]۔

---

[۵۰] از فوائد شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ۔

حافظ ابن کثیرؒ تفسیر ابن کثیر میں ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے معارج کی تفسیر میں درجات کا مفہوم ذکر کیا کہ پروردگار عالم فضائل اور بلندیوں والا ہے مجاہدؒ نے معارج سے آسمانوں کے مدارج مراد لیتے ہیں روح سے جنس روح اور مراد مؤمنین کی روحیں ہیں جیسا کہ ابوداؤد و نسائی کی ایک روایت میں ہے براء بن عازبؓ مؤمن کی قبض رُوح کا ذکر کرتے ہوتے بیان کرتے ہیں فَلَا یزال یَصْعَدُ بها من السماءِ الی السماءِ حتیٰ ینتهی به الی السماء السابعة. یعنی جب مؤمن کی روح قبض کرلی جاتے گی تو اس کو چڑھایا جاتے گا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہنچا دیا جاتے گا اور بعض مفسرین کی راتے ہے کہ روح سے روح الامین یعنی حضرت جبرئیلؑ مراد ہیں۔

فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ کی مراد میں حافظ ابن کثیرؒ نے چار اقوال نقل کیتے ایک یہ کہ اس سے مراد اسفل سافلین سے لے کر عرش تک کی مسافت ہے جو ساتوں زمینوں کا مستقر ہے چنانچہ اس قسم کا مضمون ابن ابی شیبہ نے کتاب "صفۃ العرش" میں بیان کیا ہے دوسرا قول یہ کہ یہ مدّت بقاء دنیا ہے کہ جب سے اللہ نے دنیا کو پیدا کیا اس وقت سے قیامت تک کی یہ مُدّت ہے چنانچہ مجاہدؒ اس آیت کی تفسیر میں کہا کرتے تھے عمرها خمسون الف سنة. تیسرا قول یہ کہ وہ وقت فاصل ہے دنیا و آخرت کے درمیان مگر اس قول کو مفسرین نے غریب و شاذ کہا ہے چوتھا قول یہ ہے کہ یہ روز قیامت کی مُدّت ہے جو دنیا کے ایام کے لحاظ سے پچاس ہزار برس کے بقدر ہوگی چنانچہ عکرمہؓ ابن عباسؓ سے باسناد صحیح نقل کرتے ہیں هُوَ یوم القیامة اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے اس دن کو کافروں کے واسطے پچاس ہزار سال کے برابر بنایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرماتی جب کہ سننے والوں نے کہا اللہ اکبر یہ کس قدر طویل دن ہوگا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا یہ کافر کے لیتے ہوگا لیکن مؤمن کے لیے اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا آسان فرما دے گا جتنا وقت کہ وہ فرض نماز میں لگاتا ہے بلکہ اس سے بھی کم ——— مال کی زکوٰۃ نہ دینے والوں کی وعید میں جو حدیث ہے کہ وہ مال اس شخص پر جہنم کی آگ بنا کر داغ دیا جاتا رہے گا اس دن میں کہ جس کی مقدار پچاس پچاس ہزار برس ہے اسکی تائید کرتی ہے

(تفسیر ابن کثیر ج ۴)

بعض ائمہ مفسرین کی راتے ہے کہ پچاس ہزار برس کی مدت ظاہری اور حقیقی معنی کے لحاظ سے نہیں

www.ahlehaq.org

تمسخر اور استہزاء کرنے والوں کا رویہ بے شک دلخراش ہے اور اس پر رنج و غم طبعی تقاضا ہے مگر اے ہمارے پیغمبر صبر کیجیے بھلے طور پر صبر کرنا یہ منکرین اور کفار مکہ اگرچہ آپ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ اچھا اگر یہ دین برحق ہے اور ہم اسکو قبول نہیں کرتے تو آپؐ آسمان سے پتھروں کی بارش ہم پر کروا دیجیے یا آپؐ ہم کو جس قیامت سے ڈرا رہے ہیں وہ کہاں ہے اور کب آئے گی اسکو لے آیئے تو اے ہمارے پیغمبر ان منکرین کی ایسی لغو باتوں سے آپ مغموم نہ ہوں۔

بے شک یہ لوگ تو اسکو دور سمجھ رہے ہیں اور ہم اسکو قریب دیکھ رہے ہیں نہ عذاب خداوندی آنے میں کوئی دیر ہے نہ ہی روز قیامت آنے میں وہ قیامت کا دن تو ایسا دن ہوگا کہ آسمان ہو جائے گا پگھلے ہوئے تانبے کی طرح اور پہاڑ ہو جائیں گے روئی کے گالوں کی طرح جو مختلف رنگوں کے ہوں ہوا میں اڑ رہے ہوں اور پریشانی و بدحواسی کا یہ عالم ہوگا کہ کوئی دوست نہیں پوچھے گا کسی دوست کو حالانکہ سب ایک دوسرے کو نظر آتے ہوں گے لیکن اسکے باوجود ہر ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہوگا کوئی کسی کی مدد تو درکنار حال بھی نہ پوچھ سکے گا ایسے وقت گناہ گار تمنا کرے گا کاش آج کے دن کے عذاب سے وہ فدیہ دے دیتا اپنے بیٹوں کا اور بطور فدیہ دیدیتا اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو اور اپنے اس کنبہ کو جس کا ٹھکانہ وہ حاصل کرتا تھا اور حتیٰ کہ

ہے بلکہ وہ غم اور کرب ہے جس کے باعث یہ دن اس قدر طویل ہوگا اسی وجہ سے مومنین کے لیے نماز کے وقت کے بقدر ہلکا فرمایا گیا اور اس تقدیر پر سورۂ سجدہ کی آیت مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ جس میں ایک ہزار برس مقدار بیان کی گئی کوئی تعارض نہ رہے گا" (قرطبی)

بعض ائمہ مفسرین کے کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ میدان حشر میں پچاس مواقف ہوں گے اور ہر موقف اور حاضری کا مقام ایک ہزار برس کے بقدر ہوگا تو اس لحاظ سے ایک ہزار برس نفس مجموعہ دن کی مدت ہوئی اور اس کے پچاس مواطن کے اعتبار سے پچاس ہزار ہو گئے جس کو بیان فرمایا گیا (روح البیان)

سَاَلَ سَآئِلٌ کی تفسیر میں بعض حضرات نے نضر بن حارث کا نام بیان کیا ہے مگر اس لیے کہ یہ ذلیل اس قابل نہ تھا کہ قرآن کریم میں اس کا نام لیا جاتے تو مبہم رکھا نیز تعین نہ کرنے میں یہ خوبی ہے کہ اس سائل کے بعد جو بھی اس قسم کا سوال کرے گا اس پر آیت منطبق ہو گی۔

بعض مفسرین کہتے ہیں سائل سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ اشارہ ہے اس دعا اور درخواست کی طرف جو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کی سرکشی اور انکے تمسخر سے رنجیدہ ہو کر بارگاہ خداوندی میں فرمائی تھی کہ ان پر کوئی عذاب مسلط کیا جاتے چنانچہ ان پر سات برس کا وہ جگر خراش قحط برسا کہ ہڈیاں اور مردار تک کھانے کی نوبت آگئی بہرکیف ان متعدد معانی پر ائمہ مفسرین نے ان کلمات کو محمول کیا ہے ہم نے اسی وجہ سے ترجمہ میں لفظ "مانگا ہے مانگنے والے نے" اختیار کیا تاکہ ہر دو معنی پر منطبق ہو سکے (واللہ اعلم بالصواب)

www.ahlehaq.org

اگر اسکے امکان میں ہوتا ہر اس شخص اور کل اس مال و دولت کا جو روئے زمین میں بستا ہے اور پھر وہ اپنے آپ کو اس عذاب سے بچا لیتا تو وہ ضرور وہ ہر چیز کو فدیہ کے طور پر دینے کے لیئے تیار ہو جاتا مگر نہیں ہر گز نہیں وہ تو ایک دہکتی ہوئی آگ ہے جو کھال اتار دینے والی ہے اور اس طرح کہ وہ اندر سے جگر کو بھی جلا کر رکھ دے گی پکارتی ہو گی یہ آگ ہر اس شخص کو جس نے پیٹھ پھیری اور روگردانی کی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری سے اور مال و دولت کی محبت اس قدر غالب آئی خوب جمع کیا اور سمیٹ کر رکھا کہ اس میں سے نہ اللہ کا حق ادا کیا نہ کسی مسکین و محتاج کی کوئی مدد کی بے شک انسان بہت ہی کمزور طبیعت پیدا کیا گیا اس کا حوصلہ اور دل نہایت ہی کمزور واقع ہوا ہے جب اسکو کوئی تکلیف پہنچے تو بے قرار ہو جاتے اور جب اسکو بھلائی پہنچے اور اللہ رب العزت اپنی نعمتوں سے نوازے تو روکنے والا ہو جاتا ہے اور خیر کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق ہی ختم ہو جاتی ہے یہ بری خصلت ہر انسان میں ہوتی ہے جو اللہ کے تعلق سے دور ہو مگر وہ نمازی بندے جو اپنی نماز پر پابندی کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جن کے مالوں میں ایک مقرر حق ہے سائل کے لیئے اور محتاج و مسکین کے لیئے اور وہ لوگ جو ایمان و یقین رکھتے ہیں بدلہ اور انصاف کے دن یعنی قیامت پر اور جو لوگ اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں اس لیئے کہ بے شک انکے رب کا عذاب ایسا ہے کہ کسی کو اس سے مطمئن نہ ہونا چاہیئے اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں بجز اپنی بیویوں یا اپنی باندیوں کے جن کے وہ مالک ہیں کیونکہ ان پر تو کوئی گرفت نہیں اس لیے کہ وہ نفس کا تقاضا صحیح محل میں اور حلال طریقہ پر پورا کر رہے ہیں لیکن جو شخص اسکے علاوہ کوئی راستہ اپنے نفس کا تقاضا پورا کرنے کا تلاش کرے گا تو بلاشبہ ایسے لوگ تعدی اور سرکشی کرنے والے ہوں گے اور جو لوگ اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کی رعایت رکھنے والے ہیں کہ امانت میں کوئی خیانت نہیں کرتے اور جو عہد و پیمان کیا اسکو پورا کرتے ہیں اور جو لوگ اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں کہ گواہی بھی سچی دیں اور کسی لالچ و طمع سے اس گواہی سے انحراف بھی نہیں کرتے بلکہ اسی پر قائم رہتے ہیں اور جو لوگ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں کہ اس میں کسی طرح خلل نہیں آنے دیتے وقت کی پابندی جماعت کی بھی پابندی پاکی کی احتیاط خشوع و خضوع اور اسی حالت کے ساتھ اس پر دوام تو بے شک ایسے ہی لوگ جو ان پاکیزہ خصلتوں اور پسندیدہ افعال سے متصف ہیں بہشت کے باغوں میں ہوں گے جن کا بڑا ہی اعزاز و اکرام ہو گا۔

ظاہر ہے کہ اسکے بالمقابل جو شخص اللہ کی نافرمانی اور سرکشی پر تلا ہو گا اس کی ذلت و تباہی ایسی عبرتناک ہو گی کہ انسان اسکا تصور نہیں کر سکتا۔

ف اس موقعہ پر اہل جنت کے یہ آٹھ اوصاف بیان کیئے گئے جن کی تفصیل و تشریح سورۃ المؤمنون میں گزر چکی یہاں ان صفات کے ذکر اور ترتیب میں عجیب لطافت و خوبی اختیار کی گئی کہ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ کے عنوان میں ابتداء بھی وصف صلوٰۃ سے فرمائی اور ان اوصاف کی

www.ahlehaq.org

تکمیل بھی عَلٰی صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ پر کی گئی تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ ان اوصاف اور خوبیوں سے اتصاف نماز ہی کی برکت سے ہو سکتا ہے اور جو مومن ان صفات سے متصف ہوگا وہی نماز کا محافظ بھی ہوگا اور وہی ہلوع جیسی مذموم صفت سے محفوظ رہ سکے گا ورنہ تو اس مہلک اور خطرناک بیماری میں بالعموم انسان مبتلا ہو کر ہی رہتا ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾

پھر کیا ہوا ہے منکروں کو تیری طرف دوڑتے آتے ہیں

عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ

داہنے سے اور بائیں سے جٹ کے جٹ کیا لالچ رکھتا ہے ہر ایک

مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا

ان میں کہ داخل کر دیئے نعمت کے باغ میں کوئی نہیں ہم نے انکو بنایا ہے جس سے

يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا

جانتے ہیں سو میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں مغربوں کے مالک کی ہم

لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ

سکتے ہیں کہ بدل کر لے آویں ان سے بہتر اور ہم سے چوک (بڑھ)

بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا

نہ جاویں گے سو چھوڑ دے انکو باتیں بناویں اور کھیلیں جب تک بھڑیں

يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ

اپنے اس دن سے جسکا ان سے وعدہ ہے جس دن نکل پڑیں گے قبروں سے

سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ

دوڑتے جیسے کسی نشانے پر دوڑے جاتے ہیں نویں ہیں ان کی آنکھیں

www.ahlehaq.org

تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۲ ۹ ۸

چڑھی آتی ہے ان پر ذلت یہ ہے وہ دن جس کا ان سے وعدہ ہے

حیرت واستعجاب برحالِ اہل عناد وتنبیہ وتہدید برخود فریبی ایشاں

قال اللہ تعالیٰ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ..... اِلیٰ ..... كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ

(ربط) گذشتہ آیات میں مجازات اعمال کا بیان تھا اور یہ کہ مجرمین قیامت کے روز کیسی شدید بے چینی اور اذیت میں مبتلا ہوں گے اب ان آیات میں ان معاندین کی حالت میں حیرت وتعجب کا اظہار کیا جارہا ہے جو اپنی مذموم اور بے ہودہ روش سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتے اور دین کا مذاق اڑاتے تھے اور پھر عجیب تر امر یہ ہے کہ اس دل آزار اور بے ہودہ روش کے باوجود اپنے بارہ میں یہ دعوےٰ کرتے تھے کہ وہ آخرت میں بڑے انعامات سے نوازے جائیں گے اس ضمن میں پھر اس بات کا اعادہ کیا جارہا ہے کہ سعادت اور شقاوت انسان کے عقائد اور اعمال پر موقوف ہے محض دعووں اور آرزوؤں سے سعادت وکامیابی نہیں ملا کرتی ہے۔

ارشاد فرمایا تو ان تمام حقائق کے واضح اور ثابت ہوچکنے کے بعد عجیب بات ہے کیا ہوگیا ان کافروں کو آپ کی طرف آرہے ہیں دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے غول کے غول ہوکر چاہیئے تو یہ تھا کہ ان مضامین کو سن کر غور کرتے اور ان حقائق پر غور کرتے اور ان حقائق پر ایمان لاتے لیکن بجائے ایمان لانے کے بطور استہزاء ومذاق غول کے غول آپ کی طرف چلے آرہے ہیں اور ان باتوں کا مذاق اڑا رہے ہیں پھر اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ اگر قیامت آئی تو وہ بڑی آسائش وآرام کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا تو کیا ان میں سے ہر شخص اس بات کی طمع کررہا ہے کہ وہ نعمتوں کے باغ میں داخل کیا جائے گا خبردار ہرگز نہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ نافرمان جو قیامت جنت وجہنم اور جزا وسزا کا منکر ہو وہ اپنی ان تمام نافرمانیوں کے باوجود جنت کے باغات میں داخل کیا جائے گا بے شک ہم نے انکو پیدا کیا ہے اس چیز سے جو وہ بھی جانتے ہیں اور وہ مٹی جیسی حقیر چیز اور ایک ناپاک پانی کا قطرہ ہے لہٰذا صرف اس سے پیدا کیا ہوا انسان تو محض اپنے انسان ہونے کی وجہ سے اس لائق نہیں ہے کہ بہشت کے باغات اسکو ملیں یہ نعمتیں تو ایمان اور اعمالِ صالحہ ہی پر مل سکتی ہیں جس سے یہ لوگ عاری ہیں سو میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی کہ بیشک ہم قادر ہیں کہ انکے بجائے ان سے بہتر لے آئیں اور ہم ایسے نہیں کہ ہم کو عاجز کیا جاسکے کسی بھی ایسی بات سے جسکو ہم کرنے کا ارادہ کریں اور جب ہم انکے بجائے ان سے بہتر پیدا کرسکتے ہیں تو کیا ہم انکو دوبارہ نہیں پیدا کرسکتے جسکا وہ انکار کرتے ہیں اور جب وہ ہمارے قابو سے

www.ahlehaq.org

نہیں نکل سکتے تو پھر اس بارہ میں کیا تعجب و حیرت کی گنجائش ہے نیز یہ کہ اگر یہ لوگ پیغمبر خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑا رہے ہیں اور انکار کر رہے ہیں تو کیا ہوا ہم ان سے بہتر اپنے پیغمبر کے واسطے اعوان و انصار پیدا کر سکتے ہیں چنانچہ ہجرت مدینہ کی صورت میں اللہ نے منکرین قریش کے بجائے انصار مدینہ کا گروہ آپ کا ناصر و مددگار اور مطیع و فرماں بردار بنا دیا تو اے ہمارے پیغمبر آپ انکی کوئی پرواہ نہ کیجیے اور انکو چھوڑ دیجیے کہ وہ اپنی باتوں میں منہمک رہیں اور کھیل تماشے میں لگے رہیں یہاں تک کہ وہ ملاقات کر لیں اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے اس وقت خود حقیقت کھل کر انکی نظروں کے سامنے آجائے گی یہ دن وہ ہوگا کہ نکل رہے ہوں گے اپنی قبروں سے دوڑتے ہوئے اس طرح کہ گویا کسی نشان کی طرف دوڑ لگا رہے ہوں حال یہ ہوگا کہ نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی ذلت ان پر چڑھی جا رہی ہوگی جیسے کہ کوئی غلاف کسی چیز کو ڈھانک رہا ہو بس یہی ہے وہ دن جس کا ان مجرموں سے وعدہ کیا جاتا تھا اور اس وقت کسی مجرم اور منکر کو عذابِ خداوندی سے بچنے کا کوئی بھی امکان نہ ہوگا اور اس طرح قدرتِ خداوندی ان حقائق کو انکی نگاہوں کے سامنے لے آئے گی جس کا انہوں نے دنیا میں انکار کیا اور اس کا مذاق اڑایا

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

تم تفسیر سورۃ المعارج والحمد للہ علیٰ ذالک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ نُوْح

سورۂ نوح بھی مکی سورت ہے جسکی اٹھائیس آیات اور دو رکوع ہیں

(ربط) اس سورت کا مضمون بھی مکی سورتوں کی طرح عقیدۂ توحید کی ترجمانی اور اثبات ہے اور شرک و بُت پرستی کی تردید۔ بالخصوص اس سورت میں حضرت نوح علیہ السلام کے جذبۂ تبلیغ اور دعوت الی اللہ میں جو دن رات جد و جہد فرماتے رہے اس کا بیان ہے اور یہ کہ اس بدنصیب قوم کی یہ کس قدر بدنصیبی تھی کہ ہادی حق اور داعی توحید سے دور بھاگتے رہے حتیٰ کہ نفرت و بغض کی کوئی حد باقی نہ رہی کہ اللہ کے پیغمبر کا چہرہ دیکھنا بھی گوارہ نہ ہُوا اور اپنے کانوں کو حق سننے سے بھی بند کر لیں پیغمبر بہرکیف اولادِ آدم اور جنس بشر سے ہیں طبعی تاثرات سے کہاں تک بچ سکتے ہیں تو قوم کی اس بیزاری اور تنفر پر مغموم و رنجیدہ ہوتے ہوئے ایسے بدنصیب مجرموں کیلئے عذابِ خداوندی کی

www.ahlehaq.org

طلب والتجاء کے الفاظ جاری ہو جاتے ہیں۔

ظاہر بات ہے کہ نو سو پچاس برس کی طویل ترین مدت جب اس طرح گذر جاتے کہ قوم اللہ کے پیغمبر کی دعوت توحید کے بالمقابل نہایت ہی گستاخی اور ڈھٹائی سے کہنے لگے لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ کہ اے لوگو ہرگز اپنے معبودوں کو مت چھوڑو، تو ہادیٔ حق اور داعیٔ توحید کی زبان سے یہی نکلنا چاہیئے تھا رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ان مضامین کو یہاں بیان فرماتے ہوئے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا مغفرت پر سورت کو ختم فرمایا گیا۔

∴ ∴ ∴

اٰيَاتُهَا ۲۸ ۷۱ = سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ = ۷۱ فِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ نوح مکی ہے اور اس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ

ہم نے بھیجا نوح کو اسکی قوم کی طرف کہ ڈرا اپنی قوم کو اس سے پہلے

اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ

کہ پہنچے ان پر دکھ والی آفت بولا اے قوم میری! میں تم کو ڈر سناتا ہوں

مُّبِيْنٌ ۝۲ لا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ۝۳ لا يَغْفِرْ

کھول کر کہ بندگی کرو اللہ کی اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو کہ بخشے

لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ

تمکو کچھ گناہ تمہارے اور ڈھیل دے تمکو ایک ٹھہرے وعدہ تک وہ جو وعدہ رکھا

اللّٰهِ اِذَا جَاۗءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴ قَالَ رَبِّ

اللہ نے جب آپہنچے اسکو ڈھیل نہ ہوگی اگر تم کو سمجھ ہے بولا اے رب

www.ahlehaq.org

إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَّنَهَارًا ۙ﴿۵﴾ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ

میں بلاتا رہا اپنی قوم کو رات اور دن پھر میرے بلانے سے اور زیادہ

إِلَّا فِرَارًا ﴿۶﴾ وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا

بھاگتے ہی رہے اور میں نے جس بار اُن کو بلایا تا انکو تو معاف کرے ڈالنے لگے

أَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوْا وَ

اپنی انگلیاں کانوں میں اور اوپر لپیٹے اپنے کپڑے اور ضد کی اور

اسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ﴿۷﴾ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ﴿۸﴾ ثُمَّ

غرور کیا بڑا غرور پھر میں نے انکو بلایا اجاگر پھر میں

إِنِّيْٓ أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ﴿۹﴾ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا

نے انکو کھول کر کہا اور چھپ کر کہا چپکے سے تو میں نے کہا گناہ بخشواؤ

رَبَّكُمْ إِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰﴾ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ

اپنے رب سے بیشک وہ ہے بخشنے والا چھوڑ دے آسمان کی تم پر

مِّدْرَارًا ﴿۱۱﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ

دھاریں اور بڑھتی دے تمکو مال اور بیٹوں سے اور بنا دے تمکو

جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ أَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ

باغ اور بنا دے تمکو نہریں کیا ہوا ہے تمکو کیوں نہیں امید رکھتے اللہ

وَقَارًا ﴿۱۳﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ

سے بڑائی کی اور اسی نے تمکو بنایا طرح طرح سے کیا تم نے نہیں دیکھا کیسے بناتے

اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّ

اللہ نے سات آسمان تہ بر تہ اور رکھا چاند ان میں اُجالا اور

www.ahlehaq.org

جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

لکھا سورج چراغ جلتا ؛ اور اللہ نے اُگایا تم کو زمین سے

نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ

جما کر پھر دُہرا کر ڈالے گا تمکو اس میں اور نکالے گا تمکو باہر اور اللہ نے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا

بنا دی تم کو زمین بچھونا تاکہ چلو اس میں کشادہ

فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ ع ۱ ۲۰ ۹

رستے

بعثت رسولِ ہادی حق و داعیٔ توحید نوح علیہ السلام و تمرد و سرکشی قوم و نفرت و استکبار از صدا ایمان و توحید خالق ارض و سماء

قال اللہ تعالیٰ اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ..... اِلٰى ..... سُبُلًا فِجَاجًا

(ربط) اس سے قبل سورۂ معارج میں قیامت اور قیامت کے احوالِ شدیدہ کا ذکر تھا اور یہ کہ اس روز مجرمین اور نافرمانوں کی پریشانی اور بدحالی انسان کے تصور سے بھی بڑھ کر ہوگی تو اب اس سورت میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہے جن کو حق تعالیٰ نے عالم میں سب سے پہلا وہ رسول بنا کر بھیجا جو شرک و بُت پرستی کا رد کرنے والے تھے انکی بعثت کا ذکر کرتے ہوتے فرمایا گیا کہ قوم کی یہ کس قدر بدنصیبی تھی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کو ٹھکرایا اور بڑی ہی گستاخی کے ساتھ شرک و بت پرستی پر ڈٹے رہے ارشاد فرمایا۔

بے شک ہم نے بھیجا نوح کو انکی قوم کی طرف یہ پیغام دے کر کہ اے نوح ڈراؤ اپنی قوم کو انکی بُت پرستی اور نافرمانی پر قبل اسکے کہ پہنچ جاتے ان پر دردناک عذاب کیونکہ خدا کی نافرمانی کا انجام یہی ہوتا ہے کہ دنیا میں بھی وہ قوم عذابِ خداوندی سے تباہ و برباد ہو جاتی ہے چنانچہ نوح علیہ السلام نے کہا اے میری قوم میں تمکو کھلے طور پر ڈرانے والا ہوں اللہ کے عذاب سے اور اس بات کی تمکو ہدایت

www.ahlehaq.org

کرتا ہوں کہ تم صرف اللہ ہی کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور اللہ کی عبادت و بندگی کا جو راستہ میں بتاتا ہوں تم اس پر چلو۔ اسی ایک رب پر ایمان لاؤ اگرچہ اب تک تم شرک اور نافرمانی کرتے رہے لیکن جب تم میرے بتائے ہوئے راستہ پر چلو گے اور اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ پر ایمان لے آؤ گے تو وہ تمہارے گناہوں میں سے کچھ معاف فرمادے گا۔ اور تم کو مہلت دے گا ایک معین وقت تک کہ تم اس طبعی مقرر و متعین کردہ وقت تک زندگی گذار لو گے اور سابق کفر و شرک اور بغاوت پر جو عذاب خداوندی آیا کرتا ہے اور آن کی آن میں ایسے عذاب قوموں کو تباہ کر دیتے ہیں وہ تم سے ایک مدت تک کے لیئے ٹل جائے گا لیکن یہ حقیقت ہے کہ اللہ کا مقرر کردہ وقت جب آجائے تو پھر وہ مؤخر نہیں ہوتا جو بھی اللہ نے کسی انسان یا جاندار کے لیئے موت کا مقرر کر دیا ہے یا جو وقت بھی قیامت اور جزاء سزا کا متعین کر دیا گیا ہے وہ بہرکیف آکر رہے گا اور اس میں کوئی تاخیر نہ ہوگی اگر تم اس بات کو جان لو تو پھر میری باتوں پر عمل کرتے اور میرے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے میں تمکو کسی قسم کی رکاوٹ محسوس نہ ہوگی۔

نوح علیہ السلام قوم کو اسی طرح سمجھاتے رہے اسی پیغام توحید کو ان لوگوں کے سامنے ہر حال میں ہر زمان و مکان میں قوم کے سامنے دہراتے رہے لیکن جب امید کی کوئی جھلک باقی نہ رہی تو مایوس و تنگ دل ہوکر اپنے رب سے اپنی قوم کی بے رخی و نافرمانی کا شکوہ کرتے ہوئے کہا اے میرے پروردگار بے شک میں اپنی قوم کو بلاتا رہا تیری توحید و بندگی کی طرف رات اور دن اپنی طرف سے دعوت و تبلیغ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا رات کی تاریکی ہو یا دن کا اجالا برابر انکو تیری طرف بلاتا رہا لیکن یہ بدبخت و بدنصیب ایسے ہیں میرے بلانے نے ان میں کسی چیز کی بھی زیادتی نہیں کہ بجز بھاگنے کے جس قدر شفقت و دلسوزی کا معاملہ کر سکتا تھا وہ کیا لیکن ان کی نفرت و بیزاری کا یہ عالم کہ اور جب کبھی بھی میں نے انکو بلایا ایمان و توحید کی جانب تاکہ تو انکے گناہ معاف کر دے تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں اور اپنے کپڑوں میں لپٹ گئے اور اپنے چہرے چھپاتے کہ وہ میری صورت بھی نہ دیکھ سکیں اور میں بھی انکو نہ دیکھ سکوں جو خدا کے پیغمبر سے نفرت و بیزاری کی آخری منزل تھی اور بڑا ہی غرور و تکبر کیا اور اپنی روش سے قطعًا نہ پھرے اگرچہ ایک طویل مدت گذر گئی کہ اے اللہ میں انکو تیری طرف بلاتا رہا اور وہ اسی طرح نفرت و بیزاری کرتے رہے۔

اے پروردگار پھر میں نے انکو بلایا تیری توحید و بندگی کی طرف برملا کہ علی الاعلان مجمعوں میں جاکر انکو دعوت دی اور انکے جلسوں میں انکو تیرا پیغام پہنچایا پھر میں نے انکو واضح طور پر کھول کر بتایا کہ خدا کی توحید و بندگی ہی میں نجات ہے اور خاموشی سے خفیہ طور پر بھی ناصحانہ انداز میں یہی انکو کہا ہر طرح اور ہر حال میں خلوت و جلوت اور اجتماعی و انفرادی غرض ہر حالت میں انکو بس میں نے یہی کہا معافی طلب کرو اپنے رب سے وہی گناہ بخشنے والا ہے جو اپنی رحمت و مغفرت سے تم پر آسمان کے دروازے رحمتوں اور برکتوں کے کھول دے گا جس کے بعد وہ تم پر برساتے گا آسمان سے رحمتیں اور برکتیں بہا دینا یعنی ایمان و استغفار کی برکت سے قحط اور خشک سالی جس میں وہ قوم برسوں سے مبتلا تھی دور ہو جائے گی اور اللہ

www.ahlehaq.org

رب العزت دھواں دھار برسنے والا بادل بھیج دے گا جس سے کھیت اور باغ سیراب ہو جائیں گے غلے پھلوں اور میوے کی افراط ہو گی مویشی فربہ ہونے کی وجہ سے دودھ گھی بڑھ جائے گا اور عورتیں جو قوم کی بداعمالیوں کے باعث بانجھ ہو گئی تھیں نرینہ اولاد جننے لگیں گی اور اسی طرح اللہ بڑھا دے گا تمکو مختلف انواع کے مالوں اور بیٹوں سے اور بنا دے گا تمہارے واسطے باغات اور بنا دے گا تمہارے واسطے نہریں۔ تو ایمان و استغفار کی برکت سے وہ قحط سالی بھی دور ہو جائے گی جو برسوں سے ان پر مسلط ہے اور بارش کی کثرت سے انکے کھیت سرسبز و شاداب ہو جائیں گے غلے اور پھلوں کی کثرت سے دودھ گھی بڑھ جائے گا اور شامتِ اعمال سے عورتیں جو بانجھ ہو چکی تھیں وہ نرینہ اولاد جننے لگیں گی غرض اسی طرح استغفار و توبہ کی برکت سے آخرت کی نجات کے ساتھ دنیا کی خوشحالی بھی نصیب ہو گی اور دنیوی عیش و بہار کا ایک وافر حصہ مل جائے گا اے پروردگار میں نے ان سے یہ بھی کہا کیا ہو گیا تم کو تم امید نہیں رکھتے اللہ سے عظمت و بڑائی کی

بہ ان نعمتوں کا خاص طور پر اس وجہ سے ذکر کیا گیا کہ طبائع عامہ انکی طرف راغب ہوتی ہیں استغفار کی واقعی یہی خاصیت ہے کہ جو بھی سچے دل سے عجز و نیاز کے ساتھ اپنے پروردگار سے معافی مانگتا ہے اسکے مال و اولاد میں برکت ہوتی ہے بلائیں اور قحط سالی دور ہوتی ہے اور زمین کی پیداوار میں برکت ہوتی ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ حضرت حسن بصریؒ سے کسی نے قحط سالی کی شکایت کی تو آپ نے کہا کثرت سے استغفار کرو کسی اور نے آکر اپنی تنگدستی کا شکوہ کیا تو فرمایا استغفار کرو ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا کہ میرے کوئی نرینہ اولاد نہیں جواب دیا استغفار کرو کوئی آیا اور اس نے کہا کہ میرا کھیت خشک ہو رہا ہے اور پیداوار نہیں تو فرمایا استغفار کرو پھر ایک اور آیا اور اس نے عرض کیا اے امام میرے کنوئیں کا پانی سوکھ چکا ہے اس میں پانی نہیں تو فرمایا استغفار کرو بعض حاضرین کو بڑا ہی تعجب ہوا کہ اس مجلس میں مختلف لوگ مختلف حاجتوں کے واسطے آئے اور حسن بصری رح نے سب کو ایک ہی جواب دیا ایک ہی علاج بتایا تو سوال کیا گیا جواب میں فرمایا میں نے ان سب کو کوئی بات اپنی طرف سے نہیں بتائی میں نے انکو وہی بتایا ہے جو اللہ رب العزت نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا استغفار صرف زبان سے لفظ استغفر اللہ کہنے کا نام نہیں ہے بلکہ اپنے گناہوں پر ندامت و شرمندگی کے ساتھ اللہ سے معافی مانگنے کا نام ہے اس عہد اور دل کے پختہ ارادہ کے ساتھ کہ میں پھر یہ گناہ نہیں کروں گا

ہر صبح و شام استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

پڑھنے کی بڑی ہی فضیلت احادیث میں آئی ہے۔

www.ahlehaq.org

حالانکہ اسی نے تو تمکو پیدا کیا ہے مختلف احوال کے ساتھ کہ اصل مادہ سے طرح طرح کے اتار چڑھاؤ طے کرتے رہے طرح طرح کے رنگ بدلے پھر ولادت تک مختلف اطوار بدلتے ہوتے دنیا میں آنا ہوا پھر اسی طرح پیدائش سے لیکر موت تک پلٹیاں کھاتے رہوگے کیا تم نے نہیں دیکھا اللہ نے کس طرح سات آسمانوں کو پیدا کیا جو تہہ بر تہہ ہیں کہ ایک آسمان کے اوپر دوسرا ہے اور بنایا ہے ان آسمانوں میں چاند کو اُجالا اور سورج کو بنایا ایک دہکتا ہوا چراغ [۱] کہ اسکی روشنی پھیل کر تمام روتے زمین کو روشن کر دیتی ہے اور اسکی شعاعوں کی تمازت گرمی فراہم کرتی ہے اور اللہ ہی نے اگایا ہے تم کو زمین سے بڑی حکمت کے ساتھ اُگانا کہ اوّل انسانوں کے باپ حضرت آدمؑ کو جو سب بنی آدم کی اصل ہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نسل بعد نسل انسان بتوسط نطفہ کے پیدا ہوتے رہے جو غذا کا خلاصہ ہے اور ہر غذا اللہ تعالےٰ نے مٹی سے ہی پیدا کی تو اس طرح نسل انسانی مٹی ہی سے اگائی جا رہی ہے وہی خدا پھر تمکو اسی میں لوٹا دے گا کہ مرنے کے بعد انسان کو قبر میں دفن ہونا ہے اور اس کا تمام جسم مٹی میں مل کر خاک ہو جانا ہے پھر اس مٹی میں مل جانے کے بعد باہر نکال لے گا بڑی ہی سہولت اور عجلت کے ساتھ نکال لینا اور تم سب قیامت کے روز میدانِ حشر میں جمع ہوگے جہاں تمہاری زندگی کے تمام افعال واحوال کا بدلہ تم کو دیا جائے گا۔

اور بنا دیا اللہ نے تمہارے واسطے زمین کو فرش نہ زیادہ سخت کہ لیٹ بیٹھ نہ سکو اور نہ زیادہ نرم کہ اس میں دھنستے چلے جاؤ بلکہ نرم بھی بنایا اور مضبوط بھی تاکہ تم چلو اسکے کشادہ راستوں میں اور [۲] اس طرح وسائل زندگی کی تکمیل آسان بنا دی کہ کوئی شخص چاہے تو ساری زمین کے گرد گھوم سکتا ہے اور اس میں وہ کوئی رکاوٹ نہیں محسوس کر سکتا۔

---

[۱] سورج کی روشنی چونکہ تیز اور گرم ہوتی ہے اس وجہ سے سورج کو سراج اور دہکتے ہوئے چراغ کے عنوان سے تعبیر کیا اور چاند کا نور ٹھنڈا اور دھیما ہوتا ہے اس بنا پر نُور فرمایا گیا یہی وہ چیز ہے جو دوسری آیت هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا میں شمس کے ساتھ ضیاء اور قمر کے ساتھ نور ذکر فرمایا گیا کیونکہ ضیاء اس روشنی کو کہتے ہیں جس میں چمک اور تیزی ہو اسکے برعکس نور اس روشنی کو کہتے ہیں جسمیں ٹھنڈک ہو ۱۲

[۲] سُبُلًا فِجَاجًا۔ کشادہ راستوں کو کہا جاتا ہے حسی طور پر تو انسانوں کی نقل وحرکت کے لیے اللہ نے روئے زمین پر کشادہ راستے بناتے ہی ہیں ان کشادہ راستوں سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ حلال و مباح اور خدا پرستی کے راستے بڑے ہی کشادہ ہیں جنکو ایک موقع پر سبل السلام کہا گیا ان پر انسان بڑی ہی سہولت اور آسانی سے چل سکتا ہے بالمقابل کفر و بدکاری کے راستے کے کہ وہ بہت تنگ اور پُرخطر ہیں انسان کو چاہیئے کہ تنگ اور پُرخطر راستوں کو چھوڑ کر کشادہ اور روشن راستوں پر چلے۔

www.ahlehaq.org

قَالَ نُوحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ

کہا نوح نے اے رب میرے! انہوں نے میرا کہا نہ مانا اور مانا ایسے کا جس کو

يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾

اسکے مال اور اولاد سے اور بڑھا ٹوٹا اور داؤ کیا ہے بڑا داؤ

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ

اور بولے نہ چھوڑیو اپنے ٹھاکروں کو اور نہ چھوڑیو ودّ کو اور نہ سواع کو

وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ

اور نہ یغوث کو اور یعوق اور نسر کو اور بہکا دیا بہتوں کو

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا

اور نہ تو بڑھا بیو بے انصافوں کو مگر بہکاوا کچھ وہ اپنے گناہوں سے ڈبائے گئے

فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾

پھر پیٹھائے (پہنچائے) گئے آگ میں پھر نہ پائے اپنے واسطے اللہ کے سوائے کوئی مددگار

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ

اور کہا نوح نے اے رب! نہ چھوڑ زمین پر منکروں کا ایک گھر

دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا

بسنے والا مقرر اگر تو چھوڑ دے انکو بہکاویں تیرے بندوں کو اور جو جنیں

اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ

سو ڈھیٹھ حق نہ سمجھتا اے رب! معاف کر مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو

دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا

آوے میرے گھر میں ایمان دار اور سب ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو اور

www.ahlehaq.org

تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ ع ۲ ۱۰

گنہگاروں پر تبہی بڑھتا رکھ برباد ہونا

شکوۂ نوح علیہ السّلام ببارگاہِ خداوندی بر نافرمانی وسرکشیٔ قوم

قال اللہ تعالیٰ. قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ ..... اِلٰى ..... اِلَّا تَبَارًا.

(ربط) ابتداء سورت سے حضرت نوح علیہ السلام کے جذبۂ تبلیغ اور دعوت الی اللہ کا ذکر تھا کہ کیسے انہماک اور دل سوزی سے دن رات اپنی قوم کو خدا کی طرف بلاتے رہے ہدایت وسعادت کا پیغام دیتے رہے کوئی حالت اور کوئی مجلس ایسی نہ چھوڑی جس میں ایسی لگن اور ولولہ سے قوم کو راہ حق کی طرف لانے کی کوشش نہ کرتے ہوں اب ان آیات میں اسکے بالمقابل انکی قوم کا کردار ظاہر کیا جارہا ہے کہ جس قدر نصیحت وہمدردی بڑھتی گئی. اسی قدر قوم کی شقاوت وگستاخی بڑھتی چلی گئی حتی کہ اس پر حضرت نوحؑ آزردہ ومایوس ہوکر بارگاہِ خداوندی میں اپنی قوم کی بدنصیبی وسرکشی کا شکوہ فرمانے لگے ارشاد فرمایا۔

کہا نوح نے اے میرے رب ان لوگوں نے میری نافرمانی کی اور کسی طرح بھی میری بات سننے کو تیار نہ ہوتے اور پیروی کی ہے اسکی جس نے انکے مال اور اولاد میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا بجز خسارہ اور نقصان کے وہ اپنے رؤساء اور سرداروں ہی کی بات مانتے رہے جس کے نتیجہ میں خدا کی عنایات اور رحمتوں سے محروم ہوکر مال واولاد کے خسارہ ہی میں مبتلا ہوتے اور مکر کیا بہت ہی زبردست قسم کا مکر کرنا اور اپنی انتہائی خطرناک سازشوں کے ساتھ نوحؑ کے مقابلہ اور انکی ایذا رسانی پر ڈٹے رہے اور کہنے لگے ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہوئے اے لوگو! ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور ہرگز کبھی بھی نہ چھوڑنا وَدّ کو اور نہ سُواع کو اور نہ یغوث ویعوق اور نسر کو! الغرض اس طرح سرکشی پر آمادہ رہے گمراہ کیا بہت سوں کو ممکن تھا کہ اگر ان لوگوں کی یہ سازش کارفرما نہ ہوتی تو قوم کے بہت سے لوگ ایمان لے آتے تو اے پروردگار بس اب تیری ہی بارگاہ میں شکوہ ہے اور دعا ہے اے پروردگار تو ایسے ظالموں کے واسطے اضافہ نہ فرمانا بجز گمراہی کے اور کسی چیز کا تاکہ انکی گمراہی کے اضافہ سے عذابِ خداوندی میں اضافہ ہو اور ان پر خداوندِ عالم کا قہر وعذاب بڑا ہی شدید ہو۔

غرض حضرت نوحؑ اپنی قوم کو دعوت ایمان دیتے رہے اور قوم کا سوائے نافرمانی اور سرکشی کے کوئی بھی ردِّ عمل نہ ہوا حالت کی تبدیلی یا اصلاح تو درکنار اور زائد ہی سرکشی بڑھتی رہی اور اس پر سینکڑوں برس گذر گئے اور وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ. کو سوائے چند لوگوں کے اور کوئی ایمان نہ لایا اس پر بارگاہِ رب العزت سے قوم پر عذاب کا فیصلہ جاری ہوگیا کہ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ کہ اے

www.ahlehaq.org

نوحؑ اب یہ لوگ سب کے سب غرق کر دیئے جائیں گے۔

آسمان سے پانی کے دروازے کھل گئے اور زمین شق ہو کر پانی اُبلنے لگا اور آسمان و زمین کا پانی ایک دوسرے میں مل گیا فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ۔

بہرکیف انکے گناہوں ہی کی وجہ سے انکو غرق کر دیا گیا دنیا کے اس عذاب نے تباہ و برباد کیا پھر آخرت کا یہ عذاب شروع ہوا داخل کر دیئے گئے جہنم کی آگ میں بس اللہ کے سوا انہوں نے اپنے واسطے کوئی مددگار و ہمدرد نہ پائے اور عذابِ خداوندی کے فیصلہ پر نوحؑ نے کہدیا کفر اور کافروں کے ساتھ شدتِ عداوت اور نفرت کے جذبہ میں اے پروردگار زمین پر کسی کافر کو بسنے والا نہ چھوڑ اس لیے کہ اگر تو نے انکو چھوڑا تو یہ تیرے اور بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور یہ نہیں جنیں گے مگر صرف نافرمان اور کافر ہی کیونکہ کفر و خباثت انکی فطرت میں داخل ہو چکی ہے لہٰذا انکی نسل اور اولاد بھی انہی کی طرح خبیث و نافرمان ہوگی اور اولاد کے علاوہ اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے اس لیئے بس دل یہی چاہتا ہے کہ تو زمین کو ایسے ناپاک لوگوں سے پاک فرمادے ۵۸۔

۵۸ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا۔ کی تفسیر میں حضرت شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں کہ یعنی بھٹکتے ہی رہیں کوئی تدبیر سیدھی بن نہ پڑے اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ لکھتے ہیں کہ استدراج کے طور پر اے اللہ انکو اپنی مغفرت سے آشنا نہ کر عام مفسرین نے ان آیات کے ظاہری معنی مراد لیتے ہوئے یہ فرمایا کہ اے اللہ ان ظالموں کی گمراہی کو اور بڑھا دیجئے تاکہ جلد شقاوت کا پیمانہ لبریز ہو کر عذاب الٰہی کے مورد بنیں ظاہر ہے کہ یہ دعا انکی ہدایت سے قطعی طور پر مایوس ہونے کے باعث کی خواہ یہ مایوسی تقریباً ایک ہزار سال کے تجربہ سے ہوئی یا اللہ کی وحی اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ ،، سے ہو ایسی حالت میں تنگدل و مایوس ہو کر ایسی دعا کرنا کوئی مستبعد بات نہیں ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص یا جماعت کے راہ راست پر آنے کی طرف سے قطعاً مایوسی ہو جاتے اور نبی انکی استعداد پوری طرح جانچ کر سمجھ لے کہ خیر کے نفوذ کی ان میں مطلقاً گنجائش نہیں بلکہ ان کا وجود ایک عضوِ فاسد کی طرح ہے جو یقیناً باقی جسم کو بھی مسموم اور فاسد کر ڈالے گا تو اس وقت انکے کاٹ ڈالنے اور صفحۂ ہستی سے محو کر دینے کے سوا دوسرا کیا علاج ہے اگر قتال کا حکم ہو تو قتال کے ذریعہ سے انکو فنا کیا جائے یا قوت توڑ کر انکے اثرِ بد کو متعدی ہونے سے روک دیا جائے ورنہ پھر آخری صورت یہی ہے کہ اللہ سے دعا کی جائے کہ وہ انکے وجود سے دنیا کو پاک کر دے اور ان کے زہریلے جراثیم سے دوسروں کو محفوظ رکھا جائے بس یہی وہ چیز ہے جس کو دعائے نوح علیہ السلام بتا رہی ہے اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا سورۂ یونس

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

www.ahlehaq.org

حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا بارگاہِ رب العزّت میں قبول ہوئی عذاب خداوندی نافرمان قوم کی طرف متوجہ ہوا قہر الٰہی اور اسکے غضب کے شعلے بلند ہوئے تو عظمت وجلالِ خداوندی کا اثر نوحؑ کے قلب پر غالب آیا اور اسکی شانِ کبریائی سے خوف زدہ ہو کر اپنے اور اپنے والدین اور متبعین کے لیئے خدا کی مغفرت اور مہربانی طلب کرنے لگے اور فرمایا اے پروردگار بخش دیجیئے مجھے اگر مجھ سے کوئی بھی غلطی بشری تقصیر کے باعث سرزد ہوئی ہو اور میرے ماں باپ کو بھی اور جو بھی میرے گھر میں داخل ہوا ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں میں سے اور اے اللہ ان ظالموں کے واسطے ہلاکت کے سوا اور کسی چیز میں اضافہ نہ فرمادہ اسی قابل ہیں کہ انکو پوری طرح ہلاک وبرباد کرڈالا جائے چنانچہ طوفان نوح آیا اور اس وقت انسانی آبادی بس وہی تھی تو کل عالم اس میں غرق کر دیا گیا بجز ان چند اہل ایمان کے جو بامر خداوندی سفینۂ نوح میں سوار ہو گئے جس کی تفصیل گذر چکی۔

مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ یہ طوفان تمام دنیا پر اس وجہ سے آیا کہ اس وقت دنیا میں حضرت نوح علیہ السلام کی نسل کے سوا اور کوئی نسل نہیں بستی تھی اس طوفان میں بچنے والے افراد سے ہی آئندہ دنیا میں نسلِ انسانی کا سلسلہ چلا۔

(تفصیل کے لیئے سورۂ ہود میں اس مضمون کی مراجعت فرماتی جائے)

دنیا میں شرک کا آغاز کیونکر ہوا

قرآن کریم کی آیت كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ نے اس امر کی تصریح کردی کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد ایک طویل عرصہ تک دنیا کے انسان صرف ایک ہی اُمت اور ایک ہی مِلّت رہے پھر کفر و ایمان اور ہدایت وگمراہی کا اختلاف پیدا ہوا تو انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے گئے جو مبشرین ومنذرین ہوتے تھے اہل ایمان کو نجات وجنّت کی بشارت سناتے اور اہل کفر کو جہنم اور عذابِ خداوندی سے ڈراتے۔

مؤرخین نے اپنی کتب تاریخ میں اس امر کو ظاہر کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد دس قرن حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت تک گزرے یہ تمام قرن ایمان وتوحید پر قائم تھے سب سے پہلے وہ رسول جو کفر کے مقابلہ کے لیئے مبعوث فرمائے گئے وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت وبعثت اور وحی کو حضرت نوحؑ کی بعثت اور وحی کے ساتھ تشبیہ دی گئی مثلاً فرمایا گیا شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ

میں حضرت موسیٰؑ کی دعا رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ، اسی جذبہ پر مبنی ہے ۔ ۱۲

www.ahlehaq.org

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى الخ اور ارشاد ہے اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ۔

علامہ ابو الشکور سُلمیؒ نے اپنی کتاب التمہید میں بیان کیا کہ شرک اور کفر کی ابتداء حضرت اخنوخ علیہ السّلام جن کو ادریس علیہ السلام بھی کہا جاتا ہے کے زمانہ میں ہوئی اس سے قبل کل دنیا دین واحد اور توحید پر قائم تھی جزوی طور پر معصیت اور نافرمانی کا ارتکاب تو آدمؑ کے بیٹے قابیل نے ہی کیا تھا کہ ہابیل کو قتل کیا لیکن یہ نوعیت کفر و شرک کی نہ تھی بلکہ ارتکابِ معصیت اور نافرمانی کی تھی شرک کا آغاز حضرت ادریسؑ یا اخنوخ کے بعد سے حضرت نوحؑ تک کے زمانہ میں ہوا حضرت نوحؑ اس وقت مبعوث ہوتے جب کہ دنیا شرک میں مبتلا ہو چکی تھی اسی کے باعث حضرت نوحؑ کو پہلا رسول کہا گیا کہ شرک کے مقابلہ کے لیے دنیا میں پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام مبعوث فرماتے گئے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کا نام ادریس اس وجہ سے ہوا کہ وہ کثرت سے کتب سماویہ کا درس دیتے تھے تو درس و تدریس کی کثرت اور شغف کی وجہ سے انکا نام یا لقب ادریس ہو گیا بعض روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ادریس علیہ السلام زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے اخنوخ یا ادریس علیہ السلام سے علوم حاصل کرنے والے انکے خاص تلامذہ میں پانچ تھے جنکے نام وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے جب ادریس علیہ السلام دنیا سے گذر گئے یا انکو آسمان پر اٹھا لیا گیا تو یہ ان کے تلامذہ اور خُدّام میں سے باقی پانچ رہ گئے جو اخنوخ علیہ السلام کے فراق پر انتہائی غمگین اور رنجیدہ ہوتے یہ اللہ کی عبادت کرتے رہے اور لوگوں کو اللہ کے دین اور ایمان و توحید کی تعلیم دیتے رہے اب کچھ عرصہ گذرنے پر یہ لوگ بھی دنیا سے گذر گئے تو ان سے علم اور دین حاصل کرنے والے لوگ متحیر اور پریشان ہونے اور سوچنے لگے کہ اب کیا کریں اور اس امر پر انکو انتہائی بے چینی طاری ہوئی کہ اب علم اور دین کس سے حاصل کریں اسی عرصہ میں ایک گروہ کے دل میں ایک خیال پیدا ہوا اور اس نے لوگوں کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ ہم ان پانچوں حضرات کے جو ہمارے راہنما اور ہادی تھے مجسمے بنا لیں تاکہ انکو دیکھ دیکھ کر انکی یاد تازہ ہوتی رہے اور ہم ان کی تعلیمات کو یاد کرتے رہیں اور اب تو ان حضرات کے دُنیا سے اُٹھ جانے کے بعد بس اسی پر قناعت کی جا سکتی ہے اور اسی طرح ان حضرات کے مجسموں کو دیکھ کر ہم انکی یاد تازہ کرتے رہیں اور عبادت میں مشغول رہیں چنانچہ ان پانچوں کے مجسمے تیار کر لیئے گئے اور ہر مجسمہ یا بُت کا نام ان ہی ناموں پر رکھ دیا گیا یہ لوگ تو صرف اسی حد تک رہتے ہوئے اپنے دین پر قائم رہے اور اللہ کی توحید و عبادت کرتے رہے حتی کہ ایمان و توحید ہی پر یہ لوگ دنیا سے گذر گئے اب انکی اولاد اور نسل کے زمانہ میں ابلیس لعین آیا بعض روایات سے معلوم ہوا کہ اس نے ان مجسموں کے ذریعہ یہ آواز لگائی اَنَا رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآءِكُمْ کہ میں تمہارا معبود اور رب ہوں اور تمہارے آباؤ اجداد کا رب ہوں ہر ایک مجسمہ سے یہ آواز سنائی دی کہ تمہارے بزرگ میری عبادت کرتے تھے ان لڑکوں نے اتنی بات تو دیکھی ہی کہ یہ مجسمے بڑی

www.ahlehaq.org

تعظیم وتکریم سے مخصوص جگہوں پر نصب کیئے ہوتے تھے اور اپنے بزرگوں کو دیکھا بھی تھا کہ وہ انکی تعظیم بھی کرتے تھے اس نئی نسل کو یہ فرق نہ معلوم ہوا کہ تعظیم کیا ہے اور عبادت کیا ہے اور ابلیس یہ بات انکے دماغوں میں رچانے میں کامیاب ہوگیا کہ واقعی تمہارے بزرگ انکی عبادت کرتے تھے یا وہ جو کچھ کرتے تھے وہ عبادت ہی تھی تو اس طرح یہ نسل ان مجسموں کو معبود سمجھ کر عبادت کرنے لگی اور پھر انکے مجسمے پیتل، سونے اور چاندی کے بنانے لگے اور یہ بات اس حد تک ترقی کرتی چلی گئی کہ شرک و بُت پرستی اور ان بتوں کی سارے عالم میں خوب کثرت ہوگئی اور لوگ پوری قوت اور شدت سے انکی عبادت پر جم گئے یہاں تک کہ اب حضرت نوحؑ اس شرک کا مقابلہ کرنے اور توحید کے اعلان و دعوت کے لیے مبعوث فرمائے گئے تو جب حضرت نوحؑ نے قوم کو توحید و ایمان کی دعوت دی اور بُت پرستی سے روکنا شروع کیا اور اسی جذبہ میں دن رات ایک کر ڈالا تو اس قوم نے جس کے رگ و ریشہ میں شرک و بُت پرستی سرایت کیئے ہوئے تھی جواب دیا لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۔ اس حالت پر حضرت نوح علیہ السلام اس قوم میں ساڑھے نو سو سال تک توحید و ایمان کی دعوت دیتے رہے اور عذاب خداوندی سے ڈراتے رہے مگر وہ ایمان نہ لائے جب ہر طرح کی کوشش کر کے تھک گئے اور قوم سے مایوس ہوگئے ادھر وحی الٰہی نے یہ بتا دیا کہ اے نوح اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ تو مایوس و افسردہ ہوکر بارگاہِ خداوندی میں غیر اختیاری طور پر دُعا و التجاء جاری ہوگئی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا کہ اے پروردگار بس اب تو زمین پر کوئی کافر بسنے والا باقی نہ چھوڑ چنانچہ اللہ کی وحی آئی کہ اے نوحؑ کشتی تیار کرنا شروع کر دو اب خدا کا عذاب اس قوم کو غرق کرنے والا ہے تم اور تمہارے ساتھ جو ایمان لا چکے وہ اس کشتی میں سوار ہو جانا تو اللہ تعالیٰ تم کو اور تمہارے ساتھ اہل ایمان کو نجات دے دے گا عذاب خداوندی آیا اور اس کشتی میں اسّی نفر سوار تھے جن کو اللہ نے نجات دی چالیس مرد اور چالیس عورتیں پھر انکے انتقال کے بعد حضرت نوحؑ کی اولاد میں سے صرف تین باقی رہ گئے سام، حام اور یافث اور انکی بیویاں تو پھر انسانی آبادی کا سلسلہ اللہ رب العزت نے ان ہی سے جاری فرمایا اس طرح طوفانِ نوح کے بعد کل انسان اولاد نوح میں سے سام حام اور یافث کی اولاد میں ہیں واللہ اعلم بالصواب

تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ نوح

www.ahlehaq.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُوۡرَۃُ الۡجِنّ

اس میں بھی دیگر سورتوں کی طرح اصول توحید کا بیان اور شرک کا رد ہے اہم موضوع بیان جنّوں کا قرآن کریم سُن کر قرآن کریم کی حقانیت پر ایمان لانا اور پھر اپنی قوم کی طرف ناصح اور ہادی بن کر جانا اور انکو ایمان کی دعوت دینا۔

چنانچہ سورت کی ابتداء ہی اس امر سے فرمائی گئی کہ جنات کے گروہ نے قرآن کریم سنا اور قرآن کریم کی عظمت وحقانیت کا اقرار کیا اسی ضمن میں یہ بھی ذکر فرمایا گیا کہ اللہ رب العزت نے آسمانوں کو کسطرح محفوظ فرما رکھا ہے کہ کسی جن کی مجال نہیں ملکوتِ سمٰوٰت کی کوئی چیز سن سکے اور یہ کہ جن بھی انسانوں کی طرح مؤمن وکافر کی دو قسموں میں بٹے ہوتے ہیں پھر یہ بھی بیان ہے کہ ایمان وتوحید کا انجام نجات وکامیابی اور آخرت کی نعمتیں ہیں اور کفر ونافرمانی عذابِ جہنم کو دعوت دینا ہے۔

سورت کے اخیر میں اللہ ربُ العزت کی ذات وصفات میں وحدانیت کا بیان ہے اور یہ کہ جیسے اسکی ذات اور الوہیت میں کوئی شریک نہیں اسی طرح وہ اپنی صفات میں بھی یکتا ہے اسکی کسی صفت میں کوئی شریک نہیں آنحضرتؐ کی بعثت سے قبل جنات کا بعض آسمانی خبروں کو سن کر کاہنوں تک پہنچا دینا علم غیب نہیں غیب کا علم بس خدا ہی کو ہے۔

اٰیَاتُہَا ۲۸ ۷۲ = سُوۡرَۃُ الۡجِنِّ مَکِّیَّۃٌ = ۴۰ فِیۡہَا رُکُوۡعَانِ

سورۂ جن مکی ہے اور اس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا

تو کہہ مجھ کو حکم آیا کہ سُن گئے تھے کتنے لوگ جنّوں کے پھر کہا ہم نے

www.ahlehaq.org

سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَ

سنا ہے قرآن عجیب سوجھاتا نیک راہ پھر ہم اس پر یقین لائے اور

لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا

ہرگز نہ شریک بتاویں گے اپنے رب کا کسی ایک کو اور یہ کہ اونچی ہے شان ہمارے رب کی نہیں

اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا

رکھی اس نے جورو نہ بیٹا اور یہ کہ ہمارا بے وقوف کہتا ہے اللہ

عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ﴿۴﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ

پر بڑھا کر باتیں اور یہ کہ ہم کو خیال تھا کہ نہ بولیں گے آدمی

وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ﴿۵﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ

اور جن اللہ پر جھوٹ اور یہ کہ تھے کتنے مرد

الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ﴿۶﴾

آدمیوں کے پناہ پکڑتے کتنے مردوں کی جنوں میں پھر انکو بڑھا اور سر چڑھنا

وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ﴿۷﴾

اور یہ کہ انکو بھی خیال تھا جیسا تم کو خیال تھا کہ ہرگز نہ اٹھاوے گا اللہ کسی کو

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا

اور یہ کہ ہم نے ٹٹول ڈالا آسمان کو پھر پایا اُسکو بھرا رہے اس میں چوکیدار سخت

وَّشُهُبًا ۙ﴿۸﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ

اور انگارے اور یہ کہ ہم بیٹھتے تھے آسمان کے ٹھکانوں میں سننے کو پھر جو

يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ﴿۹﴾ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ

کوئی اب سنتے پاوے اپنے واسطے ایک انگارا گھات میں اور یہ کہ ہم نہیں جانتے

www.ahlehaq.org

اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿۱۰﴾

کہ کچھ بُرا ارادہ ٹھہرا ہے زمین کے رہنے والوں پر یا چاہا انکے حق میں انکے رب نے راہ پر لانا

وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ

اور یہ کہ کوئی ہم میں نیک ہیں اور کوئی اس کے سوا ہم تھے کئی راہ پر

قِدَدًا ﴿۱۱﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ

پھٹ رہے اور یہ کہ ہمارے خیال میں آیا کہ ہم پہنچ (بڑھ) نہ جاویں گے اللہ سے زمین میں اور نہ

نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿۱۲﴾ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ

تھکا دیں گے اسکو بھاگ کر اور یہ کہ جب ہم نے سنی راہ کی بات ہم نے اسکو مانا پھر جو کوئی

يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنَّا مِنَّا

یقین لاوے اپنے رب پر سو نہ ڈرے گا نقصان سے اور نہ زبردستی سے اور یہ کہ کوئی ہم میں

الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا

حکم بردار ہیں اور کوئی بے انصاف سو جو حکم میں آئے سو انہوں نے اٹکلی

رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ

نیک راہ اور جو بے انصاف ہیں وہ ہوتے دوزخ کا ایندھن اور یہ

لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾

حکم آیا کہ اگر لوگ سیدھے رہتے راہ پر تو ہم پلاتے انکو پانی بھر کر

لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا

تاکہ اُن کو جانچیں اس میں اور جو کوئی منہ موڑے اپنے رب کی یاد سے وہ پیٹھا دیوے

صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾

اسکو چڑھتے عذاب میں اور یہ کہ سجدے کے ہاتھ پاؤں حق اللہ کا ہے سو مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو

www.ahlehaq.org

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ

اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ اسکو پکارتا لوگ ہونے لگتے ہیں اس پر

لِبَدًا ط ع (۱۹)

ٹھٹھ۔

تاثیر حقانیّت قرآن بر قوم جنّ و قبول ایمان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ ... اِلٰى ... يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ط

(ربط) گذشتہ سورۂ نوح میں بہ بیان تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کس قدر طویل مدّت تک اپنی قوم کو ایمان و توحید کی دعوت دیتے رہے لیکن بدنصیب قوم بجائے اسکے کہ ہدایت قبول کرتی اور شقاوت و بدبختی میں اضافہ ہی ہوتا رہا اب اس سورت میں قوم جن کا واقعہ بیان فرمایا جا رہا ہے کہ کس طرح ان میں سے ایک گروہ قرآن سن کر اسکی حقانیت کا گرویدہ ہو گیا کلام الٰہی کی معرفت نصیب ہوئی اور حق پہچان کر اس پر کھلے دل سے تیار ہو گئے صرف یہی نہیں کہ خود انہوں نے حق قبول کیا بلکہ وہ تو داعی حق بن کر دوسروں کو بھی ایمان و توحید کی دعوت دینے لگے۔

اس سورت کے شانِ نزول کے بارہ میں امام بخاری و مسلم امام احمد ترمذی رحمہم اللہ اور دیگر محدثین نے احادیث تخریج فرمائی ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک عرصہ دراز تک اہل مکہ کو ایمان کی دعوت دیتے رہے پھر آپؐ طائف بھی تشریف لے گئے لیکن وہاں کے سردار عبد یالیل مسعود و حبیب نے جو بدسلوکی اور بے تمیزی کا برتاؤ کیا اس کا آپ کے قلب مبارک پر کافی اثر تھا آپ واپسی پر جب مقام نخلہ پر ٹھہرے اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھا رہے تھے تو شہر نصیبین کے نو عدد جن وہاں سے گذرے جو اس تلاش میں نکلے ہوتے تھے کہ اب آسمان کی خبریں کیوں بند ہو گئیں پہلے جن آسمانوں تک پہنچ کر وہاں اپنے بیٹھنے کی جگہ بنا لیتے تھے اور آسمانوں میں جو تکوینی باتیں فرشتوں کے درمیان ہوتیں انکو سن کر زمین کی طرف آتے اور کاہنوں کو بتایا کرتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ قدرتِ خداوندی سے بند کر دیا گیا اور آسمانوں کو اس طرح کے استراق سمع سے محفوظ کر دیا گیا تھا تاکہ وحی الٰہی پوری حفاظت کے ساتھ اللہ کے پیغمبر تک پہنچے اب جو جن آسمان کا رخ کرتا شہابِ ثاقب اسکو جلا کر خاک کر دیتا اس کے بعد کوئی امکان نہ رہا کہ کوئی جن یا شیطان آسمان کی کوئی بات اُچک سکے تو اس پر جنوں میں ایک بے چینی پھیل گئی تھی اور یہ طے پایا

www.ahlehaq.org

تھا کہ روتے زمین کا کونہ کونہ چھان ڈالو اور تلاش کرو کہ کیا نئی چیز ایسی پیش آئی ہے کہ اب ہم آسمان کی کوئی بات نہیں سُن سکتے تو ایک جماعت شہر نصیبین کے جنوں کی بھی جو اس تلاش میں نکلی ہوئی تھی اس کا گذر اس مقام سے ہوا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھا رہے تھے اور اس میں قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے جیسے ہی ان کے کان میں قرآن کریم کی آواز پڑی اس پر فریفتہ ہو کر سچے دل سے ایمان لے آئے اور پھر اپنی قوم کو جا کر سب ماجرا سُنایا اور بیان کیا کہ ہم نے ایک کلام سنا ہے جو اپنی فصاحت و بلاغت اور حسنِ اسلوب قوت تاثیر شیریں بیانی طرز موعظت و حکمت میں اور علوم و معارف کی بلندی میں عجیب و غریب اور بے مثال ہے معرفت ربانی اور رشد و فلاح کی طرف رہبری کرتا ہے اور طالب خیر کو سعادت و تقویٰ کی اعلیٰ منزل تک پہنچاتا ہے اس وجہ سے ہم تو سنتے ہی بلا توقف و تردد اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم کو یقین کامل حاصل ہو گیا ہے کہ ایسا کلام اللہ کے سوا اور کسی کا نہیں ہو سکتا ہم اسکی تعلیم و ہدایت کے مطابق عمل کرتے ہیں اپنا عقیدہ اور عمل قطعاً اسکی ہدایت کے مطابق بنائیں گے اور اپنے رب کے ساتھ جو وحدہٗ لا شریک لہٗ ہے تنہا کائنات کا خالق و مالک ہے کسی کو اسکی عبادت و الوہیت میں شریک نہیں کریں گے تو ان جنوں کا یہ تمام بیان اور مضمون اللہ نے وحی کے ذریعہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بتایا

حضرت شاہ عبدالعزیز قدس اللہ سرہٗ نے اس سورت کی تفسیر میں مفصل اور مبسوط بحث فرمائی اور عربی میں اس موضوع پر جامع تر کتاب "اکام المرجان فی احکام الجان" تالیف فرمائی گئی ہے غرض اس طرح اس واقعہ[1] اور جنوں کے کلام الٰہی پر گرویدہ و فریفتہ ہونے کی تفصیل اس طرح فرمائی جا رہی ہے ارشاد فرمایا۔

کہہ دیجئے میری طرف یہ وحی بھیجی گئی ہے کہ کان لگا کر سن گئے ہیں جنوں میں سے کچھ جب کہ آپ قرآن کریم کی نماز میں تلاوت کر رہے تھے اور وہ جماعت گشت کرتی ہوئی ادھر سے گذر رہی تھی جس پر انہوں نے قرآنی فصاحت و بلاغت پر فریفتہ ہوتے ہوئے کہا ہے بے شک ہم نے تو ایک عجیب قرآن سنا جو راہنمائی کرتا ہے نیکی کے راستہ کی طرف جو ہدایت و تقویٰ اور سعادت و فلاح کی منزل تک پہنچا دینے والا کلام ہے اور وہ یقیناً صرف اللہ ہی کا کلام ہے سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور اس کلام الٰہی نے جس طرح توحید خداوندی حقائق و دلائل کی روشنی میں بتاتے ہیں، ہم انکو سُن کر خدا کی وحدانیت پر ایمان لے آئے اب ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے اور ہم یہ سمجھ گئے ہیں کہ بے شک ہمارے پروردگار کی شان تو بہت ہی اونچی ہے ظاہر ہے کہ اس نے نہ تو اپنی کوئی بیوی بنائی اور نہ ہی کسی کو بیٹا بنایا اس لیے یہ خیالات نہایت ہی مہمل اور خلاف عقل ہیں خدا کا کوئی بیٹا ہے جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں

---

[1] سورۃ احقاف میں یہ مضمون گذر چکا ہے مراجعت فرمالی جائے ۱۲۔

www.ahlehaq.org

اور جب کسی کا بیٹا تجویز کیا جاتے تو ظاہر ہے اسکے واسطے بیوی بھی مانی جائے گی اور یہ بات قطعاً عقل اور فہم کے خلاف ہے اور محال ہے اور یہ تو ہم میں سے کوئی بے وقوف ہی تھا جو اللہ پر اس طرح کی زیادتی کی باتیں کرتا تھا اور نازیبا چیزیں منسوب کیں اور ظاہر ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف لغو باتیں منسوب کرنے سے زیادہ اور کیا بے وقوفی ہو سکتی ہے اور ان میں سب سے بڑا بے وقوف ابلیس ہے اور کوئی تعجب نہیں کہ جنوں نے اپنے اس قول "وَ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا" سے ابلیس ہی مراد لیا ہو اور یہ بھی نہایت ہی تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ کچھ لوگ تھے انسانوں میں سے ایسے کہ جو قوم جن کے کچھ لوگوں کی پناہ حاصل کرتے تھے جب بھی انکا کسی جنگل و بیابان میں گذر ہوتا وہاں کے جنوں کے سردار کی پناہ طلب کرتے اور کہتے کہ اس وادی کے جنوں کے سردار ہم ہر موذی اور شر ہر چیز کے شر اور ایذاء سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں جو ظاہر ہے کہ کھلا شرک تھا کیونکہ ہر شر اور ایذاء سے تو پناہ اللہ ہی کی حاصل کی جاسکتی ہے [۱] تو اس طرح ایسے انسانوں نے ان جنوں کو اور زیادہ سرکش بنا دیا اور یہ بھی ایک بہت بڑی غلطی اور بے وقوفی کی کہ انہوں نے

---

[۱] تفسیر مظہری میں ہواتف الجن کے حوالہ سے باسناد سعید بن جبیرؒ بیان کیا ہے حضرت رافع بن عمیرؓ اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کیا کرتے تھے کہ ایک رات میں کسی ریگستان میں سفر کر رہا تھا نیند کا غلبہ ہوا تو اپنی اونٹنی سے اترا اور اپنی قوم کی عادت کے مطابق سوتے وقت یہ الفاظ کہہ لیتے اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعوذ بعظیم ھذا الوادی من الجن اے اللہ میں اس وادی کے جنوں کے سردار کی پناہ لیتا ہوں بیان کرتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں ہتھیار لیئے میری ناقہ کے سینہ پر رکھنا چاہتا ہے گھبرا کر اٹھا دائیں بائیں دیکھنے پر کچھ بھی نظر نہ آیا سوچا کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے سو گیا تو پھر اسی طرح دیکھ رہا ہوں اٹھ کر دیکھتا ہوں تو کوئی چیز نظر نہیں آتی اور ناقہ کو دیکھا کہ وہ کانپ رہی ہے پھر سو گیا تو اسی طرح پھر دیکھتا ہوں اور اونٹنی کو اب دیکھا کہ تڑپ رہی ہے اور پھر دیکھا کہ وہی نوجوان جس کو خواب میں دیکھا تھا ہاتھ میں نیزہ لیئے ناقہ پر حملہ کر رہا ہے اور ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ اس کا ہاتھ پکڑے مجھے روک رہا ہے اسی حالت میں تین گورخر سامنے سے آتے اور بوڑھے شخص نے کہا تمہیں سے کوئی ایک لے لے اور اس شخص کی ناقہ چھوڑ دے چنانچہ وہ نوجوان ایک گورخر لے کر روانہ ہو گیا پھر بوڑھے شخص نے میری طرف دیکھا اور مجھ کو اس بات سے منع کیا کہ میں کسی جنگل میں ٹھہروں تو یوں کہوں کہ اس وادی کے جنات کے سردار کی پناہ حاصل کرو بلکہ تجھے چاہیئے کہ یہ کہا کرے اعوذ باللہ رب محمد من ھول ھذا الوادی۔ بیان کرتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون ہیں اس نے بتایا یہ بنی عزلی ہیں پیر کے روز مبعوث ہوتے پوچھا کہ کہاں رہتے ہیں جواب دیا یثرب میں جو کھجوروں کی بستی ہے صبح ہوتے ہی میں مدینہ منورہ پہنچا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سارا ماجرا سنایا اس سے قبل کہ میں آپؐ سے کچھ کہتا آپ نے خود ہی مجھ سے یہ قصہ دریافت فرمایا اور اسکے*

www.ahlehaq.org

ایسا ہی ایک گمان کیا جیسا کہ تم خیال کرتے ہو کہ ہرگز دوبارہ کسی کو نہیں اٹھائے گا اور نہ کوئی قیامت ہوگی اور نہ ہی حشر و نشر ہوگا یا یہ کہ اللہ کسی کو مبعوث اور رسول بنا کر نہیں اٹھائے گا بس جو رسول پہلے آچکے وہ آگئے لیکن اے لوگو! تم سن لو یہ سب کچھ غلط ہے اب اللہ نے ایک عظیم رسول بھیج دیا ہے اور اس رسول نے یہ بتا دیا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنا ہے اور ہم نے تو آسمان کو ہر طرف سے ٹٹول کر دیکھ لیا ہے تو ہم نے آسمان کو پایا ہے کہ وہ بھر دیا گیا ہے بڑے سخت پہروں اور برسنے والے انگاروں سے کہ جو بھی جن اب آسمان کا رخ کرتا ہے ایک شہاب ثاقب اس پر ٹوٹ پڑتا ہے اور اسکو جلا کر خاک کر ڈالتا ہے اس صورتِ حال کے باعث کسی شیطان یا جن کو اب قدرت نہیں کہ غیب کی خبریں اور آسمان کی باتیں سن سکے یا معلوم کر لے اور بے شک ہم تو پہلے جایا کرتے تھے آسمان کے ٹھکانوں پر باتوں کے سننے اور کان لگانے کے لیے اور اس طرح کچھ نہ کچھ باتیں سن لیتے تھے لیکن اب تو جو بھی کان لگانا چاہے تو پاتا ہے ایک انگارہ جو اسکی تاک میں لگا رہتا ہے اور جوں ہی وہ آسمان کا رخ کرتا ہے یا اس طرف کان لگاتا ہے وہ شہاب ثاقب اس پر لپک کر ٹوٹتا ہے اور جلا کر خاک کر ڈالتا ہے یہ جدید انتظامات اور ناکہ بندیاں معلوم نہیں کہ کس لیئے کی گئی ہیں اور انکا انجام ہمارے حق میں کیا ہونے والا ہے

---

* بارہ میں بتایا مجھے اسلام کی دعوت دی اور الحمد للہ میں مشرف باسلام ہوگیا اسی قسم کی بات عمر بن الخطابؓ کو بھی پیش آئی جس پر وہ مشرف باسلام ہوئے صحیح بخاری میں ہے عمر بن الخطابؓ بیان کرتے ہیں کہ میں جاہلیت کے زمانہ میں اپنے بتوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آکر بت پر ایک گائے ذبح کی تو اس بت کے پیٹ میں سے آواز سنائی دی جو بہت سے لوگوں نے سنی یا جلیحُ امر نجیح رجل یصیح یقولُ لا الہ الا اللہ یعنی اے مرد قوی ایک بات بڑی ہی کامیابی کی ظاہر ہوئی ہے وہ یہ کہ ایک شخص باآواز بلند کہہ رہا ہے لا الہ الا اللہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ یہ آواز سن کر بھاگ گئے میں اسی جگہ بیٹھا رہا کہ معلوم کروں یہ آواز کیا ہے دوبارہ پھر یہی آواز بلند ہوئی پھر میں نے توقف کیا حتی کہ تیسری مرتبہ بھی یہ آواز بلند ہوئی میں انتہائی حیران ہوا اسی حال میں تھا کہ لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہاں ایک پیغمبر ظاہر ہوئے ہیں جو لوگوں کو لا الہ الا اللہ کی دعوت دیتے ہیں

اسی طرح بیہقیؒ نے سواد بن اقاربؓ سے نقل کیا ہے بیان کیا کہ ایام جاہلیت میں ایک جن میرا دوست تھا مجھے آکر کچھ آنے والی باتیں بتایا کرتا تھا میں لوگوں کو بتاتا اور اسکے ذریعے خوب حلوا مانڈا حاصل کرتا ایک رات اس نے میرے خواب میں آکر کہا اٹھ اور ہوشیار ہو جا اگر کچھ شعور ہے ایک پیغمبر لوی بن غالب کی نسل سے پیدا ہو گئے ہیں اور پھر کچھ اشعار پڑھے جن کا حاصل یہ تھا کہ اب جنوں میں بڑا ہی اضطراب برپا ہو چکا ہے اور انہوں نے اپنے اڈوں سے واپس ہونے کے لیے اپنے اونٹوں پر کجاوے کسنے شروع کر دیئے ہیں۔

www.ahlehaq.org

اور ہم نہیں جانتے کہ زمین پر بسنے والوں کے لیے کیا کوئی بُرا ارادہ کیا گیا ہے یا یہ کہ انکے رب نے انکے بارہ میں رشد و ہدایت اور سیدھے راستہ پر لانے کا ارادہ کیا ہے اور یہ بھی ہے کہ ہم میں سے کچھ نیک ہیں اور کچھ اسکے علاوہ ہیں اور اس سے کم درجہ کے ہیں ہم تھے متفرق طریقوں پر بٹے ہوئے اگرچہ یہ بات نزول قرآن سے قبل تھی لیکن اب بھی اس بات کی توقع نہیں ہے کہ سب ایک ہی راستہ حق و ہدایت کا قبول کر کے اسی کو اختیار کر لیں اب بھی خیال یہی ہے کہ لا محالہ اختلاف رہے گا اور بہت سے وہ ہوں گے جو اللہ کی ہدایت اور حق کا راستہ نہیں اختیار کریں گے خُدا پر ایمان لانے کے بجائے اس کی نافرمانی کریں گے اور اس صورت حال میں کہ خُدا کا راستہ اور حق ظاہر ہو گیا ہے اس پروردگار کی قدرت و خالقیت ہر طرح سے ثابت ہو چکی ہے ہم نے یہ بات سمجھ لی ہے کہ ہم اللہ کو اسکی زمین میں رہتے ہوئے عاجز و بے بس نہیں کر سکتے اور نہ اسکو مغلوب کر سکتے ہیں اس سے بھاگ کر کیونکہ نہ تو ہم اسکی سلطنت سے نکل سکتے ہیں اور نہ اسکے علم اور قدرت سے باہر نکل سکتے ہیں تو جب کوئی مجرم اپنے آقا سے نہ چھپ سکتا ہے نہ اسکی حدود سلطنت اور قدرت سے باہر ہو سکتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ اپنے رب اور آقا کو نہ مغلوب کر سکتا ہے اور نہ اس کی گرفت سے نکل اور بچ سکتا ہے نہ زمین میں چھپ سکتے ہیں اور نہ ہوا میں اڑ کر راہِ فرار اختیار کر سکتے ہیں اور جب کہ ہم نے ہدایت کی بات سن لی تو اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ایک لمحہ بھی ہم نے دیر نہیں کی اور بلاشبہ یہ بات ہماری سعادت اور فخر کی ہے بس ہم تو سمجھ چکے ہیں کہ جو بھی شخص اپنے رب پر ایمان لائے گا اسکو کوئی ڈر نہ ہو گا نقصان کا اپنے رب کی طرف سے اور نہ کسی قسم کی زیادتی کا بلکہ پورے اطمینان و سکون سے اپنی زندگی گذارے گا نہ اسکو آخرت کے نقصان کا کوئی ڈر ہو گا اور نہ اس بات کا کہ اسکو وہاں کوئی تکلیف ہو گی یا اس پر کسی طرح کی ظلم و زیادتی ہو سکے گی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم میں سے کچھ فرماں بردار ہیں اور کچھ ہم میں سے ظالم و جابر اور نافرمان ہیں تو جو بھی اللہ کے مطیع و فرماں بردار ہوں بس وہی ایسے ہیں کہ جنہوں نے نیکی کا راستہ سوچ سمجھ کر طے کر لیا ہے تو بے شک ایسے لوگ کامیاب ہیں لیکن جو لوگ ظالم اور ناانصاف ہیں پس وہ تو جہنم کا ایندھن ہو چکے کیونکہ احکامِ خداوندی ٹھکرا دینا اسکی فرماں برداری سے انحراف کرنا ظلم و سرکشی کا راستہ اختیار کر لینے کا یہی انجام ہو سکتا ہے اور ہمارے پیغمبر ﷺ یہ بھی کہہ دیجئے کہ میری

ﷺ ان الفاظ کے اضافہ سے یہ اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اس سے قبل تک تو جنات میں ان اہل ایمان کا قول اور انکے پاکیزہ خیالات اور توحید خداوندی کے رنگ میں رچے ہوئے افکار کا ذکر تھا جو بذریعہ وحی ان جنوں کے نقل کیئے گئے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قرآن سن کر اسکی حقانیت کے گرویدہ اور اس پر فریفتہ ہوئے اب اسکے بعد اللہ کا فرمان ہے اور قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ کے ماتحت اسی پر عطف ہے یعنی ایک تو آپ یہ بات اہل مکہ کو بتا دیجئے کہ مجھ *

www.ahlehaq.org

طرف اللہ کی یہ وحی بھی آئی ہے کہ اگر لوگ سیدھے راستے پر رہتے تو ہم انکو پانی بھر بھر کر خوب پلاتے اور ایمان واطاعت کی بدولت انکو ظاہری وباطنی برکات سے سیراب کر دیتے اور یہ بھی اس لیے ہوتا کہ ہم انکو آزمائیں کہ وہ اللہ کے اس انعام کو دیکھ کر اس کا شکر ادا کرتے ہیں یا مال ودولت کی فراوانی سے سرکشی اور طغیانی پر قائم رہتے ہیں۔

چنانچہ اہل مکہ اس زمانہ میں اپنے اعمال کی نحوست کی وجہ سے قحط سالی میں مبتلا تھے اور طرح طرح کی پریشانیوں اور مصائب کا شکار رہتے ہوتے تھے کاش اگر یہ لوگ جنوں کی طرح قرآن کو سن کر اس پر ایمان لے آتے تو یقیناً ان پر رزق اور برکت کے دروازے کھول دیتے جاتے۔

اور اس حقیقت سے کسی کو بھی غافل نہ ہونا چاہیئے کہ جو بھی اپنے رب کی یاد سے بے رخی اختیار کرے گا ہم اسکو ڈال دیں گے دشوار گذار چڑھتے ہوتے عذاب میں ایسے شخص کو ہرگز کبھی سکون وچین نصیب نہ ہو سکے گا بلکہ وہ عذاب وپریشانی جس میں وہ مبتلا ہوا اور زائد بڑھتی اور چڑھتی ہی چلی جاتے گی اور بے شک مسجدیں اللہ ہی کے لیئے ہیں[۱] یہ عبادتِ خداوندی کی جگہیں صرف اللہ کی عبادت وبندگی کے واسطے بنائی جاتی ہیں ان سے بس اللہ ہی کی عبادت ہونی چاہیئے اور اس عبادت کو ہر قسم کے شرک اور شرک کے شائبہ سے بچانا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ مشرکین کی طرح خدا کو پکارنے کے ساتھ غیر اللہ اور بتوں کو بھی پکارا جلتے لہٰذا اے لوگو! خدا کے ساتھ کسی کو بھی مت پکارو! بس یہی کہو یا اللہ یا رحمٰن نہ کہ مشرکین مکہ کی طرح کہ خدا کے ساتھ دوسروں کو بھی پکاریں اور یہ دعویٰ کریں مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى۔ اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اللہ کو پکارتے ہوتے تو قریب ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس پر ہجوم کر آئیں اور اژدھام کر لیں ہر طرف سے غول کے غول آکر جمع ہو جائیں چنانچہ جب بھی آپؐ قرآن کریم کی تلاوت کرتے مومنین تو شوق ورغبت میں آپ کا ہجوم کر لیتے اور کفار ومشرکین تمسخر ومذاق کے لیے یا یہ کہ جب آپؐ جنوں کے واسطے تلاوت فرمائیں جن غول کے غول آپ کے قریب آکر جمع ہو جاتے ہیں۔

---

* پر اس واقعہ اور جنوں کے اس قصہ کی وحی کی گئی ہے اور دوسری بات کی مجھے وحی یہ کی گئی کہ اگر یہ لوگ سیدھے راستہ پر چلتے، ایمان وہدایت اختیار کر لیتے تو ان پر ہر طرح کی فراخی اور سیرابی واقع کر دیتے۔ ۱۲۔

۱ حضرت الاستاذ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ بعض مفسرین نے مساجد سے وہ اعضاء مراد لیئے ہیں جو سجدہ میں زمین پر ٹیکے جاتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ اعضاء خدا کے بنائے ہوتے ہیں اور اسی کے عطا کردہ ہیں یہ بات قابل برداشت نہیں کہ انکو خالق کے سوا کسی اور کے سامنے جھکایا جائے ۱۲

www.ahlehaq.org

وجود جنّ کے بارہ میں فلاسفہ کا خیال

اکثر فلاسفہ جنات کے وجود کا انکار کرتے رہے ان کا قول یہ ہے کہ کائنات و موجودات کا دائرہ محسوسات تک ہی محدود ہے جو چیزیں انسانی ادراکات سے خارج ہیں وہ انکے وجود کا انکار کرتے ہیں اور انکا یہ دعویٰ ہے کہ وہ چیزیں محض وہمی تخیلات ہیں۔

موجودہ زمانہ کا یورپ بھی اسی فلسفہ کا قائل ہے اور یورپ کے اس فلسفہ سے بہت سے مسلمان بھی متاثر ہو کر ایسی آیات و روایات کی تاویل یا انکار کرنے لگتے ہیں جو دائرۂ محسوسات سے ماوراء اور بالا ہیں۔

طبیعین کا ایک گروہ جو خدا کا بھی قائل نہیں وہ تمام کائنات اور اس میں واقع ہونے والے جملہ احوال کو کواکب و سیارات کی تاثیر و حرکت کا نتیجہ قرار دیتا ہے آریہ سماج اسی قسم کا اعتقاد رکھتا ہے لیکن قدیم فلاسفہ و حکماء اس بات کے قائل ہوتے ہیں کہ غیر محسوسات کا بھی وجود ہے اور عالم کی بہت سی اشیاء ایسی ہیں جو حواس کے ذریعہ محسوس و معلوم نہیں ہوتیں اسی بناء پر قدیم فلاسفہ کا ایک گروہ وجود جن کا قائل تھا اسی طرح مذاہب سماویہ سے تعلق رکھنے والے تمام حکماء بھی روحانیت کے قائل رہے ارواح سفلیہ اور ارواح کی تقسیم انکی کتابوں اور اقوال سے مفہوم ہوتی ہے عیسائی یہودی بھی جنات کے وجود کے قائل رہے ہر ایک کی زبان میں اس مخلوق جن کا کوئی نہ کوئی نام اور عنوان ملتا ہے موجودہ انجیلوں میں اس قسم کے مضامین ملتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ جنوں کو مریض سے نکالا کرتے تھے

جو حکماء اور فلاسفہ جن کے وجود کے قائل ہیں انکے دو نظریئے ہیں ایک نظریہ کا حاصل تو یہ ہے کہ جن اور ملائکہ نہ اجسام ہیں اور نہ اجسام میں حلول کیئے ہوتے ہیں بلکہ جواہر ہیں اور موجود بالذات ہیں پھر ان کے مختلف انواع و اقسام ہیں بعض نیک شریف اور پسندیدہ اخلاق سے متصف ہیں اور بعض جن ان اوصاف سے محروم اسکے برعکس رذیل اور دنی الطبع بداخلاق ہیں جیسے انسانوں میں نیک و بد اور شریف و رذیل کی تقسیم ہے اسی طرح جنوں میں بھی ہے۔

دوسرا نظریہ یہ ہے کہ جن اجسام ہیں مگر اجسام لطیفہ۔ لطافت کی وجہ سے دکھائی نہیں دیتے وہ مختلف شکلوں میں متشکل اور ظاہر ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں اس وجہ سے جس شکل میں چاہیں ظاہر ہو سکتے ہیں اور انکی بھی انسانوں کی طرح خیر و شر کی طرف تقسیم ہے اور بعض اوقات وہ انسانوں کی مجالس میں آتے بھی ہیں۔

جنات اپنی جسمانی لطافت کے باعث فرشتوں کی طرح آسمانوں کی طرف چڑھتے تھے جس کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر ختم کر دیا گیا گویا جن کا وجود حیوان و ملائکہ کے درمیان ایک برزخی مقام

www.ahlehaq.org

رکھتا ہے اسی لیے ان میں دونوں قسم کے احوال پائے جاتے ہیں اشکال مختلفہ میں تشکل فہم و فراست شعور حسن و قبح ملائکہ کا وصف ہے جو ان میں پایا جاتا ہے اور مثلاً کھانا پینا حیات اور غصہ و نرمی نیز توالد و تناسل وغیرہ جو حیوانی اوصاف ہیں اور انسان میں پائے جاتے ہیں اور جسم کے خواص میں سے ہیں تو اس نسبت سے یہ اوصاف بشریہ اور احوال حیوانیہ بھی جنات میں ان کے از قبیل اجسام ہونے کے پائے جاتے ہیں اس لحاظ سے حیوان و انسان اور فرشتوں کے درمیان ایک برزخی مخلوق ہوتی انسانوں کی طرح ان میں بھی حصولِ اقتدار کی طلب پائی جاتی ہے تو مخلوق جن کا آسمانوں سے غیب کی خبریں لاکر کاہنوں کو پہنچانا یا بتوں کے منہ سے مختلف قسم کی آوازیں سنانا اسی طرح درختوں سے صدائیں دینا جیسا کہ بعض اوقات لوگوں کو سنائی دیتا ہے تو یہ سب کچھ اسی لیے ہوتا ہے کہ انسان جنوں کی عظمت کے سامنے اپنا سر جھکالیں اور ظاہر ہے کہ نفع و نقصان کا ——— مالک صرف اللہ ہے لیکن جس طرح انسان اپنی تدابیر سے لوگوں پر ایسا اثر قائم کر دیتے ہیں کہ وہ یہ سمجھنے لگتے ہیں نفع و نقصان انکے قبضہ میں ہے اسی طرح بعض جنات بھی اسی طرح کی باتیں کر کے انسانوں کو اپنا مسخر اور تابع کرنا چاہتے ہیں۔

الغرض قرآن کریم اور احادیث سے جنات کا وجود ثابت ہے اور ان کے احوال بیان فرمائے گئے منجملہ انکے احوال کے یہ بھی ایک قصہ ہے جس کا سورۂ جن میں ذکر فرمایا گیا تفصیل کے لیے تفسیر روح المعانی قرطبی اور تفسیر مظہری اور تفسیر کبیر امام رازیؒ کی مراجعت فرمائی جائے۔

واللہ اعلم بالصواب

طائف سے واپسی پر مقام نخلہ میں جنات کا قرآن کریم سننا اور اس پر ایمان لانا

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں آلام و مصائب اور کفار مکہ کی مخالفت و دشمنی کی ایک طویل مدت گذرنے کے بعد طائف کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے کا ارادہ کیا اسی کے ساتھ یہ بات بھی واقع ہوئی تھی کہ ابو طالب کا انتقال ہو چکنے کے باعث اہل مکہ آپؐ کی دشمنی پر اور زائد آمادہ ہو گئے تھے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب کے انتقال پر طبعاً افسردہ اور ملول تھے تو یہ خیال کرتے ہوئے کہ ثقیف کے لوگ شریف الطبع ہوتے ہیں تو بظاہر امید ہے کہ وہ میری بات سنیں گے اور امید ہے کہ ایمان لے آئیں ثقیف کے تین بھائی عبد یالیل حبیب اور مسعود جو طائف کے سردار تھے آپؐ نے اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے نہایت ہی بے ہودگی کا برتاؤ کیا حتی کہ قبیلہ کے آوارہ اور شریر لوگوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا جو شور مچانے اور گالیاں دینے لگے

www.ahlehaq.org

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بچنے کے لیئے ایک باغ میں پناہ لی جو عتبہ اور ربیعہ کا تھا جس کی تفصیل سیرت کی کتابوں میں ہے آپؐ نے اس حالت میں پروردگار عالم سے اپنی مظلومیت اور بے سروسامانی کا شکوہ کرتے ہوئے فرمایا۔

اللّٰھم انی اشکو الیک ضعف قوتی وقلّۃ حیلتی وھوَ انی علی الناس وانت ارحم الراحمین وانت رب المستضعفین الخ	اے اللہ میں آپ کی بارگاہ میں اپنی ضعف قوت اور وسائل واسباب کی کمی کا شکوہ کرتا ہوں اور لوگوں کی نظروں میں اپنی خفّت کا اے پروردگار آپ ہی ارحم الراحمین ہیں اور آپ ہی کمزوروں کے پالنے والے ہیں

ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کو یہ حال دیکھ کر ترس آیا اور اپنے ایک نصرانی غلام عداس کو انگور کا ایک خوشہ پیش کرنے کو کہا جس پر اس غلام نے ایک طبق میں انگوروں کا ایک خوشہ لے جاکر آپؐ کے سامنے رکھا آپ نے بسم اللہ پڑھ کر جب تناول فرمانا شروع کیا تو اس نے حیرت سے دریافت کیا واللہ یہ تو عجیب کلام ہے اور یہاں کے لوگ یہ کلام نہیں پڑھتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کون ہو کہاں کے ہو اور تمہارا کیا مذہب ہے عداس نے کہا میں نصرانی ہوں اور نینوا کا رہنے والا ہوں آپؐ نے فرمایا جہاں کے رہنے والے اللہ کے پیغمبر یونسؑ بن متی تھے عداس یہ سن کر کہنے لگا آپؐ کو یونسؑ بن متی کی کیا خبر۔ آپؐ نے فرمایا وہ میرے بھائی ہیں اور اللہ کے رسول ہیں اس لحاظ سے میرے بھائی ہوتے۔ اس پر عداس آپؐ کے قدموں پر گر پڑا آپ کے سر مبارک اور ہاتھ پاؤں کو چوما اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم طائف سے مکہ کی طرف لوٹے واپسی میں جب کہ آپؐ مقام نخلہ پر پہنچے اور آخر شب میں تہجد پڑھنے لگے تو یمن کے مقام نصیبین کے جنوں کا یہ قافلہ اس طرف سے گذر رہا تھا تلاوت کلام اللہ کی آواز سنتے ہی یہ سب رک گئے قرآن کریم سنا اسکی حقانیت کو سمجھا اور اس پر ایمان لاتے اور اپنی قوم کی طرف واعظ وناصح بن کر لوٹے[۱] احادیث سے ثابت ہے کہ اسکے بعد جنات کے وفود آپؐ کے پاس آتے رہے اور خود آپؐ بھی جنات کو تبلیغ کے لیئے ان کی طرف تشریف لے گئے جس کی تفصیل بروایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لیلۃ الجن کے قصہ میں ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾

تو کہہ میں تو یہی پکارتا ہوں اپنے رب کو اور شریک نہیں کرتا اسکا کسی کو

[۱] تفسیر مظہری

www.ahlehaq.org

قُلْ اِنِّیْ لَنْ اُجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾

بچادے گا اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤں گا اسکے سوا کہیں سرک رہنے کو جگہ

اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

مگر پہنچانا ہے اللہ کی طرف سے اور اسکے پیغام دینے اور جو کوئی حکم نہ مانے اللہ کا اور اسکے رسول کا

فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ ؕ حَتّٰۤی اِذَا رَاَوْا

سو اسکے لیئے آگ ہے دوزخ کی رہا کریں اس میں ہمیشہ یہاں تک کہ جب دیکھیں گے

مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ

جو ان سے وعدہ ہوا تب جان لیں گے کس کی مدد کمزور ہے اور گنتی میں

عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ

تھوڑے تو کہہ میں نہیں جانتا کہ نزدیک ہے جس چیز کا تم سے وعدہ ہے یا کر دے

لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ ۙ

اسکو میرا رب ایک مدت کی حد۔ جاننے والا بھید کا سو نہیں خبر دیتا اپنے بھید کی کسی کو

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ

مگر جو پسند کر لیا کوئی رسول تو وہ چلاتا ہے اس کے آگے

وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ ۙ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ

اور پیچھے چوکیدار تا جانے کہ انہوں نے پہنچائے پیغام اپنے

رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَاَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾ ع

رب کے اور قابو میں رکھا ہے جو انکے پاس ہے اور گن لی ہے ہر چیز کی گنتی

ع ۲ ۹ ۱۲

www.ahlehaq.org

حکم اعلان توحید و اعلان براءت از شرک و فیصلہ برائے عذابِ مجرمین

قال اللہ تعالیٰ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ ..... اِلٰی ..... کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا

(ربط) سورۂ جن کا مضمون شروع سے معرفت توحید خداوندی اور کلام الٰہی پر ایمان ویقین سے متعلق تھا اسی کے ضمن میں کلام الٰہی اور ایمان و معرفت سے متاثر ہونے والے جنات کا اپنی قوم کو اللہ رب العزت کی عبادت و بندگی کی طرف دعوت دینے اور فکر آخرت کی ترغیب اور اسکے ثابت کرنے کے لیئے دلائل و شواہد پر مشتمل تھا اسکے بعد اب ان آیات میں حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ آپؐ تمام عالم کے سامنے یہ اعلان کردیں کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کی عبادت کروں گا اس کی عبادت والوہیت میں میں کسی کو شریک نہیں کرتا کیونکہ شرک و نافرمانی ایک بدترین جرم ہے اور اس جرم کا مرتکب اپنے رب کے عذاب سے کسی طرح بھی نہیں بچ سکتا تو ارشاد فرمایا۔

کہہ دیجیئے اے ہمارے پیغمبر میں تو پکارتا ہوں بس اپنے رب ہی کو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا نہ اسکی ذات میں نہ اسکی صفات میں نہ اسکے حقوق میں اور نہ اس کے افعال میں غرض کسی چیز میں بھی کسی کو اس کا شریک نہیں کرتا کہدیجیئے بے شک میں مالک نہیں ہوں تمہیں نقصان پہنچانے کا اور نہ ہی مالک ہوں اور اختیار رکھتا ہوں راہ راست پر لانے کا یہ سب کچھ اسی پروردگار وحدہٗ لاشریکہٗ کے قبضہ اور اختیار میں ہے جس کا یہ ثمرہ بھی ہے کہ اگر میں فرائض رسالت انجام دینے اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں کوتاہی کروں اور اس پر میرا خدا گرفت فرمانے لگے تو مجھے کوئی اسکی گرفت سے نہیں بچا سکتا اس لیئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ میں اپنے رب کے پیغامات پہنچانے میں کسی قسم کی کوتاہی کروں بس میرے اختیار میں تو یہی چیز ہے کہ اس کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچادوں اسلیئے کہدیجیئے کوئی بھی مجھے اللہ سے نہیں بچاتے گا اور ہرگز میں نہیں پاسکتا ہوں اس کے سوا کوئی ٹھکانے کی جگہ کہ ایک جگہ سے کسی دوسری ہی جگہ منتقل ہوجاؤں بس اس کے سوا میرا کوئی اختیار نہیں کہ یہ پیغام پہنچادینا ہے اللہ کی طرف سے اور اسکے یہ احکام ہیں جن کو میں بیان کرتا ہوں اور جن کی طرف میں دعوت دے رہا ہوں میں اپنی ذمہ داری تو پوری کرچکا اب یہ خوب جان لو کہ جو بھی اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے اس کے واسطے جہنم کی آگ ہے جس میں ایسے لوگ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور اس عذاب سے انکو کبھی بھی نجات نہ ملے گی یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں گے وہ عذاب جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو اس وقت وہ جانیں گے کہ کون کمزور ہے اپنے مددگار کے لحاظ سے اور گنتی میں کون کم ہے؟ تو اس وقت ہر ایک کو اپنی قوت و معاونین اور تعداد کا پتہ چل جائے گا اور دنیا میں وہ دعویٰ کرنے والے مغرور و متکبر جو کہا کرتے تھے کہ اگر قیامت آ بھی گئی تو ہماری بڑی طاقت ہوگی اور بڑے مددگار رہوں گے تو وہ سب

www.ahlehaq.org

اپنے آپ کو کمزور اور بے یار و مددگار دیکھتے ہوں گے۔

کہہ دیجیئے جب یہ لوگ بڑے ہی غرور و سرکشی کے انداز میں پوچھیں کہ اچھا وہ عذاب کب آئے گا جس کی آپؐ ہمیں دھمکی دے رہے ہیں میں نہیں جانتا کہ قریب ہے وہ عذاب جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے یا میرا پروردگار اس کے واسطے آئندہ کوئی مدت مقرر کرے گا اور جب تک وہ مدّت نہیں گزرے گی عذاب نہیں آئے گا رہا یہ امر کہ وہ کتنی مدّت ہے اور کون سا وقت ہے؟ سو یہ سب باتیں غیب سے تعلق رکھنے والی ہیں غیب کا جاننے والا تو صرف وہی پروردگار ہے وہ اپنے غیب اور بھید کی کسی کو خبر نہیں دیتا اور اس پر کسی کو بھی مطلع نہیں کرتا بجز اس کے کہ جس کو وہ پسند کر لے کسی رسول اور قاصد سے تو جس رسول کو یا فرشتوں میں سے کسی فرشتہ کو پسند کرے گا اسی کو وہ اپنا راز اور بھید بتا دے گا یا اسی کے ذریعے وہ اپنا راز اور بھید بطور وحی اپنے پیغمبر پر نازل فرما دے گا اور جب بھی وہ کوئی وحی اور ملکوت سماوات کی کوئی بات اپنے رسول پر نازل کرتا ہے تو اسکی اس قدر حفاظت ہوتی ہے اور پہرے لگا دیئے جاتے ہیں کہ اس میں کسی کو قطعًا کسی آمیزش کی گنجائش نہیں رہتی اور کسی جن و انس کو قدرت نہیں رہتی کہ اسکے قریب بھی پَر مار سکے تو اس کی یہ شان ہوتی ہے چلاتا ہے اسکے آگے بھی اور اسکے پیچھے بھی ایک زبردست پہرہ تاکہ وحی الٰہی ہر طرح محفوظ رہے اور پھر پیغمبر خدا جب اس وحی الٰہی کو بیان کرے تو اس میں شک و شبہ کا کوئی امکان بھی باقی نہ رہے یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ تاکہ وہ جان لے اور دیکھ لے۔

ان رسولوں یعنی خُدا کے قاصدوں یا پیغمبروں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیتے ہیں اور پیغاماتِ خداوندی میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی اور کمی و زیادتی نہیں ہوتی اور ہر چیز اسی کی نگرانی میں ہے کسی کی طاقت نہیں وہ ان چوکیوں اور پہروں کو توڑ سکے۔

اور اللہ ہی نے احاطہ کر رکھا ہے ان تمام چیزوں کا جو انکے پاس ہے اور شمار کر لیا ہے ہر ایک چیز کو گنتی کر کے اس طرح کوئی علم اور کوئی چیز اللہ رب العزت کے احاطۂ علمی سے باہر نہیں ہے بس وہی عالم الغیب ہے اور غیب کے خزانے بس اسی کے پاس ہیں جیسے ارشاد فرما دیا وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ کہ خدا ہی کے پاس غیب کے خزانے ہیں اور کنجیاں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

الغرض غیب جاننے والا صرف اللہ ہے اور عالم غیب کی جب کوئی چیز اپنے کسی پیغمبر کو بتاتا ہے اور اس کی وحی کسی فرشتہ کے ذریعے سے بھیجتا ہے تو اسکی حفاظت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ پہرہ اور چوکیاں قائم ہوتی ہیں اور حفاظتی دستے اس وحی الٰہی اور پیغام خداوندی کے ساتھ پوری پوری حفاظت کرتے ہوتے ہوتے ہیں اس کے آگے بھی اور اس کے پیچھے بھی تاکہ جس پیغمبر کو اطلاع دی جا رہی ہو بس وہ اسی تک پہنچے۔

www.ahlehaq.org

تمام اُمّت کا اجماعی فیصلہ کہ عالم الغیب صرف اللہ رب العزت ہی ہے

توحید خداوندی ایمان کی اساس ہے اور توحید جس طرح ذات کے لحاظ سے ہے اسی طرح توحید صفات بھی ائمہ متکلمین نے جہاں شرک کے اقسام کی تحقیق وتفصیل فرمائی ہے اس میں شرک ذات کے علاوہ شرک فی الصفات شرک فی الافعال اور شرک فی الحقوق کو بھی صریح شرک قرار دیا ہے اور واضح طور پر بیان کر دیا کہ جس طرح کوئی شخص ذاتِ خداوندی کے ساتھ کسی اور کو شریک مان کر خدا کے ساتھ کسی اور معبود کا قائل ہو تو وہ مشرک ہے اور خارج عن الملۃ ہے اسی طرح اللہ رب العزت کی صفات اسکے افعال اور حقوق میں بھی غیر کو شریک ماننے سے شرک کا مرتکب سمجھا جائے گا مثلاً رازقیت، خالقیت صفاتِ خداوندی میں سے اسکی صفات ہیں تو اگر غیر اللہ کو رازق وخالق سمجھا تو مشرک ہوگا اسی طرح عالمِ غیب ہونا بھی اللہ رب العزت کی صفت ہے تو اس صفت کو بھی غیر اللہ کیلئے ثابت کرنا شرک ہوگا۔

قرآن کریم کی متعدد آیات واضح طور پر اس امر کو بیان کر رہی ہیں کہ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ سورۃ انعام کی تفسیر میں بھی تفصیل کے ساتھ یہ بات واضح کر دی گئی کہ علم غیب خدا کی صفت ہے اور خدا تعالیٰ جس طرح اپنی ذات میں یکتا ہے وہ اپنی صفات میں بھی یکتا ہے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کما ھو باسمائہ وصفاتہ کا یہی مفہوم ہے۔

بالخصوص اس آیت میں اس امر کو نہایت ہی وضاحت سے ظاہر کر دیا گیا ہے کہ خدا کے پیغمبر نے جن احوال کی خبر دی اور بظاہر ان سے یہ گمان کیا گیا کہ یہ غیب کی خبر ہے حقیقت میں وہ غیب کا علم نہیں ہے بلکہ وہ خدا کی طرف سے پیغمبر کو مطلع کیا گیا ہے اور اس پر یہ ظاہر کیا گیا اسی چیز کو ان کلمات میں بیان فرمایا جا رہا ہے فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی یعنی یہ اظہار واخبار ہر ایک کو نہیں ہوتا بلکہ جس کو اللہ پسند کرے اس پر ہوتا ہے خواہ اس نوعیت سے کہ وہ فرشتہ ہے اور اسکے ذریعے یہ وحی اللہ تعالیٰ کو اپنے رسول پر اتارنی ہے یا وہ رسول ہی ہے جس کو بتایا جائے گا تو اسکو کسی طرح بھی غیب کا علم نہیں کہا جا سکتا یہ تو ایسا ہی ہوا جیسے ہم نے ان باتوں کو پیغمبر خُدا کے ذریعہ سے معلوم کر لیا کہ آخرت میں یہ ہوگا اس طرح جنت ہے اس طرح جہنم ہے اس طرح قیامت آئے گی دجّال ظاہر ہوگا حضرت عیسٰی بن مریمؑ آسمان سے نزول فرمائیں گے تو یہ امور پیغمبر خدا کے بتانے کی وجہ سے ہم جانتے ہیں اور ان چیزوں کو جان کر ہم علم غیب رکھنے والے نہیں ہو گئے تو اسی طرح ان باتوں کو انبیاء علیہم السلام اللہ رب العزت کے بتانے اور ظاہر کرنے سے جانتے تھے تو یا ایسی ہی جو چیزیں بھی غیب کی اللہ کے پیغمبر نے وحی الٰہی سے معلوم کر کے بتائیں تو وہ علم غیب نہیں بلکہ خدا نے اپنے پیغمبر پر ان کا اظہار کیا ان باتوں کی خبر دی ہے تو علم غیب تو اللہ ہی کو ہے اور اس میں سے

www.ahlehaq.org

جو چاہا اپنے پیغمبر کو بتا دیا یہ اظہارِ غیب اور اخبارِ غیب ہوا الغرض اس آیت کو دور کا بھی کوئی واسطہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے غیب کا علم ہونے سے نہیں ہے۔

پھر یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ اگر بالفرض اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ کا استثناء اس امر پر دلالت کرتا ہے اور معنیٰ یہ ہیں کہ عالم الغیب اللہ ہے اور اللہ کے سوا کوئی نہیں ہوتا مگر جس رسول کو اللہ چاہے وہ عالم الغیب ہو جاتا ہے تو پھر اس فرمانے کا مطلب کیا ہوگا قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ کہہ دیجیے میں نہیں جانتا کہ وہ عذاب ——— جس کا وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا ابھی اس کی مدت باقی ہے تو ایسے مفروضہ رکھنے والے سے (یعنی جو یہ دعویٰ کرنے والے سے اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى کے استثناء سے وہ رسول مراد ہے جو علم غیب رکھتا ہوگا) پوچھا جائے گا کہ جب وہ رسول مستثنیٰ بھی اس استثناء کے باعث صاحب علمِ غیب ہو گیا اور اس وجہ سے اسکو مَا کَانَ وما یکون کا علم حاصل ہو گیا تو پھر اس کا یہ اعلان کیونکر درست ہوا کہ میں نہیں جانتا الخ جس پیغمبر کو اس اعلان کا مامور فرمایا جا رہا ہو کہ وہ یہ کہہ دے میں نہیں جانتا۔

اسی کو ان الفاظ کی ناقابل تصور اور بعید از قیاس تاویلات کر کے عالم الغیب ثابت کرنا مضحکہ خیز بات ہے پھر جب کہ قرآن و حدیث کی سینکڑوں نصوص اور واقعات بڑی صراحت سے یہ ثابت کر رہے ہوں کہ خدا کے پیغمبر غیب کا علم رکھنے والے نہیں ہوتے بلکہ جس چیز کی انکو وحی کر دی گئی وہ انہوں نے بتائی ہے اور ظاہر ہے کہ اسکو علم غیب نہیں کہا جاتا تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس آیت سے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے غیب کا علم مانا جائے۔

علم غیب کا مفہوم اور اسکی تفصیلات سورۃ انعام میں گزر چکیں حضرات قارئین مراجعت فرمائیں اور یہ تفصیل بھی گزر چکی کہ علم غیب کمالات الوہیت میں سے ہے نہ کہ کمالات نبوت سے اس لیے پیغمبر سے علم غیب کی نفی پیغمبر کی کوئی تنقیص نہیں بلکہ علم غیب ثابت کرنے سے بہت سے کمالات عبدیت و بندگی ختم ہو جاتے ہیں اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ اللہ کا وہ پیغمبر جس کی سب سے بڑی عظمت و بلندی یعنی واقعۂ معراج کو بیان کرتے ہوئے عبدیت بیان کی گئی جیسے ارشاد ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ وہ عبدیت ہی کے کمالات سے محروم ہو (واللہ اعلم بالصواب)

تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ الجن والحمد للہ علیٰ ذالک

www.ahlehaq.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُوۡرَۃُ الۡمُزَّمِّل

اس سورۂ مبارکہ میں خاص طور سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا وہ عظیم پہلو بیان کیا جارہا ہے جسکو قرآن کریم کی اصطلاح میں انابت الی اللہ تبتّل اور انقطاع عن الخلق کی تعبیر سے ادا کیا جاسکتا ہے اور ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی طاعت و بندگی میں انسان کا ہر راحت و آرام اور طبعی تقاضوں کو قربان کر دینا اسکی یاد میں راتوں کو جاگنا تلاوتِ کلام اللہ کی لذت میں ایسا لطف اندوز ہونا کہ ہر جسمانی راحت سے بے نیاز ہو جائے یقیناً تعلق مع اللہ کا بلند ترین مقام ہے۔

اسی وجہ سے سورۃ کی ابتداء ہی ایک ایسی لطیف اور لذیذ ندا الٰہی پر مشتمل ہے جو اللہ رب العزت کی رحمت و مہربانی اور لطف و کرم اور محبت و عنایت کی پوری پوری ترجمانی کر رہی ہے اسی وجہ سے اس سورت کا نام سورۃ مزمّل متعین فرمایا گیا جس کے ضمن میں قیام اللیل کی عظمت اور تاثیر و برکت بھی بیان فرما دی گئی ساتھ ہی وحی الٰہی کی عظمت کا بھی بیان ہے اور یہ کہ اگر مشرکین مکہ اللہ کی وحی پر ایمان نہیں لاتے تو آپؐ اس کا غم نہ کریں انکی طرف سے جو رنج یا تکلیف پہنچے اس پر آپؐ صبر کریں ایسے منکرین و مکذبین کو خدا کی قدرت بتا دے گی کہ کامیابی اور غلبہ کن کو حاصل ہوتا ہے اور مجرمین عذابِ خداوندی سے ہرگز نہیں بچ سکتے۔

آیاتُھا ۲۰ = سُوۡرَۃُ الۡمُزَّمِّلِ مَکِّیَّۃٌ = ۷۳ = ۲ فِیۡھَا رُکُوۡعَانِ

سورۂ مزمل مکی ہے اور اس میں بیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

یٰۤاَیُّھَا الۡمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصۡفَہٗۤ اَوِ

اے جھرمٹ مارنے والے! کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات آدھی رات یا

انۡقُصۡ مِنۡہُ قَلِیۡلًا ۙ﴿۳﴾ اَوۡ زِدۡ عَلَیۡہِ وَ رَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ

اس سے کم کر تھوڑا سا یا زیادہ کر اس پر اور کھول کھول پڑھ قرآن

www.ahlehaq.org

تَرْتِيْلًا ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ

کو صاف ہم آگے ڈالیں گے تجھ پر ایک بھاری بات البتہ اُٹھان رات کا

الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ

سخت روندتا ہے اور سیدھی نکلتی ہے بات البتہ تجھ کو دن میں شغل

سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿۷﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴿۸﴾

رہتا ہے لمبا اور پڑھ نام اپنے رب کا اور چھوٹ جا اسکی طرف سب سے الگ ہو کر

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿۹﴾

مالک مشرق اور مغرب کا اس بن کسی کی بندگی نہیں سو پکڑ اسکو کام سونپا

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ﴿۱۰﴾ وَ

اور سہتا رہ جو کہتے رہیں - اور چھوڑ انکو بھلی طرح چھوڑنا اور

ذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ

چھوڑ دے مجھ کو اور جھٹلانے والوں کو جو آرام میں رہے ہیں اور ڈھیل دے انکو تھوڑی سی البتہ

لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا

ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور آگ کا ڈھیر اور کھانا گلے میں اٹکتا اور دکھ کی

اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ

مار جس دن کانپے زمین

وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ

اور پہاڑ اور ہو جاویں پہاڑ

كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ﴿۱۴﴾

ریت بھسلتی

www.ahlehaq.org

حکم قیامُ اللّیل و تاکید ترتیل و تحسین در تلاوت کلام اللہ تعالیٰ

قال اللہ تعالیٰ یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ..... الیٰ ..... کَثِیْبًا مَّهِیْلًا۔

(ربط) گزشتہ سورت میں جنّوں کا قصّہ ذکر فرمایا گیا تھا کہ وہ قرآن کریم کو سن کر کیسے اس پر فریفتہ اور گرویدہ ہوئے اور اس پر ایمان لائے اور ایمان و ہدایت کا رنگ ان پر اس قدر غالب آیا کہ اپنی قوم کے واسطے داعی اور ہادی و ناصح بن کر لوٹے اب اس سورت میں جو کہ ابتدائے نبوت کے زمانہ میں نازل ہوئی اس میں مشرکین مکہ کی بے رُخی اور آپؐ کی شان میں توہین و گستاخی کا ذکر کر کے آپؐ کو تسلی دی جا رہی ہے اور انکی ایذاؤں و زیادتیوں پر صبر کی تلقین کی جا رہی ہے۔

مشرکین مکہ آپؐ کو مختلف القاب سے یاد کر کے تمسخر و مذاق کرتے کوئی آپؐ کو کاہن کہتا۔ کوئی ساحر وجادوگر تو اسکے بالمقابل اللہ رب العزّت نے آپؐ کو ایسے پیارے لقب سے پکارا کہ اسکی حلاوت نے ان تمام کلفتوں اور ذہنی کوفت کا ازالہ کر ڈالا جو مشرکین کے بے ہودہ اور طعن و طنز آمیز عنوانات سے قلب پر واقع ہوتی تھی اور جیسے بحالتِ رنج و غم کپڑوں میں لپٹ کر کوئی لیٹا ہو آپ بھی مشرکین کی ان بے ہودہ باتوں پر کپڑوں میں لپٹے ہوئے تھے کہ وحی الٰہی نازل ہوئی اور اللہ رب العزت نے آپؐ کو نہایت ہی اندازِ ملاطفت میں اس عنوان سے پکارا یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ کہ اے چادر میں لپٹنے والے جسطرح کہ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ ایک مرتبہ گھر سے کسی بات پر۔ رنجیدہ ہو کر باہر چلے گئے اور مسجد کے صحن میں زمین پر لیٹ گئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کرایا کہ علیؓ کہاں ہیں معلوم ہونے پر آپؐ قریب تشریف لاتے اور شانہ پر دیکھا کہ مٹی لگی ہوتی ہے اسکو اپنے دست مبارک سے صاف کرتے ہوئے یہ فرماتے جا رہے تھے قم یا ابا تراب۔ قم یا ابا تراب اے ابو تراب یعنی مٹی میں لتھڑے ہوتے اُٹھ جا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اس پیار و ملاطفت کو زندگی بھر یاد کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے خدا کی قسم اس لقب سے مجھ کو پکارا جانا جس قدر محبوب ہے اتنا کسی بھی نام سے مجھ کو پکارا جانا محبوب نہیں تو اسی طرح یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ کا عنوان اللہ رب العزت کی طرف سے اس حال میں جبکہ آپؐ رنج و غم کے عالم میں کپڑوں میں لپٹے ہوتے تھے۔ بارگاہِ خداوندی سے ملاطفت و محبت کا پیکرِ اعظم ہے تو فرمایا۔

اے چادر میں لپٹنے والے کھڑا رہ رات کو تہجّد و عبادتِ خداوندی میں مصروف رہتے ہوئے[۱]

[۱] اس ترجمہ میں یہ اشارہ ہے کہ اِلَّا قَلِیْلًا استثناء باعتبار عدد لیل ہے یعنی ہر رات کے لیے یہ حکم ہے لیکن اگر کسی رات قیام اللّیل نہ ہو سکے کسی عذر و بیماری کے باعث تو کوئی حرج نہیں۔ بعض*

www.ahlehaq.org

مگر کسی رات کہ اتفاقاً یا کسی عذر سے نہ ہو سکے تو کوئی حرج نہیں آدھی رات قیام کریں یا اس سے کچھ کم کر دیں یا اس پر کچھ زائد کر دیں جیسا بھی طبیعت کے نشاط اور ہمت کے لحاظ سے کر سکیں اور آہستگی وحسن صوت کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر قرآن کی تلاوت کریں قرآن چونکہ اللہ کا کلام ہے اس لیئے اسکی عظمت وادب کو ملحوظ رکھتے ہوتے پڑھیں۔

بے شک ہم آپ پر ڈال رہے ہیں بہت ہی وزن والا قول یعنی وحی الٰہی جس کی عظمت وہیبت کا قواتے بشریہ تحمل نہیں کر سکتے یہ تو اللہ کے پیغمبر کو خدا کی طرف سے عطا کردہ قوت حاصل ہوتی ہے وہ اس کا تحمل کر لیتا ہے[۱] بے شک رات کی بیداری بہت ہی سخت ہے نفس کو روندنے کے لحاظ سے اور بہت ہی درست ہے بات کہنے کے لحاظ سے[۲] کہ رات کی بیداری نفس کو چونکہ نہایت شاق ہے اس لحاظ سے

---

* مفسرین کی رائے میں قَلِیْلاً کا استثناء باعتبار اوقات وزمان اللیل ہے جس کا بیان اور تفسیر بعد میں اس طرح کی گئی اِنْصُفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلاً اَوْ زِدْ عَلَیْهِ ۱۲۔

[۱] حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو اپنی قدر ومنزلت کے اعتبار سے بہت قیمتی اور وزن دار اور اپنی کیفیات ولوازم کے اعتبار سے بہت ہی بھاری اور گرانبار ہے احادیث میں ہے کہ نزول قرآن کے وقت آپؐ پر بہت گرانی اور سختی گزرتی سردی کے موسم میں بھی آپؐ پسینہ پسینہ ہو جاتے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے حارث بن ہشامؓ نے حضرت عائشہؓ سے بیان کیا فرماتی تھیں کہ نزول وحی کے وقت شدید سردی میں بھی آپکی پیشانی مبارک پسینہ پسینہ ہو جاتی تھی اور اگر آپؐ کسی سواری پر ہوتے تو سواری برداشت نہ کر سکتی ایک مرتبہ آپکی فخذِ مبارک حضرت زید بن ثابتؓ کے زانو پر رکھی ہوئی تھی اس حالت میں وحی نازل ہونے لگی تو زید بن ثابتؓ کی ران پر اس قدر بوجھ محسوس ہوا کہ ڈرے کہ کہیں ران بوجھ سے چورا چورا نہ ہو جائے ۱۲ (فوائد عثمانی)

[۲] بالعموم اہل عرب ناشئۃ اللیل رات کی ساعتوں اور یکے بعد دیگرے پیش آنے والی گھڑیوں کو کہتے ہیں ناشئۃ اور ناشئی وضع لغت کی رُو سے تو پیدا ہونے والی چیز کو کہا جاتا ہے محاورات عرب میں کہتے ہیں نشأت نشأۃ اسی سے انشاء بمعنی پیدا کرنا ہے ابو عبیدؒ بیان کرتے ہیں کہ ناشئۃ اللیل رات میں رونما اور پیدا ہونے والی چیز کو کہیں گے تو انسان کا نفس بھی سونے کے بعد بیدار ہوا گویا کہ وہ دوبارہ پیدا ہوا ہے اس نسبت سے ناشئۃ اللیل قیام اللیل کے لیے استعمال کیا گیا ہے ابن الاعرابیؒ کہتے ہیں اوّل شب سونے کے بعد بیدار ہونے کو ناشئۃ اللیل کہا جائے گا شب میں بیدار رہنے کے بعد روح پر غیبی انوار وارد ہوتے ہیں۔

"وَطْاً" واؤ کے فتح کے ساتھ بمعنی روندنا تو اس معنی وضعی کے لحاظ سے یہ ترجمہ کیا گیا کہ "بہت ہی زیادہ سخت ہے نفس کو روندنے کے لحاظ سے"۔ باقی آئندہ صفحہ پر

www.ahlehaq.org

وہ نفس کو روندنا اور کچلنا ہوا اور یہ وقت چونکہ رات کی تاریکی اور خلوت کا ہے اس لحاظ سے جو بات بھی زبان سے نکلے گی وہ ذکر و تسبیح ہو یا دعا و استغفار، اخلاص اور اللہ رب العزت کی طرف خاص توجہ اور رجوع کی کیفیت سے ہی ہوگی پھر یہ وقت اللہ رب العزت کے آسمان دنیا پر نزول کا اور اپنے بندوں کی طرف خاص عنایت و رحمت کے ساتھ توجہ کا ہوتا ہے تو روحانی برکات سے اور زائد اسکی زبان اور اسکے قول میں درستگی اور اثر پیدا ہوگا۔

بے شک آپ کے واسطے دن میں تو بڑی ہی طویل مشغولی ہے تعلیم و تبلیغ دین احکام الٰہی کے بتانے کی اور انکے مطابق عمل کی تلقین و تربیت پھر کسی فرد یا جماعت کے لیے نہیں بلکہ پوری امت اور جملہ عالم کے اس نظام کو بتانے اور چلانے کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری اور اس کا انجام دینا کوئی معمولی بات نہیں بلاشبہ یہ بہت بڑی مصروفیت ہے اور ان مصروفیات کی تکمیل کے ساتھ جو کہ اصل مقصد رسالت اور فرائض نبوت ہیں اپنے رب کے ساتھ تنہائی میں مناجات عبادت و دعا بس رات کے

محاورات میں بولا جاتا ہے اشتدت علی القوم وطاء السلطان یعنی قوم پر بادشاہ کی گرفت اور تعدی بہت شدید ہو گئی ہے اس معنی کے پیش نظر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا میں یہ لفظ وارد ہوا اللّٰھم اشدد وطاتک علی مضر یعنی اے اللہ تو اپنی گرفت قوم مضر پر سخت کر دے تو جب انسان رات کی وہ نیند جو سب سے زیادہ مرغوب چیز ہوتی ہے قربان کرے گا تو لامحالہ نفس کو شاق ہوگا اور نفس اس طرح روندا جائے گا اس وصف کی عظمت و خوبی کا اندازہ فرمان خداوندی تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ سے بخوبی ہو رہا ہے مجاہدؒ اور ابن ابی ملیکہؒ وطاءً کے معنی مواطاۃ یعنی موافقت بیان کرتے ہیں اور اَشَدُّ وَطْاءً کے معنی کرتے ہیں اشد مواطاۃ اللسان بالقلب کہ رات کی بیداری زیادہ سے زیادہ قلب کے ساتھ زبان کی مطابقت کا وقت ہے اخیر شب کی بیداری اور تہجد کے فضائل کتب احادیث میں کثرت سے ذکر فرماتے گئے ہیں سب سے بڑھ کر یہ نعمت اور شرف کہ تہائی رات باقی رہنے پر اللہ رب العزت آسمان دنیا پر نزول فرما کر اپنے بندوں کو پکاریں کہ ہے کوئی گناہوں سے معافی مانگنے والے کہ میں اسکو معاف کروں ہے کوئی رزق کا طالب کہ میں اسکو رزق دوں۔ ہے کوئی عافیت مانگنے والا کہ اسے عافیت دوں۔

حضرات عارفین فرماتے ہیں تہجد گزار کے چہرے پر عجیب قسم کا نور نمایاں ہوتا ہے اور یہ بھی فرمایا اسکی قبر میں کبھی اندھیرا نہ ہوگا اسکی مشکلات آسان ہونگی اور اسکو دنیا کی ہر ایک ظلمت سے نجات ملے گی خواہ وہ ظلمت مصائب و آفات کی ہو یا افکار و فتن کی ہو واللہ اعلم ۱۲

(تفسیر ابن کثیر جلد رابع، تفسیر روح البیان، تفسیر روح المعانی، تفسیر فتح المنان)

www.ahlehaq.org

ان ہی حصّوں میں ہو سکتی ہے کہ خلوت و یکسوئی کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کرلیں اور اس طرح تہجد کے ذریعہ ریاضت اور صفاء باطن کے اعلیٰ مدارج و مراتب طے فرماتے رہیں اور یاد کیجیئے اپنے رب کا نام اور تسبیح و تحمید کی صورت میں اسی کا ذکر کرتے رہیئے اور تمام شواغل و علائق سے منقطع ہو کر بس اسی کی طرف متوجہ ہو جایئے۔

دنیا اور علائق دُنیا سے منقطع ہو جانے سے انسان کو ذرہ برابر بھی یہ تصور نہ کرنا چاہیئے کہ میں اس مادی دنیا میں پھر اپنی زندگی کیونکر بسر کروں گا وہ تو مشرق و مغرب اور کائنات کے ہر ہر گوشہ کا رب ہے جسکے سوا کوئی معبود نہیں بس اسی کو اپنا کارساز بنا لیجیئے جو ہر مخلوق کو عالم میں پالتا ہے یقیناً وہ اپنے اس بندے کے سارے کام بھی سنوار دے گا بالخصوص جو بندہ دنیا سے کٹ کر اپنے رب کی طرف رخ کر چکا ہے دنیا اور اہل دنیا سے منہ موڑ کر اللہ رب العزت کی طرف رجوع کرنا نفس کے لیے بڑا ہی دشوار کام ہے اور اس میں بڑی رکاوٹیں اور تکلیفیں پیش آتی ہیں جیسا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بعثت کے بعد پیش آئیں مشرکین مکہ بڑی دل آزار حرکتیں اور باتیں کرنے لگے تو فرمانِ خداوندی نے ہمت دلائی کہ اور صبر کیجیئے ان باتوں پر جو وہ کہتے ہیں اور چھوڑ دیجیئے انکو مناسب طریقہ سے نہ دل میں کینہ رکھیئے اور نہ ہی غیظ و غضب ہو اور نہ ہی رنج و فکر بلکہ بڑی ہی خوبی اور حوصلہ کے ساتھ ان سے صرف نظر کر لیجیئے اور جھٹلانے والے مالداروں کو میں ایسے تکذیب و تردید کرنے والے متکبر مالداروں سے خود نمٹ لوں گا اور مہلت دیں انکو کچھ تھوڑی سی حق و صداقت کو جھٹلانے والے جو دنیا میں عیش و آرام کی زندگی گذار رہے ہیں انکی یہ حالت ہمیشہ نہیں رہے گی یہ لوگ خدا کی گرفت اور عذاب سے نہ دنیا میں بچ سکیں گے نہ آخرت میں بے شک ہمارے پاس بڑی سخت بیڑیاں ہیں اور دہکتی ہوئی آگ ہے اور ایسا کھانا ہے جو حلق میں پھنس جانے والا ہو اور بھی اسکے علاوہ دردناک عذاب، سانپ اور بچھو جن کے زہر سے پتھر بھی چورا چورا ہو جاتے جس کی ابتداء اس دن سے ہو جائے گی جب کہ زمین کانپنے لگے گی اور پہاڑ بھی جن کی جڑیں زلزلہ سے کانپ کر ڈھیلی ہو جائیں گی اور زمین پر گر کر وہ پہاڑ ہو جائیں گے ریت کے تودے جن پر قدم نہ جمتے ہوں گے۔

بلاشبہ اس وقت کے شدید عذاب کو کسی کی طاقت اس کا قبیلہ اور مال و دولت نہیں ٹلا سکے گی تو اے ہمارے پیغمبر آپؐ انکی بے ہودہ باتوں پر صبر کریں اور انتظار کریں اس عذاب و ذلت کا بھی جو دنیا میں ان کافروں کے واسطے طے ہے اور آخرت کے اس عذاب کا بھی جس کی شدت اس طرح ہو گی کہ زمین اور پہاڑ بھی لرز جائیں گے۔

---

www.ahlehaq.org

إِنَّآ أَرْسَلْنَآ إِلَيْكُمْ رَسُولًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ

ہم نے بھیجا تمہاری طرف رسول بتانے والا تمہارا

كَمَآ أَرْسَلْنَآ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ﴿١٥﴾ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ

جیسے بھیجا فرعون پاس رسول پھر کہا نہ مانا فرعون نے

الرَّسُولَ فَأَخَذْنَٰهُ أَخْذًا وَبِيلًا ﴿١٦﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن

رسول کا پھر پکڑی ہم نے اس کو پکڑ وبال کی پھر کیونکر بچو گے ؟ اگر

كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَٰنَ شِيبًا ﴿١٧﴾ ٱلسَّمَآءُ مُنفَطِرٌۢ

منکر ہو گئے اس دن سے جو کر ڈالے لڑکوں کو بوڑھا آسمان پھٹنا ہے اس میں

بِهِۦ ۚ كَانَ وَعْدُهُۥ مَفْعُولًا ﴿١٨﴾ إِنَّ هَٰذِهِۦ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَن شَآءَ

ہے اس کا وعدہ ہونا یہ تو سمجھوتی ہے پھر جو کوئی چاہے

ٱتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِۦ سَبِيلًا ﴿١٩﴾ ع ۱ ۱۹ ۱۳

بنا رکھے اپنے رب کی طرف راہ

اتمام حجّتِ خداوندی بر منکرین و کفار بہ بعثت سیّد الابرار خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ تعالیٰ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ..... اِلٰى ..... اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا

(ربط) ابتداء سورت میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام اللیل کے امر کے ساتھ خدا کے ذکر کی تاکید فرمائی گئی تھی اور یہ کہ منکرین و مشرکین کی ایذاء رسانی پر صبر کریں اور اللہ رب العالمین کی مدد کا انتظار فرمائیں اور اس امر کا کہ خدا کا عذاب مجرمین پر دنیا اور آخرت میں آکر رہے گا اب ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر فرما کر کفار مکہ کو تنبیہ کی جا رہی ہے اور فرمایا جا رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

www.ahlehaq.org

علیہ وسلم کی بعثت کو کفارِ مکہ بالکل ایسا ہی سمجھ لیں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا گیا تو اس تاریخی حقیقت سے کفارِ مکہ کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے تو ارشاد فرمایا۔

بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجدیا ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف اپنا رسول بھیجا تھا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام جو ایک مستقل شریعت اور کتاب لیکر مبعوث ہوتے اور اسی کے ساتھ وہ اپنے وقت سے نبی آخر الزمانؐ کی بشارت بھی سُناتے رہے پھر فرعون نے رسولِ خدا کی نافرمانی کی تو ہم نے پکڑ لیا اسکو بڑی ہی ذلت کی پکڑ کے ساتھ اور وہ باوجود اپنے لشکر، طاقت و قوت اور مال و دولت کے بھی دریا کی موجوں میں ایسی ذلّت کے ساتھ غرق کردیا گیا کہ تاریخ عالم میں اس سے زیادہ ذلت و بے بسی کی ہلاکت تصور نہیں کی جا سکتی تو جب فرعون جیسا طاقت ور رسولِ خدا کی نافرمانی پر ہلاک کردیا تو بتاؤ تم کیسے بچ سکو گے اگر تم کفر کرتے رہے اس دن کے عذاب سے کہ اس کی شدت بچوں کو بوڑھا بنا دے گی اور آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے گا اس دن کی شدّت سے بے شک اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے خواہ تم اس کو اپنی شقاوت و بدبختی سے کتنا ہی بعید سمجھو۔

بے شک یہ ایک نصیحت ہے جو تمہیں تاریخی حقیقت اور عبرت ناک انجام کے ساتھ کردی گئی ہے اب جس کا دل چاہے اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کرلے انسان کے لیئے بس یہی کافی ہے کہ اسکو نصیحت کردی جاتے نفع و نقصان سے آگاہ کردیا جاتے اب اس کے بعد وہ اپنی راتے اور سمجھ سے جس راہ کو چاہے اختیار کرلے اگر اس نے اللہ کا راستہ اختیار کر لیا تو اللہ کے فضل و کرم سے نجات و فلاح پاتے گا اور اگر دیدہ و دانستہ ہدایت اور حق سے انحراف و نافرمانی کرے تو سزا اور عذاب کا عقلاً مستحق ہوگا اور اللہ رب العزت اسکی نافرمانی پر جو بھی سزا دے وہ اس کا عدل و انصاف ہی ہوگا اس پر اعتراض عقل اور فطرت کے خلاف ہے

یہ سورۃ مبارکہ مکی زندگی کی ابتداء میں نازل ہوتی تھی جب کہ عالم اسباب میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ داعی اسلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے صحابہ کی اس بے سروسامانی اور تکالیف و پریشانیوں میں مبتلا ہونے کے باوجود ایسا اعلان کیا جا سکتا ہے کہ خدا اپنے رسول کو غالب فرماتے گا اور منکرین کو اسی طرح ہلاک و ذلیل کرے گا جس طرح کہ فرعون اور اسکی جماعت کو کیا گیا مگر تاریخ اسلام نے اللہ رب العزت کے اس فرمان و بشارت کی تصدیق و تکمیل کردی کہ وہی منکرین بدر میں ذلیل ہوتے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ نصیب ہوتی اور تمام سرداران قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر جھکاتے ندامت اور شرم ساری کے ساتھ کھڑے معافی مانگ رہے تھے قومِ قریش کی یہ ذلت و پشیمانی اور مغلوبی فرعون اور اسکی جماعت کے دریا میں غرق ہونے سے کم نہ تھی۔

www.ahlehaq.org

یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا سے متعلق فائدہ

روزِ قیامت کی شدت وہیبت یہاں پہلے اس عنوان سے ذکر فرمائی گئی یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ کہ زمین لرزنے لگے گی اور پہاڑ کی بلند چٹانیں ریزہ ریزہ ہو کر زمین کی سطح پر آگریں گی اور پہاڑ ریت کے ٹیلے ہو جائیں گے اسکے بعد دوسری تعبیر روزِ قیامت کی شدت کی اس طرح فرمائی گئی۔ یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا کہ وہ دن اپنے طول یا ہیبت و شدت کے باعث بچوں کو بوڑھا بنا دے گا۔

بعض ائمہ مفسرین اس کا منشاء اس دن کا طول بیان کرتے ہیں اس بناء پر حق تعالیٰ نے اس دن کی مقدار کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ایک ہزار برس کے برابر فرمائی ہے۔

عکرمہؓ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ دن قیامت کا ہوگا اور یہ کیفیت اس وقت ہوگی جب کہ اللہ رب العزت میدانِ حشر میں آدمؑ کو فرمائے گا کہ اے آدمؑ اپنی ذرّیت میں سے جہنم کا ایندھن نکال لو یعنی جو جہنم میں ڈالے جائیں گے تو آدم پوچھیں گے کتنے عدد میں کتنے جہنم کے لیے نکالوں تو فرمایا جائے گا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے (۹۹۹) تو یہ سن کر سب اہل محشر گھبرا جائیں گے کہ ایک ہزار کی تعداد سے صرف ایک آدمی نجات پائے گا باقی جہنم کا ایندھن ہونگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی جب یہ گھبراہٹ دیکھی تو فرمایا "اے مسلمانو! تمہیں بشارت ہو کہ ہزار میں کا ایک تم میں سے ہوگا اور باقی یاجوج ماجوج سے پورے کر دیئے جائیں گے" اور دیگر امتوں کے کفار سے جس کا نتیجہ الحمدللہ یہ ہوگا کہ امتِ محمدیہ حق تعالیٰ کے فضل سے سب کی سب ہی کسی نہ کسی طرح نجات پالے گی اور جہنم کا ایندھن یاجوج وماجوج و دیگر ملتوں کے کفار سے پورا کر دیا جائے گا اور اگر دیکھا جائے تو کل انسانوں کی تعداد کے لحاظ سے امت محمدیہ کا عدد شاید اتنا ہی نکلے یعنی ایک نی ہزار تو اس اعتبار سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وضاحت ایک عظیم بشارت ہو گئی۔

فللہ الحمد حمدًا کثیرًا

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ

تیرا رب جانتا ہے تو اُٹھتا ہے

اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ

نزدیک دو تہائی رات کے اور آدھی رات اور تہائی رات اور کتنے

www.ahlehaq.org

الَّذِيْنَ مَعَكَ ۭ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ عَلِمَ اَنْ لَّنْ

لوگ تیرے ساتھ کے اور اللہ ماپتا ہے رات کو اور دن کو اس نے جانا کہ

تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ۭ عَلِمَ

تم اسکو پورا نہ کرسکو گے پھر تم پر معافی بھیجی سو پڑھو جتنا آسان ہو قرآن - جانا

اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ

کہ آگے ہوں گے تم میں کتنے بیمار اور کتنے اور پھرتے ملک میں

يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ

ڈھونڈھتے اللہ کا فضل اور کتنے اور لڑتے اللہ کی راہ

اللّٰهِ ۣ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

میں سو پڑھو جتنا آسان اس میں سے اور کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ

وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ

اور قرض دو اللہ کو اچھی طرح قرض دینا اور جو آگے بھیجو گے اپنے واسطے

مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ۭ

کوئی نیکی اس کو پاؤ گے اللہ کے پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع ۲ ۱ ۱۴

اور معافی مانگو اللہ سے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حکم تخفیف در قیام لیل و رخصت برائے ضعفاء و مجاہدین

قال اللّٰہ تعالیٰ . اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ . . . . . اِلٰى . . . . اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(ربط) گزشتہ آیات میں تہجد اور قیام لیل کا حکم اسکی تاکید اور فضیلت کا بیان تھا اور اسی کے ساتھ اللہ پر

www.ahlehaq.org

توکل و بھروسہ اور دنیوی مشقتوں پر تحمل وصبر کی تلقین تھی اب ان آیات میں تہجد کے بارہ میں اللہ ربُّ العزت نے جو تخفیف فرمائی اس کا بیان ہے اور یہ کہ فرائضِ اسلام تو ہر حال میں لازم ہیں سفر و حضر ہو یا صحت و تندرستی لیکن جو عبادات تطوع اور نفل ہیں ان میں اللہ رب العزت نے مریضوں مسافروں مجاہدوں اور ضعیفوں کے لیئے رخصت و سہولت رکھی ہے تو ارشاد فرمایا۔

بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ کھڑے رہتے ہیں تہجد اور عبادت خداوندی میں قریب رات کے دو تہائی حصّہ کے اور کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات اور آپ کے ساتھ ایک گروہ ان لوگوں میں سے جو آپ کے ساتھ ہیں اسی طرح آپؐ کا اور آپ کے اصحاب کا شوق وجذبہ قیام اللیل اور صلوٰۃ تہجد کا، اللہ رب العزت دیکھ رہا ہے کہ آپؐ اور آپ کے اصحابؓ کبھی آدھی رات کے قریب اٹھ جاتے ہیں اور کبھی اس سے بھی قبل حتیٰ کہ دو تہائی حصّہ بیداری میں گذرتا ہے اور کبھی سفر و مرض اور مصروفیت کی وجہ سے ایک تہائی حصہ اور یہ سب احوال درحقیقت قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اَوْ زِدْ عَلَيْهِ پر عمل کی صورت تھی کہ قیام اللیل کے حکم میں رات کے ٹکڑے جس جس مقدار میں بیان کیئے گئے ہیں ان سب پر عمل ہو جاتے۔

اور ظاہر ہے اللہ ہی ٹھیک ٹھیک اندازہ رکھتا ہے رات اور دن کا یا اس اندازہ کے لحاظ سے کہ وقت عبادت میں گذرا یا یہ کہ ان ٹکڑوں میں کیسے آثار و برکات ہیں اور وہ عابدین و ذاکرین کو کس حد تک مل رہے ہیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ بطور فرض اس پر عمل پیرا رہے اور اسکی پابندی میں جو بھی جسمانی مشقت ہوتی برداشت کرتے رہے تا آنکہ اللہ رب العزت نے ایک سال بعد حکم تخفیف نازل فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا خدا نے جان لیا ہے کہ تم اس کا احاطہ اور عملی پابندی نہیں کر سکتے ہو اس سہولت کے ساتھ جو اللہ نے اپنے دین میں رکھنے کا ارادہ فرما لیا ہے اور کبھی نہ کبھی سابق زمانہ میں کسی سے اس حد اور مقدار کے نباہ نہ ہو سکنے کے باعث کوتاہی بھی ہوتی ہو گی تو اللہ نے تم پر مہربانی کی اور درگذر فرما لیا لہٰذا اب تمہاری راحت اور سہولت کے پیش نظر حکم ہے پڑھ لیا کرو جو کچھ تم کو قرآن میں سے آسان ہو اور یہ پابندی تم سے اس لیئے ہٹا دی گئی خدا کو معلوم ہے تم میں سے کچھ بیمار ہوں گے کیونکہ ہر انسان ہمیشہ تندرست نہیں رہتا اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو زمین میں سفر کریں گے اللہ کا فضل اور اسکی رحمت و رزق تلاش کرتے ہوئے تجارت کے لیے حصولِ علم کے لیے مختلف علاقوں کا سفر کرنا ہو گا کچھ ہجرت کریں گے کچھ روحانی تربیت کے لیے اولیاء و صالحین کے پاس جائیں گے اور کچھ ایسے ہوں گے جو اللہ کی راہ میں قتال کریں گے اور جہاد کے لیے ان کو مشرق و مغرب کا سفر کرنا ہو گا اس لیے اب حکم یہی ہے کہ پڑھ لیا کرو جس قدر بھی قرآن میں سے آسانی سے پڑھ سکو اپنے آپ کو زیادہ مشقت میں ڈالنے کی ضرورت نہیں اور البتہ فرض نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور قرض دیتے رہو اللہ کو قرض حسنہ اور اس کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے جس کا وہ تمکو بہترین بدلہ دے گا

www.ahlehaq.org

اور اس طرح تمہارا دیا ہوا تمہیں واپس مل جائے گا اور بڑی ہی برکت اجر و ثواب اور اللہ کی خوشنودی کے ساتھ اور یہ بات خوب جان لو جو بھی کچھ تم نیکی کا کام اپنے سے پہلے بھیجو گے یقیناً تم اسکو اللہ کے یہاں پاؤ گے کیونکہ وہ تو بہت ہی بہتر اور عظیم اجر و ثواب عطا کرنے والے ہیں اور انسان اپنی طبعی کمزوریوں سے بہت کچھ کوتاہیاں اور غلطیاں کر لیتا ہے تو اللہ سے معافی مانگتے رہو بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے اسکی بارگاہ میں اہل ایمان کے استغفار و توبہ کی بڑی قدر و منزلت ہے

فرضیت تہجد اور ایک سال بعد تخفیف کا حکم

سورۃ مزمّل کی ان آیات کے ذریعہ ابتداء اسلام میں تہجد کو فرض کیا گیا تھا اور جمہور مفسرین کی رائے یہی ہے کہ یہ فرضیت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سب کے حق میں تھی ایک سال تک اسی طرح اس پر عمل ہوتا رہا تا آنکہ ایک سال گذرنے پر اس سورۃ کا آخری حصہ عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی الخ سے فرضیت منسوخ کر کے نفل کر دیا گیا۔

ائمہ مفسرین میں سے مقاتلؒ اور ابن کیسانؒ سے منقول ہے کہ تہجد کو مکی زندگی میں سورۃ مزمّل کے نازل ہونے پر فرض کر دیا گیا تھا اور وہ زمانہ پنجگانہ نمازوں کی فرضیت سے قبل تھا (جیسا کہ ظاہر ہے) پھر بعد میں فرضیت منسوخ کر دی گئی البتہ بطور تطوع اور نفل کے اس کی فضیلت قائم و برقرار رہی۔

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے حدیث جابر بن عبداللہؓ میں اور امام ابو داؤدؒ احمد بن حنبلؒ مسلمؒ

۴ امام بخاریؒ نے اعمش بن ابراہیم حارث بن سوید کی روایت ذکر کی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ایکم مالہ احب الیہ من	بتاؤ تم سے کون شخص ایسا ہے جسکو اپنا
مال وارثہ قالوا یارسول اللہ	مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب
ما منا احد الا مالہ احب	ہو لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ
الیہ من مال وارثہ (الخ)	ہم میں سے ہر شخص ایسا ہی ہے کہ اس کو

اپنا مال بہ نسبت اپنے وارث کے مال کے زائد محبوب ہے آپؐ نے ذرا سوچ کر کہنے کو فرمایا لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم تو یہی جانتے ہیں آپ نے فرمایا سن لو ہر شخص کا اپنا مال وہ ہے جو اس نے پہلے بھیج دیا (یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا) اور وارث کا مال وہ ہے جو چھوڑ کر مر گیا آیت مبارکہ میں قرض کا عنوان اللہ کی راہ میں خرچ کی عزت و کرامت پر نہایت واضح طور پر دلالت کر رہا ہے اور یہی وہ عنوانِ کرامت ہے جو اس آیت میں اختیار کیا گیا ہے۔

www.ahlehaq.org

اور نسائیؒ وغیرہ نے سعد بن ہشامؒ سے روایت کیا ہے بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے ام المؤمنین آپ مجھے خُلقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ارشاد فرمائیے کہ کیا تھا؟ فرمایا کیا تم قرآن کریم نہیں پڑھتے ہو عرض کیا جی ہاں فرمایا کہ بس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا خلق مبارک (یعنی اسوہ اور عادت) قرآن تھا بیان کرتے ہیں میں نے ارادہ کیا کہ میں اٹھ کر واپس چلا جاؤں (کیونکہ اس جواب کی جامعیت کے بعد مزید کچھ سوال کی گنجائش ہی نہ رہی تھی) اور یہی سوچا کہ اب آئندہ کسی سے بھی دریافت نہیں کروں گا جب تک میں زندہ رہوں لیکن پھر خیال آیا کہ (خاص طور پر) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قیام لیل کے بارہ میں دریافت کر لوں تو عرض کیا اے ام المؤمنین ارشاد فرمائیے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تہجد کے بارہ میں تو فرمایا کہ کیا تم سورۃ یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ نہیں پڑھتے عرض کیا جی ہاں! فرمایا تو بس سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی ابتدائی آیات سے قیام لیل فرض کیا تھا جس کے بعد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ ایک سال تک قیام لیل کرتے رہے (پوری پابندی کے ساتھ اور اس طرح کہ لازم سمجھتے تھے) اور اللہ رب العزت نے اس سورت کے آخری حصہ کو بارہ مہینہ تک آسمانوں میں روکے رکھا تا آنکہ سورت کے آخری حصہ یعنی اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ کو نازل کر کے تخفیف فرما دی اور پھر اس کے بعد قیام لیل نفل کر دیا گیا۔

بعض مفسرین کا خیال یہ ہے کہ فرضیت کا نسخ عام صحابہ کے حق میں ہوا آپؐ کے حق میں فرضیت بدستور باقی رہی غالباً انکی نظر اس آیت پر ہوگی وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ اور نافلہ کے معنی زائدہ کیے گئے اور مفہوم یہ ہوا کہ صیغۂ امر سے آپؐ کو تہجد کی پابندی کا خطاب اور حکم فرمایا جا رہا ہے اور تہجد کی اس پابندی کو یہ فرمایا گیا کہ یہ آپؐ کے حق میں خاص ہے اور اسکی فرضیت مفروضہ نمازوں سے زائد کی گئی نہ کہ دوسروں کے حق میں۔ دوسروں کے حق میں تو یہ تطوع و نفل کر دی گئی ہے لیکن یہ بات اس وجہ سے قابل تامل ہے کہ یہ حکم ناسخ جب نازل ہوا تو اس وقت پنجگانہ نمازوں کی فرضیت کا حکم نہیں اترا تھا۔

علامہ آلوسیؒ کا رجحان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے جو جمہور محدثین و مفسرین کی رائے ہے بعض مفسرین کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء سورت سے قیام لیل کی فرضیت ہر ایک کے حق میں نہ تھی فرضیت صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں تھی ان کا مطمح نظر بظاہر یہ ہے کہ آیت ناسخہ میں یہ جو فرمایا گیا وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ،، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ میں سے ایک گروہ کا یہ معمول ہوا۔ اگر قیام لیل سب پر فرض ہوتا تو یہ فرمایا جاتا اَلَّذِيْنَ مَعَكَ لیکن یہ عنوان اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ممکن ہے بلکہ متوقع ہے کہ آپؐ کے ساتھ چند صحابہ بھی قیام لیل کرتے ہوں گے باقی جملہ صحابہ اپنی جگہوں مکانوں میں کرتے ہوں گے تو اس لحاظ سے وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ فرمایا۔

www.ahlehaq.org

فائدہ سورۂ مزمّل مکی ہے جیسا کہ معلوم ہے اور زکوٰۃ کا حکم مدینہ منوّرہ میں ہجرت کے بعد ۲ھ میں نازل ہوا تو اس سورت میں اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کے ساتھ حکم وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ نازل ہوا علماء مفسرین فرماتے ہیں کہ اجمالاً نفس فرضیّت کا حکم تو مکہ مکرمہ میں نازل ہو گیا تھا نصاب کی تعیین اور تفصیل مدینہ میں نازل ہوئی اس لحاظ سے حکم زکوٰۃ کی فرضیّت مدنی زندگی میں بیان کی جاتی ہے۔

نمازوں میں مطلق قرأۃ قرآن کی فرضیّت

علامہ آلوسیؒ تفسیر روح المعانی میں بیان کرتے ہیں آیت مزمّل فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ سے حضرات حنفیہ یہ استدلال کرتے ہیں کہ نماز میں فرضیّت مطلق قرأۃ کی ہے جو کچھ آسان ہو خاص طور پر سورۂ فاتحہ فرض نہیں کیونکہ نص کتاب اللہ یا حدیث متواتر سے فرضیت ورکنیت ثابت ہوتی ہے تو جس طرح اِرْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا کے کلمات قرآن کریم کی آیات میں رکوع وسجود کی رکنیت ثابت کر رہے ہیں اسی طرح فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ کی تعبیر نفس قرأت کی فرضیّت ورکنیت ثابت کرتی ہے۔ امام شافعیؒ امام مالکؒ رکنیت وفرضیت فاتحہ کے قائل ہیں حدیث عبادۃ بن الصامت لاصلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب الخ اور حدیث ابی ھریرۃ من صلی صلوٰۃ لم یقرء فیھا بام القرآن فھی خداج۔

حضرات حنفیہ کی طرف سے اسکے متعدد جوابات اور بیان کردہ مسئلہ کے لیئے متعدد دلائل بیان کیئے ہیں جن کی تفصیلات شروح فقہ میں مذکور ہیں اصولی طور پر یہ بات واضح ہے جیسا کہ قاضی ابوبکر جصاصؒ نے احکام القرآن میں بیان فرمایا ماتیسر میں حکم عموم اور اطلاق کے ساتھ ہے اسکو مخصوص کرنا خبر واحد کے ذریعہ سے اصولاً درست نہیں ہے اور یہ قرار دینا کہ ماتیسر میں اجمال ہے اور اسکی توضیح خبر واحد سے ہوئی صحیح نہیں ہے دلالت عربیہ سے یہ عنوان اطلاق ہی کا ہے۔

خبر واحد کو تفسیر وہاں قرار دیا جا سکتا ہے جہاں تعبیر میں از روئے وضع لغت ابہام ہو اور اس طرح اس پر عمل ممکن نہ ہو اور ظاہر ہے کہ یہاں یہ صورت نہیں بلکہ بہت ممکن ہے کہ بعض صورتوں میں تو حدیث لاصلوٰۃ کو ماتیسر کی تفسیر قرار دینے میں خود نص ماتیسر کا ابطال لازم آجائے بایں صورت کہ ایک شخص کو سورۂ فاتحہ کی سات آیات کی تلاوت دشوار ہو اور ممکن نہ ہو اسکے بالمقابل قرآن کی اور کوئی آیت آسان اور ممکن ہو تو ایسی صورت میں لا محالہ یہ لازم آئے گا کہ ماتیسر سے ہم فرضیت ہونے کے قائل نہ ہوں اور ماسوٰی فاتحہ کے دوسری آیات آسان اور ممکن التلاوت ہونے کے باوجود سورۂ فاتحہ کی قرأۃ کا اسکو مامور سمجھیں اس وجہ سے

www.ahlehaq.org

حنفیہ نے یہ موقف اختیار فرمایا کہ نفس قرآۃ ماتیسر رکن اور فرض ہے قرآۃ فاتحہ رکن نہیں علاوہ ازیں یہ بھی اصولی امر ہے کہ خبر واحد سے فرضیت ثابت نہیں ہو سکتی البتہ وجوب کی حد تک خبر واحد سے ثبوت ممکن ہے۔

تفصیل کیلئے شروح حدیث وشروح فقہ کی مراجعت فرمالی جائے نیز یہ مسئلہ اور بحث نفس قرآۃ فی الصلوٰۃ سے متعلق ہے نہ کہ قرآۃ فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ سے متعلق اسکے لیئے آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ، کی تفسیر میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ اصولی دلائل بیان فرما دیئے ہیں وہاں تفصیل ملاحظہ فرمالی جائے

الحمد للہ قد تم تفسیر سُورۃُ المزّمّل۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّر

اس سورت میں خاص طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت کی عظمت و برتری کا ذکر کرتے ہوئے دعوۃ اسلام اور پیغام توحید کے لیے مستعد و کمر بستہ ہونے کا حکم فرمایا گیا یہی وہ پہلی سورت یا آیات ہیں جو اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ کے نازل ہونے کے بعد نازل ہوئیں انہی آیات کے نزول پر آپکے دور رسالت کا آغاز ہوا جبکہ اس سے قبل آپ موحیٰ الیہ اور نبی کی حیثیت میں تھے۔

غارِ حرا میں ابتداء وحی اور بعثت کے بعد ایک مُدت ایسی گذری جس میں کوئی وحی نہیں اتری آپؐ منتظر و مشتاق رہتے اور کبھی کبھی شدتِ شوق و انتظار میں مکہ کی آبادی سے باہر بھی نکل جاتے تا آنکہ ایک دفعہ آپ نے آوازیں سنیں کہ کوئی آپ کو پکار رہا ہے آپ نے آگے پیچھے دائیں بائیں دیکھا کوئی نظر نہ آیا پھر سر بلند فرمایا تو دیکھا کہ وہی فرشتہ جو غار حرا میں آیا تھا ایک کرسی پر ہے جو آسمان و زمین کے درمیان ہے اس نے آسمان کا کنارا گھیر رکھا ہے اسکو دیکھ کر آپ پر رعب طاری ہوا جیسے غار حرا میں نزول وحی سے ہیبت و کپکپی آپؐ پر طاری ہوئی تھی اسی طرح اس مرتبہ بھی پیش آئی اور آپ گھر واپس آکر فرمانے لگے دثرونی دثرونی۔ مجھے چادر اوڑھا دو مجھے چادر اوڑھا دو اسی حالت میں یہ آیات نازل ہوئیں یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ۔

نبوت و رسالت کی ذمہ داریوں کے لیئے کمر بستہ ہونے کے حکم کے ساتھ چند اور بنیادی اصول بھی اس سورت مبارکہ میں بیان فرمائے گئے صبر و استقامت اور حلم و درگذر کی ہدایت فرمائی گئی اور یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ مجرمین اس دھوکہ میں نہ رہیں کہ ان کے جرم پر ان کو کوئی پکڑنے والا نہیں ہے یقیناً انکو اپنے اس

www.ahlehaq.org

بے ہودہ کردار اور کفر و نافرمانی کی سزا بھگتنی پڑے گی اور اہل ایمان و طاعت خدا کے انعامات سے سرفراز کیئے جائیں گے غرض اسی طرح کے مضامین کے ساتھ قرآن کریم کی عظمت و حقانیت کو بھی بیان فرمایا گیا۔

جن حضرات سے یہ منقول ہے کہ سورۃ مدثر اول ما نزل فی القرآن ہے انکی نظر جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت پر ہے جس میں اس طرح بیان فرمایا گیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے فترت وحی یعنی غارِ حرا میں اقراء نازل ہونے کے بعد جو ایک مدت تقریباً پونے تین سال انقطاع وحی کی گذری اسکے بعد سب سے پہلے یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ نازل ہونے والی آیات بیان کی ہیں چنانچہ امام بخاری نے باب بدء الوحی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس مجمل روایت کی وضاحت کردی جس سے سورۃ مدثر کی اولیتِ نزول کا گمان کیا گیا اور یہ اس طرح واضح فرما دیا کہ وھو یحدث عن فترۃ الوحی کہ جابر رضی اللہ عنہ فترت وحی کا قصہ بیان کرکے فرماتے ہیں کہ اسکے بعد جو آیات سب سے پہلے اتریں اور پھر نزول وحی کا سلسلہ پے در پے اور مسلسل جاری ہوا وہ یہ آیات ہیں لہٰذا اب اس بات کی گنجائش نہ رہی کہ یہ کہا جائے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ سب سے پہلے اقراء نازل ہوئی یا۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ اور یہی کہا جائے گا کہ یہ امر اجماعی اور متفق علیہ ہے کہ سب سے پہلے وحی غار حرا میں اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ کی ابتدائی پانچ آیات ہیں اور پھر فترت وحی کے بعد سب سے پہلے نازل ہونے والی آیات یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ہیں اور حضرت جابرؓ اسی کو روایت کر رہے ہیں۔

اٰیَاتُهَا ۵۶ ۷۴ = سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ = ۴ فِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ مدثر مکی ہے اور اس میں چھپن آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ﴿۳﴾ وَثِيَابَكَ

اے لحاف میں لپٹے! کھڑا ہو پھر ڈر سنا اور اپنے رب کی بڑائی بول اور اپنے کپڑے

فَطَهِّرْ ۙ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۙ﴿۶﴾ وَلِرَبِّكَ

پاک رکھ اور کتھرے کو چھوڑ دے اور نہ کر کہ احسان کرے اور بہت چاہے اور اپنے رب کی

فَاصْبِرْ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۙ﴿۸﴾ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ

راہ دیکھ پھر جب کھڑکھڑاتے وہ کھوکھرا پھر وہ اس دن مشکل دن

www.ahlehaq.org

عَسِيْرٌ ﴿٩﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿١٠﴾ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ

ہے منکر دل پر نہیں آسان چھوڑ دے مجھ کو اور اُسکو جو میں

وَحِيْدًا ﴿١١﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿١٢﴾ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ﴿١٣﴾

نے بنایا اکّا اور دیا اسکو مال پھیلا کر اور بیٹے مجلس میں بیٹھنے والے

وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿١٤﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿١٥﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ

اور تیاری کردی اسکو خوب تیاری پھر لالچ رکھتا ہے کہ اور دوں کوئی نہیں

كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿١٦﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿١٧﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ

وہ ہے ہماری آیتوں کا مخالف اب اس سے چڑھواؤں گا بڑی چڑھائی اس نے سوچ کیا اور

قَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ

دل میں ٹھہرایا سو مارا جاوے! کیسا ٹھہرایا ؟ پھر مارا جاوے کیسا ٹھہرایا ؟ پھر

نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ

نگاہ کی پھر تیوری چڑھائی اور منہ تھتھایا پھر پیٹھ دی اور غرور کیا پھر بولا

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿٢٤﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾

اور نہیں یہ جادو ہے چلا آتا اور نہیں یہ کہا ہے آدمی کا

سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿٢٦﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا

اب اسکو ڈالوں گا آگ میں اور تو کیا بوجھا کیسی ہے وہ آگ ؟ نہ باقی رکھے اور نہ

تَذَرُ ﴿٢٨﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلْنَآ

چھوڑے نظر آتی ہے پنڈے پر اس پر مقرر ہیں انیس شخص اور ہم نے جو رکھے

اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً

ہیں دوزخ پر لوگ اور نہیں فرشتے ہیں اور ان کی جو گنتی رکھی سو جانچنے کو

www.ahlehaq.org

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ

منکروں کے تا یقین کریں جن کو ملی ہے کتاب اور بڑھے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

ایمانداروں کو ایمان اور دھوکہ نہ کھاویں جن کو ملی ہے کتاب

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ

اور مسلمان اور تا کہیں جن کے دل میں روگ ہے اور

الْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ

منکر کیا غرض تھی اللہ کو اس کہاوت سے بھول بچلاتا ہے اللہ

مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ

جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے جس کو چاہے اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکر

اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ۝۳۱ ع

مگر وہی آپ اور وہ تو سمجھوتی ہے لوگوں کے واسطے

ع ۱ ۳۱ ۱۵

حکم اعلان توحید و رسالت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
و تہدید و مذمت بر اعراض مجرمین

قال اللہ تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ ..... اِلٰى ..... اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ

(ربط) سورۂ مزمل کے آخر میں بالخصوص احکامِ خداوندی کی اطاعت کا حکم فرمایا گیا تھا اور یہ کہ ایمان کا تقاضا ہے کہ اہل ایمان نمازیں قائم رکھیں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں اور حق تعالیٰ کی راہ میں انفاق و ایثار سے کبھی بھی گریز نہ کریں یہ تو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ایک قرض حسن ہے جو بڑی ہی برکتوں اور زیادتیوں کے ساتھ قرض دینے والوں کو واپس ملے گا اور دارِ آخرت کے واسطے بہترین ذخیرہ ہے جو دنیا دی زندگی میں ہی آخرت کے لیے مہیا کیا جاتا ہے اور وہ خداوند عالم اپنے بندوں کے اعمال پر بہترین اجر و ثواب عطا فرمائے

www.ahlehaq.org

والا ہے ان تمام مقاصد کی تکمیل کے لیئے اللہ نے اپنے پیغمبر کو مبعوث فرمایا اور انکو جامع شریعت اور کامل ہدایت سے نوازا تو اس مناسبت سے حق تعالیٰ شانہٗ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب رسالت کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کیلیئے خطاب فرما رہے ہیں۔

یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ۔ اے چادر میں لپٹنے والے کھڑے ہو جایئے اور پوری مستعدی و سرگرمیوں کے ساتھ منصب رسالت کی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے تیار ہو جایئے پھر لوگوں کو ڈرایئے عذاب آخرت سے اگر وہ خالق کائنات اور رب العالمین پر ایمان نہ لاتے اور اسکی اطاعت و فرماں برداری نہیں کی ۔ اور اپنے رب کی کبریائی و عظمت بیان کرتے رہیئے تاکہ خداوند عالم کی عظمت و شوکت کو سن کر اور اس کو سمجھ کر منکرین و مشرکین اس کی توحید کی طرف مائل ہو سکیں اور یہ سمجھ لیں کہ شرک و بت پرستی کی وجہ سے جو عذابِ خداوندی واقع ہوگا یہ ہمارے بت اسکو دفع نہ کر سکیں گے اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھیئے اور جب کہ کپڑوں کو بھی نجاست سے پاک رکھنے کی ضرورت ہے تو لامحالہ بدن اور اجزاء بدن کو بھی ہر طرح کی ظاہری اور معنوی عملی اور حسّی گندگی سے پاک رکھنا چاہیئے اور جب بدن کو بھی ہر قسم کی نجاست سے پاک رکھنا لازم ہے تو بلاشبہ قلب پر بھی ادنیٰ درجہ کی گندگی عقائد باطلہ اور اخلاق ذمیمہ نیز کفر و شرک کی ہرگز نہ ہونی چاہیئے اور جو حکم آپ کو کپڑوں کی پاکی کا دیا جا رہا ہے اس حکم سے اور اس کے نتائج و لوازم سے اے ہمارے پیغمبر دوسروں کو بھی آگاہ کر دیجیئے[۱]

اور گندگی سے دور رہیئے اور سب سے بڑی گندگی شرک و بُت پرستی ہے تو اس سے بھی بدستور اجتناب کیجیئے جیسے کہ آپؐ اب تک اس سے دور اور محفوظ ہیں[۲]۔

اور احسان نہ کیجیئے اس لیے کہ آپ اسکے ذریعہ بدلہ زائد چاہیں کیونکہ انسان طبعی کمزوری یا مال و منال کی حرص کے باعث بسا اوقات احسان اس توقع یا تصور پر کرتا ہے کہ مجھے اس کا بدلہ زائد ملے گا تو آپؐ اس طرح کے تصور سے بھی اپنے قلب کو پاک رکھیئے اور اپنے رب ہی کے لیے اس کے دیتے ہوئے پر

---

[۱] لباس سے بطور کنایہ حالت اور طرز زندگی بھی مراد لیا جاتا ہے تو اس لحاظ سے کپڑوں اور لباس کی پاکی کا حکم گویا طرز زندگی اور اعمال و اخلاق کی پاکی اختیار کرنے کا حکم ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ۔ تو اس سے ظاہر ہوا کہ ہر عملی حالت گویا پیکر لباس ہے ۱۲

[۲] مراد یہ ہے کہ یہ امر کے صیغے انشاء امر کیلیئے نہیں بلکہ دوام کے لیے ہیں یعنی مطلوب ان چیزوں کا دوام ہے۔

حضرت شیخ الاسلامؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ الہندؒ ان آیات کے ترجمہ میں اس طرح کے الفاظ کا اہتمام فرمایا کرتے تھے اور اسکے خلاف انشاء امر کے طور پر یہ ترجمہ کپڑے پاک کیجیئے سوءِ ادبی شمار فرماتے تھے۔

www.ahlehaq.org

بس صابر رہیئے صبر وشکر اور قناعت انسانی کمالات میں عظیم تر وصف ہے ان پر آپؐ قائم رہیئے۔
دعوت وتبلیغ کی راہ میں شدائد پیش آتی ہی ہیں تو ان چیزوں کو اللہ کے لیئے صبر وتحمل سے برداشت کرتے رہیں پھر جب آواز ہوگی ایک کھوکھری چیز میں اور صور پھونکا جائے گا جس پر قیامت برپا ہوگی تو یہ دن بہت ہی دشوار ہوگا کافروں پر کسی طرح بھی آسان نہ ہوگا بلکہ اسکی دشواری بڑھتی ہی جاتے گی چہ جائیکہ اس میں کسی طرح کی سہولت اور آسانی ہو اس لیئے اے ہمارے پیغمبر آپ اپنے کام میں صبر واستقامت سے لگے رہیئے اور منکرین ومخالفین کی عداوت اور سازشوں کی قطعا فکر نہ کریں۔
پس چھوڑ دیجیئے مجھ کو اور اسکو جسے میں نے پیدا کیا ہے تنہا کہ جس کے ساتھ پیدائش کے وقت کوئی بھی چیز نہ تھی ہر انسان مال کے پیٹ سے اسی طرح پیدا ہوتا ہے کہ مال واولاد لشکر وسامان کچھ بھی وہ ساتھ نہیں لاتا یہ جو کچھ دنیا میں انسان کو ملتا ہے وہ خدا کی عطا اور بخشش ہے اس پر مغرور ہونا اسکو زیب نہیں دیتا چنانچہ ایسے انسان کو ہم نے یہ سب کچھ نعمتیں عطا کیں اور بنا دیا اسکے واسطے پھیلا ہوا مال اور دے دیتے ہیں اسکو بیٹے جو مجلس میں حاضر رہنے والے ہوتے اور جمادی اسکے واسطے ایک مسند عزت وریاست

سمہ مفسرین بیان فرماتے ہیں کہ ان آیات میں ولید بن مغیرہ کی طرف اشارہ ہے جو اپنے اکلوتے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا مال ودولت اور دنیوی عزت وجاہ میں وحید اور یکتا شمار ہوتا تھا قریش مکہ اسکو وحید اور ریحانۃ القریش کہا کرتے دنیوی نعم کی کوئی کمی نہ تھی تجارت اور زمین وباغات کی آمدنی کی حد نہ تھی طائف میں اس کا بہت بڑا باغ تھا جسکے پھل موسم گرما اور سرما ہمیشہ رہتے تھے دس بیٹے تھے جو ہمیشہ باپ کے سامنے رہتے اور اسکی توقیر وتعظیم بڑھاتے رہتے۔
تو اس بدبخت نے اللہ کے انعامات کو ناشکری اور غرور وتکبر میں بدل ڈالا کبھی شکر کی توفیق ہوتی شرک اور بت پرستی میں منہمک رہا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عداوت اور دشمنی زیادہ سے زیادہ کرنے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی وقت قیامت اور بہشت کا ذکر فرماتے تو یہ کہتا کہ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو اور قیامت آئے گی تو وہاں بھی مجھے اسی طرح مال واولاد اور نعمتیں ملیں گی۔
مفسرین فرماتے ہیں قریش مکہ نے جب یہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت توحید و ایمان روز بروز قبولیت حاصل کرتی جارہی ہے تو انہوں نے ولید کی طرف رجوع کیا اور کہا کہ بتاؤ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی بات کس طرح بے اثر کی جائے اس پر ولید نے مشورہ دیا کہ آپؐ کو ساحر (جادوگر) کہو چنانچہ خود ہی مکہ کی ہر گلی کوچہ میں یہی کہتا پھرتا کہ محمد تو ساحر (جادوگر) ہے تو اسکے رد میں یہ آیات نازل ہوئیں ولید کی تحقیر وتذلیل سورۃ ن میں حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ جیسے کلمات سے فرماتی ہے۔

www.ahlehaq.org

کی خوب اچھی طرح جما دینا پھر بھی وہ اپنی طبعی حرص و لالچ کے باعث طمع کرتا ہے کہ میں اسکو اور بھی دونگا عزت و سربلندی حتی کہ وہ یہ بھی جرأت کرنے لگا کہ آخرت میں بھی اسکو یہ سب کچھ مل جائے گا جو دنیا میں ملا ہوا ہے خبردار! ہرگز ایسا نہیں آخرت میں تو کیا وہ تو دنیا میں بھی دیکھ لے گا کہ کیسا ذلیل و خوار ہوتا ہے اسلئے کہ وہ تو ہماری آیتوں کا بڑا ہی مخالف ہے اور بغض و عناد رکھنے والا ہے۔

اب عنقریب میں اسکو چڑھاؤں گا بڑی ہی دشوار چڑھائی پر ذلت و مصائب اور سخت ترین دشواریاں جو پہاڑ کی طرح دشوار گذار ہوں گی اور وہ مشقتیں اور دشواریاں اس سے جھیلی نہ جائیں گی جیسے کہ کوئی انسان کسی دشوار گذار پہاڑ کی چوٹی پر نہیں چڑھ سکتا[۴] مگر افسوس شقاوت اور بدبختی کی حد ہوگئی اس نے کچھ سوچا پھر دل میں کچھ ٹھہرایا سو یہ بدبخت ہلاک ہو کہ اس نے کیسی بے ہودہ بات دل میں ٹھہرائی پھر ہلاک و غارت ہو کیسی بات اس نے ٹھہرائی جب کہ اہل قریش نے اس سے کہا آخر کوئی بات تو بتا کہ ہم کس طرح لوگوں کو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے بھٹکائیں تو اس نے بڑے ہی اندازِ تدبر و تفکر سے کچھ سوچا اور پھر دل میں کچھ طے کر کے کہا تھا کہ بس یہ کہو کہ محمدؐ ساحر ہیں اور یہ کلام بھی جو سناتے ہیں، سحر ہے تو اس نے پھر ایک نگاہ ڈالی اپنی جماعت پر جیسا کہ عیار لوگ جب اپنی مکاری کے جال میں لوگوں کو پھانسنا چاہیں تو دیکھا کرتے ہیں اور نظریں گھمایا کرتے ہیں۔

پھر مُنہ بنایا تیوری چڑھائی اور ایسا منہ بنایا جیسے کسی ناگوار چیز سے انسان اظہار کراہت کے لیئے منہ بناتا ہو پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا اور ایسے انداز یعنی اظہار نفرت و کراہت اور غرور و تکبر کو اختیار کرتے ہوئے پھر بولا بس یہ تو اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ایک جادو ہے جو نقل در نقل اور نسلاً بعد نسل چلا آتا ہے پہلے بھی اسی طرح جادوگر تھے اور اب یہ بھی اسی قسم کا جادو اس کلام کی شکل میں پیش کر رہے ہیں یہ کچھ نہیں سوائے اسکے کہ ایک آدمی کا کہا ہوا ہے نہ کہ وحی اور خدا کا کلام پروردگار عالم اس مکار و عیار اور بدبخت کی یہ باتیں نقل کر کے فرما رہا ہے اچھا میں عنقریب ہی اس بدبخت کو گھسیٹ کر ڈالوں گا جہنم کی آگ میں اور اسکے سارے عناد تکبر اور غرور کا مزا چکھا دوں گا اور اے مخاطب کیا تو جانتا بھی ہے کہ کیسی آگ ہے وہ؟ وہ آگ ایسی ہے نہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی بلکہ دوزخیوں کی ہر چیز کو جلاتے گی اور کوئی بھی حصہ جلنے سے بچ نہ سکے گا اور پھر اس حالت پر کہ وہ جل بھن گئے ہوں باقی نہ چھوڑے گی بلکہ دوبارہ اصلی حالت پر لوٹا دیا جائے گا تاکہ پھر جلیں اور جلنے کی اذیت کا مزہ چکھتے رہیں جیسے کہ سورۂ نساء میں فرمایا گیا "كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ"

---

[۴] روایات میں آتا ہے کہ ان آیات کے نزول کے بعد فوراً یہ بدبخت یعنی ولید بن مغیرہ طرح طرح کی مصیبتوں اور دشواریوں میں مبتلا ہوگیا پے در پے مالی نقصانات پیش آتے رہے تجارت برباد ہوگئی باغات ضائع ہوگئے آخر فقیر ہو کر ذلت کے ساتھ مرا۔ ۱۲ فوائد عثمانی

www.ahlehaq.org

یہ آگ جھلسنے والی ہوگی بدن کی کھال جس سے انکے جلیئے ہی بگڑ جائیں گے اس جہنم پر انیس فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے احکام اور جہنمیوں کو سزا دینے کی ذمہ داری ادا کرتے ہوں گے اور نہیں بنایا ہے ہم نے جہنم کے نگران مگر فرشتوں کو کہ ان ہی کو جہنم کا داروغہ مقرر کیا گیا ہے اور نہیں بنایا ہم نے انکی اس تعداد کو مگر آزمائش کافروں کے لیئے کہ وہ کس طرح اس تعداد کو سُن کر مذاق اڑائیں گے انکار کریں گے قیل و قال اور حجت بازی، کہ اس عدد میں کیا مصلحت ہے لیکن اسکے بالمقابل یہ تعداد اس لیئے ہے کہ یقین کر لیں وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی اور ایمان والوں کے ایمان میں اور اضافہ ہو جائے اور کسی قسم کا دھوکہ نہ کھائیں

۴۰ جہنم پر مقرر کردہ فرشتوں کی تعداد انیس بیان کرتے ہوئے یہ فرمانا وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ انیس فرشتے جو داروغۂ جہنم مقرر کیئے گئے ہیں تو یہ بحیثیت افسران بالا ہوں گے ہر ایک افسر کے تحت کس قدر عملہ ہوگا یہ تو خدا ہی جانتا ہے یہ اسکے لشکر ہیں جنکو کوئی ہی نہیں جان سکتا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز قدس اللہ سرہٗ نے انیس کے عدد کی حکمتیں بڑی عجیب اور لطیف بیان کی ہیں حضرات اہل علم مراجعت فرمالیں جن کا حاصل یہ ہے کہ جہنم میں مجرموں کے عذاب دینے کے سلسلہ میں انیس قسم کے فرائض ہیں جن میں سے ہر فرض کی انجام دہی ایک ایک فرشتہ کی سرکردگی میں ہوگی اس میں کوئی شبہ نہیں کہ فرشتہ کی طاقت بہت بڑی ہے ایک فرشتہ وہ کام کر سکتا ہے جو لاکھوں آدمی انجام نہیں دے سکتے لیکن ہر فرشتہ کی قوت اور اسکی عملی مصروفیت اسی دائرہ میں محدود کر دی گئی جس کے لیے وہ نامور ہے مثال کے طور پر سمجھ لیجیئے کہ ملک الموت لاکھوں انسانوں کی جان ایک آن میں نکال سکتا ہے مگر عورت کے پیٹ میں ایک بچہ کے اندر جان نہیں ڈال سکتا حضرت جبرئیلؑ چشم زدن میں وحی لا سکتے ہیں لیکن پانی برسانا ان کا کام نہیں جسطرح انسان کی قوتوں کو قدرتِ خداوندی نے محدود کر رکھا ہے کان لاکھوں آوازیں تو سن سکتا ہے لیکن وہ ایک چیز کو بھی دیکھ نہیں سکتا آنکھیں بے شمار چیزوں کو دیکھ کر نہیں تھکیں گی لیکن وہ ایک آواز بھی سننے پر قادر نہیں اسی طرح جو فرشتہ بھی عذاب پر مقرر ہوگا وہ فرشتہ صرف اسی قسم کا عذاب دے گا جس قسم کے عذاب پر وہ مامور ہے دوسری قسم کا عذاب دینے کی اس کو قطعًا قدرت نہ ہوگی تو اس طرح انیس قسم کے عذاب ہوں گے کوئی ضرب سے عذاب دیتا ہوگا کوئی جلانے سے کوئی توبیخ و ملامت سے کوئی زقوم اور صدید و حمیم کے کھلانے اور پلانے پر مقرر ہوگا اس طرح یہ انیس فرشتے اپنے مقرر کردہ عذاب کی انجام دہی میں مصروف ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

(تفصیل کے لیے تفسیر عزیزی کی مراجعت فرمائیں)

www.ahlehaq.org

وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی اور وہ جو اہل ایمان ہیں کیونکہ وہ اللہ کی ہر بات پر یقین کریں گے اور اس پر ایمان لائیں گے اور یہ تعداد اس وجہ سے بھی ہے کہ وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے وہ یہ کہیں کہ اللہ نے کیا ارادہ کیا ہے اس چیز کو مثل بنانے سے اور بطور عدد اسکو بیان کرنے سے اسکی کیا غرض ہے بھلا یہ کیا بات ہے اور کون اسکو مان سکتا ہے اور نہیں جانتا ہے اے ہمارے پیغمبر آپ کے رب کے لشکر مگر بس وہی پروردگار اور نہیں ہیں یہ باتیں مگر وعظ و نصیحت دنیا کے انسانوں کے لیے کہ وہ جہنم اور عذاب جہنم اور اللہ کے لشکر اور جہنم پر مقرر انیس کی تعداد میں داروغہ کا ذکر سن کر عبرت و نصیحت حاصل کریں غضب الٰہی سے ڈریں اور نافرمانی سے بچیں۔

ف بعض روایات میں ہے کہ جب یہ آیت عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ نازل ہوئی اور مشرکین نے انیس کا عدد سُنا تو مذاق کرنے لگے اور ایک دوسرے سے قہقہے لگاتے ہوتے کہنے لگے یہ انیس ہمارا کیا کریں گے ہم تو ہزاروں ہیں اگر کچھ ہوا بھی تو زیادہ سے زیادہ ہم میں سے دس دس ایک ایک کے مقابلہ کے لیے ڈٹ جائیں گے ان میں ایک پہلوان تھا وہ کہنے لگا بھائی سترہ کو تو میں اکیلا ہی کافی ہوں باقی جو دو رہ جائیں گے ان سے تم نمٹ لینا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً کہ یہ انیس تم جیسے کوئی انسان نہیں بلکہ یہ تو فرشتے ہیں اور فرشتوں کی طاقت کا یہ حال ہے کہ ایک ہی فرشتہ نے قوم لوط کی پوری بستی کو ایک ہی بازو پر اٹھا کر پٹک دیا تھا۔

ربِّ سمٰوات و ارض کے لشکر بس وہی جانتا ہے

حافظ عماد الدین ابن کثیر الدمشقیؒ اپنی تفسیر ابن کثیر میں آیت مبارکہ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ،، کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ حدیث معراج (جو صحیحین میں موجود ہے) سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ،، البیت المعمور،، کی صفت و کیفیت ذکر کرتے ہوتے فرمایا کہ یہ بیت معمور ساتویں آسمان میں ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر ان کو لوٹنے کی نوبت نہیں آتی یعنی ملائکہ کا ہجوم و کثرت اس قدر ہے کہ ان ستر ہزار کے طواف کرنے کے بعد پھر انکے طواف کی نوبت ہی نہیں آتی تو جس پروردگار کی یہ عظمت و شان ہے تو ظاہر ہے کہ اسکے فرشتوں کا لشکر کسے معلوم ہو سکتا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی وہ معروف حدیث تخریج فرمائی ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا کہ آپؐ نے فرمایا کہ آسمانوں میں انگشت کے برابر کوئی جگہ ایسی نہیں کہ جہاں کوئی فرشتہ بارگاہِ رب العزت میں سربسجود نہ ہو اور فرمایا اے لوگو! اگر

www.ahlehaq.org

تم کو وہ بات معلوم ہو جاتے جو مجھے معلوم ہے تو تمہارا یہ حال ہو جاتے کہ تم کثرت سے رونے لگو اور ہنسنا کم کر دو اور تم اپنے بستروں سے لطف اندوز ہونے کے بجائے جنگلوں اور بیابانوں میں نکل جاؤ اور اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوتے آہ وزاری کرتے ہوتے گڑگڑانے لگو.

یہ وہی حقیقت ہے جو قرآن کریم کی اس آیت میں واضح کر دی گئی وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ حافظ ابن کثیرؒ نے ایک اور روایت بیان فرمائی عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز کے لیے تشریف لاتے جب کہ جماعت کھڑی ہو رہی تھی تو آپ نے دیکھا کہ تین آدمی بیٹھے ہوئے ہیں جو نماز کے لیے اٹھے نہیں جن میں ایک شخص ابوجحش لیثی تھا آپ نے فرمایا اٹھو نماز کے لیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھو تو ان میں سے دو آدمی تو کھڑے ہو گئے اور تیسرے یعنی ابوجحش نے کہا میں اس وقت تک نہیں کھڑا ہوں گا جب تک کوئی شخص مجھ سے زیادہ طاقتور بازوؤں والا اور مجھ سے قوی گرفت والا نہ آجاتے اور وہ مجھے پٹخ دے اور میرے چہرہ کو مٹی میں رونددے تو بس میں اس وقت ہی اُٹھ سکتا ہوں حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس خبیث کو زمین پر دے مارا اور اس کا چہرہ مٹی میں رگڑا وہ شخص عثمان غنیؓ کے پاس آیا اور یہ قصہ بتایا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے رد کا عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ میں غصہ میں بھرا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر عمرؓ اس پر راضی ہوا تو (خیر بہتر ہے) میں تو اے عمرؓ یہ چاہتا تھا کہ تم اس خبیث کا سر قلم کر کے میرے پاس لاتے.

پھر آپؐ نے فرمایا اے عمرؓ میں تم کو بتاتا ہوں خداوند عالم اس ابوجحش کی نماز سے بے نیاز ہے اللہ کے لیے تو آسمانوں میں فرشتے ہمہ وقت عبادت و بندگی میں اس طرح مصروف ہیں کہ ایک لمحہ بھی اسکی بندگی سے خالی نہیں گزرتا آسمان دنیا میں وہ فرشتے ہیں جو ہمہ وقت سر بسجود ہیں اور وہ قیامت تک سجدہ سے سر ہی نہیں اٹھائیں گے اور جب قیامت پر وہ اٹھیں گے تو کہتے ہوں گے ماعبدناکَ حق عبادَتِکَ اسی طرح ہر آسمان پر فرشتوں کی ایک ایک عبادت رکوع و سجود اور قیام اور تسبیح و تحمید کا ذکر فرمایا کہ وہ اسی حالت میں قیامت تک رہیں گے تفصیل تفسیر ابن کثیر میں ملاحظہ فرمائیں

تفسیر ابن کثیر جلد ۴۔

كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَ

سچ کہتا ہوں قسم ہے چاند کی اور

الَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾

رات کی جب پیٹھ پھیرے! اور صبح کی جب روشن ہوتے وہ دوزخ ایک ہے بڑی چیزوں میں

www.ahlehaq.org

نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ﴿٣٦﴾ لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿٣٧﴾

ڈراوا ہے لوگوں کو جو کوئی چاہے تم میں کہ آگے بڑھے یا پیچھے رہے

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿٣٨﴾ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ﴿٣٩﴾

ہر جی اپنے کیے میں پھنسا ہے مگر داہنے والے

فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٤٠﴾ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٤١﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِي

باغوں میں ہیں مل کر پوچھتے ہیں گنہگاروں کا احوال تم کاہے سے پڑے

سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿٤٣﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ

دوزخ میں وہ بولے ہم نہ تھے نماز پڑھتے اور نہ تھے کھلاتے

الْمِسْكِينَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ

محتاج کو اور تھے بات میں دھنستے ساتھ دھنسنے والوں کے اور ہم تھے جھٹلاتے

بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٤٦﴾ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿٤٧﴾ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ

انصاف کے دن کو جب تک آپہنچی ہم پر یقین آنیوالی پھر کام نہ آوے گی انکو سفارش

الشَّافِعِينَ ﴿٤٨﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿٤٩﴾ كَأَنَّهُمْ

سفارش کرنیوالوں کی پھر کیا ہوا ہے انکو سمجھوتی سے منہ موڑتے ہیں جیسے وہ

حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ

گدھے ہیں بدکے بھاگے غل کرنے سے بلکہ چاہتا ہے ہر مرد ان

مِّنْهُمْ أَن يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ كَلَّا ۖ بَل لَّا يَخَافُونَ

میں کہ اسکو ملیں ورق کھلے کوئی نہیں! پر ڈرتے نہیں

الْآخِرَةَ ﴿٥٣﴾ كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ ﴿٥٥﴾ وَمَا يَذْكُرُونَ

آخرت سے کوئی نہیں یہ تو سمجھوتی ہے پھر جو کوئی چاہے یاد کرے اور وہ یاد جبھی کریں

www.ahlehaq.org

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝۵۶ ع

کہ چاہے اللہ وہ ہے جس سے ڈرچاہیئے اور وہ بخشنے کے لائق

تنبیہ برانکار مجرمین وبیان قانون جزاء وسزا در روز قیامت

قال اللہ تعالیٰ۔ كَلَّا وَالْقَمَرِ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ....اِلیٰ...هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ

(ربط) گذشتہ آیات میں کفار ومنکرین کی کچھ بے ہودہ خصلتوں اور انکی نافرمانی کا ذکر تھا اور یہ کہ وہ کس طرح پیغمبر خدا اور وحی الٰہی کا مذاق اڑاتے تھے اب ان آیات میں ایسے مجرمین ومنکرین کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ وہ ایسی ذلیل حرکات سے باز آجائیں ساتھ ہی قیامت کے روز جزاء وسزا کا قانون بھی بیان فرمایا جارہا ہے اور یہ کہ اہل ایمان کیسی راحتوں اور نعمتوں میں ہوں گے اور کفار ومشرکین جب عذاب میں مبتلا ہوں گے تو ان پر حسرت وندامت کا کیا عالم ہوگا اور ظاہر ہے کہ اس وقت حسرت اور پچھتانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا تو ارشاد فرمایا۔

خبردار مجرمین ومنکرین کو اسی قسم کی لغو اور بے ہودہ باتوں اور حرکتوں سے باز آجانا چاہیئے یہ جو کچھ وحی الٰہی سے بتایا جارہا ہے بالکل حق ہے اور قسم ہے چاند کی اور قسم ہے رات کی جب وہ پیٹھ پھیرے اور قسم ہے صبح کی جب کہ وہ روشن ہو بے شک وہ جہنم جس پر انیس فرشتوں کے پہرے اور انتظام کا ذکر کیا گیا ہے ایک بہت ہی بڑی چیز ہے بڑی عظیم الشان چیزوں میں سے جو ڈرانے والی ہے انسان کو ہر اس شخص کے لیئے جو تم میں سے چاہے آگے بڑھنا اور سعادت وفلاح کے میدان میں یا یہ کہ وہ پیچھے رہے اور ایمان وتقویٰ کی طرف رخ بھی نہ کرے آگے بڑھنے سے نیکی اور تقویٰ کے عمل کرے گا اور اسکا نتیجہ بہشت اور بہشت کی نعمتیں ہوں گی۔ اور پیچھے ہٹنا بدی اور برائیوں میں مبتلا ہونا ہوگا اور ظاہر ہے کہ ایمان اعمال اور نیکی یا کفر ونافرمانی اور شقاوت کے نتائج قیامت ہی کے روز سامنے آئیں گے اسی وجہ سے یہ قانونِ خداوندی ہے کہ ہر ایک انسان اپنے کیئے ہوئے کاموں میں گرفتار رہے ان کاموں میں سے جو بھی شقاوت ومعصیت اور بدی کا کام ہو اسکی سزا سے وہ کسی طرح بھی نہیں بچ سکتا۔

مگر داہنے ہاتھ والے جنکو نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے وہ باغوں میں ہوں گے ہر طرح کی عیش وراحت اور لذتوں میں جو بطور مزاح یا حق تعالیٰ کی نعمتوں میں خوش ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے پوچھتے ہوں گے مجرموں کے بارہ میں کہ وہ لوگ کہاں گئے جو دنیا میں اپنا فخر وغرور جتایا کرتے تھے اور ایمان واعمال صالحہ کی جزاء اور جنت کی نعمتوں کا انکار کرتے تھے اور یہ ماننے کو تیار نہ تھے کہ قیامت آئے گی اور قیامت میں مجرموں پر خدا کا عذاب ہوگا پھر خود وہ ان مجرموں کی طرف متوجہ

www.ahlehaq.org

ہوتے ہو تے دریافت کرتے ہوں گے کس چیز نے تمکو پہنچایا ہے جہنم میں اور تم تو بڑے ہی عقل مند تھے اس دانائی وعقل کے باوجود تم اس ہلاکت و تباہی کے مقام پر کیسے پہنچ گئے۔ بولیں گے ہم نہ ہوتے نماز پڑھنے والوں میں سے اور نہ ہی صدقہ وخیرات اور زکوٰۃ کی صورت میں مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور بلکہ ہم تو خدا اور رسول کی باتوں میں طعن و تشنیع کرنے والوں کے ساتھ اللہ کے دین میں تمسخر اور اعتراض کرنے میں منہمک رہتے تھے چہ جائیکہ ہم خدا اور اسکے رسول پر ایمان لاتے اور ہم جھٹلاتے رہے انصاف کے دن روز قیامت کو یہاں تک کہ آپہنچی ہم پر یقین کی بات کہ قیامت ہی آگئی اور جن جن باتوں میں شک کرتے تھے اور جھٹلاتے تھے ان پر یقین بھی حاصل ہوگیا حتی کہ مشاہدہ کر لیا کہ یہ ہے وہ جہنم جس سے خدا کے پیغمبر نے ڈرایا تھا تو اس طرح انجام ہوگا ان منکرین ومکذبین کا جو کسی طرح بھی عذاب خداوندی سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکیں گے سو انکو سفارش کرنیوالوں کی کوئی سفارش فائدہ نہیں پہنچائے گی۔ یہ سب کچھ ان منکرین کو بتایا جارہا ہے جو قریش مکہ میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان نہیں لا رہے ہیں تو آخر کیا ہوگیا انکو جو ہر نصیحت سے بے رخی اختیار کر رہے ہیں بلکہ نفرت اور پیغام نصیحت سے دور بھاگنے کی صورت یہ معلوم ہو رہی ہے کہ گویا یہ بدکے ہوتے جنگلی گدھے ہیں جو کسی ہیبت ناک آواز سے بھاگ رہے ہیں تو اسی طرح ان لوگوں کی حالت ہے کہ نعرۂ حق اعلانِ توحید اور دعوت ایمان کی صدا نے انکے قلوب ودماغ میں کھلبلی مچا دی جو کفر وشرک کی گندگیوں سے بھرے ہوتے ہیں عقل وفطرت کے لحاظ سے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اعلانِ توحید اور دعوتِ حق سے اعراض کریں اور اسکو قبول نہ کریں اصل روگ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ اسکو کھلے ہوتے ورق دے دیئے جائیں اور نام بنام ہر ایک پر آسمان سے ایک ورق اور صحیفہ آکر گرے اور اس میں لکھا ہوا ہو کہ اے فلاں بن فلاں خدا تجھ کو کہتا ہے کہ تو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لے آخر دار ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا یہ نہیں ہے کہ یہ بات وہ اپنے کسی شک اور تردّد کو دُور کرنے کے لیئے کہتے ہیں بلکہ یہ لوگ آخرت سے ڈرتے ہی نہیں جب اس پر ایمان ویقین ہی نہیں تو کیا خاک ڈریں گے خبردار اے انسان غفلت سے باز آجا یہ تو ایک نصیحت ہے جو ہمارے پیغمبر نے سب کو کردی اور یہ پیغام نصیحت سب کو پہنچا دیا اب جس کا دل چاہے

---

۴۰ یہ وہی چیز ہے جس کو سورۃ انعام میں فرمایا وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ - فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ کہ اگر ہم آپؐ پر ایک لکھی ہوئی کتاب کاغذوں میں اتار دیتے پھر وہ اسکو اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے تو تب بھی یہی کہتے یہ تو ایک کھلا ہوا جادو ہے مطلب یہ کہ بالفرض انکا یہ مطالبہ اور خواہش بھی پوری کردی جاتے تب بھی یہ ایمان لانے والے نہیں۔

www.ahlehaq.org

اسکو قبول کرلے اور جس کا دل چاہے اسکو ٹھکرا دے اور جو لوگ بھی اسکو قبول کریں گے وہ وہی ہوں گے جن کو اللہ چاہے کیونکہ حق و ہدایت کا قبول کرنا پروردگار عالم کی توفیق و مشیت پر موقوف ہے اور وہ ذات خداوندِ عالم اپنی عظمت و کبریائی اور اپنے جلال و جمال کے باعث لائق ہے ڈرنے کے اور اہل ہے مغفرت کا کہ اپنے لطف و کرم سے بندوں کو معاف کر دے اور اپنے انعامات سے نوازے یعنی آدمی کتنا ہی گناہگار ہو لیکن پھر بھی اگر خدا سے ڈر کر تائب ہو جائے گا اور معافی مانگے گا تو خدائے تعالیٰ اسکی توبہ قبول فرماتے ہوئے اسکی مغفرت فرما دے گا یہی اس کی شانِ کریمی سے متوقع ہے

اللّٰھم اغفرلنا وارحمنا وارض عنا وتقبل منا وادخلنا الجنۃ ونجنا من النار بالخیر فانت اھل التقویٰ واھل المغفرۃ آمین یا رب العلمین (تم تفسیر سورۃ المدثر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ

سورۂ قیامہ بھی مکی سورتوں میں سے ہے جو مکی زندگی کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی اسکی چالیس آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

اس سورت میں احوال قیامت کا ذکر ہے اور وہ دلائل قاطع اور واضح بعث و نشر کے ثابت کرنے کے لیے ذکر فرماتے گئے جن کو سن کر ہر شخص عقل و فطرت کی رو سے مجبور ہے کہ وہ قیامت اور بعث بعد الموت پر ایمان لائے۔

---

۷۵ انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اس آیت مبارکہ کو تلاوت کرتے ہوئے بطور تشریح و توضیح فرمایا قال ربکم انا اھل ان اتقی فلا یشرک شیء فاذا اتقانی عبدٌ فانا اھل ان اغفر لہ یعنی میں اسکے لائق ہوں جب میرا بندہ مجھ سے ڈرے اور میرے ساتھ شریک نہ کیا جائے تو میں مغفرت کر دوں حضرت عبداللہ ابن عباس رضؓ کی تفسیر میں یہی ہے عربیت کی رو سے یہ ظاہر ہوا کہ اہل التقویٰ میں مصدر کی اضافت مفعول کی جانب ہے اور اہل المغفرۃ نسبت فاعل کی طرف ہے اور اس روایت میں بیان کردہ کلمات اس طرف بھی اشارہ کر رہے ہیں جملہ معطوف علیہا بمنزلہ شرط ہے اور جملہ معطوف بمنزلہ جزا ہے ۱۲

www.ahlehaq.org

ایمان بالآخرۃ دین اسلام کی بنیاد ہے تو اس سورۃ مبارکہ میں خاص طور پر قیامت کے احوال بیان کیئے گئے اور یہ کہ انسان پر جب سکراتِ موت طاری ہونے لگتے ہیں تو اس پر کس طرح کی بے چینی اور کرب واقع ہوتا ہے اور جب حق تعالیٰ شانہٗ قیامت برپا فرمائیں گے تو نظامِ عالم اور آسمان و زمین اور چاند و سورج کس طرح درہم برہم کر دیئے جائیں گے خدائے تعالیٰ انسان کو اپنی قدرت کاملہ سے کس طرح انکی قبروں سے اٹھائے گا اور کس طرح وہ اپنی عظیم قدرت سے جسم کے اجزائے منتشرہ اور ریزہ ریزہ ہو جانے والی ہڈیوں کو جوڑے گا۔

پھر جب میدان حشر میں حاضری ہوگی تو انسان اپنے اعمال پر کیسا پچھتائے گا اور نامۂ اعمال اسکے سامنے ہوں گے اس کو حکم ہوگا کہ وہ اپنی کتاب اعمال خود پڑھے ان اہم مضامین کو بیان کرتے ہوئے سورت کے اخیر میں پھر ایک بار انسانی تخلیق کا ذکر فرمایا اور قیامت اور بعث بعد الموت کو ثابت کیا گیا۔

اٰیاتُھا ۴۰ = ۷۵ = سُوْرَۃُ الْقِیٰمَۃِ مَکِّیَّۃٌ = ۳۱ فِیْھَا رُکُوْعَانِ

سورۂ قیامہ مکی ہے اور اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ۝۱ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ ۝۲

قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی اور قسم کھاتا ہوں جی کی، جو اولاہنا دیتا ہے

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَہٗ ۝۳ بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰٓی

کیا خیال رکھتا ہے آدمی کہ جمع نہ کرینگے ہم اسکی ہڈیاں ؟ کیوں نہیں سکتے ہیں ہم

اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ ۝۴ بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَہٗ ۝۵

کہ ٹھیک کر دیں اسکی پوریاں بلکہ چاہتا آدمی کہ ڈھٹائی کرے اسکے سامنے

یَسْـَٔلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ ۝۶ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝۷ وَخَسَفَ

پوچھتا ہے کہ کب ہے دن قیامت کا ؟ پھر جب چوندھ لانے لگے بیور اور گہہ جاوے

www.ahlehaq.org

الْقَمَرُ ﴿٨﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿٩﴾ يَقُولُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ

چاند اور اکٹھے ہوں سورج اور چاند کہے گا آدمی اس دن کہاں جاؤں بھاگ

الْمَفَرُّ ﴿١٠﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ﴿١٢﴾ يُنَبَّأُ

کر کوئی نہیں کہیں نہیں ہے بچاؤ تیرے رب تک اس دن جا ٹھہرنا جتا دینگے

الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ﴿١٣﴾ بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ

انسان کو اس دن جو آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا بلکہ آدمی اپنے واسطے آپ

بَصِيرَةٌ ﴿١٤﴾ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ﴿١٥﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ

سوجھ ہے اور پڑا لاڈالے اپنے بہانے نہ چلا تو اسکے پڑھنے پر اپنی زبان

لِتَعْجَلَ بِهِ ﴿١٦﴾ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ﴿١٧﴾ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ

کہ شتاب اسکو سیکھ لے وہ تو ہمارا ذمہ ہے اسکو سمیٹ رکھنا اور پڑھنا پھر جب ہم پڑھنے لگیں تو

قُرْآنَهُ ﴿١٨﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴿١٩﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾

رہ ساتھ اسکے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اسکو کھول بتانا کوئی نہیں پر تم چاہتے ہو شتاب ملتی

وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ﴿٢١﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ إِلَىٰ رَبِّهَا

اور چھوڑتے ہو دیر آتی کتنے منہ اس دن تازے ہیں اپنے رب کی

نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ أَن يُفْعَلَ بِهَا

طرف دیکھتے اور کتنے منہ اس دن اداس ہیں خیال میں ہیں کہ ان پر وہ ہووے

فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾ كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾ وَقِيلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿٢٧﴾

جس سے کمر ٹوٹے کوئی نہیں جس وقت جان پہنچی ہانس تک اور لوگ کہیں کون ہے جھاڑنے والا

وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ

اور وہ اٹکلا کہ اب آیا چھوٹنا اور لپٹ گئی پنڈلی پر پنڈلی تیرے رب کی

www.ahlehaq.org

يَوْمَئِذِ ِۨالْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ

طرف ہے اس دن کھچ جانا پھر نہ یقین لایا ہے نہ نماز پڑھی پر جھٹلایا ہے

وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾

اور منہ موڑا - پھر گیا اپنے گھر کو اکڑتا خرابی تیری! خرابی پر خرابی تیری!

ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾

پھر خرابی تیری! خرابی پر خرابی تیری! ۞ کیا خیال رکھتا ہے آدمی؟ چھوٹا رہے گا بے قید

اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ

بھلا نہ تھا ایک بوند منی کی جو ٹپکے پھر تھا لہو کی پھٹکی پھر اس نے بنایا

فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ

اور ٹھیک کر اٹھایا پھر کیا اس میں جوڑا نر اور مادہ کیا ایسا

ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

شخص نہیں سکتا؟ کہ جلا دے مردے

احوال روز قیامت مع ذکر مناظر محشر و شدت کرب بوقت مرگ انسانی و حسرت و ملال بر محرومی از ہدایت

قال اللہ تعالیٰ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ... الیٰ .. اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۔

(ربط) گذشتہ سورت مدثر میں قیامت کے ظاہری احوال کا ذکر تھا اور یہ کہ قیامت کے قریب کیا کیا واقعات پیش آئیں گے اور قیامت کس طرح برپا ہوگی اب اس سورت میں قیامت کے باطنی احوال بیان کیے جا رہے ہیں اور یہ کہ قیامت قائم ہونے پر انسان پر کیا کیفیات گزریں گی وہ کس طرح بے چین و بدحواس ہوگا نامۂ اعمال کی پیشی نہایت ہی ہیبت ناک اور ہوش و حواس معطل کر دینے والا مرحلہ ہوگا اور اس وقت نافرمان اور فاجر و بدکار انسان کو سوائے ملال و حسرت کے

www.ahlehaq.org

اور کوئی چارہ کار نہ ہوگا تو ارشاد فرمایا جارہا ہے۔

قسم کھاتا ہوں میں قیامت کے دن کی جس کے صدق اور وقوع پر دلائل قطعیہ قائم ہو چکے اور ہر صاحب عقل انسان پر اس کا ماننا لازم ہو چکا خواہ وہ مانے یا نہ مانے اور قسم کھاتا ہوں میں ملامت کرنے والے نفس کی جسکی ملامت وحسرت کی کیفیات انسان ہر محرومی وناکامی کے مرحلہ پر محسوس کرتا ہے اور ایسے ہر مرحلہ پر یہ احساس قدرت خداوندی اور اسکے دین کی حقانیت کی اعلیٰ اور روشن تر دلیل ہے۔

کیا گمان کرتا ہے انسان یہ کہ ہم اسکے مرنے کے بعد نہیں جمع کر سکیں گے اسکی ہڈیاں؟ ہرگز نہیں اس کا یہ خیال باطل ہے بلکہ ہم تو قادر ہیں اس بات پر کہ اسکی انگلیوں کی پوریاں بھی برابر کر دیں جو انسان کے بدن میں نازک ترین ہڈیاں اور اجزاء ہیں تو جب ہم ایسی نازک اور باریک ہڈیاں اور جوڑ بھی درست کر سکتے ہیں تو پھر تمام اجزاء اور ہڈیوں کا جوڑنا کیا مشکل ہے اصل بات یہ نہیں ہے کہ ہماری قدرت کی نشانیاں اور دلائل واضح نہیں ہوتے بلکہ یہ انسان ارادہ کرتا ہے کہ ڈھٹائی کے ساتھ فسق وفجور کرتا رہے اس سے پہلے اور قیامت کا خیال تک دل میں لانے کے لیے تیار نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ قیامت اور حشر ونشر کے تصور سے بھی اسکے عیش وعشرت اور نفس کی لذتوں میں خلل پڑ جاتے گا وہ بس یہی چاہتا ہے کہ اعمال کے حساب وکتاب اور جزاء وسزا کے خیال سے لاپرواہ ہو کر نفس کی خواہشات اور لذتوں میں منہمک رہے اس لیے بطور استہزاء سوال کرتا ہے کب آتے گا قیامت کا دن؟ ایسے مسخرے کو معلوم ہونا چاہیئے کہ قیامت کوئی کھیل تماشا نہیں وہ تو ایسی ہولناک ساعت ہوگی جب چندھیانے لگے آنکھ تجلیات کی شدت وعظمت سے اور حیرت سے نگاہیں خیرہ ہوں گی سورج سر کے قریب ہوگا اور بے نور ہو جاتے چاند گہن لگنے کی طرح اور جمع کر دیا جاتے سورج اور چاند کہ نفخ صور کے بعد دونوں کو بے نور کر کے اور آسمان وزمین کا تمام نظام جو شمسی وقمری نظام پر قائم ہے درہم برہم کر دیا جاتے اور اس آسمان وزمین کے بجاتے دوسرے آسمان وزمین بنا دیتے جائیں گے جیسا کہ ارشاد ہے يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ تو قیامت کا دن اے سوال کرنے والے انسان! ایسا ہیبت ناک دن ہوگا جس میں بدحواسی کا یہ عالم ہوگا انسان کہتا ہوگا۔ کہاں ہے بھاگنے کی جگہ کہ میں ان پریشانیوں سے بچ نکلوں نہیں ہرگز نہیں خبردار کہیں نہیں بچنے کی کوئی جگہ کوئی طاقت ہی نہیں کہ انسان خدا کی گرفت سے بچ کر نکل سکے۔

بس اے انسان تیرے پروردگار ہی کی طرف اس دن ٹھیرنے کا مقام ہے کہ اسی رب کی عدالت کی حاضری اور پیشی سب کو بھگتنی ہے اور وہیں سب کو پیش ہونا ہے نہ کوئی امکان ہے اور نہ ہی کوئی مکان ہے کہ انسان وہاں پناہ لے سکے ہر انسان کو جتلا دیا جاتے گا اس دن جو

www.ahlehaq.org

کچھ اس نے پہلے کیا اور جو کچھ اس نے بعد میں کیا یا جو کچھ اس نے پیچھے چھوڑا۔ نامہ اعمال پیش ہوگا اور زندگی کا ہر عمل اسکے سامنے ہوگا جس کا نہ انکار کر سکے گا اور نہ اس میں کسی قسم کی حجت بازی ممکن ہوگی اور نامۂ اعمال کی پیشی کی ضرورت ہی کیا ہے بلکہ انسان تو اپنے نفس کو خوب سمجھتا ہوگا اور اس کے بدن کا ہر ہر جزء ہر اس عمل کی گواہی دیتا ہوگا جو اس نے کیا (اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ) اگرچہ وہ پیش کرنے لگے اپنے اعذار اور بہانے اور خواہ کچھ ہی بات بنا تے حیل و حجت کرے لیکن کچھ کام نہ چلے گا حتی کہ اس کا یہ کہنا بھی وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ کسی درجہ میں مفید نہ ہوگا۔ اے ہمارے پیغمبر مت حرکت دیجئے آپ اپنی زبان کو تاکہ جلدی سے اسکو محفوظ کر لیں آپؐ کو اس محنت و مشقت کی ضرورت نہیں جو آپؐ

---

۴ صحیح بخاری اور دیگر روایات میں حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابتداء وحی میں آنحضرت صلے اللہؐ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ جبریل امینؑ جس وقت اللہؐ کی وحی لیکر آتے اور وحی آپؐ پر نازل ہوتی تو آپ ساتھ ساتھ ہر ایک لفظ اپنی زبان سے پڑھنے لگتے اس ڈر سے کہ کہیں کوئی لفظ ذہن اور یاد سے نکل نہ جاوے اور اس وجہ سے آپؐ اپنے اوپر کافی مشقت برداشت فرماتے تو یہ آیت نازل ہوئی جس میں آپؐ کو اس طرح کی محنت و مشقت سے روک دیا گیا اور وعدہ کر لیا گیا کہ یہ ہمارے ذمہ ہے کہ اس کلام کو آپؐ کے دل میں جمع اور محفوظ کر دیں اور پھر آپکی زبان سے اسکی تلاوت و قراءت کرا دیں جس کو لوگ سن کر آپ سے یاد کر لیں اور یہ بھی ہمارے ذمہ ہے کہ اس کلام کی توضیح و بیان اور اس سے متعلقہ احکام کی تفصیل و تشریح بھی کرا دیں اس وجہ سے آپکو چاہیئے کہ جب ہم اسکو بزبانِ فرشتہ پڑھیں تو آپؐ اسکی اتباع کریں یعنی خاموش رہیں اور کان لگا کر سنیں چنانچہ پھر آپ ایسا بھی کرتے کہ جبرئیلؑ کے وحی لانے پر خاموش رہ کر سنتے اور جب جبرئیلؑ چلے جاتے تو اسی طرح بلا کسی زبر زیر کے فرق کے آپؐ پڑھنے لگتے اور ظاہر ہے کہ یہ چیز اللہؐ کی قدرت کا ایک عظیم نمونہ ہے کہ ایک سینہ میں کلام محفوظ کر دیا جاتے اور پھر اسکو جب چاہو اعادہ کر لو اور زبان سے اسی ترتیب کے ساتھ ظاہر کر دیا جاتے تو جس طرح خدا کے پیغمبر کے سینہ میں یہ کلام محفوظ ہو رہا ہے اور پھر تلاوت کیا جا رہا ہے اور پڑھا جا رہا ہے اسی طرح اللہؐ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ انسان کے اعمال محفوظ رکھے اور قیامت کے روز ان اعمال کو اسی ترتیب سے جس طرح سے کہ وہ کیئے گئے ہیں انسان کے سامنے ظاہر کر دے بلکہ ہر انسان کے قلب میں کسی چیز کا محفوظ ہونا پھر اس کا زبان سے اسی ترتیب سے بیان و ظاہر کرنا قیامت کے روز اعمال کی پیشی اور گواہی کا نمونہ ہے غرض اس توضیح سے لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ کا جو شان نزول مفسرین نے بیان کیا اور احادیث میں اسکو ذکر کیا گیا اسکا ربط سورۂ قیامہ کے اس مضمون سے اور ماقبل و مابعد آیات سے واضح ہو رہا ہے ۱۲

www.ahlehaq.org

جبرئیل امینؑ کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ اپنی زبان سے بھی وہی کلمات پڑھنے کی مشقت اٹھاتے ہیں بیشک ہمارے ذمہ ہے اسکا جمع کر دینا آپ کے سینہ میں اور اسکا پڑھنا زبان سے اس لیئے جب ہم اسکو پڑھیں فرشتہ کی زبان سے تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی نہ کیجیئے خاموشی سے سنیئے اور اپنی زبان کو حرکت نہ دیجیئے پھر ہمارے ذمہ ہے اسکا واضح کرنا اور بتلانا اور آپکے ذریعہ اسکے معانی و مضامین کا دنیا تک پہنچا دینا۔

یہ مناظر اور حقائق تو اس بات کے واسطے کافی ہیں کہ انسان آخرت اور آخرت میں اعمال کی پیشی کو سمجھ لے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ انسان فکرِ آخرت سے بالکل ہی لاپرواہ ہو چکا ہے اور یہ اس بناء پر نہیں کہ آخرت اور قیامت کے دلائل واضح نہیں یا انسان کی عقل و فطرت اسکو سمجھ نہیں سکتی بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ اے لوگو تم پسند کرتے ہو جلدی کی چیز کو جو دنیا میں اسی زندگی میں ملجاتے اسی زندگی کی لذتوں اور عیش و عشرت کا خواہاں ہو جس میں انہماک و شغف نے تم کو فکر آخرت سے بے پرواہ بنا دیا اور چھوڑتے ہو آخرت کو اور آخرت کی نعمتوں اور لذتوں کو کاش کہ فکر آخرت نصیب ہوتی اور آخرت کی نعمتوں کی قدر و منزلت کا شعور ہوتا جانتے بھی ہو وہاں کے احوال کیا ہوں گے ؟ روز قیامت یہ ہوگا کہ کچھ چہرے اس روز تر و تازہ و شاداب ہوں گے جو اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے اور کچھ چہرے اس دن اداس اور مرجھائے ہوتے بدحواس اور بے رونق ہوں گے جو گمان کرتے ہوں گے اب انکے ——— ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے گا جو کمر توڑ دینے والا ہو اور ایسی شدت و کرب کی کیفیت محسوس کریں جو انکی کمر ہی توڑ ڈالے۔

خبردار اے غافل انسانو! قیامت کی شدت کا کیا کہنا وہاں کا عذاب و سختی تو کیا برداشت کی جا سکے گی یہ دنیا میں موت کی گھڑی کچھ دور نہیں اور سفرِ آخرت کی یہ پہلی منزل ہی اس قدر دشوار گزار ہے کہ انسان اس کا تصور تک بھی نہیں کر سکتا چنانچہ جب انسان کی جان گلے تک پہنچنے لگے اور نزع روح کا وقت آجائے اور تدبیر و علاج سے مایوسی کے بعد کہا جاتے ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا اور وہ سمجھے کہ اب فراق کا وقت ہے دنیا اور دنیا کی ہر محبوب چیز سے جدائی کا منظر آنکھوں سے نظر آنے لگے اور کرب و بے چینی کا یہ عالم ہو کہ پنڈلی پنڈلی کے ساتھ لپٹنے لگے تڑپنے کی کیفیت سے جیسے کہ سکراتِ موت کی سختی سے ایک پنڈلی سے دوسری پنڈلی لپٹ لپٹ جاتی ہے تو ہر انسان کو ایسے سکراتِ موت کی شدت کو سوچنا چاہیئے کہ یہ کیسا کرب اور بے چینی کا عالم ہوگا۔

تو جب آخرت کی یہ پہلی منزل اس قدر شدید ہے کہ بڑے سے بڑے طاقت ور انسان برداشت نہیں کر سکتے تو ظاہر ہے کہ قیامت اور محشر کی شدت کا کیا عالم ہوگا اور انسان عجیب ہے کہ آخرت تو کیا موت جو قریب کی چیز ہے اور اس کا منظر روز اسکی نظروں کے سامنے ہے اسکو بھی بھلاتے ہوتے ہے تو اے انسان آخر کیوں اس بات کو نہیں سوچتا کہ

www.ahlehaq.org

بس تیرے رب ہی کی طرف گھسیٹ کر تجھے لے جانا ہے اور ہر شخص میدانِ حشر کی طرف لے جایا جائے گا جیسے جانوروں کو ہنکایا جا رہا ہو۔

یہ باتیں بہت کافی ہیں کہ انسان ان پر غور کر کے عبرت و نصیحت حاصل کرے حق اور ہدایت کو تسلیم کرے لیکن افسوس بدنصیب ہے وہ انسان جس نے یقین نہ کیا کہ اللہ اور اسکے رسول کی بات پر ایمان لے آتا اور نہ نماز پڑھی اپنے رب کی اطاعت و بندگی کرتے ہوتے۔ ہاں البتہ اس نے اللہ کی باتوں کو جھٹلایا اور مُنہ موڑا غرور و تکبّر سے نافرمانی کرتے ہوتے پھر لوٹا وہ اپنے گھر کی طرف اکڑتا ہوا اے مغرور و بدنصیب انسان ہلاکت و بربادی ہو تیرے واسطے پھر ہلاکت و بربادی پھر تباہی ہو تیری اور پھر تباہی ہو کہ دنیا میں ذلت و نحوست اور ہلاکت ہو اور پھر آخرت میں بھی عذابِ جہنم میں مبتلا ہو آخرت کے عذاب اور قیامت کی شدت سے کون بچ سکتا ہے ہر صاحب عقل کو اس کی فکر اور تیاری میں لگ جانا چاہیئے اور جب تک دنیا میں ہے ان لمحات زندگی کو غنیمت سمجھنا چاہیئے تو کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اسکو آزاد ہی چھوڑ دیا جائے گا کہ جو چاہے کرے نیک و بد اور حلال و حرام کا فرق بالائے طاق رکھ کر اپنی خواہشات اور نفس ہی کی پیروی کرتا رہے اور یہ تصور بھی نہ کرے کہ اسکی ذمہ داری کیا ہے اور کس لیئے پیدا کیا گیا اور اگر وہ اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتا تو اپنے خالق و مالک کو کیا جواب دے گا ایسا انسان آخر کیوں نہیں قیامت پر ایمان لاتا اور اللہ کی قدرت پر کیوں یقین نہیں کرتا کیا وہ نہیں تھا منی کا قطرہ ٹپکا ہوا رحم میں اور پھر یہ ناپاک قطرۂ منی کس طرح نشوونما پاتا رہا پھر وہ خون کا لوتھڑا بنا پھر اسکو نشوونما دیا اور بتدریج نہایت ہی تناسب کے ساتھ اعضاء بنائے ہاتھ پاؤں شکل و صورت بناتی اس طرح کہ نطفہ سے خون کا لوتھڑا بنا اور خون کے لوتھڑے کو شکل و صورت بخشی متناسب اعضاء بنا دیئے پھر اس سے بنائے جوڑے

---

۷۵ یہ کلمات اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی کے مفہوم کی توضیح کے لیے ہیں علماء عربیہ سے منقول ہے کہ کلام عرب میں اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی ہلاکت و بربادی کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔
حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں موسیٰ بن ابی عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے سعید بن جبیرؓ سے اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی۔ کے بارہ میں دریافت کیا تو فرمایا یہ وہ الفاظ تھے جو آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے ابوجہل لعین کے انکار و تکبّر اور گستاخی کے مظاہرہ پر نکلے جب کہ وہ انتہائی غرور کے ساتھ آپکی شان میں بدتمیزی اور گستاخی کرتے ہوتے اپنے گھر کی طرف چلا ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جیسے ہی یہ الفاظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلے جبریل امینؑ ان ہی لفظوں کے ساتھ یہ آیت لے کر اُترے ان الفاظ کا تکرار تباہی و ذلت اور عذاب کی شدت پر دلالت کر رہا ہے اور یہ کہ ایسے مغرور و نافرمان کو یہ سزا دنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں بھی جہاں جہنم کی شدتیں اور آگ کی لپٹیں ہر ایک جانب سے احاطہ کیئے ہوتے ہوں گی۔

www.ahlehaq.org

مذکر و مؤنث کہ کسی نطفہ کو لڑکے کی شکل دیدی اور کسی کو لڑکی بنا دیا اور ظاہر ہے کہ ایک قطرۂ منی سے یہ تصرفات اور تغیرات خود بخود نہیں ہو رہے ہیں اور نہ کوئی عقل والا اس کا دعویٰ کر سکتا ہے بلکہ ہر ایک مرحلہ اور حالت بتا رہی ہے کہ یہ سب کچھ کسی بڑے ہی زبردست علیم و حکیم اور قادر و خلاق کی قدرت کی کرشمہ سازی ہے ورنہ یہ کون سے مادہ اور طبیعت کا اقتضاء ہے کہ ایک قطرہ ایسے تغیرات قبول کرتا جا رہا ہے پھر اعضاء بن رہے ہیں شکل و صورت تیار ہو رہی ہے اور اس میں کوئی حمل لڑکے کی شکل اختیار کر رہا ہے تو کوئی لڑکی آخر یہ تفاوت کیوں ہو رہا ہے اور کون یہ صناعی کر رہا ہے اور کون اس گوشت کے لوتھڑے کو شکل و صورت دیکر آنکھ، ناک، کان اور ان میں ادراک کی صلاحیتیں پیدا کر رہا ہے تو کیا ایسا قادرِ مطلق اور خلاق عظیم قادر نہیں ہے اس بات پر کہ مردوں کو زندہ کر دے اور قیامت کے روز میدانِ حشر میں سب کو جمع کر دے؟ کیوں نہیں ضرور بالضرور اور بلاشبہ وہ اس پر قادر ہے اور جب کہ ہر انسان کی تخلیق بلکہ ہر گھاس کا تنکا اور زمین کی تہوں میں سے ہر تخم کی روئیدگی بعث بعد الموت کا نمونہ ہے تو قیامت پر ایمان لانے میں کیا تامل ہو سکتا متعدد اسانید سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب سورۂ قیامہ کی یہ آخری آیت تلاوت فرماتے تو آپ فرماتے بَلٰی اور بعض روایات میں ہے وہ سُبْحَانَكَ بَلٰی ،، کہ بے شک اے پروردگار کیوں نہیں آپ ضرور قادر ہیں۔

جیسا کہ سورۂ والتین کے بعد بَلٰی وانا علیٰ ذٰلِكَ من الشاهدين اور سورۂ مرسلت کے ختم فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ پر آپ یہ فرماتے اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ان آیات کی تلاوت پر ان کلمات کا پڑھنا ایمان و یقین کی تقویت اور اضافہ کا باعث ہے اسلئے احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کلمات کے پڑھنے کی ہدایت وارد ہوئی ہے۔

نفس کی حقیقت اور اس کی قسمیں

نفس کی حقیقت پر امام غزالی رح نے مفصل کلام کیا ہے۔

اکثر فلاسفہ اور معتزلہ نفس اور روح کی حقیقت ایک ہی قرار دیتے ہیں اور بعض حضرات فلاسفہ اجمالاً اس پر اتفاق کرتے ہیں کہ نفس سے مراد جان یا روح انسانی ہے وہی مدرک ہے اور وہی دراصل انسان ہے اور یہ جسم اکتساب کمالات کے لیئے اس کا آلہ ہے اور ، نفوس انسانیہ اپنی استعداد و فیضان کے لحاظ سے مختلف مراتب اور درجات پر ہوتے ہیں حضرات انبیاء علیہم السلام کے نفوس، نفوس قدسیہ ہوتے ہیں ان کے بعد درجہ اولیاء کرام کا ہے ایسے نفوس کو حق تعالیٰ سے قرب کا مقام حاصل ہونے کے باعث طمانیت و سکون کی نعمت حاصل ہو جاتی ہے جیسے کہ ارشاد ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ

www.ahlehaq.org

تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ تو یہ نفوس مطمئنہ کہلاتے ہیں جو عام مؤمنین وصالحین کے مقام سے بہت بلند تر ہوتے ہیں۔

حافظ ابن عبدالبرؒ نے التمہید میں ایک حدیث نقل کی ہے اسی کو امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں بھی تخریج فرمایا ہے۔

ان اللّٰہ تعالیٰ خلق اٰدم وجعل فیہ نفسًا وروحًا فمن الروح عفافہ وفہمہ، وحلمہٗ وجودہٗ وسخائہٗ ووفائہٗ۔ ومن النفس شہوتہٗ وغضبہٗ و سفہہٗ وطیشتہٗ۔

کہ اللہ رب العزت نے آدمؑ کو پیدا کیا اور اس میں نفس بھی رکھا اور روح بھی تو روح سے انسان کی عفت و پاکدامنی اس کا علم و فہم اور اس کا جود و کرم اور وفاء عہد ہے اور نفس سے اس کی شہوت اس کا غضب اور برافروختگی ہے۔

حدیث کا مضمون نفس اور روح مختلف ہونے پر دلالت کرتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ انسان میں اللہ تعالیٰ نے دو متضاد اور مختلف قوتیں پیدا کی ہیں ایک قوت اسکو خیر پر آمادہ کرنے والی ہے جس کا نام روح ہے اور دوسری قوت شر پر آمادہ کرنے والی ہے اسکو نفس کہتے ہیں اسی چیز کو متکلمین نے اختیار کیا ہے اور نصوص قرآنیہ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے ائمہ محدثین اور حضرات عارفین یہی بیان فرماتے ہیں۔

استاذ ابوالقاسم قشیری رح فرماتے ہیں اخلاق حمیدہ کے معدن اور سرچشمہ نفس کا نام روح ہے اور اخلاق ذمیمہ کا سرچشمہ نفس ہے جسم لطیف ہونے میں اگرچہ دونوں مشترک ہیں لیکن ایک طاقت انسانی زندگی کے لیے محرک خیر ہے اور دوسری طاقت محرک شر ہے اسی وجہ سے قرآن کریم نے روح کو امر رب فرمایا جیسا کہ ارشاد ہے وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ اور یہی وجہ ہے کہ اخلاقِ ذمیمہ اور بری خصلتوں کو روح کی طرف منسوب نہیں کیا گیا۔

چنانچہ ارشاد ہے وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ اور فرمایا وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى تو ان آیات میں شہوت حرص اور ہوا (خواہشات نفس) کو نفس کی طرف منسوب کیا گیا ان مواقع میں کسی جگہ بھی لفظ روح یا ارواح نہیں بولا گیا اسی طرح آیت وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ میں بھی سفاہت کو نفس کی طرف منسوب فرمایا علیٰ ھٰذا القیاس ایک حدیث میں یہ فرمانا اعدیٰ عدوّك نفسك التی بین جنبیك کہ اے انسان سب سے بڑا تیرا دشمن وہ تیرا نفس ہے جو تیرے دو پہلوؤں کے درمیان ہے تو اس موقعہ پر نفس کو انسان کا دشمن فرمایا کہیں قرآن کریم میں یہ فرمایا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ اور لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ جس سے حسد اور کبر کا نفس کی طرف ہونا بیان فرما دیا۔

www.ahlehaq.org

علامہ ابن الجوزی نے زاد المسیر میں سورۃ زمر کی تفسیر میں بیان کیا ہے۔

عن ابن عباسؓ — ابنُ آدم نفس وروح فالنفس العقل والتمیز والروح نفسٌ والتحریك فاذا نام العبد قبض اللّٰہ نفسہ ولم یقبض رُوحہٗ۔

ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ انسان مجموعہ ہے نفس اور روح کا نفس سے تو انسان ادراک و امتیاز کرتا ہے اور روح سے سانس لیتا ہے اور حرکت کرتا ہے اور جب انسان سوجاتا ہے تو اللہ اس کے نفس کو قبض کر لیتے ہیں مگر روح کو قبض نہیں فرماتے۔

یہی وہ چیز ہے جس کو قرآن کریم میں اس طرح فرمایا اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا الآیۃ ابن جریج فرماتے ہیں کہ انسان میں روح اور نفس ہے اور انکے درمیان ایک پردہ حائل ہے سوتے وقت اللہ تعالیٰ نفس کو قبض کر لیتے ہیں اور بیداری کے وقت اسکو واپس کر دیتے ہیں اور جب اللہ کا ارادہ ہوتا ہے کہ کسی کو سونے کی حالت میں موت دینے کا ارادہ کرتے ہیں تو اسکے نفس کو واپس نہیں کرتے اور روح کو قبض کر لیتے ہیں۔

بہرکیف ان تصریحات سے یہی چیز واضح ہے کہ نفس اور روح ایک چیز نہیں اور نفس انسانی زندگی میں شر اور برائیوں پر آمادہ کرنے والی قوت کا نام ہوا اسی وجہ سے نفس کی اس اصل خصوصیت اور تاثیر کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم نے فرمایا اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ۔ کہ نفس آمارہ بالسوء یعنی برائیوں پر خوب آمادہ کرنے والا ہے تو یہ حالت نفس کی اصل حالت ہوتی لیکن اس نفس کو جب تربیت دی جاتے اور اصلاح کی جاتے تو پھر اس میں یہ صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ برائی کو برائی سمجھے اور اگر برائی سرزد ہو جائے تو اس پر انسان شرمندہ ہو اور نفس ملامت کرنے لگے تو یہ نفس لوّامہ ہوا پھر جب تعلیم و تربیت اور ریاضت کے آثار سے قلب لطافت و پاکیزگی حاصل کر لے تو وہ نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے جس کو آیت مبارکہ یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ میں بیان فرمایا گیا۔

نفس کی مثال امام رازیؒ نے کلب اور کتے کی سی بیان فرمائی اور فرمایا لیکن وہ کلب جو معلّم ہو یعنی شکاری کتا تعلیم و تربیت اس کی درندگی کو ختم کر کے اسکے شکار کو حلال اور پاک بنا دیتی ہے جب کہ کسی بھی جانور پر کتے کا منہ مارنا اس کو ناپاک اور مردار بنا دیتا ہے تو اسی طرح نفس تعلیم و تربیت کے بعد جب مطمئنہ ہو جاتے گا تو اسکے عمل اور تحریک میں بھی خیر اور پاکیزگی آجاتے گی جب کہ اسکے بغیر نفس کی ہر تحریک اور عمل شر ہی شر تھا۔

روح کی بحث سورۃ اسرا کی تفسیر میں گذر چکی ہے وہاں مراجعت فرمالی جاتے

www.ahlehaq.org

فائدہ یوم قیامہ کی قسم اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قیامت کا تحقق اور وقوع قطعی اور یقینی امر ہے جو مخبر صادق کی خبر اور دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا ہے اگرچہ اسکے مخاطب وہ مشرکین تھے جو قیامت کا انکار کرتے تھے لیکن ان کا انکار روز قیامت کے قطعی الثبوت ہونے کے باعث ایسا ہی قرار دیا گیا جیسے کوئی احمق انسان دن کی روشنی میں سورج کا انکار کرے اَقسام قرآن کی بحث پہلے گذر چکی۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ عثمانیؒ اپنے فوائد میں فرماتے ہیں "واضح ہو کہ دنیا میں کئی قسم کی چیزیں ہیں جن کی لوگ قسم کھاتے ہیں اپنے معبود کی، کسی معظم و محترم ہستی کی، کسی مہتم بالشان چیز کی، کسی محبوب کی یا نادر شے کی اس کی خوبی اور ندرت جتانے کے لیئے پھر بلغاء یہ بھی رعایت کرتے ہیں کہ مقسم بہ مقسم علیہ کے مناسب ہو یہ ضروری نہیں کہ ہر جگہ مقسم بہ مقسم علیہ کے لیے شاہد ہے جیسے کہ ذوق نے کہا ہے۔

اتنا ہوں تیری تیغ کا شرمندۂ احساں
سر میرا تیرے سر کی قسم اٹھ نہیں سکتا

یہاں اپنے سر کے اٹھ نہ سکنے پر محبوب کے سر کی قسم کھانا کس قدر موزوں ہے شریعت حقہ نے غیر اللہ کی قسم کھانا بندوں کے لیئے حرام کر دیا لیکن اللہ کی شان بندوں کی شان سے جدا ہے وہ اپنے غیر کی قسم کھاتا ہے اور عموماً ان چیزوں کی جو اسکے نزدیک محبوب یا نافع یا وقیع و مہتم بالشان ہوں یا مقسم علیہ کے لیے بطور حجت و دلیل کام دے سکیں یہاں یوم قیامت کی قسم اس کے مہتم بالشان ہونے کی وجہ سے ہے اور جس مضمون پر قسم کھائی ہے اس سے مناسبت ظاہر ہے (کذا فی الفوائد العثمانیہ)

تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ القیامۃ

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الدھر

اس سورت کا نام سورۃ الدھر اور سورۃ الانسان حدیث کی رُو سے ثابت ہے اس میں دھر کا ذکر ہے اور انسانی تخلیق کا اس وجہ سے یہ دونوں نام مضمون کے ساتھ پوری مناسبت رکھتے ہیں

اس سورت میں آخرت اور احوالِ آخرت کا خصوصیت سے بیان ہے اور تفصیل کے ساتھ آخرت میں ابرار و متقین کو جن انعامات سے نوازا جائے گا ان کا ذکر ہے سورت کی ابتداء حق تعالیٰ شانہٗ کی قدرت عظیمہ کے بیان سے ہے۔ کہ کس طرح وہ اپنی قدرت سے انسان کو ایک ناپاک قطرہ (نطفہ) سے وجود عطا فرماتا ہے۔

اور اس ناپاک قطرہ پر کیا کیا تغیرات و احوال گذرتے ہیں جن کے بعد یہ انسان عدم سے ہستی میں آتا ہے اس قدرت عظیمہ کے ذکر سے مقصود انسان کو اپنے مقصد حیات کی طرف توجہ دلانی ہے اور اس مقصد کی تکمیل پر انسان کو کیا کیا نعمتیں اور راحتیں آخرت میں میسر آئیں گی ان کا بیان ہے۔

پھر سورت کے خاتمہ پر قرآنِ کریم کے نزول کا ذکر ہے اور اسکے اوامر و نواہی کی اطاعت کی ترغیب اور نافرمان و سرکشوں سے احتراز و اجتناب کا حکم اور یہ کہ ذکر خداوندی ہی انسان کی ہدایت اور فلاح کا ضامن ہے۔

آیاتُھا ۳۱ = ۷۶ = سُوْرَۃُ الدَّھْرِ مَکِّیَّۃٌ = ۹۸ فِیْھَا رُکُوْعَانِ

سورۂ دہر مکی ہے اور اس میں اکتیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ

کبھی ہوا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں جو نہ تھا کچھ چیز

www.ahlehaq.org

شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ① اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ

تکرار میں آتی ہم نے بنایا آدمی ایک بوند کے ملے سے

نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ② اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ

پلٹتے رہے اسکو پھر کر دیا سنتا دیکھتا ہم نے اسکو سوجھائی راہ

اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ③ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا

یا حق مانتا یا ناشکر ہم نے رکھی ہیں منکروں کو زنجیریں

وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ④ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ

اور طوق اور آگ دہکتی البتہ نیک لوگ پیتے ہیں پیالہ

كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ⑤ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا

جس کی ملونی ہے کافور ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں بندے اللہ کے چلاتے ہیں

تَفْجِيْرًا ⑥ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ

اسکی نالیاں پوری کرتے ہیں منت اور ڈرتے ہیں اس دن سے کہ اسکی برائی

مُسْتَطِيْرًا ⑦ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ

پھیل پڑے گی اور کھلاتے ہیں کھانا اس کی محبت پر محتاج کو اور

يَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ⑧ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ

بن باپ کے لڑکے کو اور قیدی کو۔ ہم جو تمکو کھلاتے ہیں فقط اللہ کا منہ چاہنے کو نہ تم سے

جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ⑨ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا

ہم چاہیں بدلہ نہ چاہیں شکرگزاری ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے ایک دن اداس سے

قَمْطَرِيْرًا ⑩ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً

سختی کے پھر بچایا انکو اللہ نے برائی سے اسدن کی اور ملائی انکو تازگی

www.ahlehaq.org

وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿۱۲﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ

اور خوش وقتی ؛ اور بدلہ دیا انکو اس پر کہ وہ ٹھہر رہے باغ اور پوشاک ریشمی لگے بیٹھیں

فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾

اس میں تختوں پر نہیں دیکھتے وہاں دھوپ نہ ٹھہر

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ وَيُطَافُ

اور جھک رہیں ان پر اسکی چھاویں اور پست کر رکھے ہیں اسکے گچھے لٹکا کر اور لوگ پھریں

عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ﴿۱۵﴾ قَوَارِيْرَا

پھرتے ہیں ان پاس باسن روپے کے اور آبخورے جو ہو رہے ہیں شیشے شیشے پر

مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ

روپے کے ماپ رکھا ان کا ماپ اور ان کو وہاں پلاتے ہیں پیالہ جس کی

مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ﴿۱۷﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿۱۸﴾ وَيَطُوْفُ

ملونی ہے سونٹھ ایک چشمہ ہے اس میں اس کا نام کہتے ہیں سلسبیل اور پھرتے ہیں

عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا

ان پاس لڑکے سدا رہنے والے جب تو انکو دیکھے خیال کرے کہ موتی ہیں

مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾

بکھرے اور جب تو دیکھے وہاں تو دیکھے نعمت اور سلطنت بڑی

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۫ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ

اوپر کی پوشاک انکی کپڑے ہیں باریک ریشم کے سبز اور گاڑھے اور انکو پہناتے ہیں کنگن

مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ

روپے کے اور پلائی انکو ان کے رب نے شراب جو دل کو دھو گئی یہ ہے

www.ahlehaq.org

لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ ع ۱ ۲۲ ۱۹

تمہارا بدلہ اور کمائی تمہاری نیگ لگی

ابتداء ہستی انسان درعالم وعطاء صلاحیت برائے فرق درمیان حق وباطل مع ذکر انعامات ابرار ومتقین وتعذیب مجرمین

قال اللہ تعالیٰ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ ..... اِلٰى ..... سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا .

(ربط) گزشتہ سورۃ قیامہ میں احوال قیامت کا ذکر تھا اور ان منکرین کا دلائل وحقائق کے ساتھ رد تھا جو روز آخرت کے بارہ میں شکوک وشبہات اور اعتراضات کرتے تھے اب اس سورت میں قدرتِ خداوندی کا بیان ہے کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے ایک ناپاک قطرہ کو انسانی وجود بخشتا ہے انسان کا کتم عدم سے ہستی میں آجانا اللہ رب العزت کی عظیم تر دلیل ہے پھر یہ کہ اس انسان کے سامنے دونوں راستے ہدایت اور گمراہی کے واضح کر کے رکھ دیئے گئے اسکو ہوش وحواس شعور وادراک اور عقل کی صلاحیتیں پوری طرح عطا کر دی گئیں اب اگر وہ حق وہدایت کا راستہ اختیار کریگا تو خدا کے عظیم انعامات کا مستحق ہوگا اور اگر عقل و فطرت کے تقاضوں کو فراموش کر کے گمراہی کا راستہ اختیار کریگا تو خدا کے عذاب کا مستحق ہوگا۔ ابرار ومتقین کی جزائیں اور انعامات کیا ہوں گے اور فساق وفجار اور مجرمین کیسی ذلت میں مبتلا ہوں گے؟ آگے اسکی تفصیلات ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا۔

کیا نہیں گذرا ہے انسان پر ایک ایسا وقت زمانہ میں سے کہ وہ نہیں تھا ایسی چیز جو قابلِ ذکر ہو اس کا کوئی نام ونشان بھی نہ تھا بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے ایک قطرۂ منی سے جو ملی ہوتی ہے عورت کی منی سے یا وہ مخلوط ہے مختلف قسم کی غذاؤں سے اور ان کا جوہر وخلاصہ ہے جسکو ہم لوٹاتے پلٹاتے رہے پھر ہم نے اسکو پیدا کیا اس حال میں کہ وہ سننے اور دیکھنے والا ہے بعد اس کے کہ نطفہ سے خون کا جما ہوا ٹکڑا بنایا پھر اسکو گوشت کا لوتھڑا پھر اس کی شکل وصورت اور اعضاء کی ساخت کی اور اس میں جان ڈالی حس وحیات اور ادراک وشعور کی صلاحیتوں کے ساتھ پیدا کیا اور اس بناء پر ہر انسان میں اللہ نے فطری استعداد اور صلاحیت کے علاوہ عقل وفکر کا مادہ رکھا ہے بے شک ہم نے انسان کو دکھا دیا راستہ حق اور ہدایت کا اب اس کے بعد یا تو وہ شکر گذار ہے اپنے پروردگار کا اور اس کا فرماں بردار یا ناشکری کرنے والا ہے۔

نیکی اور تقویٰ کا راستہ بتانے اور اسکو اختیار کرنے کے لیئے عقل وفہم اور ادراک وشعور عطاء

www.ahlehaq.org

کرنے کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ اپنے رب کی اطاعت و فرماں برداری اور عطا کردہ نعمتوں کا شکر گذار ہوتا لیکن افسوس اس انسان کی بدنصیبی پر کہ ان فطری دواعی اور تقاضوں کو ٹھکرا کر خدا کا نافرمان اور ناشکر گذار رہا ظاہر ہے نافرمانوں اور مجرموں پر جرم کی سزا جاری کرنی چاہیئے تو اس بناء پر بے شک ہم نے تیار کر رکھی ہیں نافرمانوں کے واسطے زنجیریں اور طوق اور دہکتی ہوئی آگ اور بلاشبہ ایسے نافرمان جنہوں نے رسم و رواج اور اوہام کی زنجیروں میں اپنے آپ کو جکڑے رکھا اور غیر اللہ کی پرستش کا طوق اپنی گردنوں میں ڈالا اور حق نیز حق پرستوں کے خلاف عداوت و دشمنی اور بغاوت و سرکشی کی آگ بھڑکاتے رہے وہ اسی کے مستحق ہیں کہ طوق و سلاسل میں جکڑے جائیں اور دہکتی ہوئی آگ میں ہمیشہ جلتے رہیں مگر انکے بالمقابل مطیعین و فرماں بردار اللہ کے انعامات اور اعزاز و اکرام کے مستحق ہوں گے اس وجہ سے بے شک نیکوکار لوگ پئیں گے ایسے جام سے جسکی ملاوٹ کافور ہوگی اور جنت کا یہ کافور نہایت ہی لذیذ و خوشگوار اور خوشبو سے مہکتا ہوگا یہ ایک خاص چشمہ ہوگا جس سے اللہ کے خاص برگزیدہ بندے پیتے ہوں گے اس طرح کہ وہ اللہ کے خاص بندے بہاتے ہوں گے اس چشمہ کو بہت سی نالیوں اور نہروں کی صورت میں کہ جہاں چاہیں گے اس شراب طہور کی نالیاں اور جدول بہتے چلے جائیں گے یہ اللہ کے برگزیدہ بندے وہ ہیں جو پورا کرتے ہیں اپنی نذر کو جو بھی اللہ کے لیے وہ نذر مان لیں کسی خیر کے حاصل ہونے پر یا کسی مصیبت اور تکلیف کے ٹلنے پر اور ان کے ایمان و تقویٰ کا یہ عالم ہے ڈرتے ہیں اس دن سے جسکی مصیبت اور برائی پھیلنے والی ہے کہ کوئی گنہگار اس کی تکلیف و شدت سے نہیں بچ سکتا اور کوئی بھی اسکی ہیبت و پریشانی سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا جو آسمان و زمین کو محیط ہوگی ان لوگوں میں ایمان و تقویٰ اور فکرِ آخرت کے ساتھ ایثار و ہمدردی کا یہ جذبہ ہے کہ کھلاتے ہیں کھانا اس کے محبوب[۱] و مرغوب ہونے کے باوجود ہر مسکین و یتیم اور قیدی کو جو کسی بھی مصیبت

---

[۱] عَلٰی حُبِّہٖ کی ضمیر اکثر حضرات مفسرین کی رائے میں طعام کی طرف ہے اسی لحاظ سے یہ ترجمہ کیا گیا اور حب مصدر بمعنی محبوب بھی آتا ہے اس وجہ سے محبوب ہونے کے باوجود لفظ کی تصریح کر دی اور ساتھ ہی لفظ مرغوب کا اضافہ کر کے یہ ظاہر کیا گیا کہ مراد یہ ہے کہ جس وقت انسان کو اس کھانے کی رغبت و ضرورت ہے یا وہ اسکا محتاج ہو اس وقت کھلانا اور زائد فضیلت اور کمال کی صفت ہے گویا یہ اس آیت کا مفہوم ہوگیا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ حافظ ابنِ کثیرؒ نے بروایت مجاہدؒ یہ بیان کیا کہ ائمہ مفسرین نے اسی کو ترجیح دی ہے اور اسکی تصریح آیت مبارکہ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ اور "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" میں ہے

بعض مفسرین نے حبہٖ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع کی ہے یعنی علیٰ حُبِّ اللہ تعالیٰ جس سے اخلاص اور آخرت کے اجر و ثواب کی غرض کی طرف اشارہ کیا گیا یعنی دنیا میں اسکا کوئی عوض نہیں چاہتے ہوں گے۔

www.ahlehaq.org

میں گرفتار ہو انتہائی مروت اور اخلاص کے جذبہ سے یہ سب کچھ کرتے ہیں ان غربا، مساکین اور یتامیٰ کو کہہ دیتے ہیں اے لوگو! ہم کھلاتے ہیں تمکو صرف اللہ کی خوشنودی کے لیئے ہم نہیں چاہتے ہیں تم سے کسی قسم کے بدلہ کو تم ہمیں اسکا کوئی مالی بدلہ دو یا ہماری توقیر و تعظیم کرو اور ہم نہیں چاہتے ہیں تم سے شکر گذاری کہ تم ہمارا شکریہ ادا کرو، ہم تو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اس دن کی سختی اور ہیبت سے جو سخت اداسی اور چہروں کی گھٹن کا سبب ہوگا اس طرح کہ انسان کا چہرہ اس کلفت اور کوفت سے بگڑا ہوا نظر آنے لگے پیشانی سکڑ کر اوپر ہو جاتے اور آنکھیں پھٹی ہوتی ہوں تو یہ مخلصین اپنی اس ہمدردی و اعانت اور انفاق پر غرور تو کیا بلکہ ڈرتے ہوں گے ایسے ہیبت و جلال کے دن سے (جو ہر ایک انسان کو اس طرح مرعوب و بدحواس بنا دینے والا ہوگا) معلوم نہیں ہمارا یہ عمل ہمارا یہ صدقہ قبول بھی ہوتا ہے یا نہیں[۱۱]۔

یقیناً ایسے لوگ خداوندِ عالم کی طرف سے بڑے ہی اعزاز و اکرام کے مستحق ہیں جسکے باعث بس خدا نے انکو بچا دیا اس دن کی تکلیف و برائی سے اور یہ فیصلہ کر دیا کہ عطا کر دے گا انکو تازگی اور سرور جو انکے چہروں پر برس رہا ہوگا اور مسرت و خوشی سے انکے چہرے جگمگا رہے ہوں گے اور ان تمام نعمتوں اور کرامتوں کے

---

[۱۰] لفظ اسیرًا کے ترجمہ میں "مصیبت میں گرفتار" کا لفظ بڑھا کر یہ اشارہ کیا گیا کہ اس اسیر و قیدی سے صرف وہی قیدی مراد نہیں جو جیل خانہ میں قید ہو بلکہ عام ہے خواہ یہ ظاہری اور حسی قیدی ہو یا معنًا قیدی ہو یعنی مصائب و آلام میں گرفتار ہو۔

سعید بن جبیرؒ اور حسن بصریؒ سے منقول ہے قیدی سے اہل اسلام مراد ہے لیکن ابن عباسؓ کی روایت میں ہے قیدیوں سے مراد وہ قیدی بھی ہیں جو مشرکین میں سے مسلمانوں کی قید میں ہوں چنانچہ اسکی تائید وہ روایت کرتی ہے جس میں یہ بیان کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ہدایت فرمائی چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں حضرات صحابہ نے بدر کے قیدیوں کو بہتر سے بہتر کھانا کھلانا شروع کر دیا اور بعض تو انکو اپنے ساتھ کھلاتے حالانکہ وہ مسلمان نہ تھے اسیر کے مفہوم میں مقروض بھی داخل ہیں کیونکہ وہ بھی ایک طرح قید ہیں۔

عکرمہؓ سے منقول ہے کہ اس سے مراد غلام ہیں اور متعدد احادیث میں غلاموں کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید فرمائی گئی (تفسیر ابن کثیر)

[۱۱] یہ تشریح گویا اس آیت مبارکہ کے مضمون کے مطابق ہو سکے گی جو ارشاد فرمایا كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ کہ بہت کم رات کا حصہ ہوتا ہے کہ اس میں وہ لیٹیں پوری رات ہی انکے پہلو بستر سے جدا رہتے ہیں اور اس انہماک فی العبادۃ کے باوجود حالت یہ ہوتی ہے کہ جب سحر کا وقت ہونے لگتا ہے تو خدا سے معافی مانگتے ہوتے ہیں۔ ۱۲

www.ahlehaq.org

علاوہ دیدارِ خداوندی سے شاداں و فرحاں ہوں گے اور بدلہ دے گا اللہ انکو اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا دنیا کی شدتیں برداشت کیں خواہشاتِ نفس کو روکا اور شکر و قناعت کرتے ہوتے غرباء و مساکین پر ایثار کیا ایک وسیع باغ کا جس کے پھل اور رزق سے انکی زندگی عیش و راحت کی ہوگی اور ریشمی پوشاک کا کہ زندگی کے عیش و راحت اور ہر لذت کے ساتھ لباس کی یہ عظمت انکو اور زیادہ بلندی و تقرب کا مقام بخشنے والی ہوگی اطمینان و سکون کا یہ عالم ہوگا کہ تکیہ لگاتے ہوں گے اپنی مسندوں پر جو مزین اور مرصع تخت ہوں گے وہاں آرام و راحت کی یہ شان ہوگی کہ ادنی کلفت اور تعب کا نام و نشان بھی نہ ہوگا چنانچہ نہیں دیکھتے ہوں گے وہاں دھوپ اور گرمی اور نہ ہی شدید سردی بلکہ وہاں کا موسم معتدل ہوگا نہ دھوپ کی تمازت ہوگی اور نہ ٹھہر جس سے انسانی بدن کو تکلیف ہوا کرتی ہے اور آرام و راحت نیز نعمتوں کی فراوانی کا یہ عالم ہوگا جھکے ہوتے ہوں گے ان پر اسکے سائے اور نیچے کر دیتے گئے ہوں گے اسکے خوشے لٹکا کرتا کہ جب بھی اہل جنت کسی پھل اور خوشہ کے لینے کا ارادہ کریں بلا تکلف ہاتھ بڑھا کر لے لیں اور گھماتے جاتے ہوں گے ان پر برتن چاندی کے اور آبخورے جو معلوم ہو رہے ہوں گے شیشے چمک اور لطافت میں درحقیقت[1] وہ شیشے ہی ہوں گے چاندی کے جن کا اہل جنت اندازہ کریں گے اندازہ کرنا کہ جس قدر چاہیں گے ان آبخوروں اور جام میں شراب طہور سما جائے گی کم و زائد طبیعت کے تقاضا اور خواہش کے مطابق وہ بھر جاتے ہوں اور یہ اس لیئے کہ اہل جنت کو کسی طرح بھی طبعی گرانی نہ ہو جیسا کہ انسان کو دنیا میں پیش آتی ہے مثلاً پیاس کی زیادتی پر گلاس چھوٹا ہو اور طبعی خواہش پوری نہ ہونے پر ذہنی کوفت ہوتی ہے یا کسی وقت تھوڑی مقدار کی خواہش ہے لیکن منہ کے سامنے ایک بہت بڑا لبریز پیالہ آجاتے تو اس طرح کی معمولی الجھنوں سے بھی وہ بے فکر ہوں گے جیسا چاہیں گے اور جتنا چاہیں گے وہ جام شراب طہور سے بھرے ہوں گے اور پلاتے جائیں گے وہ لوگ ایک اور جام[2] جس میں ملا ہوگا زنجبیل (سونٹھ) جو ایک چشمہ ہے جنت میں جس کا نام لیا جاتا ہوگا سلسبیل اہل جنت اس نام سے اس چشمہ کا ذکر کرتے

---

[1] ترجمہ میں ان الفاظ کا اضافہ اس لیے کیا گیا کہ عربیت کی رو سے قواریر کے بعد دوسری دفعہ قواریر ماقبل سے بدل اور بمنزلہ بیان ہے ۔ ۱۲

[2] یہ لفظ اس بات کی طرف اشارہ ہے یہاں دوبارہ "کَاْسًا" نکرہ کی صورت میں استعمال کیا جانا غیر الاُولیٰ کی نوعیت سے ہے تو ایک قسم جام کی وہ ہوگی جسکی شراب طہور کافور کے ساتھ ملی ہوگی اور اسکی خوشبو سے مہکتی ہوگی دوسری قسم شراب طہور کی وہ ہوگی جس میں زنجبیل ہوگی اور کوئی تعجب نہیں کہ جنت کے کھانوں سے قبل جو شرابِ طہور دی جائے وہ کافور کی خوشبو اور تاثیر کے ساتھ کھانوں اور پھلوں کی خواہش کو پیدا کرنے والی ہو تاکہ بھوک اور اشتہاء کی حالت میں جنت کے اطعمہ کھائے جائیں کیونکہ ہر لذیذ طعام اور پھل کی لذت خواہش اکل پر موقوف ہے

www.ahlehaq.org

ہوں گے اور اعزاز و اکرام کا یہ عالم ہوگا کہ گشت کرتے ہوں گے انکے سامنے خدمت گزار لڑکے جو ہمیشہ اپنے حسن و جمال پر قائم رہیں گے جو حسن و جمال اور لطافت و صفائی میں ایسے خوش منظر ہوں گے کہ اے دیکھنے والے جب تو انکو دیکھے تو انکو یہ سمجھے کہ یہ تو زمین پر بکھرے ہوتے خوبصورت موتی ہیں اور جنت کا حال کیا بیان کیا جائے اللہ اکبر! بس یہ ہے کہ جب تو وہاں نظر ڈالے تو دیکھے گا تو بہت ہی عظیم نعمتیں اور بڑا ہی عظیم الشان ملک ہے کہ ان نعمتوں کی خوبی کا اندازہ ہو سکتا ہے اور نہ وہاں کی اس سلطنت کی شان و شوکت کا کوئی تصور ہو سکتا ہے اور ان اہل جنت پر ریشمی لباس ہوں گے سبز رنگ کے نہایت ہی قیمتی گاڑھے ریشمی کپڑے بھی مزید ہوں گے تاکہ باریک لطیف اور دبیز ہر قسم کے لباس استعمال کریں جو انکی عظمت و وقار کو اور بلند کرنے والے ہوں گے اور پہناتے جائیں گے انکو کنگن چاندی کے[1] تاکہ ریشمی اور قیمتی لباس کی آرائش کے ساتھ زیور سے انکو مزین کر دیا جلتے اور یہ زیور جنت کی شان کے مناسب ہوگا اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اللہ کے حکم کی اطاعت میں اس قسم کی آراستگی و زینت سے دنیا میں پرہیز کیا تھا اور صبر کیا تھا اب اللہ تعالیٰ اس نوع کی تمام زینتیں جنت میں حسًا بھی عطا فرما دے گا اور پلاتے گا انکو انکا پروردگار ایک خاص جام شراب طہور کا جو دونوں قسم کے جام کے علاوہ ہوگا جن کا ذکر پہلے ہو چکا اور ہو سکتا ہے کہ تمام نعمتوں کے بعد یہ خاص جام محبوب حقیقی کی طرف سے ایک خاص اعزاز کے ساتھ عطا کیا جاتے جو خوشبو اور لطافت و لذت کے ساتھ طہوریت کا وصف بھی رکھتا ہوگا اور یہ طہوریت ایسی کامل اور مؤثر ہوگی جو اپنے پینے والے کو بھی ہر گندگی اور کدورت سے پاک و صاف کر دے اس کا گھونٹ پیتے ہی قلب و بدن پاک و صاف ہو جاتے اور پسینہ نکلے جس کی مہک مشک کی خوشبو سے بھی بڑھ کر ہوگی اور اس جام طہور کا نوش کرنے والا اس کی تاثیر سے وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ کا مصداق اکمل ہو جاتے گا اہل جنت کے سامنے شراب طہور کو پیش کرتے ہوتے کہا جاتا

---

[1] ایک آیت میں ہے کہ سونے کے کنگن پہناتے جائیں گے جیسا کہ ارشاد ہے يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ممکن ہے کہ اہل جنت کے درجات کے لحاظ سے بعض کو سونے کے اور بعض کو چاندی کے دیئے جائیں ۱۲

---

* کھانے کی خواہش کے بغیر لذیذ سے لذیذ کھانا بھی مرغوب نہیں ہوتا اور کھانوں سے فراغت کے بعد ضرورت ہے کہ معدہ سے غذا کا انہضام ہوتا کہ طبیعت پر گرانی واقع نہ ہو تو اس وجہ سے یہ بعد کی شراب طہور زنجبیل والی ہوگی سبحان اللہ کیسا عجیب تناسب رکھا گیا اللھم اجعلنا منھم وارزقنا بفضلك وكرمك من نعماء الجنة واسقنا من كوثر وسلسبيل - آمین یارب العالمین -

www.ahlehaq.org

ہوگا اے جنتیو ! بے شک یہ ہے بدلہ تمہارے ایمان و اعمال صالحہ کا اور تمہاری کوشش اور عملی جدوجہد قابل قبول ہوئی اور محنت کارآمد ہوئی اور تمہارے رب کی بارگاہ میں اسکو سراہا گیا جس کو سن کر جنتی اس قدر خوش ہوں گے کہ انکی یہ خوشی جنت کی لذّت سے زیادہ خوشگوار ہوگی۔

نسل انسانی کا عدم سے وجود میں آنا

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ سے واضح طور پر یہ بیان فرمادیا گیا کہ نسل انسانی نہ اپنے مادہ کے لحاظ سے اور نہ ہی اپنی اس صورت وضعیہ کے ساتھ ہمیشہ سے تھی بلکہ اس پر ایک وقت گذرا ہے کہ اس کا کوئی وجود اور نام ونشان ہی نہ تھا اس کا سلسلۂ پیدائش تخلیق آدمؑ سے شروع ہوا اسکے بعد نسلِ انسانی بصورت توالد وتناسل بڑھتی رہی جیسے کہ ارشاد فرمایا گیا اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اور فرمادیا اَلَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً بہرکیف اس کی پیدائش کی یہ ابتداء ہے یہی عقیدہ جملہ اہل کتاب کا ہے اور بعض دیگر مذاہب بھی اسکے قائل ہیں۔

حکماءِ یونان اور فلاسفہ نوع انسانی کو قدیم زمانی کہتے ہیں دہریہ بھی مادہ کے قدیم ہونے کا قول اختیار کرتے ہوئے اوضاع فلکیہ اور تاثیر نجوم سے تجردات وانقلابات کے قائل ہیں یہ تمام باتیں محض اوہام اور تخیلات ہیں جن کو فلسفیانہ رنگ دے کر بیان کیا گیا حقیقت بس وہی ہے جو خداوندِ عالم خالقِ کائنات نے بیان کردی۔

بہرکیف اس آیت شریفہ سے صاف طور پر واضح ہے کہ انسان کوئی ایسی ہستی نہیں کہ جس کی خلقت اور پیدائش کی ابتداء نہ ہو اور وہ ہمیشہ سے اسی طرح چلا آیا ہو جیسا کہ فلاسفہ کا قول ہے کہ انسانی ہستی کی کوئی ابتداء نہیں اور وہ ہمیشہ سے پیدا ہوتا چلا آرہا ہے یعنی یہ سلسلہ ہمیشہ سے ہے کہ نطفہ سے انسان اور انسان سے نطفہ پیدا ہوتا ہے اور اس سلسلہ کی نہ کوئی ابتداء ہے اور نہ کوئی انتہاء ہے اور نہ اس طریقہ کے خلاف پیدائش ہوسکتی ہے۔

حق جل شانہٗ نے اس آیت میں اور دیگر آیاتِ قرآنیہ میں فلاسفہ کے اس قول کی تردید کی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ ان کا یہ قول بالکل غلط ہے بلکہ ایک وقت ایسا تھا کہ انسان کا نام ونشان بھی نہ تھا ہم نے اپنی قدرت سے اس سلسلہ کا اس طرح آغاز فرمایا کہ سب سے پہلے آدم علیہ

لہ یہ وہی مضمون ہے جو آیت مبارکہ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ صدق اللّٰہ العظیم" میں بیان فرمایا گیا۔ ۱۲

www.ahlehaq.org

السلام کو "حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ" بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا پھر اس میں روح ڈالی اسکے بعد ان کے بائیں پہلو سے انکی بیوی حوّا کو پیدا کیا بعد ازاں ہم نے یہ سلسلہ جاری کر دیا کہ ایک ناپاک اور گندے پانی یعنی قطرۂ منی سے انسان کو پیدا کرتے ہیں یہ ہماری قدرت ہے ہمارے سوا کسی میں قدرت نہیں کہ پانی کے ایک ناپاک اور بدبو دار قطرہ سے ایسی زیبا شکل بنا سکے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دہد نطفہ را صورتے چوں پری
کہ کرد ست بر آب صورت گری

غرض یہ کہ انسان ابتداء میں معدوم تھا اور اسکو کسی قسم کا عقلی یا حسّی وجود حاصل نہ تھا پھر خدا ہی نے اسکو وجود کا خلعت پہنایا انسان خود بخود وجود میں نہیں آگیا جیسا کہ فلاسفہ اور دھریہ کہتے ہیں کہ نوع انسانی اور صورتِ انسانی کا ظہور مادہ اور نیچر (فطرت) اور اسکے حرکت کا رہین منت ہے مسلمان یہ کہتا ہے کہ مادہ تو ایک بے شعور چیز ہے جو علم اور ادراک اور ارادہ و اختیار سے بالکل عاری اور کورا ہے اس کی غیر شعوری اور غیر ارادی اور غیر اختیاری حرکت سے یہ ذی شعور اور ذی علم اور ذی عقل انسان کس طرح وجود میں آگیا اور ایک گونگے اور بہرے مادہ (ایتھر اور نیچر) سے سمیع و بصیر اور متکلم یعنی سننے والا اور دیکھنے والا اور بولنے والا کیسے پیدا ہو گیا جس کمال اور جمال کا وجود خود اس مادہ کی ذات میں نہیں وہ کمال و جمال دوسروں کو کیا دے سکتا ہے کیا ایک برہنہ اور نادار اور بھوکا فقیر بھی کسی کو امیر اور مالدار بنا سکتا ہے مادہ پرستوں کو بھی اسکا اقرار ہے کہ مادہ میں کسی قسم کا کمال نہیں اور کوئی فیلسوف اور کوئی حکیم آج تک اس بات کا قائل نظر نہیں آیا کہ جس نے مادہ اور عناصر میں علم اور ادراک اور ارادہ اور اختیار کو تسلیم کیا ہو بلکہ تمام مادّیین اس بات کو مانتے چلے آتے ہیں کہ جو افعال اس سے سرزد ہوتے ہیں وہ بے شعور اور بے اختیار صادر ہوتے ہیں۔

اب غور تو کیجئے کہ رحم مادر میں جب نطفہ قرار پکڑتا ہے اور لڑکا یا لڑکی بنتا ہے تو ماں کو بھی خبر نہیں کہ میرے پیٹ میں کیا صنعت گری ہو رہی ہے اور نقاش قدرت میرے شکم میں کیا کیا نقش و نگار کر رہا ہے لڑکا بنا رہا ہے یا لڑکی اور ظاہر ہے وہ نطفہ تو ایک قطرۂ آب ہے اسے تو کچھ بھی خبر نہیں اب حیرت کہ مجھ میں کیا تغیرات اور انقلابات ہو رہے ہیں۔

معدے میں غذا ہضم ہو رہی ہے اور کیا کیا ہو رہا ہے مگر معدے کو کچھ خبر نہیں اب حیرت کا مقام ہے کہ انسان میں تو حسن و جمال بھی ہو اور فضل و کمال بھی ہو اور عقل و ادراک بھی ہو اور وہ چیز یعنی مادہ جسکو منکرینِ خدا اس انسان کا بلکہ سارے عالم کا خالق سمجھتے ہیں اس میں یہ تمام صفات کمال بالکلیہ نیست و نابود ہوں کیا عقلِ سلیم اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ کوئی شخص دوسرے کو ایسی چیز عطا کر دے جس کا خود اسکی ذات میں نام و نشان نہ ہو ہرگز نہیں معلوم ہوا کہ کسی زبردست اور با اختیار حکیم و علیم نے انسان کو یہ کمالات عطا کئے ہیں وہی خدا اور واجب الوجود ہے اور

www.ahlehaq.org

وہی ذاتِ بابرکات واہب الوجود ہے جس نے انسان کو وجود عطا کیا ہے اور وہی اس کے وجود کا رب اور مربی ہے جس کی عنایت اور رحمت کا ہر لمحہ اور ہر لحظہ یہ انسان محتاج ہے اسی کو ہم اللہ اور خدا کہتے ہیں۔

افسوس اور صد افسوس ہے ان محرومین عقل پر جو اب بھی یہ سمجھیں کہ کوئی واجب الوجود اور واہب الوجود نہیں بلکہ اس بے شعور مادہ کے طبعی تاثیرات سے تمام کارخانۂ عالم چل رہا ہے اس صورت حال پر بلاشبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح بت پرست بے جان پتھروں کے سامنے سر جھکائے ہوئے انکو معبود بنائے ہوتے ہیں اسی طرح یہ مادہ پرست ایک بے جان اور بے شعور مادہ کو اپنا صانع اور مدبر اور مربی سمجھے ہوتے ہیں کیا یہ رونے کا مقام نہیں۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

اس لحاظ سے قرآن کریم میں جتنے مضامین بت پرستوں کے حق میں نازل ہوتے ہیں وہ سب ان دہریوں اور منکرینِ خدا پر صادق آتے ہیں۔

ڈارون کا عجیب و غریب نظریہ

انیسویں صدی عیسوی میں سرزمینِ مغرب میں ایک مادی فلسفی شخص گذرا ہے جس کا نام ڈارون تھا اس نے اپنی فلسفیانہ تحقیقات میں ایک یہ انکشاف کیا کہ انسان اصل میں بندر تھا بتدریج ارتقائی مراحل طے کرتے کرتے بالآخر انسان بن گیا۔

مغربیت سے مرعوب اذہان نے بلا دلیل اور بغیر اسکے کہ اپنی عقل اور فکری صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اس نظریہ کو قبول کر لیا اور اسکو پھیلانا شروع کر دیا حالانکہ اس پر آج تک نہ کوئی دلیل عقلی پیش کی جا سکی اور نہ ہی کوئی دلیل تجربی۔

ہر صاحب عقل ادنیٰ تعقل سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ نظریہ صرف ایسا شخص ہی پیش کر سکتا ہے جو فاتر العقل ہو اور ایسا شخص ہی اسکو قبول بھی کر سکتا ہے، سمجھنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار انواع و اقسام کی مخلوقات پیدا کی ہیں جانوروں میں گدھا۔کتا۔خنزیر۔سانپ۔بچھو۔کیڑے مکوڑے چرند۔پرند غرض حیوانوں میں بر و بحر اور فضاء کی یہ بے شمار مخلوقات ہیں ہر ایک کی طبیعت اور فطرت بالکل جدا ہے یہ کہنا کہ فلاں حیوان یعنی بندر ترقی کر کے انسان بن گیا ایسی ہی مہمل بات ہے جیسے یہ کہا جاتے کہ فلاں کیڑا مکوڑا ارتقائی مدارج طے کر کے مرغا بن گیا اور پھر اس مہمل تخیل کو تھیوری کہنا اور بھی خلافِ عقل بات ہے۔

کیا اس تھیوری کے قائلین اس کا جواب دیں گے کہ یہ ارتقاء صرف ایک نوع حیوان میں کیوں

www.ahlehaq.org

ہوا دیگر حیوانات اس سے کیوں محروم رہے۔

پھر یہ بھی بتائیں کہ نوع حیوان کے علاوہ نباتات و جمادات بھی ہیں ان میں یہ ارتقائی مراحل کیوں نہیں واقع ہوتے ایک نوع کا ارتقاء اسی کی حدود میں محدود رہتا ہے ایک گھاس کا تنکا ارتقاء کے بعد تناور درخت تو ہو سکتا ہے لیکن پہاڑ نہیں بن سکتا علیٰ ھٰذا القیاس زمین کی سطح پر ابھرنے والا ٹیلا پہاڑ تو ہو جائے گا لیکن وہ کوئی اور نوع کی شکل اختیار کر کے اس میں تبدیل ہو جائے یہ ناممکن اور خلاف عقل ہے۔

پھر یہ نظریہ رکھنے والے یہ بتائیں بالفرض اگر بندر نے ارتقاء کر کے انسانی پیکر اور وضع اختیار کر لی تو یہ ارتقاء نوعی تھا یا ارتقاء فرد تھا ظاہر ہے کہ چند بندروں کے ارتقاء کا تو مسئلہ بھی نہیں نوع من حیث النوع کے ارتقاء کا دعویٰ ہے تو اصولاً یہ بات ہے کہ کوئی بھی چیز تغیّر و تبدل قبول کرنے کے بعد اپنی پہلی صورت کو چھوڑ دیتی ہے تو یہ کس قسم کا ارتقاء ہوا کہ دنیا میں بندر بھی موجود اور ارتقائی شکل اختیار کرنے والے انسان بھی موجود (تفصیل کی گنجائش نہیں) بلاشبہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں بہت سے مہمل اور خلاف عقل نظریات ظاہر ہوتے ہیں لیکن ایسا مہمل اور خلافِ عقل اور مضحکہ خیز نظریہ کوئی بھی سننے میں نہیں آیا کہ اچھے خاصے عقل و فہم اور شعور و تدبّر رکھنے والی اشرف المخلوق حسن و جمال اور کمالات و فضائل کے جوہر سے آراستہ انسانوں کو بندر کی اولاد تجویز کر دیا جائے (بریں عقل و دانش بباید گریست)

غرض عقل اور فطرت کا تقاضا یہی ہے کہ اسی پر ایمان لایا جائے جو رب العالمین نے انسانی تخلیق کے بارہ میں فرما دیا کہ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً اور اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ۔

صدق اللہ العظیم ونحن علیٰ ذالک من الشاھدین والموقنین وعلیٰ ذالک آمنا وعلیہ نحیی ونموت ونبعث عند رب العالمین۔

عجب بات ہے کہ اس نظریہ کے قائلین ایک طرف تو بندر کے ترقی کر کے انسان بن جانے کو تسلیم کرتے ہیں دوسری طرف جب قرآن کریم میں بنی اسرائیل کے واقعات میں انکے نافرمان افراد کے مسخ کے واقعہ کا ذکر آتا ہے کہ انکو مسخ کر کے بندر بنا دیا گیا تو اسکو خلافِ فطرت اور خلافِ عقل کہہ کر رد کر دیتے ہیں ایسے لوگوں کو تو سہولت سے یہ بات تسلیم کر لینی چاہیئے کہ جب بندر ترقی کر کے انسان بن سکتا ہے تو ضرور ایسا ہونا چاہیئے کہ انسان تنزل کر کے بندر بن جائے بلکہ یہ شکل تو آسان ہے بہ نسبت پہلی صورت کے کیونکہ انکے قانون کے مطابق یہ صورت تو کل شیٔ یرجع الی اصلہ کے تحت آسکتی ہے۔

---

www.ahlehaq.org

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ

ہم نے اُتارا تجھ پر

الْقُرْاٰنَ تَنْزِيلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا

قرآن سہج سہج اُتارنا ۔ سو تو راہ دیکھ اپنے رب کے حکم کی اور کہا نہ مان ان میں کسی گناہگار

اَوْ كَفُورًا ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ الَّيْلِ

یا ناشکر کا اور یاد کر نام اپنے رب کا صبح اور شام اور کچھ رات میں

فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ

سجدے کر اسکو اور پاکی بول اسکی بڑی رات تک یہ لوگ چاہتے ہیں شتاب

الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ

ملنے والی اور چھوڑ رکھا ہے اپنے پیچھے ایک دن بھاری ہم نے انکو بنایا

وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ

اور مضبوط باندھی انکی گرہ بندی اور جب ہم چاہیں بدل لاویں اُنکی طرح کے لوگ بدل کر یہ تو

تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ

سمجھوتی ہے پھر جو کوئی چاہے کر رکھے اپنے رب تک راہ اور تم نہ چاہو گے مگر

اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ يُّدْخِلُ مَنْ

جو چاہے اللہ بے شک اللہ ہے سب جانتا حکمت والا داخل کرے جسکو

يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ

چاہے اپنی مہر میں اور جو گنہگار ہیں رکھی ہے

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾ ع ۲ ۹ ۲۰

انکو دکھ کی مار

www.ahlehaq.org

عظمت کلام رب العالمین و تاکید بر پابندی احکام و دوام ذکر و بندگی

قال اللہ تعالیٰ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ ... اِلیٰ ..... عَذَابًا اَلِيْمًا ۔

(ربط) گذشتہ آیات میں انسانی تخلیق کا ذکر تھا اور یہ کہ اسکو عقل وفہم کی صلاحیتوں سے آراستہ کرکے ہدایت وگمراہی کا فرق بتادیا گیا لیکن اسکے بعد اسکی بدنصیبی ہے کہ وہ عقل وشعور کو بالائے طاق رکھ کر گمراہی میں پڑ جاتے اسکے بالمقابل سعادت و کامیابی ہے ان انسانوں کی جو خدا کو پہچان کر اس کی عبادت و بندگی میں مصروف ہوگئے ساتھ ہی ہر دو گروہ کے احوال بھی بیان کر دیئے گئے اب ان آیات میں قرآن کریم کی عظمت اور احکام ہدایت کا کامل مجموعہ ہونا بیان کیا جارہا ہے اور یہ کہ اللہ کے احکام کی پابندی اور اسکے ذکر و تسبیح میں مصروف رہنا اور عبادت کا دوام ہی انسان کی نجات کا ذریعہ ہے اور آخرت کی کامیابی اور ابدی زندگی کی راحت اسی میں مضمر ہے اور یہ کہ انسان کی یہ بہت بڑی غلطی اور چوک ہے کہ دنیا کی محبت میں آخرت برباد کردے تو ارشاد فرمایا۔

بے شک ہم نے اتارا ہے آپ پر قرآن نہایت ہی محفوظ طریقہ پر اتارنا کہ ہر وحی اور آیت کے نزول کے ساتھ ایک پہرہ ہوتا ہے اور فرشتوں کی مکمل حفاظت ہوتی ہے جسکے بعد ممکن نہیں ہوسکتا کہ اس میں کوئی پر بھی مارے اس کتاب الٰہی قرآن میں انسانی ہدایات کے جامع احکام نازل کیئے گئے جن کی اطاعت وپیروی انسان کو سعادت وکمال کے اعلیٰ مقام تک پہنچانے والی ہے اگر کوئی قوم اس کتاب الٰہی پر ایمان نہیں لاتی اور اسکے احکام نہیں مانتی تو اے ہمارے پیغمبر آپؐ اس پر بے چین ومضطرب نہ ہوں بس آپ انتظار کریں اپنے رب کے حکم کا اور اسکے فیصلہ کا جو اس نے حق کی فتح اور اپنے پیغمبر کی کامیابی کا کر رکھا ہے اور اس راہ میں مخالفت کرنے والے اگر مخالفت کرتے ہیں تو کرنے دیجیئے آپؐ کسی عارضی اور ظاہری مصلحت کے خیال سے ان میں سے کسی بھی نافرمان اور ناشکرگزار کی موافقت ہرگز نہ کیجیئے۔ حق لوگوں پر خود واضح ہوجائے گا یہ مجرمین اگر آپؐ سے چکنی چپڑی باتیں کریں یا دنیا کی دولت کا لالچ دیں تو ہرگز انکی طرف توجہ بھی نہ دیجیئے آپکے رب نے جو فیصلہ کر رکھا ہے بس اسی کا انتظار کریں اور ذکر کرتے رہیں اپنے رب کے نام کا صبح وشام اور

---

۴ صبح وشام سے مراد ہمہ وقت ہے کیونکہ یہ اوقات خصوصیت سے انسان کے غفلت یا آرام یا کاروبار یا کھیل تماشے کے ہوتے ہیں تو انکو اہمیت کے لحاظ سے ذکر کر دیا گیا اور مِنَ الَّيْلِ سے بظاہر تہجد کی نماز مراد ہے اور تہجد کے ساتھ تسبیح اور ذکر خداوندی کی تاکید اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ذاکرین کو تہجد کے علاوہ رات کا طویل حصہ ذکر و تسبیح میں گزارنا چاہیئے ۔ ۱۲۔

www.ahlehaq.org

رات کے حصّوں میں سے کچھ حصّہ میں بھی بس اسی کے لیئے سر بسجود رہیئے اور اسی کی تسبیح و پاکی بیان کرتے رہیئے رات کے طویل حصّہ تک شب کی تنہائی اور سکون میں ذکر اللہ کی حلاوت اور اسکے باطن پر عجیب کیفیت محسوس ہوگی اور اہل اللہ اس وقت وہ لذت محسوس کریں گے کہ دنیا کی کوئی لذیذ سے لذیذ چیز بھی اس سے زیادہ محبوب و پسندیدہ نہیں ہوسکتی محبوب رکھتے ہیں جلدی حاصل ہونے والی چیز کو یعنی دنیا اور دنیا کی راحت و لذت اور چھوڑ رہے ہیں اپنے پیچھے ایک بہت ہی بھاری دن کو جس کی ہیبت و گرانی کسی سے برداشت نہ ہوگی غفلت و لاپرواہی سے اس دن کو بھلا دیا اور موجودہ لذّتوں میں منہمک ہو کر عذابِ خداوندی کو دعوت دے رہے ہیں کس ظلم کی بات ہے کہ اپنے خالق کو بھلا دیا جائے ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے ہم نے ہی انکو پیدا کیا ہے اور مضبوط بنائے ہیں۔ انکے جسم کے تمام جوڑ تو جس قدرت و حکمت سے ہم نے انکو پیدا کیا انکے جسم کی ہڈیاں اور جوڑ بڑی خوبی اور حکمت سے بناتے اسی قدرت سے ہم سب کچھ کر سکتے اور انکو فنا کر کے جب چاہیں انکے بدلے ان جیسے لوگ لے آئیں ہمیں اس ارادہ سے کوئی طاقت نہیں روک سکتی اور یہ ظاہر ہے کہ جب ہم مجرمین و نافرمانوں کو ہلاک کر کے انکی جگہ دوسروں کو لائیں گے تو وہ ان جیسے مجرم و نافرمان نہیں ہوں گے بلکہ وہ مطیع و فرماں بردار ہوں گے بہرحال یہ ایک پیغام نصیحت ہے جو ہم نے بڑی وضاحت سے دنیا کو پہنچا دیا اب جس کا دل چاہے اپنے پروردگار کی طرف راستہ اختیار کر لے اسکی اطاعت و بندگی کا اور جس کا دل چاہے گمراہی اختیار کر لے اور اصل راز یہ ہے کہ ہدایت و گمراہی قدرت کی طرف سے انسانوں کے لیے طے کر دی گئی ہے اس لیئے تم نہیں چاہو گے کوئی چیز مگر وہی جو اللہ چاہے اللہ بے شک سب کچھ جاننے والا بڑی ہی حکمتوں والا ہے اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتا ہے اسکو اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے وہ اپنی استعداد و صلاحیت سے بتوفیق خداوندی ہدایت کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں اور رہا ظالموں کا معاملہ؟ جو اپنی کجروی اور عقل و فطرت کے تقاضوں کو ٹھکرا کر گمراہی اختیار کر لیں اور نہ کسی ہادی کی بات کو سنیں اور نہ حق کو سمجھیں تو ان کے واسطے ایک دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے بس مرنے کی دیر ہے جسم سے روح نکلتے ہی ان مجرموں کو اپنا انجام نظر آجائے گا اور جس عذاب کا انکار کرتے تھے اسکی گرفت سے کسی طرح نہ بچ سکیں گے۔

فائدہ سورت کی ابتداء اس بات سے تھی کہ انسان پر ایک ایسا وقت گذرا ہے کہ وہ نیست و نابود تھا پھر اس کو حق تعالیٰ نے محض اپنی قدرت سے پیدا کیا کہ ایک قطرۂ منی کو مختلف

لہ چنانچہ مشہور ہے اہل اللیل فی لیلھم ھم الذین اہل العیش فی عیشھم کہ راتوں کو بیدار رہنے والے عابدین و ذاکرین کو ذکر اللہ سے وہ لذت محسوس ہوتی ہے جو عیش پرستوں کو اپنے عیش و عشرت میں نصیب نہیں ہوسکتی ۔۱۲

www.ahlehaq.org

ادوار ومراحل سے نشو ونما عطا کیا ہوش وحواس ادراک وشعور کی صلاحیتوں کے ساتھ اسے پیدا کیا اور اسکے سامنے دونوں راستے کھول کر رکھ دیئے گئے کہ یہ ہدایت کا راستہ ہے اور دوسرا گمراہی کا اب اس کے بعد جو انسان اپنی فطری صلاحیت سے ہدایت کا راستہ اختیار کرتا ہے وہ آخرت میں جنت اور انعامات خداوندی کا مستحق ہے اور جو دیکھتی آنکھوں ہلاکت وگمراہی کا راستہ اختیار کر لیتا ہے تو بس اسکے واسطے دردناک عذاب ہی ہونا چاہیئے جو اسکے رب نے تیار کر رکھا ہے تو اس طرح سورت کا آغاز اور سورت کی انتہاء باہم نہایت ہی مربوط واقع ہوتی ہے اور یہ ربط قرآنِ کریم کے اعجاز اور کمال بلاغت کی دلیل ہے تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ الدھر۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ

سورت المرسلات مکیہ ہے اور دیگر مکی سورتوں کی طرح یہ بھی عقیدۂ توحید آخرت اور بعث بعد الموت جیسے مضامین کی تحقیق وتفصیل پر مشتمل ہے اسکے دو رکوع اور پچاس آیات ہیں۔

سورت کی ابتداء ملائکہ اور چلنے والی ہواؤں کی قسم سے کی گئی اور فرشتوں میں ان کا ذکر فرمایا جو مختلف انواع واقسام کے تکوینی امور پر مامور ہیں مضمون مقسوم علیہ قیامت کا وقوع ہے جس کو اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ،، کے عنوان سے بیان فرمایا گیا اسی کے ساتھ یہ بیان کیا گیا کہ قیامت کے وقوع پر کائنات عالم کا نظام کس طرح درہم برہم کر دیا جائے گا اگرچہ اسکو اجمالاً بیان فرمایا اثباتِ قیامت کے مضمون کے ساتھ توحید خداوندی اور اسکے دلائل ذکر کیئے گئے اور دلائل قدرت اور توحید رب العالمین سے اعراض وبے رخی کرنے والوں پر وعید کا سلسلہ بیان اخیر سورت تک جاری رکھا گیا اور یہ کہ قیامت کے روز انکا حال نہایت ہی بُرا ہوگا ان مجرمین کی ذلت کی کوئی حد نہ ہوگی اور حقارت ونفرت کے ساتھ انکو جہنم میں دھکیل دیا جائے گا یہ کہتے ہوئے کہ دیکھ لو یہ ہے وہ جہنم جسکی تم تکذیب کرتے تھے۔

اختتام سورت پر ان اعمال اور بدترین خصلتوں کا بھی ذکر فرما دیا گیا جو کفار کی فطرت میں رچی ہوئی تھیں اور یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ کافروں کو دنیوی نعمتوں کو دیکھ کر کسی دھوکہ میں نہ رہنا چاہیئے یہ تو خدا کی طرف سے انکو ڈھیل دی جا رہی ہے اور ایک طرح کا امتحان ہے اس لیئے اہل ایمان اور حق پرست لوگوں کو کسی قسم کے شبہ میں نہ پڑنا چاہیئے۔

www.ahlehaq.org

اٰیاتُھا ۵۰ = ۷۷ = سُوْرَۃُ الْمُرْسَلٰتِ مَکِّیَّۃٌ = ۳۳ فِیْھَا رُکُوْعَانِ

سورۂ مرسلٰت مکی ہے اور اس میں پچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ

قسم ہے چلتی باؤں کی دل کو خوش آتی پھر جھونکا دینے والیاں زور سے پھر ابھارنے والیاں

نَشْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِیٰتِ ذِکْرًا ۙ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۙ﴿۶﴾

اُٹھا کر پھر پھاڑنے والیاں بانٹ کر پھر فرشتے اُتارنے والوں کی سمجھوتی الزام اتارنے کو یا ڈر سنانے کو

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۙ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ

مقرر جو تم سے وعدہ ہوا سو ہونا ہے پھر جب تارے مٹلتے جاویں اور جب آسمان میں

فُرِجَتْ ۙ﴿۹﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ﴿۱۰﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ؕ﴿۱۱﴾

جھروکے پڑیں اور جب پہاڑ اڑائے جاویں اور جب رسولوں کا وعدہ ٹھہرے

لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ؕ﴿۱۲﴾ لِیَوْمِ الْفَصْلِ ۚ﴿۱۳﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ

کس دن کی ان کو دیر ہے اس فیصلہ کے دن کی اور تو کیا بوجھا؟ کیا ہے فیصلہ

الْفَصْلِ ؕ﴿۱۴﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ

کا دن ؟ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی کیا ہم کھپا نہیں

الْاَوَّلِیْنَ ؕ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۷﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ

چکے اگلے پھر انکے پیچھے بھیجتے ہیں پچھلے ہم یہی کچھ کرتے ہیں

بِالْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ

گناہگاروں سے خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی کیا ہم نے نہیں بنایا تمکو

www.ahlehaq.org

مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ

ایک بے قدر پانی سے ؟ پھر رکھا اسکو ایک جمے ٹھہراؤ میں ایک وعدہ

مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

مقرر تک پھر ہم کر سکے سو کیا خوب سکت والے ہیں خرابی ہے اس دن

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾

جھٹلانے والوں کی کیا ہم نے نہیں بنائی زمین سمیٹنے والی جیتوں کو اور مُردوں کو

وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾

اور رکھے اس میں بوجھ کو پہاڑ اونچے اور پلایا تمکو پانی میٹھا پیاس بجھاتا

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ

خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی چلو دیکھو! جو چیز تم

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا

جھٹلاتے تھے چلو ایک چھاؤں میں جس کی تین پھانکیں نہ

ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾

گھن کی اور نہ کام آوے تپش میں وہ آگ پھینکتی ہے چنگاریاں جیسے محل

كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾

جیسے وہ اُونٹ ہیں زرد خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾

یہ وہ دن ہے کہ نہ بولیں گے اور نہ انکو حکم ہو کہ توبہ کریں

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ

خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی یہ ہے دن فیصلے کا

www.ahlehaq.org